معارفِ اسمِ

محمد ﷺ

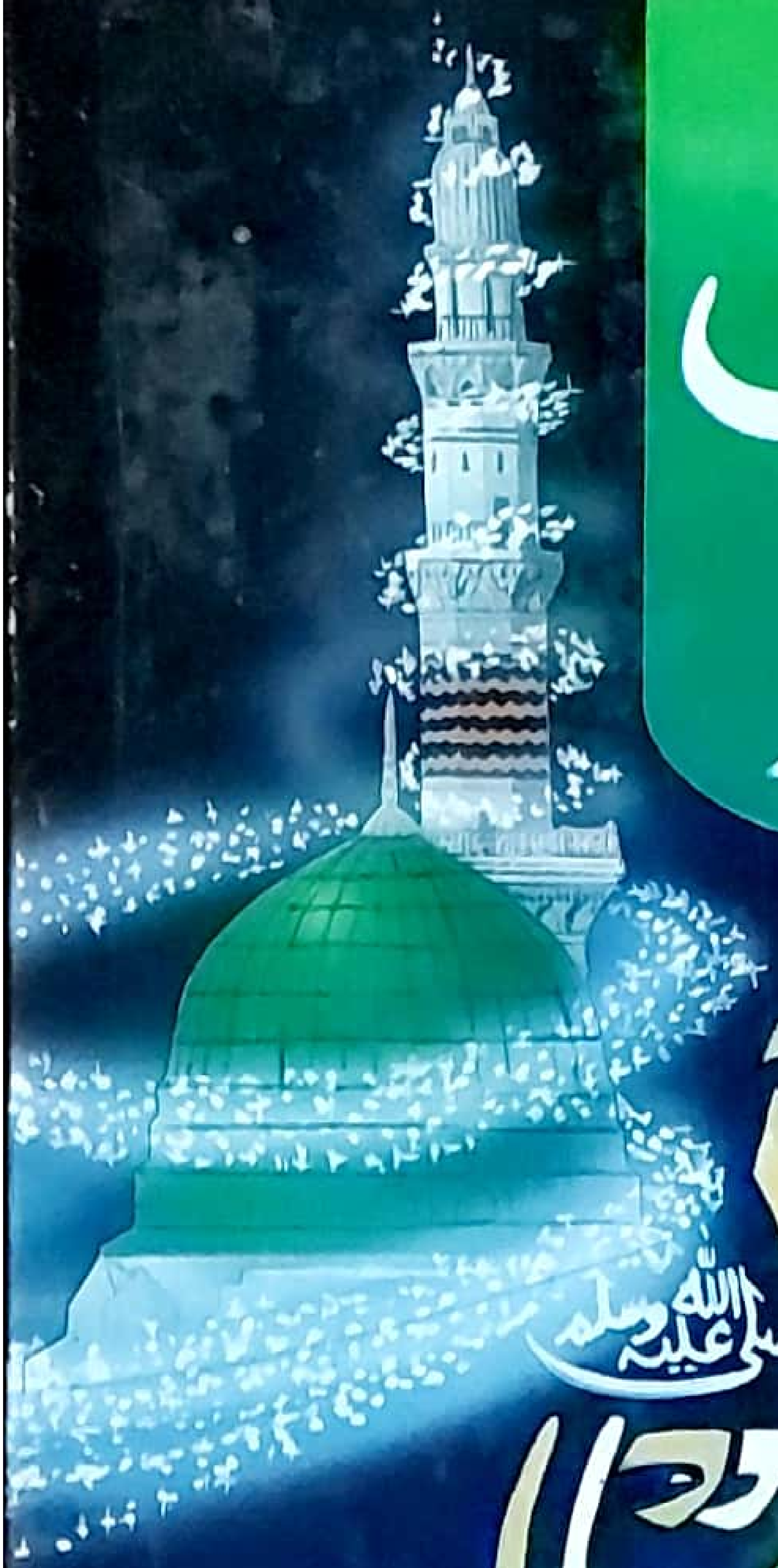

صلی اللہ علیہ وسلم

مُحمّد نعیم احمد برکاتی ابنِ مُحمّد سالار کپٹھال

Scanned with CamScanner

پینز و ستان - مین باب کوچکی گرگها را ص ۱۰۲

ترقی پیشروی

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ

یا الٰہی رحم فرما محمدؐ مصطفےٰ کے واسطے!

یا رسول اللہ کرم کیجئے خدا کے واسطے!

معارفِ اسمِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

مؤلفہ

محمدؐ نعیم احمد برکاتی بن محمدؐ سالار کٹھال

ناشر

شبیر برادرز ◦ اردو بازار ◦ لاہور

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَاسَیِّدِیْ یَارَسُوْلَ اللّٰہ

جملہ حقوق بحق پبلشرز محفوظ ہیں

نام کتاب ———— معارفِ اسمِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

طباعت ———— جون ۱۹۹۶ء

پرنٹنگ ————

ناشر ———— زبیر منیر

قیمت ————/۷۵ روپے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شرفِ انتساب

اُن کے نام ____ جن کا خلق خود قرآن ہے ۱؎

اُن کے نام ____ جن کا رُتبہ "من کنت مولاہ فعلی مولاہ" ہے۔ ۲؎

اُن کے نام ____ جن کا مرتبہ "الحسین منّی وانا من الحسین" ہے۔ ۳؎

اُن کے نام ____ جن کی عظمت بے مثال "قدمی ھٰذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ" ہے۔ ۴؎

اُن کے نام ____ جن کے دور میں مارہرہ کے چرند و پرند تک لا الٰہ الا اللہ پڑھتے تھے اور وہ طالب کو دو تین دن بلکہ دو تین گھڑی میں منزلِ مقصودِ مطلوب تک پہنچا دیا کرتے تھے۔ ۵؎

اُن کے نام ____ جن کے دبدبۂ علمی سے ایشیا و یورپ کے فلاسفر لرزتے رہے، اور دُنیا جنہیں مجدد اعظم کے نام سے پکارتی ہے ۶؎

اُن کے نام ____ جن کی شانِ ترجمان بقول سیدنا اعلیٰحضرت مخدوم زادے "اردو میں قرآن لکھ رہے ہو" ہے ۷؎

اُن کے نام ____ جنہوں نے وقت کی ظالم و جابر حکومت کی سربراہ مسز گاندھی کے نسبندی جیسے قبیح و غیر اسلامی پروگرام کے خلاف حکومتِ وقت کے سامنے اعلائے کلمۃ الحق کا نعرہ بلند کیا کہ "نسبندی حرام ہے، حرام ہے، حرام ہے" ۸؎

اُن کے نام ____ جنکی نگاہِ فیض و کرم نے فقیر کو اِس کتاب کے لکھنے کی سعادت بخشی جنکی غلامی پر فقیر کو ناز ہے ۹؎

فیوض و برکات کا طالب

محمد نعیم احمد برکاتی

۱؎ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم۔ ۲؎ شیرِ خدا سیدنا علی کرم اللہ وجہہ۔
۳؎ سید الشہداء امام حسین رضی اللہ عنہ۔ ۴؎ پیران پیر سیدنا غوث الاعظم دستگیر۔ ۵؎ بانی سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ حضرت سیدنا شاہ برکت اللہ۔ ۶؎ سیدنا اعلیٰحضرت عظیم البرکت الشاہ امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی۔ ۷؎ حضور محدثِ اعظم ہند علیہ الرحمۃ۔ ۸؎ حضور سرکار مفتیٔ اعظم علیہ الرحمۃ۔ ۹؎ مرشدِ کامل حضرت سید مصطفےٰ حیدر حسن میاں صاحب قبلہ قادری برکاتی مدظلہ العالی۔ ۱۰؎ کاشف الاستار۔ از سید شاہ حمزہ علیہ الرحمۃ۔

فہرست مضامین

حصہ اوّل

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
انتساب		محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے معنیٰ	۶۹
پیش لفظ	ک	حمدِ کامل	۶۹
تعارفِ حضرت علامہ ارشد القادری صاحب	۵	حامد کے معنیٰ	۶۹
تقدیم ۱ از۔ علامہ ارشد القادری صاحب قبلہ	۱۴	حضور احمد، محمد و محمود ہیں	۷۰
تعارفِ مسعودِ ملت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب	۲۶	سب سے اول کیا شئی پیدا ہوئی	۷۰
تقدیم ۲ از۔ پروفیسر مسعود احمد صاحب قبلہ	۳۴	تعارفِ امام عبد الرزاق	۷۱
تاثراتِ گرامی	۵۷	نور کے چار حصے	۷۱
کتاب اور صاحبِ کتاب	۶۰	اول ما خلق اللہ القلم	۷۲
ستارۂ نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم	۶۵	سب سے اول تحریر	۷۲
حضرت جبرئیل علیہ السلام کی عمر	۶۵	قلم کا شگاف	۷۲
عبادت نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم	۶۶	حضور منصب نبوت پر کب فائز ہوئے؟	۷۲
نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی تسبیح	۶۶	حضور آخری نبی ہیں	۷۲
حضور احمد کس طرح بنے؟	۶۶	جنت میں نامِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم	۷۲
احمد کے معنیٰ	۶۶	نور محمدی پشتِ آدم میں	۷۲
اول العابدین	۶۶	نور محمدی کی تابش	۷۳
سب سے پہلے مسلمان	۶۶	نورِ محمدی کی تعظیم	۷۳
ساری کائنات حضور کے نور سے	۶۷	پشتِ آدم سے تسبیح کی آواز	۷۴
نبی اول و آخر	۶۷	فرشتوں کا سجدہ نور محمدی کو تھا	۷۴
اول مخلوق	۶۷	مخلوق میں سب سے افضل کون؟	۷۴
حضور احمد کب کہلائے؟	۶۸	حضرتِ آدم کی کنیت	۷۵
سرکار کی خصوصیت	۶۸	حضرت آدم و حوا کی پیدائش	۷۶
خیرات	۶۸	حضرت حوا کا مہر	۷۷
حضور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کب بنے؟	۶۹	حضرت آدم کے ناخن میں نورِ محمدی	۷۷

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
انگوٹھے چومنا حضرت آدم کی سنت	۷۷	وتقلبک فی الساجدین	۸۳
حضرت آدم و حوا جنت سے زمیں پر	۷۷	سرکار کے آباء و اجداد طیب و طاہر ہیں	۹۳
حضرت آدم و حوا کی جدائی	۷۷	حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی دُعا	۸۳
سب سے پہلی اذان	۷۸	حضور حضرت اسماعیل کی نسل سے ہیں	۸۳
وحشتِ آدم نامِ محمد سے دور کی گئی	۷۸	اسمِ احمد و محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارتیں	۸۴
اہلِ زمین کو سب سے پہلے جس نام سے روشناس کرایا گیا وہ نامِ محمد ہے۔	۷۸	حضرت یعقوب علیہ السلام کو وحی	۸۴
حضرتِ آدم کا رونا	۷۸	حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وحی	۸۵
پانچ حضرات دنیا میں سب سے زیادہ روئے	۷۸	حضرت اشعیاء علیہم السلام کو وحی	۸۶
حضرتِ آدم کے آنسو	۷۹	حضرت داؤد علیہم السلام کو وحی	۸۶
نامِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ	۷۹	حضرت موسیٰ کلیم اللہ کی بشارت	۸۵
جنت میں نامِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم	۷۹	حضرت سلیمان علیہ السلام کی بشارت	۸۷
حضرت آدم نے محمد کو کیسے پہچانا	۸۰	حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت	۸۷
قبولیتِ توبہ بنامِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم	۸۰	آخری بشارت دینے والے حضرت عیسیٰ ہیں	۸۷
ولو انہم اذ ظلموا انفسہم جاءوک	۸۱	نامِ نامی دو ہزار سال پہلے لکھا گیا	۸۵
آدم و حوا کی ملاقات	۸۱	نامِ مصطفےٰ انجیل شریف میں	۸۸
سلسلۂ اولادِ آدم	۸۱	نامِ پاک کی تعظیم کا صلہ	۸۹
حضرت شیث علیہ السلام سے عہد	۸۱	نامِ پاک کی گستاخی کا انجام	۹۰
عہد نامہ پر فرشتوں کی گواہی	۸۲	نامِ پاک کے وسیلے دشمنوں پر فتح یابی	۹۱
حضرتِ آدم کی وصیت	۸۲	نامِ پاک کے وسیلے یہودیوں نے بھی جب دعا مانگی تو قبول ہوئی۔	۹۱
آسمانوں پر نامِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم	۸۲	انبیائے سابقین نے اسی نام کے وسیلے سے اپنی مرادیں حاصل کی ہیں۔	۹۲
عالمِ بالا میں نامِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم	۸۲	نوح علیہ السلام کی کشتی اگر پار لگی ہے تو اسی نام کے وسیلے۔	۹۲
نامِ پاک کا ذکر	۸۲	داؤد علیہم السلام کی توبہ بھی گر قبول ہوئی ہے	
درودِ پاک کا نذرانہ	۸۳		
نورِ محمدی سینہ بہ سینہ	۸۳		

Scanned with CamScanner

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
سب سے پہلی جو چیز حضور پر واجب ہوئی	۱۶۱	فیروز نے اسلام قبول کر لیا	۱۸۴
بنی ہاشم کے خلاف تحریری عہد نامہ	۱۶۲	حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی نعت ہیں	۱۸۵
حضور ہر عیب سے پاک ہیں	۱۶۵	حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی رحمت ہیں	۱۸۷
موسم حج میں دعوتِ اسلام	۱۶۵	انبیائے کرام سے عہد میثاق	۱۵۲
"ذی قار" کی جنگ	۱۶۵	وصال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	۱۸۵
معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم	۱۶۶	تاریخِ وفات	۱۸۵
مدینہ طیبہ کو ہجرت	۱۶۸	آسمان سے غیبی نداء	۱۸۵
مکتوباتِ سید الانام شاہانِ عرب کے نام	۱۸۲	حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا غم	۱۸۶
شاہِ ایران کے نام مکتوب گرامی	۱۸۳	حضرت بلال نے اذان کہنی چھوڑ دی	۱۸۶
کسریٰ خسرو پرویز نے نامۂ مبارک پھاڑ ڈالا	۱۸۲	نامِ محمد زبان پر آتے ہی بلال بے ہوش ہو گئے	۱۸۷
اسمِ مبارک کی بے حرمتی کا انجام	۱۸۴	صفاتِ مومنین	۱۸۸

حصّہ دوّم

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
اسم احمد و محمد کی تشریح (صلی اللہ علیہ وسلم)	۱۸۹	شانِ نزول	۲۰۸
محمد و احمد میں فرق (صلی اللہ علیہ وسلم)	۱۹۱	رفعتِ ذکر	۲۰۹
محمد کے معنیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم)	۱۹۲	نامِ خدا اور نامِ نبی کا اتصال	۲۱۰
اسم با مسمّیٰ	۱۹۳	اسمِ اللہ سے اسمِ محمد کے ملانے کا انعام	۲۱۹
اسمِ اللہ و محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں مماثلت	۱۹۷	اسمِ احمد کا نقشہ نماز میں	۲۲۱
اسمِ اللہ و محمد با معنیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم)	۱۹۹	عالمِ علوی میں اسمِ محمد۔ صلی اللہ علیہ وسلم	۲۲۴
اسمِ ذاتِ اللہ ہر صورت میں با معنیٰ ہے	۱۹۹	لوحِ محفوظ پر اسمِ محمد۔ صلی اللہ علیہ وسلم	۲۲۶
نامِ محمد کا ہر حرف با معنیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم)	۲۰۱	جنت کی ہر چیز پر محمد کا نام۔ (صلی اللہ علیہ وسلم)	۲۲۷
إذا ذكرتُ ذكرتَ معي	۲۰۶	کتبِ سماوی میں اسمِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم	۲۳۰
ورفعنا لك ذكرك	۲۰۶	توریت میں اسمِ رسول	۲۳۱

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
انجیل میں اسمِ رسول	۲۲۳	قدیم کرسی پر نامِ محمد۔ صلی اللہ علیہ وسلم	۲۵۱
اسمِ رسول بائبل و برناباس میں	۲۲۴	کائنات کی ہر شئی پر نامِ محمد۔ صلی اللہ علیہ وسلم	۲۵۱
زبور میں اسمِ رسول	۲۲۵	ہر چیز اللہ کی تسبیح کرتی ہے	۲۵۲
صحیفۂ آدم میں اسمِ رسول	۲۲۶	کھانے سے تسبیح کی آواز	۲۵۴
صحفِ ابراہیم میں اسمِ رسول	۲۲۶	پتھر کا حضور کو سلام عرض کرنا	۲۵۴
کتاب حبقوق میں اسمِ رسول	۲۲۷	اسمِ مبارک پر نام رکھنے کے فضائل و برکات	۲۵۴
کلامِ شعیب میں اسمِ رسول	۲۲۷	واقعات کی روشنی میں	۲۶۳
صحیفۂ شعیاء میں اسمِ رسول	۲۲۸	ہر درد کی دوا ہے نامِ مصطفےٰ محمد صلی اللہ علیہ وسلم	۲۶۷
مجموعۂ اقوال سلیمان میں اسمِ رسول	۲۲۸	انگوٹھے چومنا۔ نامِ اقدس کی تعظیم	۲۷۲
کائناتِ سفلی میں نامِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم	۲۲۹	اس کے تجربے اور مشاہدے	۲۷۴
قدیم پتھروں پر نامِ محمد۔ صلی اللہ علیہ وسلم	۲۴۰	اسمِ مبارک پر درود شریف پڑھنے کی فضیلت	۲۷۸
سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی پر نامِ محمد	۲۴۱	نامِ محمد سن کر جو لوگ درود نہیں پڑھتے	۲۷۹
درختوں کے پتوں پر نامِ محمد۔ صلی اللہ علیہ وسلم	۲۴۲	اسمِ محمد دیکھ کر درود پڑھنے کی برکت	۲۸۱
پھولوں پر نامِ محمد۔ صلی اللہ علیہ وسلم	۲۴۳	نامِ محمد کے ساتھ درود لکھنے کی فضیلت	۲۸۱
پھلوں پر نامِ محمد۔ صلی اللہ علیہ وسلم	۲۴۴	درود شریف میں اختصار مکروہ ہے	۲۸۴
پھلوں کے دانوں پر نامِ محمد۔ صلی اللہ علیہ وسلم	۲۴۴	اسمِ مبارک کے لکھنے سے متعلق ایک ضروری تنبیہ	۲۸۵
ترکاریوں میں نامِ محمد۔ صلی اللہ علیہ وسلم	۲۴۵	نامِ محمد لکھ کر درود پڑھنے کا صلہ	۲۸۶
مچھلیوں پر نامِ محمد۔ صلی اللہ علیہ وسلم	۲۴۶	احترامِ نامِ محمد۔ صلی اللہ علیہ وسلم	۲۸۸
موتیوں میں نامِ محمد۔ صلی اللہ علیہ وسلم	۲۴۸	اسمِ مبارک کی گستاخی کا انجام	۲۸۹
انبیاء کے مقدس شانوں کے بیچ نامِ محمد	۲۴۸	اسمِ مبارک و ذاتِ محمدی سے محبت	۲۹۰
فرشتے کے نورانی زلفوں پر نامِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم	۲۴۹	صحابہ کا عشقِ محمدی۔ صلی اللہ علیہ وسلم	۲۹۰
پہلو پر نامِ محمد۔ صلی اللہ علیہ وسلم	۲۴۹	اعلیٰحضرت کا عشقِ محمدی۔ صلی اللہ علیہ وسلم	۲۹۱
آنکھوں میں نامِ محمد۔ صلی اللہ علیہ وسلم	۲۴۹	درخت بھی اسمِ مبارک کا احترام کرتے ہیں	۲۹۱
پھلوں کے اندر نامِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم	۲۴۵	اسمِ رسول سن کر شیر بے آزار ہو گیا	۲۹۲
بکریوں پر نامِ محمد۔ صلی اللہ علیہ وسلم	۲۵۰	مرضِ گناہ کی دوا ہے نامِ محمد۔ صلی اللہ علیہ وسلم	۲۹۳

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
پتھر بھی نبی کے نام پر درود پڑھتے ہیں	۲۹۳	کیا پیارے چار حرف ہیں محمد کے نام میں	۳۰۲
تو مرتبہ نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم لکھا دیکھا	۲۹۴	چار چیزیں سب سے اوّل پیدا کی گئیں	۳۰۳
کوہِ قاف سے آگے ذکرِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم	۲۹۵	حضور صلی اللہ علیہ وسلم قلم ہیں	۳۰۴
پھل کی جگہ اللہ اور محمد کے نام اُگتے ہیں	۲۴۴	حضور صلی اللہ علیہ وسلم لوح ہیں	۳۰۷
نام محمد کا نقشہ انسانی جسم میں (صلی اللہ علیہ وسلم)	۲۵۰	حضور صلی اللہ علیہ وسلم نور ہیں	۳۱۳
یا محمد اور یا احمد پکارنا	۲۶۱	درسِ زندگی	
چار کا عدد	۲۹۵	ماخذ و مراجع	۳۳۰

اپنی مطبوعات

۱ معارفِ اسم محمد صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم۔ ۲ گیارہویں شریف:۔ از۔ ابوالحسن محمد علی رضوی جسمیں گیارہویں شریف کے بیشمار خصائص وفضائل اور برکات نیز اثباتِ گیارہویں شریف وغیرہ بہترین انداز میں پیش کئے گئے ہیں۔

۳ باب مدینۃ العلم :۔ از۔ محمد نعیم احمد برکاتی۔ حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کے علم سے متعلق ہے۔ حضرت علی کے علم کے فقہی بحیثیت مقامِ علمِ علی۔ نیز حضرت کے مختلف فیصلے جو دورِ رسالت اور خلافتِ راشدہ کے دور میں آپ نے صادر فرمائے جس کے جواب میں بعض دفعہ امیر المومنین سیدنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا:۔ لولا علی لھلک عمر

۴ درسِ زندگی:۔ از۔ مولانا فضلِ رسول صاحب شیخ الادب دارالعلوم حنفیہ سنیہ مالیگاؤں معاشرے کے سدھار کیلئے فی الوقت قوم کو اصلاحی تذکرات کی ضرورت ہے جس سے مذہبی، سماجی و معاشرتی زندگی میں انقلاب رونما ہو سکے۔ اور بحقیقت ہے کہ اسلامی انقلاب ہی سے اخلاقی سماجی، معاشرتی و تمدنی زندگی میں سدھار ونکھار پیدا ہو سکتا ہے۔ اپنی زندگی میں طہارت و پاکیزگی اور نکھار پیدا کرنے کیلئے نیز حقوق العباد کے مسائل کی صحیح جانکاری کیلئے کتاب "درسِ زندگی" کا مطالعہ کریں ——

زیرِ طبع: ① معارفِ اسم محمد صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم جلد دوم (حصہ سوم)۔ ② علمِ غیبِ مصطفٰے —
③ سرکار کے آباء کرام کی طہارت ④ حسن المقصد فی عمل المولد للسیوطی (مترجم) مع عید میلاد النبی قرآن و حدیث کی روشنی میں۔

ملنے کا پتہ:۔ کتب خانہ برکاتیہ، تول پیٹھ، ہبلی ۵۸۰۰۲۸ کرناٹک۔

سلسلۂ عالیہ قادریہ برکاتیہ

(سلسلۂ نسب)

پدری سلسلہ: مرشدِ کامل حضور احسن العلماء حضرت سید مصطفٰے حیدر حسن میاں صاحب قبلہ برکاتی ذیب سجادہ نشین مارہرہ مطہرہ بن سید شاہ آلِ عبا بن سید حسین حیدر بن سید شاہ محمد حیدر بن سید شاہ دلدار حیدر بن سید شاہ منتخب حسین بلگرامی بن سید ناظم علی بن سید حیات المتنبی تانو میاں بن سید حسین بن سید ابوالقاسم بن سید جان محمد بن سید حاتم بن سید بدر الدین بدلے بن سید ابراہیم بن سید پیارے بن سید حسن بن سید محمود دمّن بن سید بڑے بن سید جلال الدین بن سید ابراہیم بن سید ناصر بن سید مسعود بن سید سالار بن سید شاہ محمد صغریٰ بن سید شاہ علی بن سید شاہ حسین بن سید ابوالفرح ثانی بن سید شاہ ابوفراس بن سید ابوالفرح واسطی بن سید داؤد بن سید حسین بن سید یحییٰ بن سید زید سوم بن سید عمر بن سید زید دوم بن سید علی عراقی بن سید حسین بن سید علی بن سید محمد بن سید عیسیٰ موتم الاشبال بن سید زید شہید بن سیدنا امام زین العابدین بن سیدنا امام حسین بن سیدنا علی کرم اللہ وجہہٗ و سیدہ فاطمۃ الزہرہ بنت سیدنا محمد مصطفٰے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم۔

مادری سلسلہ: حضور احسن العلماء حضرت سید مصطفٰے حیدر حسن میاں صاحب قبلہ بن سیدہ اکرام فاطمہ شہر بانو بنت سید ابوالقاسم شاہ اسماعیل حسن بن سید شاہ محمد صادق بن سید شاہ اولادِ رسول سید العابدین بن سید شاہ آلِ برکات ستھرے میاں بن سید شاہ حمزہ بن سید شاہ آلِ محمد بن سید شاہ برکت اللہ بن سید شاہ اویس بن سید شاہ عبد الجلیل بن سید میر عبد الواحد بلگرامی بن سید شاہ ابراہیم بن سید شاہ قطب الدین بن سید شاہ ماہرو شہید بن سید شاہ بڈھ بن سید شاہ کمال الدین بن سید شاہ قاسم بن سید شاہ حسن بن سید شاہ نصیر بن سید شاہ حسین بن سید شاہ عمر بن سید شاہ محمد صغریٰ بن سید شاہ علی بن سید شاہ حسین بن سید ابوالفرح ثانی بن سید شاہ ابوالفراس بن سید ابوالفرح واسطی بن سید داؤد بن سید حسین بن سید یحییٰ بن سید زید سوم بن سید عمر بن سید زید دوم بن سید علی عراقی بن سید حسین بن سید علی بن سید محمد بن سید عیسیٰ موتم الاشبال بن سید زید شہید بن سیدنا امام زین العابدین بن سیدنا امام حسین بن سیدنا علی کرم اللہ وجہہٗ و سیدہ فاطمۃ الزہرہ بنت سیدنا محمد مصطفٰے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

سلسلۂ عالیہ قادریہ برکاتیہ

(سلسلۂ خلافت)

حضور رحمۃ اللعالمین حضرت سیدنا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم (وصال ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ) ← حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ (متوفی ۱۹ رمضان ۴۰ھ) ← حضرت سیدنا امام حسین ابن علی (متوفی ۱۰ محرم ۶۱ھ) ← حضرت سیدنا امام زین العابدین ابن امام حسین (متوفی ۱۸ محرم ۹۴ یا ۹۵ھ) ← حضرت سیدنا امام باقر ابن امام زین العابدین (متوفی ۷ ذی الحجہ ۱۱۴ھ) ← حضرت سیدنا امام جعفر صادق ابن امام باقر (متوفی ۱۵ رجب ۱۴۸ھ) ← حضرت سیدنا امام موسیٰ کاظم ابن امام جعفر صادق (متوفی ۵ رجب ۱۸۳ھ) ← حضرت سیدنا امام علی موسیٰ رضا ابن امام موسیٰ کاظم (متوفی ۹ صفر ۲۰۳ھ) ← حضرت شیخ المشائخ خواجہ معروف کرخی (متوفی ۲ محرم ۲۰۰ھ) ← حضرت شیخ المشائخ خواجہ ابوالحسن سری سقطی (متوفی ۱۳ رمضان ۲۵۳ھ) ← حضرت سید الطائفہ خواجہ قاسم جنید بغدادی (متوفی ۲۷ رجب ۲۹۷ھ) ← حضرت ابوبکر عبد اللہ شبلی (متوفی ۲۷ ذی الحجہ ۳۳۴ھ) ← حضرت ابوالفضل عبدالواحد بن عبد العزیز تمیمی (متوفی ۲۶ جمادی الاولیٰ ۴۲۵ھ) ← حضرت شیخ ابوالفرح یوسف طرطوسی (متوفی شعبان یا محرم ۴۴۷ھ) ← حضرت شیخ ابوالحسن علی بن سید یوسف قرشی ہکاری (متوفی یکم محرم ۴۸۶ھ) ← حضرت قاضی ابوالخیر ابو سعید مبارک مخزومی (متوفی ۷ شعبان ۵۱۳ھ) ← پیران پیر دستگیر حضرت سیدنا غوث محی الدین شیخ عبد القادر جیلانی (متوفی ۱۱ ربیع الثانی ۵۶۱ھ) ← حضرت سید تاج الدین ابوبکر عبدالرزاق ابن حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ (متوفی ۶ شوال ۶۰۳ھ) ← حضرت شیخ سید احمد ابو صالح نصر ابن سید عبدالرزاق (متوفی ۱۶ شوال ۶۳۲ھ) ← حضرت سید محی الدین ابو عبد اللہ محمد بن ابو صالح نصر (متوفی ۲۲ ربیع الاول ۶۵۶ھ) ← حضرت سید علی قادری (متوفی ۲۳ شوال ۷۳۹ھ) ← حضرت سید موسیٰ قادری (متوفی ۱۳ رجب ۷۶۳ھ) ← حضرت شیخ السادات فخر البرکات میر حسن قادری (متوفی ۲۶ صفر ۷۸۱ھ یا ۲ شعبان ۷۸۱ھ) ← حضرت سید احمد جیلانی (متوفی ۱۹ محرم ۸۵۳ھ) ← حضرت شیخ بہاء الملۃ والدین شطاری (متوفی ۱۱ ذی الحجہ ۹۲۱ھ) ← حضرت سید ابراہیم ایرجی بن سید معین الدین ایرجی (متوفی ۵ ربیع الثانی ۹۵۳ھ) ← حضرت نظام قادری شاہ محمد بھکاری بن امیر سیف الدین (متوفی ۹ ذی قعدہ ۹۸۱ھ) ← حضرت قاضی ضیاء الدین قاضی جیا (متوفی ۲۲ رجب ۹۸۹ھ) ← حضرت شیخ ابو محمد عبد العزیز جمال الاولیاء بن شیخ مخدوم جہانیاں (متوفی رمضان ۱۰۴۷ھ) ← حضرت میر سید محمد کالپوی ترمذی بن میر ابو سعید (متوفی ۱۵ شعبان ۱۰۷۱ھ) ← حضرت میر سید احمد بن میر سید محمد کالپوی (متوفی ۱۹ صفر ۱۰۸۴ھ) ← حضرت سید شاہ فضل اللہ کالپوی بن شیخ عبد الرحمٰن (۱۴ ذی قعدہ ۱۱۱۱ھ) ← سلطان العاشقین قدوۃ السالکین حضرت سید شاہ برکت اللہ بن سید شاہ اویس (متوفی ۱۰ محرم ۱۱۴۲ھ) ← حضرت سید شاہ آل محمد بن سیدنا شاہ برکت اللہ (متوفی ۱۶ رمضان ۱۱۶۴ھ) ← حضرت سید شاہ محمد حمزہ بن آل محمد (متوفی ۱۴ محرم ۱۱۹۸ھ) ← حضرت شمس الدین ابو الفضل سید شاہ آل احمد اچھے میاں بن سید شاہ محمد حمزہ (متوفی ۱۷ ربیع الاول ۱۲۳۵ھ) ← حضرت سید شاہ آل رسول خاتم الاکابر بن سید شاہ آل برکات ستھرے میاں بن سید شاہ محمد حمزہ (متوفی ۱۸ ذی الحجہ ۱۲۹۶ھ) ← حضرت شاہ ابوالحسین احمد نوری میاں بن سید شاہ ظہور حسن بن حضور خاتم الاکابر (متوفی ۱۱ رجب ۱۳۲۴ھ) ← حضرت تاج العلماء سید شاہ اولاد رسول محمد میاں بن حضرت ابو القاسم (متوفی ۴ جمادی الآخر ۱۳۷۵ھ) ← حضور احسن العلماء سید مصطفےٰ حیدر حسن میاں صاحب قبلہ برکاتی مدظلہ العالی (ولادت ۱۰ شعبان ۱۳۴۵ھ) [1]

[1] حجاز جدید دہلی شمارہ نومبر ۱۹۸۹ء ص ۵۲ تذکرۂ مشائخ قادریہ برکاتیہ از سید آل رسول حسنین میاں قادری برکاتی قبلہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم ط

حمد اسی پروردگار عالم کے لئے جس نے امر کُن سے کل کائنات کو پیدا کیا اور ایک مشت خاک سے انسان بنایا پھر اس کو لَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِیْٓ اٰدَمَ کا تاج پہنایا اور اشرف المخلوقات قرار دیا ـــــ جس کی ذات کو ہمیشگی ہے ـــــ جس کی شان قُلِ اللّٰھُمَّ مٰلِکَ الْمُلْکِ تُؤْتِی الْمُلْکَ مَنْ تَشَآءُ ۔الآیۃ[1] کہ وہ جسے چاہے سلطنت دے اور جس سے چاہے سلطنت چھین لے اور جسے چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلت دے ـــــ وہ دن کا حصہ رات میں ڈالے اور رات کا حصہ دن میں ڈالے ۔ اور مردہ سے زندہ نکالے اور زندہ سے مردہ نکالے ۔ اور جسے چاہے بے حساب دے ـــــ کوئی چیز اس کی مثل نہیں ۔ وہی سب کی سنتا اور سب کچھ دیکھتا ہے ۔ لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ[2] ـــــ سبحان اللہ ! کیسا رحیم وکریم اور سمیع وبصیر ہے جس نے اپنے فضل سے ہم پر نعمتوں کے دریا بہا دیئے ۔ اگر ہمارے بال زبان بن کر اس کی نعمتوں کا شمار کرنا چاہیں تو بھی ہرگز نہ کر سکیں گے ؎

گر بر تنِ من زباں شود ہر مو　　احسان ترا شمار توانم کرد

پھر اس خاک کو عزت دینے کے لئے ان میں بیشمار انبیائے کرام علیہم السلام کو بھیجا کہ یہ تمام نعمتوں سے بالاتر نعمت ہے ۔ پھر درود لا محدود اس محبوب رب ودود پر جس کا وجود باوجود اس جہاں کی پیدائش کا سبب ہے : لولاک لما خلقت الافلاک والارضین[3] یعنی

[1] سورۂ آل عمران آیت ۲۶
[2] سورۂ شوریٰ آیت ۱۱
[3] تفسیر روح البیان .

Scanned with CamScanner

اے محبوب! اگر تم نہ ہوتے تو ہم زمین و آسمان کو پیدا نہ کرتے ——— جن کی شان میں خداوند قدوس نے فرمایا: قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَیَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ[1] یعنی اے محبوب فرمادو! کہ اے لوگو! تم اگر دوست رکھتے ہو اللہ کو تو تم میری پیروی کرو، جس سے خدا تعالیٰ تمہیں اپنا دوست بنالے گا اور تمہارے گناہ بھی معاف فرمادے گا کہ وہ بخشنے والا بڑا مہربان ہے ——— اور ساتھ ہی یہ بھی فرمادیا کہ اگر اس اتباع میں تمہاری (تم سے) کوئی غلطی یا لغزش ہو تو تم اسی محبوب کی بارگاہ میں حاضری دو۔ اور اپنے گناہوں کی معافی طلب کرو۔ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا[2]
جن کی عظمت بے مثال لولاک لما اظہرت الربوبیۃ[3] ؎

ارض و سما نہ ہوتا نہ ہوتے ابوالبشر — کیا چیز عرش و کرسی و خورشید اور قمر
نام خدا نہ ہوتا زمانے میں سربسر — منظور حق کو ہوتی نہ تخلیق تیری گر
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم تسلیماً کثیراً کثیراً الیٰ یوم الدین۔

بعد حمد و صلوٰۃ پیش ہے سبب تالیف و نام کتاب ——— ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ بروز عاشورہ ایک جگہ میں نے حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم کی شان اقدس میں ایک نعت شریف سماعت کی، جو خالص سرکار کے اسم مبارک کے موضوع پر تھی ——— اسی دن سے یہ خواہش میرے دل میں گھر کر گئی کہ اس موضوع پر

[1] سورۂ آل عمران آیت ۳۱
[2] سورۂ نساء آیت ۶۴
[3] عین العقد (ترجمہ) ص ۲۸

ایک مضمون لکھا جائے جس میں سرکار کے اسم پاک یعنی نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریح کے علاوہ اس کے معانی و معارف اور خصائص و فضائل بھی شامل ہوں۔ اور اس مضمون کو لکھ کر ماہنامہ "اعلیٰحضرت" بریلی میں اشاعت کے لئے بھیج دیا جائے۔ کیونکہ اس سے قبل بھی میرے اکثر مضامین اس رسالے میں شائع ہو چکے ہیں ——— پھر الحمد للہ بروز عاشورہ یعنی ۱۰ محرم الحرام ۱۴۱۲ھ اس سلسلے کا آغاز کیا۔ جب اس امر نیک کی شروعات ہوئی تو خدا کی قدرت کہ یہ مضمون اتنا طویل ہو گیا کہ اسے ایک کتابی شکل میں لانا پڑا۔ اسی اثنا میں ایک اور خیال پیدا ہوا کہ "یوں تو سرکار کی سیرت طیبہ پر بے شمار بلکہ لاکھوں کتابیں لکھی جا چکی ہیں مگر اس موضوع پر یعنی سرکار کے صرف اسم گرامی پر بہت ہی کم لوگوں نے قلم اٹھایا ہے" فی الحال تو ہندوستان کے کسی بھی کونے میں اس موضوع کی کوئی کتاب دستیاب نہیں ہے۔ جبھی تو مبلغ ایشیاء و یورپ، رئیس القلم حضرت علامہ ارشد القادری مصباحی صاحب قبلہ مدظلہ العالی کو جس وقت میں نے اس کتاب کا مقدمہ لکھنے کی درخواست پیش کی تو حضرت علامہ نے یہ جواب تحریر فرمایا ———

آپ نے وقت کی ایک ضرورت پوری فرمائی ہے۔ مولائے قدیر اسے قبول عام کی عزت سے سرفراز فرمائے۔ (آمین) میں آپکی محنت کو ضرور سراہوں گا اور کلمات تحسین و تبریک سے ضرور آپ کو ہدیہ تشکر پیش کروں گا۔ وغیرہ[1] ———

اس کتاب کے لکھنے کا ایک اور مقصد ہے، سرکار کی سیرت طیبہ اور شان و عظمت کو مختلف پہلوؤں سے اجاگر کرنا ——— کہ اس کتاب کو پڑھنے کے بعد ہر قاری یہ سوچنے پر مجبور ہو کہ صرف سرکار کے اسم اقدس کی اس قدر شان و عظمت ہے تو خود سرکار کی شان و عظمت کا کیا عالم ہوگا۔ اور ہادیٔ برحق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم کے اسم مبارک کی اس تشریح اور معانی و معارف کو ملاحظہ فرما کر مسلمانوں کے دل نور ایمان سے روشن ہوں اور سرکار سے محبت کی سچی تڑپ ان کے دلوں میں پیدا

[1] مکتوب محررہ بنام راقم ۸ر نومبر ۱۹۹۱ء۔ از۔ جمشید پور (بہار)

ہو۔

ویسے مجھے اپنی کم علمی اور بے بضاعتی کا پورا پورا احساس ہے کہ کہاں مجھ جیسا گنہگار و ناتجربہ کار انسان اور کہاں سید انس و جن کی شان! ——— خدا تعالیٰ کے فرمان وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ[1] کے تحت اس عظیم اخلاق والے عظیم ترین نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کے فضائل کو بیان کرنے کی کس میں طاقت ہے کہ اسے بیان کر سکے۔ لیکن صرف یہ خیال کر کے کہ کم از کم بروزِ حشر میرا بھی نام نعت گویوں اور نعت خوانوں کی فہرست میں آجائے اور ان ٹوٹے پھوٹے الفاظ کی برکت سے بروزِ قیامت حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نعلین برداروں میں حشر نصیب ہو اور ان الفاظ کی ثنا خوانی خدا کرے میرے لئے کفارۂ سیئات بن جائے، توکلت علی اللہ اس مبارک کام کا آغاز کیا ——— اللہ رب العزت کا لاکھ لاکھ شکر و احسان ہے کہ جلد ہی میرے اس امرِ نیک کو بخیر و خوبی انجام تک پہنچا دیا۔ اور اس کتاب کا نام "معارف اسم محمد صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم" (۱۴۱۲ھ) رکھا جو ایک تاریخی نام ہے۔

پھر اس کتاب کے مقدمہ کے لئے میں نے رئیس التحریر حضرت علامہ ارشد القادری مصباحی صاحب قبلہ دامت برکاتہم القدسیہ کی اجازت سے اس کتاب کا مسودہ انھیں بھیجدیا تو اس کے جواب میں حضرت علامہ نے اِن کلماتِ تحسین سے مجھے نوازا ———

آپ کی تصنیفِ حنیف "معارفِ اسم محمد" (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم) کا مسودہ اُسوقت ملا جب کہ میں آسام کے سفر کے لئے پابرکاب ہوں۔ اس موضوع پہ بے شمار چھوٹی بڑی کتابوں سے آپ نے جو

[1] سورۂ قلم آیت ۴

مواد جمع کیا ہے وہ "کوہ کندن جوئے شیر برآوردن"[1] کے مرادف ہے۔ اس کا اندازہ کوئی مصنف ہی لگا سکتا ہے کہ گوہرِ مقصود کی تلاش میں آپ کی آنکھوں نے کتنے ہزار صفحات کا سفر طے کیا ہوگا۔

اُس جذبۂ حُبِّ رسول علیہ السلام کو عقیدت کے ساتھ بار بار سلام کرتا ہوں جو کتاب کے پس منظر میں جگہ جگہ جھلک رہی ہے۔ بہر حال سفر کی واپسی کے بعد ہی میں اپنے تاثرات قلمبند کر کے ارسال خدمت کروں گا۔[2]

پھر اس کتاب کے مقدمہ یا تقریظ کے لئے میں نے ماہر رضویات ڈاکٹر پروفیسر محمد مسعود احمد صاحب مجددی مدظلہ العالی کی خدمت میں درخواست پیش کی تو پروفیسر صاحب نے یہ جوابنامہ مجھے عنایت فرمایا ———

یاد آوری کا ممنون ہوں۔ یہ معلوم کر کے بے حد مسرت ہوئی کہ آپ نے "معارف اسم محمد صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم" کے تاریخی نام سے ایک کتاب مرتب کی ہے۔ مولیٰ تعالیٰ آپ کو اجرِ عظیم عطا فرمائے۔ آمین! ——— انشاء اللہ حسبِ خواہش تقریظ پیش کر دی جائے گی۔ مقدمہ لکھنے کے لئے فرصت میسر نہیں۔ آپ کتاب کی عکسی کاپی ارسال فرما دیں[3] ———

جب اس کتاب کی عکسی کاپی میں نے پاکستان روانہ کی تو جواباً حضرت پروفیسر صاحب نے یہ نوازش نامہ تحریر فرمایا ———

بحمد اللہ تعالیٰ مسودہ مل گیا تھا جس کی اطلاع ایک عریضہ کے ذریعے دے چکا ہوں، امید ہے کہ اب مل گیا ہوگا۔ ماشاء اللہ آپ

[1] کوہ کے معنیٰ ہے پہاڑ۔ جیسے کوہِ طور۔ اور کندن یعنی کھودنا۔ اور "جوئے شیر لانا" یہ محاورہ ہے۔ جسکے معنیٰ ہیں "ناممکن کام سرانجام دینا"۔ تو پہاڑ کھودنا یہ ایک ناممکن کام ہی ہے۔ تو اس جملے کا مطلب یہ ہوا کہ گویا آپ نے ایک ناممکن کام سرانجام دیا۔

[2] مکتوب محررہ بنام راقم ۱۰ر دسمبر ۱۹۹۱ء۔ از۔ مہرولی شریف (دہلی)۔

[3] مکتوب محررہ بنام راقم، ۲ر نومبر ۱۹۹۱ء از۔ سکھر (سندھ)۔

نے خوب محنت کی ہے۔ مولیٰ تعالیٰ اجرِ عظیم عطا فرمائے۔ آمین! ——
تحقیق آپ نے فرمائی اِس لئے فقیر کی تقریظ تاخیر سے ہوگی۔ انشاء اللہ جب
فرصت ملی اور طبیعت حاضر ہوئی کہ حضوریٔ قلب بہت ضروری ہے،
تو تقریظ پیش کر دی جائے گی۔ آپ مطمئن رہیں۔ وغیرہ ——[1]

نوٹ۔ یہ المناک خبر قارئین کو مل گئی ہوگی کہ ۳ر جنوری ۱۹۹۲ء کو ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا،
کے صدر و بانی جناب مولانا سید ریاست علی قادری انتقال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

دُعا ہے کہ ربِ غفور اپنے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صدقہ وطفیل
حضرت علامہ مولانا سید ریاست علی قادری علیہ الرحمۃ کی مغفرت فرمائے۔ آمین! ——

پھر اپنی مصروفیاتِ کثیرہ کے باوجود، جلد ہی ان دونوں بزرگوں نے اپنی اپنی گرانقدر
تعدیمات قلمبند فرما کر اپنے اپنے تاثرات سے مجھے نوازا۔ فجزاک اللہ خیراً کثیراً ——

ویسے پروفیسر صاحب نے تو صرف تقریظ لکھنے کی بات کہی تھی مگر اس کے باوجود،
اسے میں اپنے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عنایت ہی سمجھتا ہوں کہ بفضلِ الٰہی انھوں نے
میری اِس کتاب پر مکمل بائیس ۲۲ صفحات کا ایک طویل ترین وگرانقدر مقدمہ ہی تحریر فرما دیا۔
اور لکھا ——

> الحمدللہ مقدمہ کا مسودہ تیار ہوگیا ہے، جب فرصت میسر آئی صاف
> کر کے بھیج دیا جائے گا —— یہ معلوم ہو کر خوشی ہوئی کہ حضرت علامہ
> ارشد القادری صاحب بھی تقریظ تحریر فرما رہے ہیں۔ یہ آپ کے اخلاصِ عمل کی
> کرامت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف متوجہ کر دیا ہے۔[2]

ہر دو حضرات کا میں صمیم قلب سے ممنون و مشکور ہوں کہ انھوں نے مجھ ناچیز ہیچ مداں
کی طرف نظرِ التفات فرماتے ہوئے میری اِس حقیر سی کاوش کو اپنی اس تقدیم جلیل سے

---

[1] مکتوب محررہ بنام راقم ۶ر فروری ۱۹۹۲ء۔ از سکھر (سندھ)

[2] مکتوب محررہ بنام راقم ۲۳ر مارچ ۱۹۹۲ء۔ از سکھر (سندھ)

سے زینت بخشی —— اور دُعا گو ہوں کہ اللہ ربّ العزت انھیں صحت وعافیت
دے اور مزید عظیم خدمات انجام دینے کی توفیقِ رفیق عطا فرمائے۔ اور ان کا سایہ تا دیر ہم
مسلمانانِ اہلسنت پر قائم رکھے اور بروزِ محشر بہترین صلہ رحمت فرمائے۔ آمین! ثم آمین!!!

اپنی تقدیم جلیل میں سعادت لوح وقلم حضرت علامہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب
قبلہ مجدّدی مدظلہ العالی (ایم۔ اے۔ پی۔ ایچ۔ ڈی۔ گولڈ مڈلسٹ) نے مجھ ناچیز کے
لئے مولانا کے نام سے مخاطب کیا ہے —— احقر کو اپنی کم علمی اور بے بضاعتی
کا پورا پورا احساس ہے۔ نہ تو میں کسی دینی دارالعلوم کا سند یافتہ عالمِ دین ہوں اور نہ
ہی میں اپنے آپ کو اس قابل سمجھتا ہوں —— ہاں، البتہ شہرِ ہبلی کی ایک اہم دینی درسگاہ
عثمانیہ عربی مدرسہ، ملا باڑہ میں میں نے عربی، دینی واسلامی تعلیم حاصل کی —— اور اسکے علاوہ یہ
میری فیروز بختی ہی ہے کہ مجھے اپنے بزرگانِ دین خصوصاً بزرگانِ سلسلۂ عالیہ قادریہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ
اور سوادِ اعظم اہلسنت وجماعت کے اکابر علماء کرام کی کفش برداری کا شرف حاصل رہا ہے —— یہ
انھیں بزرگوں کی عنایت ہے کہ میں اس قابل بن سکا۔

اخیر میں میں اُن احباب کا شکریہ ادا کئے بغیر نہیں رہ سکتا جن کی ہمدردیاں
ہمہ وقت میرے ساتھ رہیں محسن مکرم فاضلِ نوجوان خلیفۂ حضور شیخ الاسلام میرے
پیر بھائی حضرت مولانا قاضی سید شمس الدین برکاتی اشرفی مدظلہٗ العالی ناظمِ تعلیمات مدنی
میاں عربی کالج ہبلی کا میں بے حد ممنون ہوں جنہوں نے اِس کام میں میری بڑی ہمت افزائی فرمائی
خصوصاً اِس کتاب کی تصحیح کا کام بڑی تن دہی سے انجام دیا اور اس کے علاوہ کتاب کو
منظرِ عام پر لانے میں میرا ہر وقت ساتھ دیا —— کرم نواز الحاج مولانا عبدالحکیم صاحب
رضوی مدرس مدنی میاں عربی کالج، ہبلی و محب گرامی حضرت مولانا غلام مصطفےٰ صاحب قبلہ
صدر المدرسین مرکزی دارالعلوم اہلسنت غوثیہ، ہبلی کا بھی میں شکر گذار ہوں جنہوں نے اِس
کتاب کی تصحیح خصوصاً عربی عبارتوں کی تصحیح میں میری اعانت فرمائی۔ ——
جناب پروفیسر محمد قاسم صاحب پیارے (ایم۔ اے) کا بھی میں شکر گذار ہوں جنہوں نے اِس

کتاب کے معاملے میں اپنے مفید مشوروں سے مجھے نوازا ——— عزیز القدر محب گرامی اللہ بخش مکا ندار صاحب رضوی و محمد غوث جامدار کا بھی مشکور ہوں جنہوں نے اس کتاب کی معیاری طباعت کے سلسلے میں میرا بھرپور ساتھ دیا ——— کرم فرما حضرت مولانا غلام ربانی صاحب قبلہ شہزادہ حضرت علامہ ارشد القادری صاحب قبلہ مدظلہ العالی کا بھی میں بے حد ممنون و مشکور ہوں جن کی خصوصی کاوشوں کے باعث یہ کتاب جلد ہی منظر عام پر آرہی ہے ——— ربِ قدیر ان سبھی حضرات کو اس کی بہترین جزا عنایت فرمائے اور ان کی عمروں میں برکتیں عطا فرمائے۔ آمین!

انسان کی فطرت کا تقاضہ ہے کہ وہ خطا و نسیان سے مبرا نہیں۔ عربی کا مقولہ ہے: الانسان مرکب من الخطاء والنسیان۔ یعنی انسان خطا اور بھول کا مرکب ہے ——— تقاضۂ بشری کی بنا پر اس کتاب میں اگر کہیں کوئی غلطی نظر آئے یا کسی طرح کا سہو واقع ہو گیا ہو تو برائے کرم مطلع فرمائیں۔ تاکہ اگلے ایڈیشن میں اس کی تصحیح کی جا سکے ———

دعا ہے کہ ربِ قدیر اپنے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ و طفیل میری اس حقیر سی کوشش کو اپنی بارگاہِ عالیہ میں قبول فرمائے۔ آمین۔ بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین الیٰ یوم الدین۔

فقط دعاگو و دعا جو!

محمد نعیم احمد برکاتی

قول پیٹھ

ہبلی ۲۸

رئیس القلم

(ایک تعارف)

آج سے تقریباً ستر سال قبل کی بات ہے ——— اُس پرُ خطر و پرُ آشوب زمانہ میں کہیں کفر و الحاد کی آتشیں دہک رہی تھیں تو کہیں بے دینی و بے راہ روی کی تند و تیز ہوائیں چل رہی تھیں ——— کہیں دیوبندیت و مودودیت کی گلستانِ اسلام کو پژمردہ کرنے والی خوفناک آندھیاں اٹھ رہی تھیں تو کہیں نیچریت و مرزائیت کی شمعِ ایمانی کو گل کرنے والی تیز رفتار ہوائیں چل رہی تھیں ——— دن بدن نئے نئے فتنے اور باطل پرست فرقے جنم لے رہے تھے ——— ہر فرقۂ مذموم اپنے عقائدِ باطلہ کو اسلام کی آڑ لیکر قوم کے سامنے پیش کر رہا تھا ——— اس وقت قوم کو ضرورت تھی تو ایک رہنما کی ——— ایک مردِ مجاہد کی ——— ایک مردِ قلندر کی ——— خدا کی خدائی میں دیر ہے اندھیر نہیں ——— قدرتِ خداوندی کو جلال آگیا ——— رحمتِ باری تعالیٰ کا دریا جوش میں آگیا ——— رحمت والے رب کی رحمت نے انگڑائی لی ——— اور اسی پرُ فتن دور میں صوبہ یوپی کے ضلع بلیا میں سید پور سے ایک مردِ حق کے تولد ہونے کی خوشخبری سنائی دی ——— اسوقت سن ۱۹۲۴ء کا تھا[1]

والد ماجد حضرت عبد اللطیف قدس سرہٗ بحر الانوار و بحر الاسرار حضرت علامہ شاہ عبد العلیم آسی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید اور سلسلۂ رشیدیہ کے سالک تھے ——— یہی وجہ ہے کہ اس مردِ قلندر کا نام غلام رشید تجویز فرمایا[2] ——— جو بعد میں ارشد القادری

---

[1] ارشد القادری، علامہ: جماعت اسلامی ص۶، چند سطریں مصنف کے بارے میں از۔ مولانا رضاء المصطفیٰ اعظمی

[2] محمود احمد قادری، مولانا: تذکرۂ علمائے اہلسنت ص۴۶۔

کے نام سے معروف ہوئے۔

ابتدائی تعلیم ضلع بلیا کے مدارسِ اسلامیہ میں حاصل کی ـــــ پھر اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لئے بلیا سے مبارکپور کا سفر کیا ـــــ وہاں پر الجامعۃ الاشرفیہ، مبارکپور میں حضرت صدر الشریعہ (مصنفِ بہارِ شریعت) کے جلیل القدر شاگرد رشید حضور حافظِ ملت حضرت مولانا حافظ عبد العزیز صاحب رضوی مرادآبادی علیہ الرحمہ کے مخصوص شاگرد رہے ـــــ اور حافظِ ملت کے مشہور تلامذہ میں شمار ہوئے[1] ـــــ ان سے علوم مروجہ حاصل کرنے کے بعد سندِ فراغت حاصل کی[2] ـــــ اور مختلف مدارس میں تدریسی خدمات انجام دیں ـــــ پھر کچھ عرصہ ناگپور میں بسلسلۂ تدریس مقیم رہے[3]

تقریباً ۱۹۵۴ء میں جمشید پور (بہار) میں مشہور دیوبندی مولوی عبد اللطیف اعظمی سے کامیاب مناظرہ کیا اور پورے جمشید پور پر چھا گئے ـــــ پھر ٹاٹا کمپنی سے زمین حاصل کر کے ایک عظیم الشان دار العلوم بنام فیض العلوم قائم کیا جس کا فیض آج بھی جاری ہے ـــــ پھر ۱۳۷۵ھ میں حضرت مولانا مبین الہدیٰ نورانی صاحب کے والد ماجد مولوی سراج الہدیٰ صاحب کے ہمراہ حجِ بیت اللہ کیلئے تشریف لیگئے[4]

قوتِ عمل میں حضرت علامہ ارشد القادری اپنی نظیر نہیں رکھتے ـــــ جولائی ۱۹۶۶ء میں کلکتہ سے پندرہ روزہ اخبار جامِ کوثر جاری کیا ـــــ پہلے دور کا پہلا جام جب شیخِ طریقت حضور حافظِ ملت کے دستِ مبارک میں پہنچا تو قلم برداشتہ

[1] ارشد القادری، علامہ: جماعت اسلامی ص۹، چند سطریں مصنف کے بارے میں از۔ مولانا رضاء المصطفیٰ اعظمی
[2] محمد شہاب الدین رضوی، مولانا: مفتیٔ اعظم اور اُن کے خلفاء (جلد اول) ص ۱۷۹-۱۸۰
[3] اشرفیہ مبارکپور، ماہنامہ، شمارہ جنوری ۱۹۸۹ء ص ۵۹
[4] قاری دہلی، ماہنامہ، شمارہ اپریل ۱۹۸۷ء ص ۵

اس کا کیف و سرور سپردِ قلم کیا اور جامِ کوثر کے ساقی حضرت علامہ ارشد القادری کے نام ارسال فرما دیا ـــــ

آپ کا جامِ کوثر جمشید پور میں ملا تھا۔ جامِ کوثر کے متعلق یہ عقیدہ تھا اور ہے کہ ایک ہی جام پی کر پیاس ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے گی، مگر یہ آپ کا جامِ کوثر وہ ہے جس نے بے پناہ تشنگی بڑھا دی۔ جی چاہتا ہے کہ اس کو پندرہ روزہ نہیں ہفتہ وار نہیں، روزانہ بار بار پیا جائے۔ یہ جامِ کوثر اپنی صوری و معنوی خوبیوں میں آپ اپنا نظیر ہے۔ پہلا ہی قدم اتنا بلندی پر ہے کہ چاروں طرف سے متوالے ٹوٹ پڑے۔ ہاتھوں ہاتھ لے گئے۔ جو پڑھتا ہے پرچہ دینا نہیں چاہتا۔ بہ دشواری ایک پرچہ مبارکپور تک لایا۔ بحفاظت اپنے پاس رکھا مگر حضرت مولانا شاہ غلام آسی صاحب نے اس پر بھی قبضہ کر لیا، اُمید ہے کہ وہ اس سے جامِ کوثر کا کچھ کام ہی کریں گے۔ لیکن میں بے جام ہی رہ گیا۔ چاہتا ہوں کہ سب پرچے اپنے پاس محفوظ رکھوں۔

میرا دل، منشاء اور قیمتی مشورہ ہے کہ مسلمان اس کو اسی طرح اپنائیں۔ جامِ کوثر ہر مسلمان کے گھر میں رہے اور ہر ہر پرچہ محفوظ رہے۔

بفضلہٖ تعالیٰ آپ صاحبِ لسان ہونے کے ساتھ پیکرِ اخلاص و ایثار ہیں۔ پھر جامِ کوثر کے ثبات و دوام میں کیا کلام ہو سکتا ہے۔ صرف استقلال کی ضرورت ہے۔ مولیٰ تعالیٰ کرامت فرمائے۔ جامِ کوثر کی زیادہ سے زیادہ مقبولیت فرمائے۔ بامِ عروج و ترقی کی انتہائی منزل پر گامزن فرمائے ـــــ آمین بجاہ سید المرسلین وعلیٰ آلہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم[1]

[1] مکتوب محررہ از۔ حافظ ملت بنام حضرت علامہ ارشد القادری، بحوالہ ماہنامہ اشرفیہ مبارکپور، شمارہ نومبر دسمبر ۱۹۹۲ء ص ۴۹

اس کے بعد جامِ نور جاری کیا ______

ادارۂ شرعیہ بہار، حضرت علامہ کی زندگی کا ایک اہم ترین کارنامہ ہے ___ جو سنہ ۱۳۸۸ھ میں سیوان ضلع چھپرہ صوبہ بہار میں ہونے والی صوبائی سنی کانفرنس کے انعقاد اور اجلاس کے بطن سے پیدا شدہ امر ہے ______ اس مست و سرشار بادۂ حبِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم نے پورے بہار کے سُنّی مسلمانوں کو ہوشیار و فرزانہ بنا دیا ہے ______ اب اس ادارہ شرعیہ بہار کی عمارت ایوانِ شریعت کی تعمیر کے لئے راحت و آرام کو تج کر دن رات کوشاں ہیں[1] ___

پھر سنہ ۱۹۷۲ء میں دوسرا سفرِ حج کیا ______ یہ سفر بھی ایک اہم دینی تبلیغی مرکز کے قیام کا سبب بن گیا ______ حضرت علامہ ارشد القادری خود فرماتے ہیں ___

مجلس نے متفقہ طور پر یہ طے کیا کہ ملحدانہ تحریکات اور مادیت کے طریقِ زندگی کے نتیجہ میں آج اُمت اپنے رسول سے دور ہٹتی جا رہی ہے، اس لئے عالمی سطح پر ایک ایسے ادارے کا قیام اب ضروری ہو گیا ہے جسکے ذریعے اُمت کے افراد کو عشق و یقین اور اطاعت و تقویٰ کی زندگی کی طرف واپس لایا جائے، مجلس کے ارکان نے اس تحریک کو الدعوۃ الاسلامیۃ العالمیۃ کے نام سے موسوم کیا، اور متعدد سہولتوں کے پیشِ نظر اس تحریک کا مرکز انگلستان کا مشہور شہر بریڈ فورڈ نامزد کیا گیا۔[2]

اس کے علاوہ گوہاٹی، آسام میں سیجو باڑی نام کی ایک پہاڑی پر دار العلوم مخدومیہ کے نام سے ایک دینی، تعلیمی اور صنعتی تربیتی مرکز کی بنیاد رکھی[3] ___

سنہ ۱۹۹۰ء/ سنہ ۱۴۱۰ھ میں ہوئے بھاگلپور کے فساد اور اسمیں کثیر تعداد میں مسلمانوں

[1] محمد شہاب الدین رضوی، مولانا، مفتیٔ اعظم اور انکے خلفاء (جلد اول) ص ۱۸۰-۱۸۹

[2] ارشد القادری، علامہ سیکریٹری رپورٹ ص ۹، بحوالہ اشرفیہ کا ماضی اور حال ص ۹۸-۹۹

[3] قاری دہلی، ماہنامہ، شمارہ اپریل ۱۹۸۸ء ص ۵

کی ہلاکت، اس موقعہ پر ادارۂ شرعیہ بہار کی خدمات ہندوستانی مسلمانوں پر روشن ہیں ___ اپنے تن من دھن کی بازی لگا کر حضرت علامہ نے مسلمانوں کا جو تعاون کیا، اسکی نظیر دوبارہ ملنی مشکل ہے[1] ______ حال ہی میں سالوں کی کافی جد و جہد کے بعد حضرت علامہ نے دہلی میں اہلسنت کے ایک دینی تعلیمی مرکز کے قیام کے لئے ایک زمین حاصل کی ____ جس کے متعلق حضرت علامہ خود فرماتے ہیں ______

جامعہ حضرت نظام الدین اولیاء کے نام سے دہلی میں اہلسنت کے ایک دینی تعلیمی مرکز کے قیام کیلئے دس سال سے زمین کے حصول کیلئے میں کوشاں تھا، کافی جد و جہد کے بعد اب مجھے جامعہ ملیہ کے قریب ذاکر نگر میں ایک زمین حاصل ہو گئی ہے اور اب اسکی تعمیر کیلئے وسائل کی تلاش میں سرگرداں ہوں[2]

غرض کہ اسی طرح کے بے شمار چھوٹے بڑے دینی مدارس تعلیمی مراکز اور انجمنیں نیز مسلمانوں کی دینی و مالی خدمات ان کی فعال اور متحرک ذہنیت کا زندہ و جاوید ثبوت ہیں۔

حضرت علامہ ارشد القادری صاحب منفرد اسلوبِ تحریر کے مالک ہیں، بلا مبالغہ آپ کو صاحبِ طرز انشاء پرداز کہا جا سکتا ہے۔

بقول حضرت علامہ مفتی عبد المنان صاحب اعظمی قبلہ دامت برکاتہم العالیہ ______

حضرت مولانا ارشد القادری صاحب کا دلربا اور گلکار قلم ایسے تو برتو پردوں کے پیچھے بھی دیکھ لیتا ہے اور بڑی ژرف نگاہی کے ساتھ حقائق کو بے نقاب کرنے میں اپنا جواب نہیں رکھتا اور جس کی لطیف نشتریت ہر جویائے حق کے لئے تریاق سے کم نہیں ______ مولانا موصوف انحطاط کے اس دور میں نئی پود کے اندر حق پرست اور شوریدہ سروں کے قافلہ سالار ہیں بلکہ خود قافلہ بھی ______ اب تو ابتدا اور انتہا سب

[1] محمد شہاب الدین رضوی، مولانا، مفتیٔ اعظم اور انکے خلفاء (جلد اول) ص ۱۸۰

[2] اس کے کتاب معارف اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم (حصہ اول) ص پر ملاحظہ کریں۔

انہی پر ختم ہے اور یہ کوئی اچھنبے کی بات نہیں ہے ؎

میں اکیلا ہی چلا تھا جانبِ منزل مگر
لوگ ساتھ آتے گئے اور کارواں بنتا گیا[1]

پروفیسر سید شاہ محمد طلحٰی رضوی برق ابن حضرت مولانا سید صائم قتیل دانا پوری ماہر توریت، زبور و انجیل، حضرت مولانا ارشد القادری صاحب کے متعلق یوں رقمطراز ہیں ـــــ

علامہ کی شیریں زبانی اور جادو بیانی ایک عطیۂ ربانی ہے ـــــ عقائد مذاہب ایک ایسا موضوع ہے جس پر لکھنے والے کا دل جانتا ہے اور اس کا قلم ـــــ حضرت علامہ موصوف کی شانِ خداداد یہ ہے کہ ؎

ہاتھوں سے ترے دامنِ افلاک نہ چھوٹے
آئے تہہ پا گوہرِ شبنم تو نہ ٹوٹے

علامہ کا قلم مصافِ حیات میں سیرتِ فولاد کا حامل ہے تو شبستانِ محبت میں حریر و پرنیاں کا قائل ـــــ جہاں "زلزلہ"، "زیر و زبر"، "تبلیغی جماعت" کے پڑھنے والے اس سیلِ بے پناہ کی شورش و تندی اور صلابت و استحکام سے آشنا ہیں وہیں "جامِ نور"، "اشرفیہ"، "اعلیٰ حضرت"، "قاری"، "حجاز جدید" اور "المیزان" جیسے بلند پایہ رسائل میں آپ کے مسلسل تاریخی و علمی مضامین میں کلکِ زرنگار کی شگفتگی و دلپذیری، شیریں زبان و جادو بیانی، ادبیت و افسانویت کے رمز شناس ہیں[2]

تبھی تو دیوبندی علماء کے گروہ میں مولانا عامر عثمانی مدیر تجلی دیوبند نے اپنے ایک طویل تبصرہ میں برملا اس حقیقت کا اعتراف کیا ہے کہ زلزلہ میں پیش کردہ الزامات کا جواب بڑے سے بڑا منطقی اور علامۂ دہر بھی نہیں دے سکتا ـــــ بلکہ تجلی کے شمارہ مئی ۱۹۷۲ء

---

[1] ارشد القادری، علامہ، تبلیغی جماعت ص۱۳، پیش لفظ از مفتی عبد المنان صاحب اعظمی
[2] قاری دہلی، ماہنامہ، شمارہ ستمبر ۱۹۹۰ء ص۵۸

میں انھوں نے دار العلوم دیوبند کے جملہ مدرسین کو للکارتے ہوئے لکھا ـــــ

ہم تو جب جانیں کہ ہمارے دار العلوم کے کوئی بلند قامت مناظر اور علامہ ہی ان تعریضات کا جواب لائیں جو زلزلہ نامی کتاب میں جمع کی گئی ہیں. مولانا ارشد ہی یہ کام کر دیں تو ان کی کلاہِ افتخار میں چار چاند لگ جائیں گے[1]

کوئی بڑے سے بڑا منطقی اور علامۃ الدہر بھی ان اعتراضات کو دفع نہیں کر سکتا جو اس کتاب کے مشتملات متعدد بزرگانِ دیوبند پر عائد کرتے ہیں[2]

زلزلہ پر تبصرہ کرتے ہوئے مولانا عامر عثمانی دیوبندی لکھتے ہیں ـــــ

یہ دیوبندیوں کے لٹریچر کی خاصی مشہور کتابیں ارواحِ ثلثہ، تذکرۃ الرشید، سوانح قاسمی، اشرف السوانح، الجمعیۃ کا شیخ الاسلام نمبر، انفاسِ قدسیہ وغیرہ انکی صورتیں دیکھنے اور کہیں کہیں سے پڑھنے کا شاید ہمیں بھی اتفاق ہوا ہو لیکن یہ "زلزلہ" ہی سے منکشف ہوا کہ ان میں کیسے کیسے عجیب اور کیسی کیسی ان کہی کہانیاں محفوظ ہیں۔ استغفر اللہ ثم استغفر اللہ. واقعہ یہ ہے کہ فحش ناول بھی اپنے قارئین کو اتنا نقصان نہیں پہنچا سکتے جتنا ان کتابوں نے پہنچایا ہوگا۔ ان کے باقی اوراق پر چاہے حقائق اور معارف کے ڈھیر لگے ہوئے ہوں۔ لیکن جو اقتباسات "زلزلہ" میں نقل کئے گئے ہیں وہ بجائے خود اس کیلئے کافی ہیں کہ سادہ لوح قارئین کی دھجیاں اڑا دیں اور خدا پرستی کی جگہ انھیں "بزرگ پرستی" کا ایسا سبق دیں جس کے زہر کا کوئی تریاق نہ ہو۔

مصنف بار بار پوچھتے ہیں کہ علمائے دیوبند کے اس تضاد کا جواب

---

[1] مولانا عامر عثمانی، مدیر، تجلی ڈاک نمبر دیوبند، شمارہ مئی ۱۹۷۲ء
[2] ایضاً

کیا ہے۔ انصاف تو یہ ہے کہ اس سوال کا جواب مولانا منظور نعمانی یا مولانا محمد طیب صاحب کو دینا چاہئیے۔ مگر وہ کبھی نہ دیں گے۔ کیونکہ جو اعتراض ایک ناقابلِ تردید صداقت کی حیثیت رکھتا ہے، اس کا جواب دیا بھی جا سکتا ہے؟

ہمارے نزدیک جان چھڑانے کی ایک ہی راہ ہے کہ یا تو تقویۃ الایمان اور فتاویٰ رشیدیہ، فتاویٰ امدادیہ اور بہشتی زیور اور حفظ الایمان جیسی کتابوں کو چوراہے پر رکھ کر آگ لگادی جائے اور صاف اعلان کردیا جائے کہ ان کے مندرجات قرآن و سنت کے خلاف ہیں [۱]

نیز حضرت علامہ کی ایک اور کتاب جماعتِ اسلامی کا امیر جماعت اسلامی ہند مولوی ابواللیث نے اعتراف کیا ——— حضرت مولانا محمود احمد قادری صاحب فرماتے ہیں۔

جماعتِ اسلامی اور مولوی مودودی پر عقل و استدلال کی روشنی میں نقد و تبصرہ کی کتاب جماعتِ اسلامی کی متانت سلجھے ہوئے طرز و اسلوب کی امیر جماعت اسلامی ہند مولوی ابواللیث نے تعریف بیان کی اور اس کا وزن محسوس کیا [۲]

اس کے علاوہ زیروزبر، لالہ زار، تبلیغی جماعت، علمائے دیوبند اور مسئلہ ختم نبوت، ایک سفر دہلی سے سہارنپور تک، شریعت، تعزیراتِ قلم، جلوۂ حق، عشق و عرفان کی کہانیاں، تفسیر اُم القرآن، لسان الفردوس (عربی) محفلِ حرم، دو یتیموں کا خون، پہلی ملاقات، دل کی آشنائی، دل کی مراد، نقشِ خاتم، نقشِ کربلا، آئیے حج کریں، دربار کا سہرا، سرکار کا جسم بے سایہ، تلخیص انوار احمدی، منہاج القرآن چار حصے، وغیرہ بیشمار کتب حضرت علامہ کی گرانقدر تصانیف میں سے ہیں ——— اور ان علمی و دینی اور تبلیغی خدمات میں آپ ایک عظیم مبلغ، مایۂ ناز مفکر، عالی

[۱] مولانا عامر عثمانی دیوبندی، مدیر ماہنامہ تجلی ڈاک نمبر دیوبند بابت ماہ مئی ۱۹۶۳ء
[۲] محمود احمد قادری رضوی مولانا: تذکرۂ علمائے اہلسنت ص۳۶، بحوالہ مفتی اعظم اور ان کے خلفاء (جلد اول) ص۱۹۰ از مولانا محمد شہاب الدین

دماغ مدبر، مشہور انشاء پرداز، اعلیٰ ترین قلمکار، مخلص فنکار، رئیس التحریر و رئیس القلم اور ایک ہمدرد و قابلِ دید انسان کی حیثیت سے دیکھے جا سکتے ہیں ——— جس کا اعتراف غیروں نے بھی کیا ہے ———

چنانچہ مدیر تجلی دیوبند، مولانا عامر عثمانی دیوبندی لکھتے ہیں ———

ہمیں یہ کہتے ہوئے خوشی محسوس ہوتی ہے کہ ان کا انداز تحریر عام بریلوی اربابِ قلم کی معروف خامیوں سے خاصی حد تک پاک ہے۔ اور ان کے علم کلام میں معقولیت کا عنصر بڑی مقدار میں پایا جاتا ہے [۱]

وہ ایک بلند ہمت، پختہ عزائم، مخلص و دین پرور اور بے نظیر علمی قابلیت کے مالک ہیں ——— جس کے متعلق آپ کے مشفق استاذ حضور حافظِ ملت اپنا اظہارِ خیال یوں بیان فرماتے ہیں ———

علامہ ارشد القادری دور حاضر میں اپنی آپ ہی نظیر ہیں۔ علمی قابلیت کے ساتھ تدبر، بلند ہمتی، عزائم میں پختگی، ایثار و اخلاص اور دین پروری میں بھی ان کو وافر حصہ ملا ہے [۲]

غالباً ۱۳۹۹ھ میں اڑیسہ کے دار الخلافہ کٹک میں دیوبندیوں سے ایک کامیاب تاریخی مناظرہ کیا ——— اس مناظرہ کی خصوصیت یہ تھی کہ اہل سنت کے اسٹیج پر سرپرست اور بانیٔ مناظرہ کی حیثیت سے حضور مجاہد ملت مولانا شاہ محمد حبیب الرحمٰن رضوی اڑیسوی بہ نفسِ نفیس تشریف فرما تھے اور مناظرہ کے صدر اہل سنت کی جانب سے مفتی شریف الحق رضوی امجدی تھے جب کہ مناظرہ کی حیثیت سے مجاہد ملت نے علامہ ارشد القادری صاحب کو نامزد فرمایا تھا ——— دوسری جانب دیوبندی فرقہ نے اپنے مناظرہ کی حیثیت سے مولوی ارشاد احمد فیض آبادی مبلغ دار العلوم دیوبند کو پیش کیا تھا ——— دورانِ مناظرہ دیوبندی مناظر نے

[۱] مولانا عامر عثمانی دیوبندی، مدیر تجلی ڈاک نمبر دیوبند بابت ماہ مئی ۱۹۶۳ء
[۲] حافظِ ملت نمبر اشرفیہ مبارکپور شمارہ جون جولائی اگست ۱۹۷۸ء ص۲۰۵

لفظِ اعلیٰحضرت پر اعتراض کرتے ہوئے کہا ـــــ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو تو صرف حضرت کہا جاتا ہے اور آپ لوگ مولانا احمد رضا خاں صاحب کو اعلیٰ حضرت کہتے ہیں، اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ لوگوں نے اپنے پیشوا کو حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) سے بھی بڑھا دیا ہے

ـــــ علامہ ارشد القادری نے اس کے اس مہمل اعتراض کا ایسا دنداں شکن جواب دیا کہ پورے دیوبندی اسٹیج پر سناٹا چھا گیا [1]

علامہ ارشد القادری نے کہا ـــــ بریلی کے ایک اعلیٰحضرت پر تو آپ لوگوں کے یہاں صف ماتم بچھی ہوئی ہے لیکن خود دیوبند کے بت خانے میں کتنے اعلیٰحضرت آپ لوگوں نے تراش رکھے ہیں۔ شاید اس کا اندازہ آپ کو نہیں ہے۔ قوتِ ضبط باقی ہو تو اپنے پیشانی کا پسینہ پونچھتے ہوئے اپنے اکابر پرستی کی یہ عبرتناک داستان سنئے ـــــ

علامہ ارشد القادری نے کتاب اٹھا کر کہا ـــــ یہ دیکھئے، میرے ہاتھ میں آپ کے گھر کی مستند کتاب تذکرۃ الرشید ہے جس کے مصنف آپ کے عظیم پیشوا مولوی عاشق الٰہی میرٹھی ہیں۔ اس کی جلد دوم کے صرف چار صفحوں میں انھوں نے اپنے خانوادے کے مرشدِ اعظم حاجی امداد اللہ مہاجر مکی علیہ الرحمہ کو گیارہ جگہ اعلیٰحضرت لکھا ہے ـــــ ص۲۳۷ پر چار جگہ ـــــ ص۲۳۸ پر چار جگہ ـــــ ص۲۳۹ پر ایک جگہ ـــــ اور ص۲۴۱ پر دو جگہ ـــــ

خود گنگوہی صاحب نے اپنے ایک مکتوب میں جو تذکرۃ الرشید جلد اول کے ص۱۲۵ پر چھپا ہے، اپنے پیر و مرشد حاجی امداد اللہ رحمۃ اللہ علیہ کو دو جگہ اعلیٰحضرت لکھا ہے ـــــ اور جلد اول ص۱۳۰ و ص۱۳۶ پر آپ کے حکیم الامت جناب تھانوی نے خاص اپنے قلم سے حاجی صاحب کو تین جگہ اعلیٰ حضرت تحریر فرمایا ہے ـــــ آپ نے اپنے گھر کے اعلیٰ حضرتوں کو سن لیا، اب زحمت نہ ہو تو ان عبارتوں کے حوالہ سے ذرا وہی الفاظ پھر دہرا دیجئے کہ: رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو تو صرف حضرت کہا جاتا ہے اور مولوی عاشق الٰہی میرٹھی، مولوی گنگوہی اور مولوی تھانوی اپنے پیر و مرشد کو اعلیٰ حضرت کہتے ہیں ـــــ

[1] محمد شہاب الدین رضوی، مولانا: مفتیٔ اعظم اور ان کے خلفاء (جلد اول) ص۱۸۲۔۱۸۳

جب کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو تو صرف حضرت کہا جاتا ہے اور دار العلوم دیوبند کے لوگ اپنے مہتمم صاحب کو اعلیٰ حضرت کہتے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ

ہم نہ کہتے تھے کہ اے داغ تو زلفوں کو نہ چھیڑ
اب وہ برہم ہے تو ہے تجھ کو قلق یا ہم کو!

جب علامہ ارشد القادری پندرہ منٹ کی اپنی جوابی تقریر سے فارغ ہو کر بیٹھے [1] تو دیکھا کہ حضور مجاہد ملت کی خدا ترس آنکھوں میں خوشی کے آنسو امنڈ رہے تھے [2]

علامہ ارشد القادری رضوی کو ارادت اور خلافت کا شرف حضور مفتی اعظم حضرت مولانا مصطفیٰ رضا خاں نوری علیہ الرحمۃ سے حاصل ہے [3] ـــــ حضور مجاہد ملت حضرت مولانا شاہ محمد حبیب الرحمٰن رضوی قدس سرہٗ نے اجازت سے نوازا [4]

تلاش و جستجو کے باوجود حضرت علامہ کے مزید حالات و کارنامے فراہم نہ ہو سکے۔ جبکہ کئی خطوط بھی میں نے دہلی و جمشید پور کے پتہ پر اس سلسلے میں لکھے۔ انشاء اللہ آئندہ کسی کتاب یا رسالہ میں ہم اسے مکمل طور پر بیان کرنے کی کوشش کریں گے۔

بس دعا ہے کہ اللہ جل شانہٗ اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے صدقہ و طفیل حضرت علامہ ارشد القادری صاحب قبلہ کی عمر میں درازی عطا فرمائے ـــــ کہ وہ مزید دینی و سنی تبلیغی کام انجام دے سکیں ـــــ اور صحت و عافیت دے اور اپنی رحمتِ خاص سے انھیں نوازے ـــــ آمین! ـــــ ثم آمین!!!

ناچیز
محمد نعیم احمد برکاتی

۱۵ شعبان المعظم ۱۴۱۳ھ

[1] مناظرہ کی تفصیل ہم نے یہاں بالکل ہی مختصراً بیان کی ہے۔ تفصیل کیلئے ملاحظہ کریں "مفتی اعظم اور انکے خلفاء" (جلد اول) از مولانا محمد شہاب الدین رضوی بہرائچی ص۱۸۲

[2] محمد شہاب الدین رضوی، مولانا: مفتی اعظم اور انکے خلفاء (جلد اول) سے استفادہ۔

[3] عبد المجتبیٰ رضوی، مولانا: تذکرہ مشائخ قادریہ رضویہ ص۵۲۲

[4] محمد شہاب الدین رضوی، مولانا: مفتی اعظم اور ان کے خلفاء (جلد اول) ص۱۸۶

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

معارفِ اسم محمد

صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم

(۱۴۱۲ھ)

مؤلف

محمد نعیم احمد برکاتی بن محمد سالار کیتھال

تقدیم

مبلغ ایشیا و یورپ رئیس التحریر والقلم

حضرت علامہ ارشد القادری رضوی مصباحی قبلہ دامت برکاتہم القدسیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تقدیم ع۱

از۔ مناظر اہلسنت مبلغ ایشیا و یورپ رئیس القلم
حضرت علامہ مولانا ارشد القادری مصباحی صاحب قبلہ مدظلہ العالی
بانی ومہتمم جامعہ حضرت نظام الدین اولیاء نئی دہلی۔

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الصادق الامین

"معارفِ اسم محمد" (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم) کے نام سے جناب محمد نعیم صاحب برکاتی کی تصنیفِ لطیف کا مسودہ اِس وقت میرے سامنے ہے۔ حضرت موصوف کا اصرار ہے کہ میں اِن کی اِس مبارک ومسعود کتاب پر اپنے تفصیلی تأثرات قلمبند کروں —— شاید انہیں معلوم نہیں ہے کہ جامعہ حضرت نظام الدین اولیاء کے نام سے دہلی میں اہلسنت کے ایک دینی تعلیمی مرکز کے قیام کے لئے دس سال سے زمین کے حصول کے لئے میں کوشاں تھا، کافی جدوجہد کے بعد اب مجھے جامعہ ملیہ کے قریب ذاکر نگر میں ایک زمین حاصل ہوگئی ہے اور اب اس کی تعمیر کیلئے وسائل کی تلاش میں سرگرداں ہوں۔ اِن مصروفیات کے ہجوم میں اگرچہ طویل تبصرہ کی گنجائش نہیں ہے لیکن مصنف کی دلجوئی، ان کی عرق ریزی اور پُرسوز محنت کی دادِ تحسین بھی ان کے قلم کا واجبی حق ہے۔ اسلئے نہایت اختصار کے ساتھ میں اِن کی کتاب کا ایک مطالعاتی جائزہ ذیل میں پیش کر رہا ہوں۔

اِن کی اِس کتاب کے محاسن میں جو حُسن سب سے زیادہ نمایاں ہے وہ موضوع کی پابندی ہے۔ شروع سے اخیر تک مصنف نے اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل ومحامد پر بے شمار جہتوں سے روشنی ڈالنے کی کوشش کی ہے۔ ایک ہی موضوع بحث مختلف پیرایۂ بیان میں کئی سو صفحات پر پھیلا ہوا ہے۔ قلم اپنے موضوع سے کہیں ہٹا بھی ہے تو موضوع

ہی سے متعلق کسی ذیلی بحث کی وضاحت کی طرف گیا ہے پھر فوراً ہی بحث کے مرکزی نقطے کی طرف پلٹ آیا ہے۔

یہ سارے اوصاف وآثار اس بات کی کھلی ہوئی شہادت دیتے ہیں کہ مصنف نے اپنے موضوع پر کافی تیاری کی ہے اس کے بعد ہی کتاب لکھنے کیلئے قلم اٹھایا ہے۔ پھر مصنف کی پروازِ فکر اور قوتِ تخیل کی کرشمہ سازی بھی قابلِ دید ہے کہ انھوں نے اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل ومحامد میں بحث کے اتنے نئے نئے گوشے پیدا کئے ہیں کہ اس موضوع کو ایک مستقل فن بنا دیا ہے۔ مثال کے طور پر اسمِ پاک کے فضائل وجلائل پر مشتمل آپ اُن ذیلی سرخیوں کی ایک طویل فہرست ملاحظہ فرمائیے جو کتاب کے دوسرے حصہ میں ضخیم صفحات پر پھیلے ہوئے ہیں۔

① اسم محمد واحمد کی تشریح۔ ② محمد واحمد میں فرق۔ ③ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے معانی۔ ④ اسم با مسمّٰی۔ ⑤ اسم اللہ ومحمد میں حرفی مماثلت۔ ⑥ اسم اللہ ومحمد بامعنٰی۔ ⑦ اسم ذات "اللہ" ہر صورت میں بامعنٰی ہے۔ ⑧ نامِ محمد کا ہر حرف بامعنٰی ہے۔ ⑨ اذا ذکرتُ ذکرتَ معی۔ ⑩ شانِ نزول۔ ⑪ رفعتِ ذکر۔ ⑫ نامِ خدا اور نامِ نبی کا اتصال۔ ⑬ اسم اللہ سے اسم محمد کو ملانے کا انعام۔ ⑭ اسم محمد کا نقشہ نماز میں۔ ⑮ عالمِ علوی میں اسمِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ ⑯ لوحِ محفوظ پر اسمِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ⑰ جنت کی ہر چیز پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام۔ ⑱ کتبِ سماوی میں اسمِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ⑲ توریت شریف میں اسمِ پاک۔ ⑳ انجیل شریف میں اسمِ پاک۔ ㉑ اسمِ پاک بائبل برناباس میں۔ ㉒ زبور شریف میں اسمِ پاک۔ ㉓ صحیفۂ آدم میں اسمِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ ㉔ صحف ابراہیم میں اسمِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ ㉕ کتابِ حبقوق علیہ السلام میں اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ ㉖ کلامِ شعیب علیہ السلام میں اسمِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ ㉗ صحیفۂ شعیار علیہ السلام میں اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ ㉘ حضرت سلیمان علیہ السلام کے مجموعۂ اقوال میں اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ ㉙ کائناتِ اسفل میں اسمِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ ㉚ قدیم پتھروں پر نامِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ ㉛ سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی پر اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ ㉜ درختوں کے پتوں

پر اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ ㉝ پھولوں کی پنکھڑیوں پر اسمِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ ㉞ پھلوں پر اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ ㉟ پھل کے دانوں پر اسمِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ ㊱ پھل کی جگہ اللہ اور محمد کے نام اُگتے ہیں۔ ㊲ پھلوں میں نامِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ㊳ پھلوں کے اندر نامِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ ㊴ مچھلیوں پر اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ ㊵ نومولود بچے کے پہلو پر اسمِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ ㊶ جسم انسانی کی بناوٹ اسمِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نقشے پر ㊷ جانوروں پر اسمِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ ㊸ آنکھوں میں اسمِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ وغیرہ

مصنف کی وسعت مطالعہ کا ایک شاندار رُخ یہ بھی ہے کہ انھوں نے ہر عنوان کے ذیل میں نہایت محققانہ بحث بھی سپردِ قلم فرمائی ہے۔ اور لیے صرف اہل محبت ہی کے لیے نہیں بلکہ اہل علم کے لئے بھی برکات اور نادر معلومات کا ایک مستند ذخیرہ بنا دیا ہے۔ مثال کے طور پر اسم محمد واحمد کی تشریح کے عنوان سے جو انھوں نے پہلی سُرخی قائم کی ہے اس کے ذیل میں تحریر فرماتے ہیں۔

اسم کہتے ہیں نام کو اور حمد کہتے ہیں تعریف کو۔ قرآنِ حکیم کی ابتدا حمد سے ہوئی ہے۔ اور حضرت آدم علیہ السلام کی زبانِ مبارک سے پہلا کلمہ جو نکلا تھا وہ الحمد ہی تھا۔

چنانچہ روایت ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے قالب خاکی میں جب روح داخل ہوئی تو انھیں ایک دم چھینک آئی اور انھوں نے کہا الحمد للہ۔ لہٰذا کچھ عجب نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اُسی کلمے کو اپنی کتاب قرآن حکیم کی کلمۂ افتتاح بنا دیا۔ اور یہ کتاب جس رسول پر نازل ہوئی اس کا نامِ مبارک بھی اسی کلمۂ حمد سے مشتق کیا کہ اسم محمد واحمد اسی کلمۂ حمد سے بنے ہیں۔ اگر لفظ احمد کا پہلا حرف نکال دیں تو حمد بنتا ہے اور لفظ محمد کا پہلا حرف میم نکال دیں جب بھی حمد ہی باقی بچتا ہے۔ گویا اسمِ احمد ومحمد کو اس حمد سے ایک خاص نسبت ہے۔

عہد حاضر میں بھی نام پاک کے معجزے کا ظہور

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم مبارک کے سلسلے میں تاریخ کے مشاہدات کی یہ طویل فہرست آپ کے سامنے ہے۔ ان حقائق کو قصۂ پارینہ کہہ کر نظر انداز نہیں کیا جا سکتا کہ اسمِ پاک کے معجزات کے ظہور کا سلسلہ آج بھی جاری ہے۔ پانچ واقعات کا تو میں خود عینی شاہد ہوں جو میرے عہد میں ظہور پذیر ہوئے۔ اگر تلاش و تحقیق کا دائرہ وسیع کیا جائے تو اس طرح کے بے شمار واقعات معلومات کے اُجالے میں آجائیں گے جو بے توجہی یا ذرائع ابلاغ کے فقدان کی وجہ سے محفوظ نہیں رہ سکے۔ جس کے نتیجے میں جہاں وہ منصۂ شہود پر آئے تھے وہیں دفن ہو کر رہ گئے۔ ان حیرت انگیز واقعات پر ایک طویل عرصہ گزر جانے کی وجہ سے نہ آج اُن کا کوئی عینی شاہد باقی رہا نہ آنے والی نسلوں تک کسی نے یہ بات پہنچائی۔

میرے کہنے کا مدعا یہ ہے کہ مستند کتابوں کے حوالے سے مصنف نے اسم پاک کے معجزے کے ظہور کے جو واقعات اپنی کتاب میں نقل فرمائے ہیں وہ صرف ماضی کی پیداوار نہیں ہیں بلکہ حال میں بھی اس طرح کے معجزات کے ظہور کا سلسلہ جاری ہے۔ چنانچہ جن واقعات کی میں روایت کر رہا ہوں وہ ماضی کی نہیں بلکہ اسی عہد حاضر کی پیداوار ہیں۔

اب اپنے جذبۂ عشق و عقیدت کی تازگی اور علم الیقین کی تقویت کیلئے ذیل میں ان واقعات کی تفصیل پڑھیے۔

پہلا واقعہ

راجستھان میں پالی مارواڑ نام کا ایک نہایت خوشحال قصبہ ہے۔ وہاں مسلمانوں میں چھیپا نام کی ایک قوم بستی ہے جو کپڑوں کی چھپائی کا کام کرتی ہے۔ الحمدللہ پوری آبادی مسلمانانِ اہلسنت پر مشتمل ہے۔ ان میں اکثر حضرات حضور صدر الشریعہ مصنف بہارِ شریعت کے متوسلین میں ہیں۔ اب ان کے فرزند جلیل حضرت محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفےٰ صاحب شیخ الحدیث الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور سے وہ لوگ منسلک ہیں۔

پالی کی جامع مسجد میں جب سنگ مرمر کا فرش بچھایا جا رہا تھا تو اچانک ایک پتھر پر لوگوں نے اللہ اور محمد کے نقوش دیکھے جو سفید رنگ کے سنگ مرمر میں ہلکے سیاہ رنگ میں ثبت تھے۔ اس واقعے سے سارے علاقہ میں ایک دھوم مچ گئی اور ان کی زیارت کے لئے دور دور سے آنے والوں کا تانتا بندھ گیا۔ لوگوں کا جذبۂ شوق دیکھ کر جامع مسجد کی انتظامیہ نے اس پتھر کو مسجد کی دیوار میں نصب کر دیا۔ آج بھی وہ پتھر جامع مسجد کی دیوار میں نصب ہے جس کی لوگ زیارت کرتے ہیں۔ میں نے بھی اس کی زیارت کی ہے۔ جو لوگ اسکی تصدیق کرنا چاہیں وہ پالی مارواڑ تشریف لے جائیں۔ پالی مارواڑ کے لئے اجمیر شریف سے ٹرین جاتی ہے۔ یہ قصبہ مارواڑ جنکشن سے جودھپور جانے والی لائن پر واقع ہے۔

دوسرا واقعہ

مدھیہ پردیش میں حضرت عید الاسلام علامہ عبد السلام قادری رضوی علیہ الرحمۃ والرضوان کا مسکن ہے جو اعلیحضرت امام اہلسنت فاضل بریلوی رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ کے خلیفۂ اجل وارشد ہیں۔ ان کے فرزند جلیل وراشد حضرت برہان الملت علامہ مفتی برہان الحق صاحب قبلہ علیہ الرحمۃ والرضوان نے یہ واقعہ مجھ سے بذاتِ خود بیان فرمایا کہ ایک بار جبلپور میں رات کے وقت ایک ستارہ ٹوٹا۔ اس فضا میں ایک مستطیل روشنی پھوٹی پھر کچھ دور آگے چل کر وہ لفظ محمد کی شکل میں تبدیل ہو گئی اور چند لمحے تک وہ روشنی اسی ہیئت پر برقرار رہی۔ پھر خط مستطیل میں تبدیل ہو کر فضا میں تحلیل ہو گئی۔

اس واقعہ کو اتنے لوگوں نے دیکھا کہ ان سب کا جھٹلانا ممکن نہیں ہے۔ بلکہ دیکھنے والوں نے اتنی تفصیل سے دیکھا کہ انھوں نے کاغذ پر روشنی کی ابتدائی، پھر درمیانی پھر آخری ہیئت کی تصویریں تک اُتار لیں۔ اور اُسے طغرے کی شکل میں اپنے اپنے گھروں میں فریم کرا کر آویزاں کر دیا۔ میں نے جبلپور میں شیشے کی پلیٹ پر بنے ہوئے اس طغرے کی زیارت کی ہے اور امید کرتا ہوں کہ وہاں آج بھی بعض گھروں میں وہ طغرے ضرور موجود ہو گا۔

اس سلسلے میں جو حضرات مزید معلومات حاصل کرنا چاہتے ہوں وہ حضرت برہان الملت

کے فرزند ارجمند حضرت مولانا حکیم محمود میاں صاحب سے محلہ دارالسلام، نزد کوتوالی جبلپور کے پتہ پر رابطہ قائم کرسکتے ہیں۔

تیسرا واقعہ

ورلڈ اسلامک مشن کے زیر اہتمام میں نے ہالینڈ کے دارالحکومت "ہیگ" میں جامعہ مدینۃ الاسلام کے نام سے اہلسنت کا ایک دینی تعلیمی مرکز قائم کیا۔ درس و تدریس کے لئے بیک لان روڈ پر ایک عمارت ہم نے پسند کی اور اسے ایک لاکھ گلڈر (ہندوستانی سکے میں تیرہ لاکھ) میں ہم نے خرید لیا۔ عمارت کے جشنِ افتتاح کی تقریب میں ہم نے ایک نہایت عظیم الشان جلسہ منعقد کیا جس میں قائد اہلسنت علامہ شاہ احمد نورانی، مجاہد ملت مولانا عبدالستار خاں نیازی، کنزالایمان کو انگریزی میں منتقل کرنے والے مشہور دانشور پروفیسر شاہ فریدالحق صاحب، حضرت مولانا قمرالزماں اعظمی اور مولانا شاہد نعیمی خاص طور پر مدعو تھے۔

جشنِ افتتاح کی تقریب محفل میلاد سے شروع ہوئی۔ ٹھیک اسی وقت جب حضرت مولانا اسرارالحق اشرفی، اعلیٰ حضرت کی مشہور نعت "لم یاتِ نظیرک فی نظر مثل تو نہ شد پیدا جانا" کیف بار خوش الحانی کے ساتھ پڑھ رہے تھے اور سارے مجمع پر مستی و سرور کی ایک عجیب کیفیت طاری تھی کہ اسی عالم خود رفتگی میں میری نظر پھولوں کے اُس گلدستے پر پڑی جو سامنے رکھا ہوا تھا۔ مجھے اس گلدستہ میں ایک سفید پھول نظر آیا جس کی پنکھڑیوں پر نیلے رنگ میں "محمد" صاف لکھا ہوا تھا۔ نعت شریف کے اختتام کے بعد جب میں نے علمائے کرام کی توجہ اس کی طرف مبذول کرائی تو نامِ پاک کے اس زندہ معجزے کو دیکھ کر سارے علماء پر ایک رقت انگیز کیفیت طاری ہو گئی۔ اور جب مائک سے اس کا اعلان ہوا تو جذبات کے تلاطم میں پورا ہال نعرہائے تکبیر و رسالت سے گونج اٹھا۔ جلسہ کے اختتام کے بعد لوگ اس کی زیارت کے لئے اس والہانہ وارفتگی کے ساتھ ٹوٹے کہ انھیں سنبھالنا مشکل ہو گیا۔ اس محرومی کا قلق عمر بھر رہے گا کہ اس پھول کی عکسی تصویر اتارنے سے قبل ہی کسی وارفتۂ شوق نے اسے غائب کر دیا۔

چوتھا واقعہ

جمشید پور میں عید قربانی کے موقعہ پر ایک صاحب نے خصی کی قربانی کی۔ جب انھوں نے کھال اتاری اور بکرے کا پیٹ چاک کیا تو اوجھڑی کی بالائی سطح پر سیاہ حروف میں "محمد رسول" صاف لکھا ہوا تھا۔ وہ اُسے دھو کر میرے پاس لائے۔ اُس وقت میں مدرسہ فیض العلوم کے دارالاہتمام میں بیٹھا ہوا تھا۔ اسے دیکھ کر میں حیران رہ گیا۔ اور میرے دل پر ایسی رقت انگیز کیفیت طاری ہوئی کہ میں جذبے کی وارفتگی پر دیر تک قابو نہیں پاسکا۔

دوسرے دن پریس کے نمائندوں اور مقامی حکام کو میں نے چائے پر مدعو کیا اور انھیں چمڑا دکھلایا جسے مسالے کے ذریعہ محفوظ کر لیا گیا تھا۔ ان میں گپتا نام کے ایک صاحب محکمہ سی، آئی، ڈی کے ڈی ایس پی تھے۔ وہ یوپی کے رہنے والے تھے اور اردو رسم الخط سے واقف تھے۔ انھوں نے پریس کے نمائندوں کو بتایا کہ یہ اُردو رسم الخط میں "محمد رسول" لکھا ہوا ہے۔ پھر تو کئی دن تک زیارت کرنے والوں کا تانتا بندھا رہا۔

پانچواں واقعہ

ابھی ماہ فروری ۱۹۹۲ء کا بالکل تازہ واقعہ ہے۔ ادارۂ شرعیہ بہار جو بہار کی ریاست میں اہلسنت کی مذہبی، فقہی اور فلاحی تنظیم ہے۔ اس کا مرکزی دفتر بہار کی راجدھانی پٹنہ میں ہے۔ اس کی اپنی تین منزلہ عمارت ہے جس میں دارالقضاء، دارالافتاء، دارالاشاعت اور مدرسہ شرعیہ کے الگ الگ شعبہ جات ہیں۔ اس کے بانی اور سربراہ ہونے کی حیثیت سے ہر دو تین مہینے پر انتظامی امور کا جائزہ لینے کے لئے میں وہاں جاتا رہتا ہوں۔

پچھلے مہینے جب میں بنگلہ دیش کے سفر سے واپس ہوا اور انتظامی امور کا جائزہ لینے کیلئے پٹنہ حاضر ہوا تو مدرسہ شرعیہ میں درجۂ حفظ کے استاذ حافظ عبدالحفیظ اشرفی جو حضور محدث اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کے مرید سعید ہیں اور بہار میں سلسلۂ اشرفیہ کے عمائدین میں ان کا شمار ہوتا ہے، وہ میرے پاس تشریف لائے اور انھوں نے میرے سامنے ایک انڈا پیش کیا

جس پر اُبھرے ہوئے حروف میں "محمد اللہ" لکھا ہوا تھا۔ اُنھوں نے بتایا کہ میرے پڑوس میں ایک عورت رہتی ہے اس نے مرغیاں پال رکھی ہیں۔ یہ انڈا اس نے لاکر مجھے دیا اور کہا کہ دیکھئے اس پر کیا لکھا ہوا ہے۔

وہ انڈا بحفاظت تمام میں نے ادارۂ شرعیہ کے دفتر میں رکھوا دیا ہے۔ عام معلومات کے لئے پٹنہ کے اُردو اخبارات میں بھی یہ خبر شائع کرادی گئی۔ کئی دن تک زیارت کرنے والوں کی آمد ورفت کا سلسلہ جاری رہا ــــــ جو صاحب اس واقعہ کی تصدیق کرنا چاہتے ہوں وہ حافظ صاحب سے اس پتہ پر رابطہ قائم کریں۔

دفتر ادارۂ شرعیہ بہار۔ سلطان گنج۔ پٹنہ ۸۰۰۰۰۶

ایک سوال کا ایمان افروز جواب

یہ سارے واقعات پڑھنے کے بعد آپ کے ذہن میں یہ سوال ضرور ابھرے گا کہ موجودات کی ان ساری چیزوں پر اسم پاک "محمد صلی اللہ علیہ وسلم" کے ظہور کی آخر حکمت کیا ہے اور اس عالمِ اسباب میں اس کا ظاہری سبب کیا ہے؟ میں عرض کروں گا، بات بہت صاف اور سیدھی ہے۔ یہ حقیقت شب و روز آپ کے مشاہدے میں آتی ہے کہ کسی شئے کی خمیر میں جو اجزاء داخل ہوتے ہیں ان کا ظہور کسی نہ کسی صورت میں ضرور ہوتا ہے ــــ مثال کے طور پر انسان ہی کو لے لیجئے۔ اس کی خمیر میں چاروں عناصر شامل ہیں۔ ان چاروں کا ظہور جسمِ انسانی میں آپ شب و روز محسوس کرتے ہیں۔ اسباب و عوامل کے نتیجے میں جب کوئی عنصر غالب آجاتا ہے تو اس کا ظہور واضح طور پر محسوس ہوتا ہے۔

یہ تمہید سمجھ لینے کے بعد اب اصل مقصد کی طرف آیئے۔ بہت سی حدیثوں میں آپ پڑھیں گے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "اول ما خلق اللہ نوری و کل الخلائق من نوری" سب سے پہلے اللہ نے میرے نور کی تخلیق فرمائی۔ پھر میرے نور سے ساری مخلوق کو پیدا فرمایا۔

اس مضمون کی متعدد حدیثیں ہیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ موجودات کی تخلیق میں نور محمدی کا عنصر بھی شامل ہے۔ اس لئے موجودات کے کسی حصے میں اس عنصر کا ظہور کوئی امر مستبعد نہیں ہے۔ اور اگر کسی عارف کی نظر آپ کو مل جائے تو نور محمدی کی جلوہ گری ذرہ ذرہ میں آپ کو نظر آنے لگے۔ امام العارفین حضرت سرکار آسی غازیپوری قدس سرہٗ العزیز ارشاد فرماتے ہیں ؎

جو شئے بھی تیرے سامنے گذرے درود پڑھ
ہر جزو کل ہے مظہرِ انوارِ مصطفےٰ (عین العارف)

اور اسم پاک کے ظہور میں حکمت یہ ہے کہ اس حقیقت کا مشاہدہ دنیا کو پیکر محسوس میں کرا دیا جائے کہ رسالت محمدی کا دائرہ سارے عالمین کو محیط ہے۔ اور دوسری حکمت یہ ہے کہ کسی چیز پر کسی کے نام کا مرقوم ہونا اُس کی ملکیت کو ظاہر کرتا ہے۔ اسلئے موجودات کی ہر نوع پر حضور کے نام پاک کا نقش اس حقیقت کو واضح کرنے کے لئے ہے کہ اللہ عزوجل اس کائنات کا خالق ہے اور محبوب رب العالمین اس کی عطا سے اس کائنات کے مالک ہیں۔

اپنے تعارفی کلمات کی آخری سطر میں لکھتے ہوئے صمیم قلب کے ساتھ دعا کرتا ہوں کہ جناب نعیم احمد صاحب برکاتی کی یہ مبارک و مفید تصنیف قبولِ عام کی عزت و شہرت سے سرفراز ہو ــــــ وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد و آلہ وصحبہ اجمعین۔

کمترین

(علامہ) **ارشد القادری**

بانی ومہتمم جامعہ حضرت نظام الدین اولیاء۔ نئی دہلی ۲۵

۱۰ ذیقعدہ ۱۴۱۲ھ

مسعودِ ملّت

(ایک تعارف)

شیرِ اسلام میر سید واحد علی شاہ صاحب علیہ الرحمۃ نے فرمایا تھا۔ "اگر دین کا چراغ روشن ہوگا تو میری صاحبزادی سے ہوگا۔"

اِس خواب کی تعبیر اور ارمان کی تصویر میر صاحب کے نواسے پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب قبلہ مجددی کی صورت میں سریر آرائے مسندِ رشد و ہدایت ہوئی۔[1] پروفیسر مسعود احمد صاحب نقشبندی مجددی ایک علمی و دینی خانوادہ کے چشم و چراغ اور حضرت علامہ مفتی محمد مظہر اللہ دہلوی علیہ الرحمۃ سابق شاہی امام جامع مسجد فتحپوری کے فرزند ارجمند ہیں۔ ۱۹۳۰ء میں سرزمین دہلی پر پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد سے حاصل کی۔ ۱۹۴۰ء میں مدرسہ عالیہ مسجد فتحپوری دہلی میں داخل ہوئے۔ ۱۹۴۵ء میں اورینٹل کالج مسجد فتحپوری میں داخلہ لے کر فارسی زبان و ادب کی تحصیل کی، ساتھ ہی اپنے والد جلیل سے بھی استفادہ کرتے رہے۔ ۱۹۴۸ء میں آپ نے مشرقی پنجاب یونیورسٹی سے فاضل فارسی کا امتحان پاس کیا۔ اسی سال اپنے بھائی مولانا منظور احمد رحمۃ اللہ علیہ کی عیادت کے سلسلے میں پاکستان تشریف لے گئے اور پھر وہیں کے ہو کر رہ گئے۔

حیدرآباد پاکستان میں قیام رہا۔ ۱۹۵۱ء سے پھر تعلیمی سلسلہ شروع ہوا۔ اسی سال پنجاب یونیورسٹی سے میٹرک کا امتحان پاس کیا۔[2] ۱۹۵۲ء میں انٹرمیڈیٹ اور ۱۹۵۶ء

[1] حجاز جدید، دہلی۔ شمارہ فروری ۱۹۹۲ء ص ۲۳۔

[2] ضیائے حرم، لاہور۔ شمارہ نومبر ۱۹۹۶ء ص ۵۳۔

میں پنجاب یونیورسٹی سے بی، اے کیا پھر اسی سال سندھ یونیورسٹی حیدرآباد میں داخلہ لیا، ۱۹۵۸ء میں ایم، اے کے امتحان میں فرسٹ پوزیشن سے کامیاب ہوتے، پوری یونیورسٹی میں اول آئے جس کے صلہ میں گورنر مغربی پاکستان کی طرف سے گولڈ میڈل اور وائس چانسلر کی جانب سے سلور میڈل دیا گیا، اسی یونیورسٹی سے پی۔ ایچ۔ ڈی۔ کا مقالہ بعنوان "قرآن پاک کے اُردو تراجم و تفاسیر" قلمبند کیا۔ یہ تحقیقی مقالہ ۱۹۵۸ء سے ۱۹۶۵ء تک کے دوران پایۂ تکمیل کو پہنچایا۔ یہ ٹائپ شدہ فل اسکیپ سائز کے ایک ہزار صفحات پر پھیلا ہوا ہے، اس مقالہ کے لئے موصوف نے پاک و ہند اور دیگر ممالک کے تقریباً اکسٹھ کتبخانوں سے استفادہ کیا۔[1]

ڈاکٹر صاحب ۱۹۵۸ء میں گورنمنٹ کالج میرپور میں بحیثیت لکچرر مقرر ہوئے۔ ۱۹۶۶ء میں گورنمنٹ ڈگری کالج کوئٹہ (بلوچستان) میں پروفیسر کے عہدے پر فائز ہوئے۔ ۱۹۷۰ء میں گورنمنٹ کالج ٹنڈو محمد خان میں پرنسپل کا عہدہ سنبھالا۔ اور ۱۹۷۰ء سے ۱۹۸۱ء تک عہدہ و منصب یہی رہا۔ جگہیں بدلتی رہیں ٹنڈو محمد خان سے گورنمنٹ کالج کھیرو۔ پھر گورنمنٹ کالج مٹھی، اس کے بعد گورنمنٹ سائنس کالج سکرنڈ نواب شاہ میں منتقل ہوئے پھر وہاں سے گورنمنٹ ڈگری کالج ٹھٹھہ میں پرنسپل رہے۔[2] پھر اس کے بعد ۱۹۸۹ء میں ٹھٹھہ سے سکھر تبادلہ ہوا۔[3] اور آج بھی یہیں گورنمنٹ ڈگری کالج اینڈ پوسٹ گریجویٹ اسٹڈیز سینٹر، سکھر (سندھ) میں پرنسپل ہیں۔ اور اسی دوران اکتوبر ۱۹۹۰ء میں بین الاقوامی سطح پر تعارف کا اعتراف کرتے ہوئے پاکستان انٹیلیکچوئل فورم کی جانب سے موصوف کو گولڈ میڈل سے

[1] تعارف علمائے اہلسنت ص ۲۰۱۔

[2] گناہ بے گناہی ص ۸۔

[3] مکتوب محررہ ۲۷ نومبر ۱۹۹۱ء از۔ سکھر (سندھ) بنام۔ محمد عبدالستار طاہر (لاہور)

نوازا گیا۔[1] اور افسوس کہ آج ہی اس کتاب کی تقدیم کے ہمراہ موصوف کا ایک مکتوب نامہ ہمیں ملا کہ "۳۰ اپریل ۱۹۹۲ء کو فقیر ریٹائر ہو رہا ہے۔ آئندہ کراچی کے پتہ پر مراسلت فرمائیں"۔[2]

ڈاکٹر صاحب کی شخصیت سازی میں آپ کے والد گرامی حضرت علامہ مفتی محمد مظہر اللہ صاحب دہلوی قدس سرہٗ العزیز کی ذات بابرکات کا سب سے اہم کردار ہے اور اسنفاد کے دور اخیر میں ڈاکٹر غلام مصطفٰے صاحب سے پروفیسر صاحب کافی متاثر رہے ہیں۔

پروفیسر مسعود احمد صاحب قبلہ سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ میں اپنے والد ماجد سے بیعت ہیں اور اجازت وخلافت حضرت علامہ مفتی محمد محمود الوری دامت برکاتہم القدسیہ سے حاصل ہے۔[3]

ڈاکٹر صاحب نہایت خوش طبع اور ظریف انسان ہیں۔ زندگی اور حرارت ان کی مجلس کا طرۂ امتیاز ہے، یاس وقنوطیت کو قریب بھی پھٹکنے نہیں دیتے، تواضع وخاکساری کا عالم یہ ہے کہ شروع ہی سے اپنی نشست زمین پر رکھتے ہیں، سب سے خندہ پیشانی کے ساتھ ملتے ہیں، لڑنا جھگڑنا ان کا شیوہ نہیں۔ ان کے اغیار بھی ان کی تیغ محبت کے شکار ہو جاتے ہیں، ان کا مسلک محبت ہے۔[4]

---

[1] حجاز جدید، دہلی، شمارہ فروری ۱۹۹۲ء ص ۳۳۔

[2] مکتوب محررہ ۲۴ شوال المکرم ۱۴۱۲ھ از سکھر (سندھ) بنام راقم

[3] گناہ بے گناہی ص ۸

[4] ایضاً

موصوف نے زمانہ طالب علمی ہی سے مضمون نگاری کا سلسلہ شروع کر دیا تھا۔ اور ہند وپاک کے بہت سارے رسائل وجرائد اور اخبارات میں مضامین لکھے ۱۹۵۶ء میں سندھ یونیورسٹی کے مضمون نگاری کے مقابلہ میں حصہ لیا اور پہلا انعام حاصل کیا۔ اس کے بعد سے اب تک مسلسل لکھ رہے ہیں۔ مختلف کتابوں کے ترجمے کئے اور ان پر مبسوط مقدمے لکھے۔ آپ کے لکھے ہوئے مضامین، مقدموں اور تبصروں کی تعداد دو سو سے متجاوز ہے، جنہیں ادبی اور مذہبی دنیا میں قدر ومنزلت کی نظر سے دیکھا گیا ہے۔ انداز تحریر اتنا دلنشین، موثر، پرکشش اور سائینٹفک ہوتا ہے کہ پڑھنے والا متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ انہوں نے مختلف موضوعات پر قلم اٹھایا ہے۔ سیرت وسوانح، تاریخ، فلسفہ، مذہبیات، اسلامیات، قرآنیات، اخلاقیات، ادبیات، لسانیات، سیاسیات، تاثرات، نفسیات، ادبیات، اقبالیات، وغیرہ۔[1] آجکل رضویات پر کام کر رہے ہیں۔ اور ہر خاص وعام میں۔ ماہر رضویات کے نام سے معروف ہیں۔ اور اسی رضویات کے موضوع پر تحقیق وریسرچ اور نمایاں خدمات کے صلے میں یکم ستمبر ۱۹۹۱ء کو امام احمد رضا انٹرنیشنل کانفرنس (کراچی) کے موقع پر موصوف کو ادارہ تحقیقاتِ امام احمد رضا کراچی کی جانب سے گولڈ میڈل پیش کیا گیا۔[3]

نیز ڈاکٹر صاحب نے امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہٗ کی شخصیت پر ایک وقیع اور پُرمغز مقالہ قلمبند کیا جو لیڈن (ہالینڈ) کی انسائیکلوپیڈیا آف اسلام اور پنجاب یونیورسٹی کی انسائیکلوپیڈیا آف اسلام میں شائع ہوا ـــــ مقالات کے علاوہ ان کی تصانیف وتراجم چالیس سے متجاوز ہیں[2] اور ان تصانیف وعلمی خدمات کے اندر پروفیسر صاحب ایک عظیم محقق، عالی دماغ مفکر، دیانت دار قلم کار، مخلص فنکار اور ایک ہمدرد انسان کی حیثیت سے صاف طور پر دیکھے جا سکتے ہیں۔

---

[1] گناہ بے گناہی ص ۸ [2] گناہ بے گناہی ص ۹۔

[3] حجاز جدید، دہلی شمارہ نومبر ۱۹۹۱ء ص ۷

ویسے اکثر آپ نے یہ دیکھا ہوگا کہ مصنفین اپنی تحریر کی اشاعت یا طباعت کے لئے دن رات کوشاں رہتے ہیں اور بعض مصنفین کی نگارشات تو آج تک نایاب ہیں کہ ان کی طباعت نہ ہوسکی صرف قلمی نسخے پڑے ہیں لیکن جہاں تک ڈاکٹر پروفیسر صاحب کی تحریر کا سوال ہے ناشرین خود ان کے پاس اُمڈ پڑتے ہیں۔ جس کے متعلق جناب محمد عبدالستار طاہر (لاہور) یوں رقمطراز ہیں۔

لطف کی بات یہ ہے کہ پروفیسر صاحب نے آج تک کسی سے اپنی تحریر کی اشاعت کے لئے نہیں کہا۔ بلکہ لوگ تو ہاتھوں ہاتھ اس "تحفۂ درویش" کے لئے لپکتے ہیں، اُمڈ پڑتے ہیں۔ جیسا کہ انھوں نے ناچیز کے نام محررہ کرم نامے (۳۔ فروری ۱۹۹۱ء از سکھر) میں ارشاد فرمایا۔

"فقیر اپنے متعلق کسی تحریر کی اشاعت کے لئے نہیں کہتا۔ مولیٰ تعالیٰ خود بخود کرم فرماؤں کو بھیج دیتا ہے۔ اپنے لئے بندوں سے طلب و سوال زیب نہیں دیتا۔"[1]

بقول سید محمد عارف صاحب "۔ وہ ایک مثالی معلم، قابلِ تقلید معلم اور باصلاحیت منتظم ہیں۔ ان کی شخصیت دورِ جدید میں گم کردہ راہ نوجوانوں کے لئے "چراغِ راہ" کی حیثیت رکھتی ہے، وہ دینِ اسلام کے پرجوش مبلغ ہیں۔ ان کی تبلیغ نہایت ہی دل نشیں و دل آویز ہے۔ وہ دلوں کو تھامے ہوئے آگے بڑھتے ہیں[2]۔ اور انشاءاللہ مستقبل میں بھی ان کی زندگی نئی پود کے لئے قابلِ تقلید نمونہ بن سکتی ہے۔ ڈاکٹر صاحب کی روزمرہ زندگی میں ایسے محیرالعقول واقعات دیکھنے میں آتے ہیں جو قرونِ اُولیٰ کے مسلمانوں کا طرۂ امتیاز تھے۔ بلامبالغہ ڈاکٹر صاحب سے مل کر اسلاف کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔ ان کی پرکشش شخصیت سے کوئی متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔[3]

۱؎ حجاز جدید، دہلی شمارہ فروری ۱۹۹۲ء ص۲۸۔ ۲؎ حجاز جدید، دہلی شمارہ فروری ۱۹۹۲ء ص۲۵۔
۳؎ ایضاً ص۲۳۔

چنانچہ مولانا محمد عمر سندھی (اے۔ ڈی۔ آئی۔ ایس) اپنے تاثرات یوں بیان کرتے ہیں:۔

"مولانا محمد مسعود احمد کی صحبت میں قرونِ اولیٰ کی یاد تازہ ہو گئی ——— بخدا ہم تو اب مسلمان ہوئے ہیں۔"[1]

"گورنمنٹ کالج ٹنڈو محمد خاں کے طلباء و اساتذہ اور کالج کے دوسرے ملازمین ان کے حسنِ خلق اور حسنِ انتظام کے اس قدر گرویدہ ہو گئے بلکہ بعض اساتذہ نے یہاں تک کہا کہ یوں معلوم ہوتا ہے جیسے خلافتِ راشدہ کا دور آگیا ہو۔"[2]

برِصغیر کے مشہور عالم و ادیب ڈپٹی نذیر احمد دہلوی کے پوتے مسلم احمد ایم۔ اے، حضرت مسعودِ ملت کے بارے میں اپنی محبت اور عقیدت کا یوں اظہار کرتے ہیں:۔

"ابنِ علامۂ دہر حضرت مفتی محمد مظہر اللہ شاہ، برادر محترم میاں مسعود احمد صاحب، جو اپنے والد بزرگوار کی خصوصی توجہات سے فلاحِ دارین کا حصول مسعود کرنے کے بعد آج اپنی ذاتِ گرامی میں وہ خصوصیات پیدا کر چکے ہیں جو ولیٔ کامل کی اولاد میں ہونا چاہیے۔"[3]

پروفیسر مسعودِ ملت کے مشفق اُستاذ اور مربی جناب پروفیسر ڈاکٹر غلام مصطفےٰ خاں صاحب اپنے ہونہار اور باعثِ افتخار شاگردِ رشید کے بارے میں اس طرح رائے ظاہر فرماتے ہیں:۔

"میری پوری مدتِ ملازمت میں وہ میرے سب سے بہترین شاگرد رہے ہیں۔ میں ان پر بجا طور پر فخر کر سکتا ہوں ان جیسے باوقار، باکردار اور باصلاحیت طلباء موجودہ حالات میں خال خال ہی نظر آتے ہیں۔ میری دعا ہے کہ وہ زندگی میں کامیاب و بامراد رہیں۔"[4]

۱؎ حجاز جدید دہلی شمارہ فروری ۱۹۹۲ء ص۲۵
۲؎ ایضاً ص۲۴
۳؎ ایضاً ص۲۲۔
۴؎ ایضاً ص۲۳۔

آمین!

شریعتِ مطہرہ کی پابندی ڈاکٹر صاحب موصوف کی سیرت کا نمایاں وصف ہے۔ ان کی ظاہری شخصیت میں بھی اس کا رنگ جھلکتا ہے۔ اگر ان کی شخصیت و کردار کے بارے میں اختصار سے کام لیا جائے تو یوں کہا جا سکتا ہے کہ وہ ایک باشرع اور باوضع انسان ہیں۔ اتباعِ شریعت میں یہاں تک اہتمام ہے کہ دورانِ ملاقات آج تک کسی موقع پر فوٹو نہیں کھنچوایا۔ تبھی تو ان کے فوٹو کالج کے کسی میگزین میں شائع نہیں ہوئے۔

خط و کتابت میں اس قدر اہتمام کرتے ہیں کہ اندرون و بیرونِ ملک کے احباب کو بھی بزبانِ قلم قریب کر لیتے ہیں۔ میں نے اکثر خطوط انھیں لکھے ــــ لیکن یہ بات مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ آج تک میں نے انھیں کوئی خط نہیں لکھا مگر یہ کہ انھوں نے مجھے اس کا جواب نہ دیا ہو، چاہے اپنا ہو یا پرایہ، دوست ہو یا دشمن، چھوٹا ہو یا بڑا، امیر ہو یا غریب، دور ہو یا قریب، ہر کسی کے خطوط کا جواب نہایت مستعدی اور پابندی سے دیتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اعزہ واقارب کے علاوہ پاکستان، ہندوستان، افغانستان، سعودی عرب، لبنان، ایران، عمان، ترکی، جرمنی، فرانس، ہالینڈ، انگلینڈ، امریکہ اور کینیڈا وغیرہ میں ان کے احباب کی ایک طویل فہرست ہے ــــــــ انہی خطوط کے ذریعہ جدید نگارشات قلمبند کرنے والوں اور تصنیف و تالیف کے میدان میں قدم رکھنے والے جدید ترین مصنفین و مؤلفین کو اپنی قابلِ تحسین رائے سے نوازتے ہیں۔ جس کی ایک مثال پروفیسر صاحب کے اس مکتوب میں ملاحظہ فرمائیے جو انھوں نے مجھ ناچیز کے جدید ترین قلمکار مؤلف ہونے کے ناطے مجھے دی۔

"دورِ جدید کی تحقیق ایک فن ہے، اس کو اپنانے کی کوشش کریں پھر اہلِ علم میں بھی آپ کی نگارشات مقبول ہونگی، انشاء اللہ تعالیٰ" [۲]

---

[۱] مجاز جدید، دہلی شمارہ فروری ۱۹۹۲ء ص ۳۵

[۲] مکتوب محررہ بنام راقم ۵ جنوری ۱۹۹۲ء از سکھر (سندھ)

چنانچہ مشہور عالمِ دین مترجم جامع ترمذی شریف مولانا محمد صدیق ہزاروی صاحب قبلہ فرماتے ہیں:۔

"پروفیسر محمد مسعود احمد صاحب مدظلہ العالی نے اہلسنت وجماعت کے قلم کاروں کو نئے اندازِ نگارش سے روشناس کرایا۔" [۱]

زیرِ نظر "مقدمہ" انہی پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب قبلہ کی علمی، ادبی و دلنشیں تحریر کا ایک شاہکار اور ان کے ذوقِ تحقیق و ذوقِ محبت کا ایک حسین گلدستہ ہے۔

پروفیسر صاحب کے ہم بے حد شکر گذار ہیں کہ انہوں نے ہماری پہلی ہی درخواست پر اس قدر طویل ترین اور گرانقدر مقدمہ سے ہمیں نوازا۔ ربِ جلیل ڈاکٹر صاحب مدظلہ العالی کی اس خدمت کو قبول فرمائے۔ آمین! ــــــــ اور دعا ہے کہ ربِ قدیر پروفیسر مسعود احمد صاحب قبلہ کا سایہ ہم سُنّی مسلمانوں پر تادیر قائم رکھے اور دارین کی سعادتوں سے انھیں بہرہ مند فرمائے۔ جزاک اللہ فی الدارین۔ آمین! ثم آمین!!!

---

[۱] تعارف علمائے اہلسنت مطبوعہ ۱۹۷۹ء (لاہور) بحوالہ مجاز جدید دہلی

جان و دلِ مرسلین محمد صلی اللہ علیہ وسلم — روح روح الامین محمد صلی اللہ علیہ وسلم

گنجینۂ اصطفا محمد صلی اللہ علیہ وسلم — آئینۂ حق نما محمد صلی اللہ علیہ وسلم

تقدیم ۲

معارفِ اسمِ محمد

صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم

(۱۴۱۲ھ ۱۹۹۲ء)

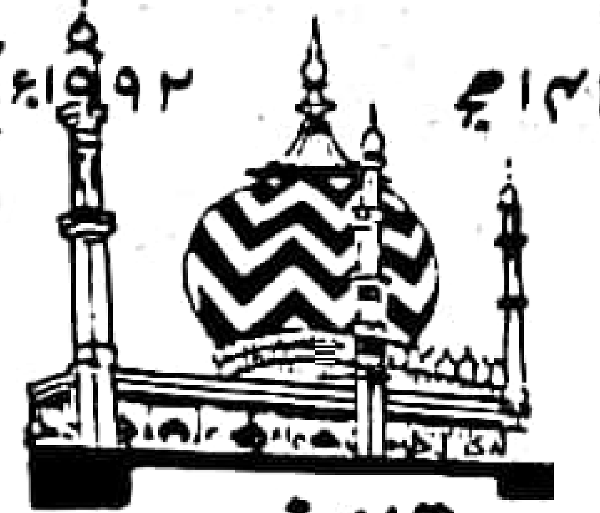

تالیف

جناب محمد نعیم احمد بن محمد سالار کپتھال برکاتی

تقدیم

سعادتِ لوح و قلم ماہر رضویات پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب قبلہ مجددی مدظلہ العالی
پرنسپل گورنمنٹ ڈگری کالج سکھر، سندھ، اسلامی جمہوریہ پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی و نسلّم علیٰ رسولہ الکریم

اُن کی رحمت دو عالم کی بہار ـــــ اُن کی معیشت غریبوں کا سنگھار ـــــ
اُن کی بخشش گنہ گاروں کی سوغات ـــــ اُن کی شفقت سیہ کاروں کی بارات
اُن کی چال زمین کی معراج ـــــ اُن کی پرواز فلک کی معراج ـــــ
اُن کا نور، نور الانوار ـــــ اُن کا سرّ، سرّ الاسرار ـــــ اُن کا
آفتاب، آفتابوں کا آفتاب ـــــ اُن کا مہتاب، مہتابوں کا مہتاب ـــــ
ـــــ اُن کا نامِ نامی، جانِ موجودات ـــــ اُن کا کرم آنِ کائنات ؎

فَمَا الْکَوْنُ اِلَّا حُلَّۃٌ وَمُحَمَّدٌ
طِرَازٌ بِاَعْلَامِ الْہِدَایَۃِ مُعَلَّمٌ

ذکرِ مصطفےٰ کہاں نہیں؟ ـــــ کوئی جگہ نہیں، جہاں نہیں ـــــ اللہ اللہ!
اُن کے کرم سے موجودات نے لباسِ وجود پہنا ـــــ اُن کا چرچا آسمانوں میں
ـــــ اُن کا چرچا زمینوں میں ـــــ اُن کا چرچا سمندروں میں ـــــ انبیاء و رسل،
فلک و ملک، جن و انس سب اُن کی آمد آمد کے منتظر ـــــ اُن کا نامِ نامی بہارِ زندگی
ـــــ اُن کا وجودِ گرامی شبابِ زندگی ـــــ اُن کی راتیں مغفرت کی برسات ـــــ
اُن کے دن رحمت کی پھوار ـــــ اُن کا تبسم طلوعِ فجر ـــــ اُن کا غم، غروبِ سحر
ـــــ اُن کی عنایت دلوں کی ٹھنڈک ـــــ اُن کا کرم روحوں کی فرحت ـــــ
اُن کا دیدار، آنکھوں کی روشنی ـــــ اُن کا کردار، انسانوں کی معراج ـــــ
ذکرِ مصطفےٰ بڑی سعادت ہے ـــــ وہ دل، دل نہیں جو اُن کیلئے نہ سُلگے
ـــــ وہ آنکھ آنکھ نہیں جو اُن کی یاد میں نہ برسے ـــــ وہ سینہ سینہ نہیں

وہ زبان، زبان نہیں جو اُن کی مدح و ثنا میں کُھلے جو اُن کی محبت میں نہ جُھکے ــــــ ہاں رگوں میں خون دوڑ رہا ہے ــــــ دل میں جذبات امنڈ رہے ہیں ــــــ دماغ میں خیالات پھُوٹ رہے ہیں ــــــ زبان پر الفاظ مچل رہے ہیں ــــــ جسم میں ہل چل مچی ہے ــــــ پھر کیوں نہ اُس جانِ جاں کا ذکر کریں! ــــــ ہاں رب العالمین خود ان کا ذکر فرما رہا ہے ــــــ اللہ اللہ! وہ ذکر کی کن بلندیوں پر فائز ہیں ــــــ اس سے بڑھ کر بلندی اور کیا ہو گی کہ نامِ نامی ربِّ کریم کے حضور اس طرح سرفراز ہوا کہ ہر سرفرازی، اِس سرفرازی کے قدم چومنے لگی ــــــ ہمارا کیا منہ؟ ــــــ ہماری کیا اوقات، ہماری کیا بساط جو اُن کا ذکر کریں ــــــ عقل نہیں جو اُن کی بلندیوں کو پا سکے ــــــ دماغ نہیں جو اُس جوامع الکلم کی بات سمجھ سکے ــــــ آنکھ نہیں جو اُن کے جلوؤں کو دیکھ سکے ــــــ کیا کریں اور کیا نہ کریں؟ ــــــ دل بیقرار ہے ــــــ آنکھیں اشکبار ہیں ــــــ اللہ اللہ! مگر وہ تو غریب نواز ہیں، ہاں سے

اک ننگِ غمِ عشق بھی ہے منتظرِ دید
صدقے ترے اے صورتِ سلطانِ مدینہ

نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی تخلیق، کائنات کا نقطۂ آغاز ہے ــــــ سب سے پہلے اُس نے اپنے نور سے، نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا فرمایا اور جب یہ نور، حریمِ ناز میں سجدہ ریز ہوا تو اُس کا نامِ نامی، محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) رکھا۔ ــــــ پھر اس نور سے عرش و کرسی، لوح و قلم، آفتاب و ماہتاب ایک ایک کر کے پیدا ہوتے گئے ــــــ قلم کو لکھنے کا حکم ہوا تو اُس نے لا الٰہ الا اللہ لکھا ــــــ پھر حکم ہوا تو محمد رسول اللہ لکھا ــــــ جس طرح کائنات میں اللہ نے سب سے پہلے آپ کو وجود عطا فرمایا، اپنے نام کے بعد آپ کا نام

رکھا، اسی طرح اپنے نام کے بعد آپ کا نام لکھوایا ــــــ اسی سے اسم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بلندیوں کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے ــــــ اُن کا نامِ نامی کیا ظاہر ہوا، کائنات میں بہار آنے لگی، ہاں سے

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا، وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو
جان ہیں وہ جہان کی، جان ہے تو جہان ہے

نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم اربوں اور کھربوں سال فضاؤں میں چمکتا دمکتا رہا ــــــ اللہ کی حمد کرتا رہا ــــــ وہ دیکھتا رہا جو کسی آنکھ نے نہ دیکھا ــــــ وہ سنتا رہا، جو کسی کان نے نہ سنا ــــــ اللہ نے اپنے کرم سے اپنا علم دکھایا ــــــ فرمایا الم تر ان اللہ یعلم ما فی السمٰوٰت والارض (مجادلہ) کیا تم نے نہ دیکھا کہ اللہ آسمان و زمین میں جو کچھ ہے سب جانتا ہے؟ ــــــ جب زمین و آسمان پیدا ہو رہے تھے، آپ مشاہدہ فرما رہے تھے ــــــ ارشاد ہوا، الم تر ان اللہ خلق السمٰوٰت والارض بالحق (ابراہیم ۱۹) کیا تم نے نہ دیکھا کہ اللہ نے آسمان و زمین کو ٹھیک ٹھیک پیدا فرمایا؟ ــــــ ہاں وقت آیا، اللہ نے جب نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو آشکار کرنا چاہا تو آدم علیہ السلام کی پیشانی میں رکھا جو آفتاب کی طرح چمک رہا تھا ــــــ فرشتوں کو نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و تکریم کا حکم ملا ــــــ آن کی آن میں سب سربسجود ہو گئے ــــــ مگر ابلیس، نظر سے محروم تھا، کھڑا رہا، مردود ہوا ــــــ اور یہ راز پہلی مرتبہ کھلا کہ محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و تکریم، اللہ ہی کی تعظیم و تکریم ہے ــــــ جو یہ راز نہیں سمجھا وہ حرفِ محبت سے نا آشنا ہے۔

ہاں نورِ محمدی (صلی اللہ علیہ وسلم) پہلی بار پیکرِ آدم میں فرشتوں کے سامنے آیا پھر پاک پشتوں اور پاکیزہ ماؤں میں منتقل ہو گیا ــــــ

پھر جب ہود علیہ السلام کا دور آیا اور ان کی قوم، قومِ عاد نے ان کی مخالفت کی اور

اپنے رب کی نافرمانی میں وہ حد سے تجاوز کر گئے تو اللہ نے ان پر آندھی کا عذاب نازل فرمایا، جسے سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم مشاہدہ فرمارہے تھے ـــــــ ارشاد ہوا، الم تر کیف فعل ربك بعاد (فجر:۶) کیا تم نے نہ دیکھا، تمہارے رب نے عاد کے ساتھ کیسا کیا ـــــــ پھر یہ نور منتقل ہوتے ہوتے ابراہیم علیہ السلام تک پہنچا۔ پھر ہاجرہ علیہا السلام میں منتقل ہوا، پھر اسمٰعیل علیہ السلام میں منتقل ہوا ـــــــ ہاں، ابراہیم علیہ السلام جب نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے امین تھے تو آگ کیسے جلاتی! ـــــــ اسمٰعیل علیہ السلام جب نورِ محمدی کے امین تھے تو کیسے پیاسے رہتے اور کیوں قربانی کرائے جاتے! ـــــــ ہاجرہ علیہا السلام کی بیقراریاں رنگ لائیں، اسمٰعیل علیہ السلام کے پیروں تلے چشمہ پھوٹ پڑا ـــــــ ہاجرہ علیہا السلام کے نشانِ راہ (صفا و مروہ) کو شعائر اللہ بنا دیا گیا اور ابراہیم علیہ السلام کے نقشِ قدم کو حرمِ کعبہ میں مصلیٰ بنا دیا گیا ـــــــ اللہ اللہ! نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی پاسداریاں تو دیکھئے!

ہاں تو ذکر تھا حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کا ـــــــ جب نمرود سے آپ مسئلہ توحید پر بھرے دربار میں مناظرہ فرمارہے تھے تو سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم مشاہدہ فرمارہے تھے ـــــــ ارشاد ہوا، الم تر الی الذی حاج ابراھیم فی ربہ ان اتاہ اللہ الملک (بقرہ: ۲۵۸) کیا تم نے اُس کو نہ دیکھا جو ابراہیم سے بحث کر رہا تھا، (وہ اس لئے مغرور ہو گیا) کہ ہم نے اس کو سلطنت عطا فرمائی ـــــــ جب بنی اسرائیل وبا کے خوف سے شہر چھوڑ کر باہر نکل گئے، باہر نکلتے ہی سب کے سب مر گئے، پھر کچھ عرصے کے بعد زندہ کر دیئے گئے ـــــــ ہزاروں کی تعداد میں بنی اسرائیل کا مرنا اور جینا سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم مشاہدہ فرمارہے تھے ـــــــ ارشاد ہوا، الم تر الی الذین خرجوا من دیارھم وھم الوف حذر الموت فقال لھم اللہ موتوا ثم احیاھم (بقرہ: ۲۴۳) کیا تم نے ان لوگوں کو نہ دیکھا جو ہزاروں کی تعداد میں موت کے ڈر سے اپنے شہر سے نکل کھڑے ہوئے، پھر اللہ نے کہا تم سب مر جاؤ (وہ مر گئے)، پھر اُن کو زندہ کر دیا ـــــــ

ہاں، حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایک حادثے ایک ایک واقعہ کو مشاہدہ فرمارہے تھے۔ ـــــــ پھر حضرت موسیٰ کے بعد جب بنی اسرائیل کی حالت خراب ہوئی اور انہوں نے عہدِ الٰہی کو فراموش کیا، بت پرستی میں مبتلا ہوئے، سرکشی اور بد افعالی انتہا کو پہنچی تو ان پر قومِ جالوت مسلط ہوئی جس کو عمالقہ کہتے ہیں کیونکہ جالوت عملیق بن عاد کی اولاد سے ایک نہایت جابر بادشاہ تھا۔ اس کی قوم کے لوگ مصر و فلسطین کے درمیان بحرِ روم کے ساحل پر رہتے تھے انھوں نے بنی اسرائیل کے شہر چھین لئے آدمی گرفتار کئے طرح طرح کی سختیاں کیں یہ سب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مشاہدہ فرمارہے تھے ـــــــ ارشاد ہوا، الم تر الی الملأ من بنی اسرائیل من بعد موسیٰ (بقرہ: ۲۴۶) اے محبوب! کیا تم نے نہ دیکھا، بنی اسرائیل کے ایک گروہ کو جو موسیٰ کے بعد ہوا ـــــــ اور جب آپ بطنِ مادر میں تشریف لائے تو ابھی ظہورِ قدسی میں کچھ روز باقی تھے کہ شاہ حبشہ ابرہہ ہاتھیوں کا عظیم لشکر لے کر بیت اللہ پر حملہ آور ہوا، حملے سے پہلے ہی اس کا پورا لشکر خس و خاشاک بنا دیا گیا ـــــــ ہاں، یہ سب کچھ آپ مشاہدہ فرمارہے تھے ـــــــ ارشاد ہوا الم تر کیف فعل ربك باصحاب الفیل الم یجعل کیدھم فی تضلیل وارسل علیھم طیرا ابابیل ترمیھم بحجارۃ من سجیل فجعلھم کعصف ماکول (فیل: ۱-۵) کیا تم نے نہ دیکھا کہ تمہارے پروردگار نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیا کیا؟ ـــــــ کیا ان کی چال کو خاک میں نہ ملا دیا اور اُن پر پرندوں کی ٹکڑیاں بھیجیں کہ انھیں کنکر کے پتھروں سے مارتے یہاں تک کہ وہ کھائی کھیتی کی پتی بن گئے ـــــــ

ہاں، وہ بطنِ مادر میں بھی یہ سب کچھ دیکھ رہے تھے، قرآن حکیم شاہد ہے ـــــــ دو جہاں کے سردار (صلی اللہ علیہ وسلم) بطنِ مادر میں کیا آئے کہ انبیاء علیہم السلام کی آمد آمد کا سلسلہ شروع ہو گیا ـــــــ ۹ مہینے تک جلیل القدر انبیاء علیہم السلام حضرت آمنہ کے سامنے آتے رہے ـــــــ اللہ، اللہ، کون آئے؟ ـــــــ حضرت آدم، حضرت ادریس، حضرت نوح، حضرت ابراہیم، حضرت اسماعیل، حضرت موسیٰ، حضرت داؤد، حضرت سلیمان حضرت عیسیٰ علیہم السلام ـــــــ حضرت آمنہ، سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت

ورحمت سے وہ کچھ دیکھ رہی تھیں جو دوسروں کو نظر نہیں آرہا تھا' اور وہ کچھ سُن رہی تھیں جس سے دوسروں کے کان محروم تھے ـــــ ہاں جو آتا گیا' آمنہ سے کہتا گیا جب وہ آنے والا آئے تو اس کا نام 'محمد' (صلی اللہ علیہ وسلم) رکھنا ـــــ

ہاں ظہور قدسی کی منزل آگئی ـــــ بس چند راتیں رہ گئیں ـــــ ہاں وہ رات آگئی جس کا سارے عالم کو انتظار تھا ـــــ حضرت حوا' حضرت آسیہ' حضرت مریم' (علیہن السلام) حاضر ہیں' جنت کی حوریں حاضر ہیں' آمنہ کی آنکھوں سے پردہ اٹھایا جارہا ہے اور مشرق ومغرب کی بہاریں دکھائی جارہی ہیں ـــــ تین جھنڈے لگائے جارہے ہیں ـــــ ایک مشرق میں' ایک مغرب میں' ایک بیت اللہ پر ـــــ فرشتے فوج در فوج حاضر ہیں ـــــ سبز پنجوں اور سُرخ چونچوں والے جنتی پرندے فضاؤں میں بھرے ہوئے ہیں ـــــ آمنہ کو شدت کی پیاس لگی ـــــ ایک پرندہ بڑھ کر پانی کی بوندیں ٹپکا رہا ہے' سبحان اللہ! ـــــ برف سے زیادہ ٹھنڈی' شہد سے زیادہ میٹھی ـــــ دل کو چین آیا' آنکھوں میں سرور آیا ـــــ پھر جب وہ تشریف لائے تو ہر طرف روشنیاں پھیل گئیں ـــــ سارا عالم نورٌ علیٰ نور ہوگیا ـــــ ہاں وہ تشریف لائے' گھٹنوں کے بل' اپنے مولیٰ کے حضور جھکے ہوئے' ہاتھ پھیلائے ہوئے' نگاہیں آسمان کی طرف لگائے ہوئے ـــــ چہرہ نور سے جگمگ کر رہا تھا' دنیا حیران تھی ـــــ جو کچھ دیکھ رہی تھی' وہ تو کبھی نہ دیکھا تھا ـــــ ہاں وہ تشریف لے آئے' آتشکدۂ ایران جو ہزار سال سے روشن تھا' آن کی آن میں بجھ کر رہ گیا ـــــ کسرائے ایران کے محل کے کنگرے ٹوٹ پھوٹ کر بکھرنے لگے ـــــ ہاں آج وہ آیا ہے دنیا کی جھوٹی عظمتیں جس کے پیروں تلے روندی جائیں گی ـــــ

جو کچھ عرض کیا گیا ہے یہ کوئی افسانہ نہیں' حقیقت ہے ـــــ امام المحدثین حضرت علامہ ابن جوزی علیہ الرحمۃ (المتوفی ۵۹۷ھ) نے تقریباً نوسو برس پہلے اپنی کتاب مولد العروس میں یہ تفصیلات بیان فرمائی ہیں ـــــ جس کو سب نے مانا اور سب نے تسلیم کیا ہے

شاید اہلِ عقل نہ مانیں' مگر وہ تو بچوں کی ضد کرتے ہیں' پھر مانتے چلے جاتے ہیں ـــــ ہزاروں باتیں جو کل نہ مانتے تھے' آج ماننے لگے ـــــ سیکڑوں باتیں جو آج نہیں مانتے' کل ماننے لگیں گے ـــــ عقل بے مایہ پر کیا بھروسہ کیا جائے کہ جب تک وحی اُس کی انگلی نہ پکڑے وہ سیدھے راستہ پر چل نہیں سکتی ـــــ اسی لئے تو اقبال نے کہا تھا ؏

عقل بے مایہ امامت کی سزاوار نہیں

ہم اُس کو امام بناتے ہیں' جس کی آنکھ نہیں' اسلئے وہ ہم کو حیرت کدے پر لاکر کھڑا کردیتی ہے ـــــ ؏

بے دانش برہانی حیرت کی فراوانی

○

ہاں تاجدارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے' جن کا غلغلہ آسمانوں اور زمینوں میں تھا وہ تشریف لے آئے ـــــ جن کا چرچا آسمانی کتابوں اور صحیفوں میں تھا' تشریف لے آئے ـــــ غریبوں کے غمخوار اور مظلوموں کے ہمدرد وغمگسار تشریف لے آئے ـــــ ہاں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تشریف لے آئے ـــــ ہاں احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تشریف لے آئے ـــــ حضرت عیسیٰ علیہ السلام خوشخبری سنا رہے ہیں:۔

مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد (صف: ۶)

مالکِ یاالنہار فرمار ہا ہے

○ ـــــ وما محمد الا رسول۔ (آل عمران: ۱۴۴)

○ ـــــ ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبین (احزاب: ۴۰)

○ ـــــ وامنوا بما نزل علیٰ محمد وھو الحق من ربھم (محمد: ۲)

○ ـــــ محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم (فتح: ۲۹)

ہاں آپ کا نامِ نامی' احمد' بھی ہے اور 'محمد' بھی (صلی اللہ علیہ وسلم) ـــــ 'احمد' کے معنی' بہت تعریف کرنے والا' ـــــ اور 'محمد' کے معنی' بہت ہی تعریف

کیا گیا ــــــ تعریف کرنے والا ایک سے زیادہ کی بھی تعریف کر سکتا ہے اور کرتا ہے مگر ایسا تعریف کرنے والا کہیں نہ ملے گا جس نے ایک کی تعریف کی ہو ــــــ ہاں صرف ایک اللہ کی ــــــ جب زبان سے "الحمد للہ رب العالمین" فرمایا تو اس پر عمل کر کے بھی دکھادیا ــــــ جب نورِ محمدی (صلی اللہ علیہ وسلم) جلوہ فرما ہوا، حمد کا سلسلہ شروع ہوا ــــــ کروڑوں سال بیت گئے ــــــ لاکھوں سال گذر گئے ــــ نہ معلوم کب سے وہ ربِ جلیل کی حمد و ثنا میں مصروف رہے! ــــــ اس کائناتِ ارضی و سماوی میں کوئی ایسا نہیں جس نے اللہ کی اتنی حمد و ثنا کی ہو جتنی آپ نے فرمائی ــــــ عبدیت میں آپ یکہ و تنہا ہیں، کوئی آپ کا عدیل و نظیر نہیں ؎

بے مثال کی ہے مثال وہ حُسن
خوبیٔ یار کا جواب کہاں!

ہاں کوئی "احمد" نہیں، آپ ہی "احمد" ہیں ــــــ آپ اللہ کی طرف متوجہ ہیں اور اللہ آپ کی طرف ــــــ آپ اللہ کی حمد و ثنا فرما رہے ہیں اور اللہ آپ پر رحمتیں بھیج رہا ہے، فرشتے نعت و ثنا کر رہے ہیں ــــــ نہ معلوم کب سے! ــــ زمین و آسمان میں جو اللہ کی حمد کر رہا ہے وہ آپ کی نعت بھی پڑھ رہا ہے ــــــ اس قدر تعریف اور اس شان کی تعریف آج تک کسی مخلوق و محبوب کی نہیں کی گئی ــــــ بیشک آپ "محمد" (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں ــــــ "محمد" کے معنی ہیں "بہت ہی تعریف کیا گیا" ــــــ آپ محب بھی ہیں، محبوب بھی ــــــ آپ عاشق بھی ہیں معشوق بھی ــــــ جو عاشق ہوتا ہے وہ معشوق نہیں ہوتا ــــــ جو معشوق ہوتا ہے وہ عاشق نہیں ہوتا ــــــ انتہائے محبت کا یہ ایک حیرت انگیز سنگم ہے کہ جو چاہ رہا ہے وہ چاہا بھی جا رہا ہے ــــــ جو عاشق ہے وہ معشوق بھی ہے ــــــ سبحان اللہ، سبحان اللہ! ــــــ یہی نہیں بلکہ جو اُس جانِ جاں کے نقشِ قدم پر چل رہا ہے وہ بھی محبوب بنایا جا رہا ہے ــــــ "یحببکم اللہ" ہم نے تو یہ سُنا تھا اور یہ دیکھا تھا کہ جو جس کا کہا مانتا ہے وہی اس سے محبت کرتا ہے۔

یہ نہ سنا اور نہ دیکھا کہ کہا کسی کا مانا جائے اور محبت کوئی کرے! اللہ اکبر! ــــــ خالقِ کائنات کو اپنے محبوب کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) سے کس کمال کی محبت و انسیت ہے! ــــ جو آپ کا کہنا مانتا ہے، جو آپ کے نقشِ قدم پر چلتا ہے وہ خدا کا محبوب بن جاتا ہے ــــــ جو آپ کے حضور درود و سلام کے گجرے پیش کرتا ہے اُس پر بھی اللہ اور اُس کے فرشتے درود و سلام بھیجتے ہیں ــــــ اللہ اللہ! درود و سلام پیش کرنے والے کی یہ ادا اُس کریم کو کیسی پیاری لگتی ہے کہ پیش کرنے والا بھی اُس کرمِ خاص سے محروم نہیں رہتا ــــــ!

اللہ تعالیٰ نے نامِ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے نام سے نکالا اور اپنے نام ہی کے ساتھ رکھا ــــــ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کی نگاہِ محبت کہاں پہنچی! ــ سنیئے سنیئے وہ کیا فرما رہے ہیں ؎

وشق له من اسمه ليجله
فذو العرش محمود وهٰذا محمد

نامِ نامی احمد اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) مسمّٰی کا بھرپور آئینہ دار ہے ــــــ حالانکہ نام کے لئے یہ ضروری نہیں کہ وہ مسمّٰی کی عکاسی کرتا ہو ــــــ اور یہ بھی ضروری نہیں کہ وہ ایسی معنویت لئے ہوئے ہو کہ نام سے ایک ایک حرف نکالتے جائیں پھر بھی معنویت ذرہ برابر مجروح نہ ہونے پائے ــــــ نامِ احمد اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی شان یہ ہے کہ ایک ایک حرف کم کرتے جایئے جو بچ رہے گا وہ ہرگز بے معنیٰ نہ ہوگا ــــــ بیشک جو اُن کے دامنِ کرم سے وابستہ ہو گیا وہ بے فیض نہیں رہ سکتا ــــــ اس نام کی ایک یہ بھی خوبی ہے کہ اکثر انبیاء علیہم السلام کے ناموں میں اس نامِ نامی کا کوئی حرف ضرور ہے ــــــ گویا جس طرح کائنات کی ہر شے مستفیض ہے، یہ نام بھی مستفیض ہیں ــــــ اللہ نے اپنے نور سے آپ کو پیدا فرمایا اور نام بھی ایسا رکھا جس میں اُس کے نام کی جھلک ہے ــــــ نامِ اللہ میں کوئی حرف نقطہ والا نہیں، نامِ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میں بھی کوئی حرف نقطہ والا نہیں ــــــ

بات بھی قابلِ توجہ ہے کہ لفظِ قرآن میں چار حروف ہیں، جس زبان میں نازل ہوا اُس کے بھی چار حروف ہیں، جس نے نازل کیا اس کے بھی چار حروف ہیں، جس پر نازل ہوا اس کے بھی چار حروف ہیں ——— حروف کی یہ یکسانیت ضرور کوئی معنی رکھتی ہوگی ——— جس طرح عالمِ اجسام اور عالمِ ارواح ہیں اسی طرح عالم الفاظ و حروف اور عالم معانی بھی ہیں ——— غواص ہی حقیقت کو پا سکتے ہیں ———

نامِ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی کیا بات! ——— وہ چشمِ بینا کہاں سے لائیں جو زمین و آسمان میں اس نامِ نامی کے جلوے دیکھے! ——— نامِ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کہاں نہیں؟ ——— ساقِ عرش پر لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوا ہے ——— لوحِ محفوظ میں لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوا ہے۔ جنت کے ہر دروازے پر لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوا ہے ——— صحفِ سماوی میں نامِ احمد اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ——— توریت میں، انجیل میں، زبور میں، صحیفۂ آدم میں، صحیفۂ ابراہیم میں، صحیفۂ اشعیاء میں، کتاب حبقوق میں، اقوال شعیب میں، اقوال سلیمان میں (علیہم السلام) ——— اور تو اور ہندوؤں کے ویدوں اور اُپنشدوں میں ——— گوتم بدھ کے ملفوظات میں نام احمد و محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جلوہ گر ہے ———

اللہ نے دنیا میں آنے والے تمام انبیاء کو جمع کر کے اُن سے عہد لیا کہ جب وہ آنے والا آئے تو اُس پر ایمان لانا اور اس کی تائید و حمایت کرنا ——— ہر نبی نے سنا اور سر جھکایا، وعدہ کیا اور اپنے عہد پر گواہ ہوا، اور اللہ تعالیٰ ان سب پر گواہ ہوا ——— اللہ اکبر! کس اہتمام سے عہد لیا گیا ——— جب سارے عالم کے نبیوں نے نامِ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سنا اور عہد بھی کیا تو پھر ہر نبی نے اپنی امت میں آپ کی آمد آمد کا ذکر نہ کیا ہوگا؟ ——— یقیناً کیا ہوگا ——— تو یہ کہنا سچ اور حق ہے کہ کوئی نبی و رسول

ایسا نہیں جس نے اپنی امت میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر نہ کیا ہو ——— سب نے کیا، پھر سُن سُن کے اوروں نے بھی کیا ——— ہر مذہب و ملت کی کتابوں میں اور ہر دور کی فضاؤں میں آپ کے نامِ نامی کی گونج سنائی دے رہی ہے سبحان اللہ! ——— نہ صرف کتابوں میں بلکہ آسمان و زمین، شجر و حجر حتیٰ کہ انسانی وجود میں بھی دیکھنے والوں نے نامِ نامی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) دیکھا ہے ——— درختوں پر، پتوں پر، پھولوں پر، پھلوں پر ——— پھولوں کے اندر ——— پھلوں کے اندر ——— اور دورِ جدید میں یہ عجیب انکشاف ہوا ہے کہ انسان کے سانس کی نالی میں "لا الٰہ الا اللہ" لکھا ہوا ہے اور داہنے پھیپھڑے پر "محمد رسول اللہ" ——— سبحان اللہ! ———

عارفِ کامل حضرت سلطان باہو علیہ الرحمہ کا یہ ارشاد کچھ معنیٰ رکھتا ہے کہ ہر جاندار کا سانس اسم 'ہُو' سے نکلتا ہے ——— اللہ اکبر! حضراتِ اہل اللہ کی نظریں کتنی بلند ہیں ——— حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ لوحِ محفوظ سے اپنا نام مٹتا ہوا ملاحظہ فرما رہے ہیں اور اعلان فرما رہے ہیں اُس شخص کا کیا حال ہوگا جس نے اپنا نام لوحِ محفوظ سے خود مٹتے ہوئے دیکھا، یہ شعبان کی پندرھویں شب تھی اور اسی سال آپ نے وصال فرمایا ——— بیشک موت کا علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں، مگر وہ اپنے کرم سے جس کو چاہتا ہے بتا دیتا ہے ——— اُس کے کرم کو کوئی نہیں روک سکتا ———

یاں تو ذکر تھا نامِ نامی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ———

اللہ نے اپنا وعدہ سچ کر دکھایا سنریهم آیاتنا فی الآفاق و فی انفسهم حتیٰ یتبین لهم انه الحق (فصلت ۵۳) اللہ اللہ! انسانی وجود میں نامِ اللہ (جل جلالہٗ) اور نامِ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! ———

اللہ تعالیٰ نے یہ نامِ نامی پشتِ مبارک پر مہرِ نبوت کی صورت میں بھی ظاہر فرمایا تاکہ کسی شک کرنے والے کو شک ہی نہ رہے اور ہر یقین کرنے والا دل سے یقین کرے کہ آپ ہی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں ———

سبحان الخالق

كلمة التوحيد فى صدر كـل انســان ..!

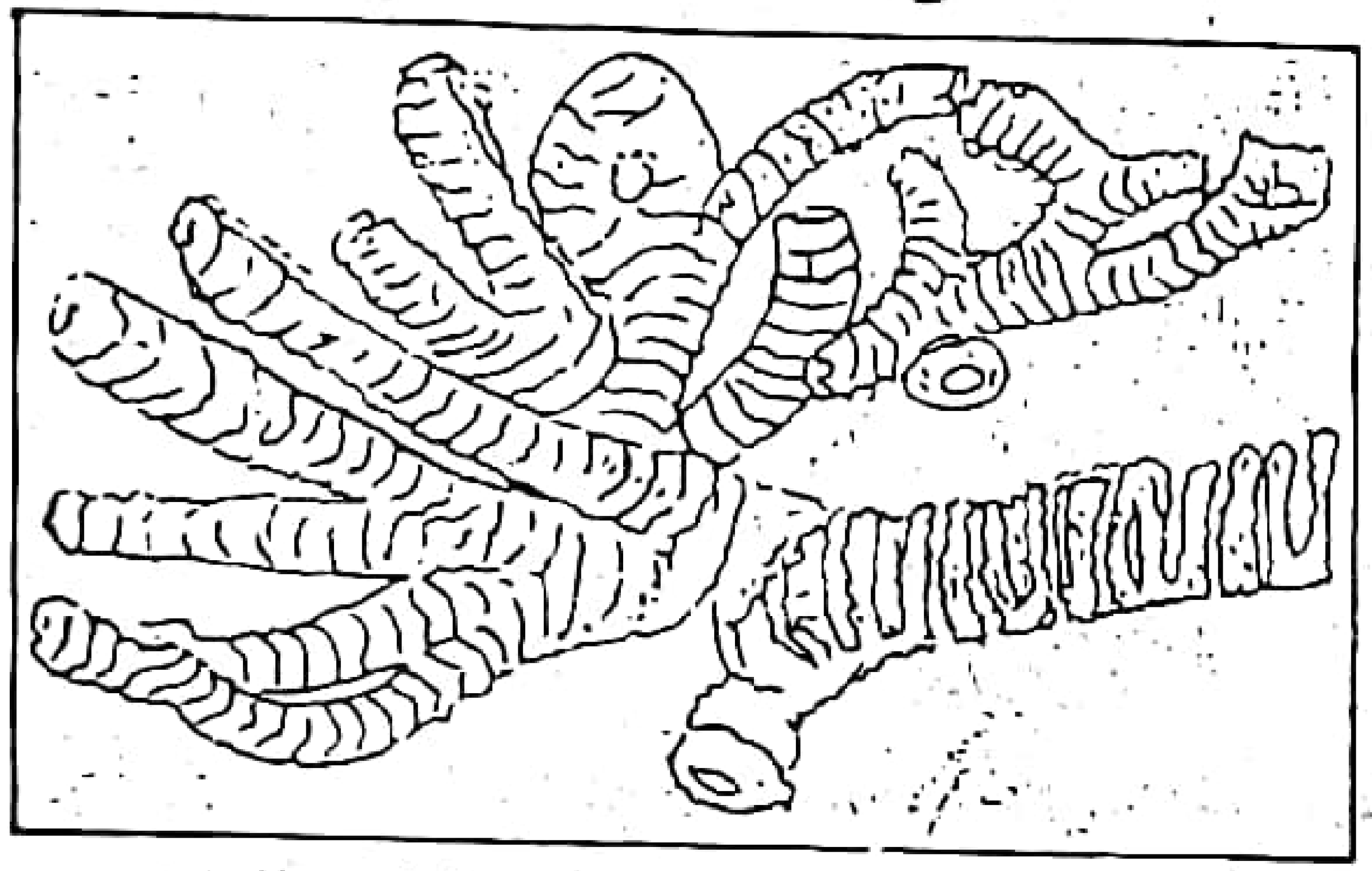

○ كلمة التوحيد كما صورنا جهاز الكمبيوتر فى صدر انسان

جدة: طلال عطية

كانت المفاجاة عند . تم تصوير صدر احد الاشخاص بجهاز الكمبيوتر الطبى بمستشفى الحرس الوطنى بجدة حيث تخلت قدرة الخالق عزوجل فقد كان التصوير فقط رسم بالكمبيوتر السنة الهوائية والرئة اليسرى من صدر الانسان ليظهر لنا جليا كما هو واضح له الصورة كلمة التوحيد وعلى اسم خاتم الانبياء سيدنا محمد صلى الله عليه وسلم وصدق الله العظيم فى كتابه العزيز سنريهم اياتنا فى الافاق وفى انفسهم حتى يتبين لهم انه الحق......

هذا المثال يظهر فى صدر كل انسان وسبحان الخالق البارى

ترجمہ:۔ جدة طلال عطية

اس وقت حیرت واستعجاب کی انتہاء نہ رہی جب حرس وطنی جدہ کے ہاسپٹل میں کمپیوٹر کے ذریعہ ایک شخص کے سینے کا ایکسرے لیا گیا۔ بے شک یہ تصویر انسان کے سانس کی نالی اور داہنے پھیپھڑے کی ہے جو کمپیوٹر کے ذریعہ لی گئی۔ اس میں کلمہ توحید اور خاتم الانبیاء سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی واضح طور پر دیکھا جا سکتا ہے۔ یہ قدرت کی نشانی اور معجزہ ہے۔

اور اللہ نے سچ فرمایا اپنی پیاری کتاب قرآن عزیز میں ہے۔ ابھی ہم انھیں دکھائیں گے اپنی نشانیاں دنیا بھر میں اور خود ان کی جانوں میں، یہاں تک کہ ان پر کھل جائے گا کہ بے شک وہ حق ہے (سورہ حم سجدہ، نصف آیۃ ۵۳)

دنیا والوں کے لئے یہ ایک مثال یا نمونہ ہے جو ہر انسان کے سینے سے ظاہر ہے۔ اور خالق باری کی ذات پاک ہے

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے آپ کو اسی نشانی سے پہچانا ______

آپ کی غائبانہ محبت نے اپنے مذہب سے بیگانہ اور اپنے وطن سے دل اچاٹ کرایا۔

______ رواں دواں ملک ملک کی خاک چھانتے حضور میں حاضر ہو گئے

______ مگر کسی کے غلام تھے، آپ کے غلام بننے آئے تھے ______

سرکار نے کرم فرمایا، بندوں کی غلامی سے نجات دلا کر اپنا غلام بنا لیا ______

______ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے ساری نشانیاں دیکھ لی تھیں، ایک نشانی مہر نبوت رہ گئی تھی، وہ نشانی بھی دکھا دی، دیکھتے ہی ایمان لے آئے کہ یہ زندہ گواہی تھی، جو خود ہی بول رہی تھی کہ یہی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں ______ ہاں سے

ایک ہی بار ہوئیں وجہ گرفتاریٔ دل

التفات ان کی نگاہوں نے دوبارہ نہ کیا

اللہ نے اپنے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کو روشن کر دیا ______

اعلان فرمادیا ______ ورفعنا لك ذكرك ______ ہم نے تمہارے لئے تمہارے نام کو بلند کر دیا ______ ہماری کوئی غرض نہیں ______

ہمیں تو بس تم سے محبت ہے اور ہم یہی چاہتے ہیں کہ سب کو تم سے محبت ہو ______

سبحان اللہ! کس کمال کی محبت ہے کہ نام نامی کلمہ طیبہ میں اپنے نام کے ساتھ ملا کر دیا کہ ع

______ وہ زندہ ہیں واللہ، وہ زندہ ہیں واللہ

حضرت حسان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

وضم الاله اسم النبی الی اسمه اذ قال فی الخمس المؤذن اشهد

ایک مغربی اسکالر طلب کے ہستی نے لکھا ہے کہ دنیا میں کوئی لمحہ ایسا نہیں جس میں دنیا کے کسی نہ کسی شہر میں اذان نہ ہو رہی ہو، ہر لمحہ مؤذن اللہ کے نام کے ساتھ اُن کا نام بلند کر رہا ہے، کوئی لمحہ خالی نہیں ______ ہاں سے

ورفعنا لك ذکرک کا ہے سایہ تجھ پر

ذکر اُونچا ہے تیرا بول ہے بالا تیرا

پھر رفعتِ ذکر کے لیے یہ رسمِ محبت ایجاد کی کہ محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر خود صلوٰۃ کے گجرے بھیجے اور فرشتوں نے صلوٰۃ کی تھالیاں نذر کیں، یہی نہیں سارے عالم کے مسلمانوں کو حکم دیا صلوا علیہ وسلموا تسلیما۔

ہاں اے مسلمانو! تم بھی درود بھیجو، تم بھی سلام بھیجو ——— بے دلی سے نہ بھیجنا، دل سے بھیجنا کہ سلام کا حق ادا ہوجائے ——— وہ ہم سے الگ نہیں، اُن کو الگ نہ سمجھنا ؎

تم ذاتِ خدا سے نہ جدا ہو، نہ خدا ہو

اللہ ہی کو معلوم ہے کہ تم کون ہو اور کیا ہو !

قرآن کریم میں فرمایا کہ کوئی شے ایسی نہیں کہ جو ہمارا ذکر نہ کرتی ہو ——— فرمایا کہ سب پرندے اپنی اپنی نمازیں پڑھتے ہیں ——— جب نمازیں پڑھتے ہیں تو درود و سلام ضرور بھیجتے ہونگے ——— اللہ کا ذکر رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کے بغیر مکمل نہیں ہوتا۔ ذکرِ الٰہی میں حلاوت ذکرِ رسول ہی سے آتی ہے ——— یہ راز اہلِ محبت جانتے ہیں، جو محبت سے ناآشنا ہے وہ کچھ نہیں جانتا خواہ اپنے زعم میں وہ یہ سمجھتا ہو کہ وہ بہت کچھ جانتا ہے ——— معرفتِ الٰہی، محبت رسول (علیہ التحیہ والتسلیم) کے بغیر ممکن نہیں ——— یہ محبت ہی تھی جس نے اسمِ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو مشکل کشا بنا دیا ——— سنیئے ———

قبیلہ بکر بن وائل کے سردار حارثہ کی فوج کا فارس کی عظیم الشان فوج سے ٹکراؤ ہوا۔ اُس وقت تک حارثہ مسلمان نہ ہوئے تھے مگر دل میں محبتِ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ایک چنگاری دبی ہوئی تھی ——— حارثہ کی فوج نہایت کمزور ——— مقابلہ پر ایک طاقت ور فوج ——— حارثہ حیران و پریشان ——— کچھ، درنونہ سوجھا، سوجھا تو یہی سوجھا کہ اچانک اعلان کر دیا

ہمارے لشکر کا نشان 'محمد' (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے" ——— اللہ اکبر! فارس کی طاقت ادر فوج سے مقابلہ ہوا اور آن کی آن میں وہ شکست کھا گئی ——— اسمِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل حارثہ کو شاندار کامیابی نصیب ہوئی اور فتح و نصرت نے ان کے قدم چومے ——— (خصائص کبریٰ، ج ۱، ص ۳۵۸) ———

اللہ اللہ نامِ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی برکتیں کیا بیان کروں؟ ——— رب تعالیٰ جب قیامت کے دن آپ کو پکارے گا تو آپ کے ہم نام سب امتی آواز پر دوڑ پڑیں گے ——— رب تعالیٰ مسکرائے گا اور نامِ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ہم ناموں کو بھی جنت میں داخلے کی بشارت مل جائے گی ——— غیرتِ الٰہی کو گوارہ نہیں کہ جس امتی کا نام محمد ہو وہ دوزخ میں جائے! ——— سبحان اللہ! ——— ہاں نامِ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) شفاء ہے ——— ایک سائنس داں نے تحقیق کی کہ درود پڑھ کر جو دم کیا جاتا ہے تو سانس میں ایک قسم کی برقی رو پیدا ہوتی ہے جو مریض پر خوشگوار اثر ڈالتی ہے ———

نامِ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) معمولی نام نہیں ——— اسی لئے اللہ نے نام لے کر پکارنے کو سختی سے منع فرمایا ہے ——— فرمایا، تم محمد رسول اللہ کو اس طرح نہ پکارو جس طرح آپس میں ایک دوسرے کو پکارتے ہو (نور: ۶۳) ——— ہاں ؎

ادب گاہیست زیر آسماں از عرش نازک تر

شاہِ ایران خسرو پرویز کے نام مکتوب گرامی لے کر صحابی پہنچے ——— خسرو پرویز نے نامہ گرامی پڑھنا شروع کیا ——— من محمد رسول اللہ الی کسریٰ عظیم فارس ——— اپنے نام سے پہلے نامِ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) دیکھ کر طیش میں آ گیا ——— نامہ گرامی ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ——— جب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا تو جلالِ نبوت میں فرمایا ——— "اس نے میرے خط کو ٹکڑے ٹکڑے کیا، اللہ نے اس کے ملک کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا" ———

اور ایسا ہی ہوا نام نامی کو ریزہ ریزہ کرنے والا خود اپنے بیٹے شیرویہ کے ہاتھوں مارا گیا سچ کہا ہے ؎

از جسم تو لرزاں، لرزاں دو عالم
دز زلف برہم، برہم نظامے

نام نامی کتنا عظیم ہے! ——— کتنا پیارا ہے! ——— کتنا میٹھا ہے! ——— اس کی مٹھاس کا عالم صدیق اکبر (رضی اللہ عنہ) سے پوچھیے ——— نام نامی سن کر بے ساختہ انگوٹھے چوم کر آنکھوں سے لگالئے اور حضرت آدم علیہ السلام کی سنت کو زندہ کر گئے ——— انجیل برناباس میں لکھا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے جب آنکھ کھولی تو عرش پر کلمہ طیبہ "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" لکھا دیکھا ——— دل مچل گیا، آرزوؤں نے کروٹ لی ——— کاش لا الٰہ الا اللہ میرے داہنے انگوٹھے پر آجائے اور اے کاش محمد رسول اللہ میرے بائیں انگوٹھے پر آجائے ——— وہاں کیا دیر تھی ——— ادھر آرزو دل سے نکلی اُدھر پوری ہوئی ——— داہنے انگوٹھے پر لا الٰہ الا اللہ نورانی حروف میں لکھا ہوا چمک رہا تھا اور بائیں انگوٹھے پر محمد رسول اللہ دمک رہا تھا، ———

حضرت آدم علیہ السلام نے دونوں انگوٹھے بیساختہ چوم کر آنکھوں سے لگالئے ——— محبت و عشق کے معاملے عقل والوں کی سمجھ سے بالاتر ہیں، یہاں عقل کا گزر نہیں کہ وہ کثیف ہے ——— یہاں تو لطافت ہی لطافت ہے ——— یہاں عقل کے پیمانوں کا چلن نہیں ——— یہاں کے زمین و آسمان اور شب و روز ہی اور ہیں ——— جس نے یہ دنیا دیکھی ہی نہیں اُس کو کیا بتایا جائے، کیا سمجھایا جائے۔ ہاں ؎

عاشق نہ شدی و محنت الفت نہ کشیدی
کس پیش تو غم نامۂ ہجراں چہ کشاید؟

فاضل مؤلف برادرم مولانا محمد نعیم البرکاتی زید مجدہٗ نے کیسا اچھا موضوع منتخب فرمایا ——— آنکھوں کی ٹھنڈک، دل کی بہار ——— سبحان اللہ و بحمدہ سبحان اللہ العظیم ——— فاضل مؤلف سے فقیر کا پہلے کوئی تعارف نہ تھا ——— ہاں مصطفٰے کے غلاموں کو تعارف کی کیا ضرورت؟ ——— اُن کے چاہنے والے خود بخود ایک دوسرے کے قریب آتے چلے جاتے ہیں ——— چاہتوں کی دنیا کا عالم ہی عجیب ہے ——— ہجر و فراق ہی میں دل کھنچنے لگتے ہیں ———

فاضل مؤلف نے ۱۹۹۱ء میں اپنی تالیف "معارف اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم" پر تقریظ و تقدیم لکھنے کی فرمائش کی ——— فرصت عنقا مگر فرمائش کی تکمیل میں مصروفیتوں کا کیا عذر کیا جائے کہ جس کے کرم سے زندہ ہیں، اور جس کی عنایت سے کھلتے ہیں اُس کے ذکر و فکر کیلئے مصروفیت کا عذر پیش کرنا سراسر گستاخی ہے ———

جو کچھ اُس کریم نے دل میں ڈالا وہ پیش کیا جارہا ہے ——— اُس کے کرم کے بغیر نہ زباں کھل سکتی ہے اور نہ قلم چل سکتا ہے۔

ماضی میں اسماء النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر کام ہوا ہے اور اب بھی ہورہا ہے ——— بقول امام سخاوی رضی اللہ عنہ بعض علماء نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسماء گرامی ہزار تک گنائے ہیں ——— بقول ملا علی قاری، علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک رسالہ میں پانچ سو اسمائے گرامی کا ذکر کیا ہے ——— ابن دحیہ نے المستوفی میں تین سو اسمائے گرامی گنائے ہیں ——— علامہ محمد نقی علی علیہ الرحمہ نے الکلام الاوضح میں بہت سے اسماء گرامی تحریر فرمائے ہیں ——— پاکستانی فاضل سید آل احمد رضوی (اسلام آباد) نے اسماء النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر مستقل ایک کتاب لکھی ہے جو چھپ چکی ہے ——— اسی طرح احمد حسن صاحب نے بھی اس موضوع پر کام کیا جو شائع ہوچکا ہے ——— مولانا محمد عارف صاحب، اسماء النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر پنجاب یونیورسٹی، لاہور سے ڈاکریٹ

کر رہے ہیں ـــــــ علامہ اقبال حسین شاہ صاحب (سکھر، پاکستان) بھی اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر کام کر رہے ہیں اور نہ معلوم کہاں کہاں کام ہو رہا ہوگا ـــــــ اور کتنا کچھ ہو چکا ہوگا ـــــــ جوں جوں زمانہ گذرتا جاتا ہے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی بلند سے بلند تر ہوتا جاتا ہے۔ ہاں ہے

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ کا ہے سایہ تجھ پر
ذکر اُونچا ہے ترا بول ہے بالا تیرا

فاضلِ مؤلف مولانا نعیم احمد البرکاتی زید مجدہٗ نے محنت و جانفشانی سے مواد جمع کیا ہے ـــــــ

اس تالیف لطیف میں عقل والوں کے لئے بھی مواد ہے اور دل والوں کیلئے بھی ـــــــ ہشیاروں کے لئے بھی ہے اور دیوانوں کے لئے بھی ـــــــ یقیناً فاضل مؤلف نے عشق و محبت میں ڈوب کر یہ کتاب لکھی ہے مولیٰ تعالیٰ اُن کی اس محنت و خدمت کو اپنے کرم سے قبول فرما کر اجر عظیم عطا فرمائے اور اس کتاب کو ان کیلئے ذخیرۂ عقبیٰ بنائے اور پڑھنے والوں کے دل میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و عظمت کا سکہ بٹھا دے آمین اللّٰھم آمین! ـــــــ

ـــــــ آج سارا عالم اسی محبت و عظمت کا بھوکا ہے ـــــــ بٹھانے والوں نے یہ نقشِ محبت دلوں میں بٹھایا، اب مٹانے والے یہ نقشِ محبت دلوں سے مٹا رہے ہیں۔ ـــــــ افسوس یہ کیا کر رہے ہیں! ـــــــ یہی محبت و عظمت تو مطلوب و مقصود حق ہے ـــــــ اور سچ پوچھئے تو اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں تعظیم و تکریم کی روح اس طرح چھپی ہے جس طرح پھولوں میں خوشبو ـــــــ یہ خوشبو وہی سونگھ سکتا ہے جس کے دل میں عشق مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہو ـــــــ غور کریں اور خوب غور کریں ـــــــ

○ ـــــــ اللہ تعالیٰ کا آپ کو اپنے نور سے پیدا فرمانا اور نام محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) رکھنا آپ کی تعظیم ہے۔

○ ـــــــ نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرش و کرسی، لوح و قلم، آفتاب و ماہتاب، اور موجودات کا پیدا فرمانا، آپ کی تعظیم ہے۔

○ ـــــــ پیشانی آدم (علیہ السلام) میں آپ کا نور منتقل کرنا، آپ کی تعظیم ہے۔

○ ـــــــ فرشتوں سے آدم (علیہ السلام) کو سجدہ کرانا، آپ کی تعظیم ہے۔

○ ـــــــ نور محمدی (صلی اللہ علیہ وسلم) کو پاک پشتوں میں امانت رکھنا، آپ کی تعظیم ہے۔

○ ـــــــ قلم کو "محمد رسول اللہ" لکھنے کا حکم دینا، آپ کی تعظیم ہے۔

○ ـــــــ انبیاء و رسل سے آپ پر ایمان لانے اور آپ کی تائید و حمایت کا عہد و پیمان لینا، آپ کی تعظیم ہے۔

○ ـــــــ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کی زبانی آپ کی آمد آمد کا اعلان کرانا، آپ کی تعظیم ہے۔

○ ـــــــ ایام حمل میں حضرت آمنہ کو ہر ماہ انبیاء علیہم السلام کی زیارت کرانا، آپ کی تعظیم ہے۔

○ ـــــــ ظہور قدسی کے وقت حضرت حوّا، حضرت آسیہ، اور حضرت مریم (علیہن السلام) کا جلوہ فرمانا، آپ کی تعظیم ہے۔

○ ـــــــ آتشکدۂ فارس کا بجھ جانا، آپ کی تعظیم ہے۔

○ ـــــــ ایوانِ کسریٰ کے کنگرے ٹوٹ ٹوٹ کر گر پڑنا، آپ کی تعظیم ہے۔

○ ـــــــ کثرت سے درود شریف پڑھنے والے پر آگ حرام کر دینا، آپکی تعظیم ہے۔

○ ـــــــ محمد نام کے امتیوں کو قیامت کے دن جنت میں داخلے کا اعلانِ عام کرا دینا آپ کی تعظیم ہے۔

○ ـــــــ آپ کے نام کے ساتھ اپنا نام ملانا، آپ کی تعظیم ہے۔

○ ـــــــ آپ سے کمالِ الفت و محبت کی تاکید کرنا اپنی اور اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں فرق نہ کرنا، آپ کی تعظیم ہے۔

آپ کی آمد آمد پر خوشیاں منانے کا حکم دینا، آپ کی تعظیم ہے۔ ○ ——— ہاں، یہ تعظیم محبت کی روح ہے ——— اور یہ محبت، ملت کی جان ہے ——— یہ نکل گئی تو پھر کیا رہ گیا؟ ——— قرآن کریم کھولئے اور گلشنِ محبت کی بہار دیکھئے، ہاں ے

پیشِ نظر وہ نو بہار سجدے کو دل ہے بےقرار
روکیے سر کو روکیے، ہاں یہی امتحان ہے

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بات تو بہت اونچی ہے، تعظیم کرنے والوں نے آپ کے موئے مبارک کی بھی تعظیم کی ہے ——— حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ موئے مبارک اپنے عمامہ میں رکھتے تھے اور جب ایک جنگ میں لڑتے ہوئے یہ عمامہ گر گیا تو شدید جنگ کر کے جب تک عمامہ کو حاصل نہ کر لیا چین نہ آیا ——— حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کانوں کی لو تک بال رکھتے تھے، جب حج کے موقع پر آپ نے حلق کرایا تو بیشمار تقسیم کیے گئے ——— محبت والوں نے ایک ایک بال جان سے لگا کر رکھا ——— حسن اتفاق کہ دو روز قبل ہی ۲۰ رشوال المکرم (۲۴ر اپریل ۱۹۹۲ء) یوم جمعۃ المبارک کو موئے مبارک کی زیارت نصیب ہوئی ——— تعظیم و تکریم کے حوالہ سے فقیر موئے مبارک کی زیارت کا اجمالی ذکر کرتا ہے ———

یہاں سکھر (سندھ، پاکستان) سے تھوڑی دور، دریائے سندھ کے اُس طرف شہر روہڑی میں دریا کے کنارے ایک قدیم مسجد ہے جو ۹۹۲ھ میں تعمیر ہوئی یعنی آج سے چار سو برس قبل ——— اس مسجد سے متصل جنوبی سمت بلند و بالا ایک چوکور عمارت ہے جس پر بڑا سا گنبد ہے ——— یہاں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا موئے مبارک رکھا ہوا ہے جو حضرت ام سلمہ بنت مغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس محفوظ تھا پھر حجاز اور ترکی سے ہوتا ہوا سندھ پہنچا ——— فقیر ۲۰ رشوال المکرم جمعہ کے دن چند احباب کیساتھ صبح ۱۰ بجے اس عظیم یادگار، دلوں کی

بہار کی زیارت کے لیے چند احباب کے ساتھ حاضر ہوا ——— متولی نے درمیانی دروازے کا قفل کھولا، اندر داخل ہوا، پیچھے پیچھے ہم لوگ داخل ہوئے ——— متولی اور اندر چلا گیا، ہم گنبد کے نیچے کھڑے اس مقدس مقام کا نظارہ کرتے رہے ——— گنبد کے نیچے بیچوں بیچ ایک چبوترہ ہے جس کے چاروں طرف کٹہرا ہے ——— بیچ میں تقریباً دس فٹ اونچی لکڑی کا ایک حجرہ سا ہے جس کے تین اطراف بڑے بڑے شیشے لگے ہوئے ہیں، گویا اسکی دیواریں شیشے کی ہیں، اوپر لکڑی کا ایک چھوٹا سا گنبد ہے ——— یہ سب کچھ ہم دیکھ ہی رہے تھے کہ اچانک متولی درود پڑھتے ہوئے ہاتھوں میں ایک بڑی گٹھڑی اٹھائے اندر سے برآمد ہوئے ——— پھر خراماں خراماں اُس حجرے میں داخل ہوئے، ادب سے بیٹھ گئے، گٹھڑی آگے رکھی، پھر اس کو کھولنا شروع کیا، ہماری آنکھیں لگی ہوئی تھیں، ہم باہر سے اندر کا نظارہ کر رہے تھے ——— متولی نے پہلا ریشمی غلاف ہٹایا، پھر ایک ایک کر کے ریشمی اور مخملی غلاف ہٹانے شروع کیے ——— ایک غلاف ہٹایا پھر دوسرا اس کے بعد تیسرا ——— پھر چوتھا، اسکے بعد پانچواں ——— درود کا ورد جاری ہے، نگاہیں لگی ہیں، پھر چھٹا غلاف ہٹایا، اس کے بعد ساتواں ——— ہاں منزل قریب آگئی، آٹھواں غلاف ہٹایا تو سونے کی ایک صندوقچی نظر آئی ——— اب متولی نے ہاتھوں پر سفید نئے لٹھے کا رومال لپیٹا کہ یہ گنہ گار ہاتھ اس لائق نہ تھے کہ موئے مبارک کو چھو سکیں ——— متولی نے کپڑے سے اپنے منہ کو بھی ڈھک لیا کہ یہ کار منہ اس قابل نہیں کہ اس سے نکلنے والا سانس موئے مبارک کو مس کر سکے ——— صندوقچی کھولی، اس کے اندر ایک سونے کا ڈھکن تھا، وہ اٹھایا تو عطر کی ایک شیشی سی نظر آئی مگر یہ ایک چھوٹا سا جڑاؤ سونے کا اسٹینڈ تھا جس کے اوپر شاید موم لگا ہوا تھا، اس کے اندر موئے مبارک چسپاں تھا ——— متولی نے یہ اٹھایا اور درود پڑھتے ہوئے چاروں طرف گھمایا، مشتاق آنکھوں نے

مضطربانہ نظارہ کیا، اللہ اللہ ع

وہ سامنے ہیں حضرت سلطانِ مدینہ

پھر متولی نے ہاتھ سے کپڑا کھولا' موئے مبارک کے نچلے غلاف سے گلاب کی پتیاں اٹھائیں' اسی کپڑے میں ایک کونے میں باندھ دیں اور یہ رومال فقیر کو عطا فرمایا ــــ پھر ایک ایک کرکے سب رفیقوں پر کرم کیا اور رومال عطا کئے ــ دو تین بار زیارت کرائی پھر درود پڑھتے ہوئے ایک ایک کو غلاف لپیٹا' سر پر اٹھایا اور تعظیم و تکریم کے ساتھ اس موئے مبارک کو اندر سجا کر رکھدیا ــ آپ نے ملاحظہ فرمایا' ــ یہ تعظیم و تکریم سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک کی تھی ــ یہاں محبت و عشق میں سارا کھیل نسبتوں کی ہے ــ جس نے عشق و محبت کی مٹھاس نہیں چکھی وہ اس راز کو پا نہیں سکتا ــ جس نے محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو دل دے دیا وہ سب کچھ پا گیا' وہ سب کچھ سمجھ گیا ــــ اللہ اللہ! نام نامی احمد و محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کیسا پُربہار ہے اور اس بہار کی باتیں کیسی جاں نواز ہیں' قلم رکتا ہی نہیں' دل مانتا ہی نہیں' چلتا چلا جاتا ہے ــــ مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی باتیں اللہ ہی کی باتیں ہیں ــــ درخت قلم بن کر گھس جائیں اور سمندر سیاہی بن بن کر سوکھ جائیں' اللہ کی باتیں پوری نہیں ہو سکتیں ــــ تو پھر مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی باتیں کیسے پوری ہو سکتی ہیں ــــ وہ تو کائنات کی جان ہیں ــــ ہاں' اُن کا نام جپے جایئے ــــ درود و سلام پڑھے جایئے ــــ ایک ایک ادا کو اپناتے جایئے ــــ ایک ایک بات کو دل میں بٹھاتے جایئے ــــ پھر چاند بن کر ابھریئے اور چاندنی بن کر سارے عالم میں پھیل جایئے ــــــــ

ہاں ع

دہر میں اسمِ محمد سے اُجالا کر دے

۲۳ شوال المکرم ۱۴۱۲ھ شب دو شنبہ

۲۶ اپریل ۱۹۹۲ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تأثراتِ گرامی

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُولِہِ الْاَمِینِ الْکَرِیم

بیاں ہو کس سے کمالِ محمد عربی — صلی اللہ علیہ وسلم
ہے بے مثال جمالِ محمد عربی — صلی اللہ علیہ وسلم

زیرِ نظر کتاب مستطاب معارف اسم محمد صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم عصر حاضر کی ایک عدیم المثال گرانقدر تالیف ہے جسے غلامِ بارگاہِ نبوت محبِ مکرم جناب محمد نعیم احمد بن محمد سالار صاحب کپٹھان قادری برکاتی زیدمجدہٗ نے عشق و عرفان کی نورانی ضیاپاشیوں میں سپردِ قلم فرمایا ہے۔ انشاء اللہ العزیز بارگاہِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں اسے شرفِ قبولیت حاصل ہوگی۔ دورانِ مطالعہ قارئین اس کی ہر سطر عطر بیز کو عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشبوؤں سے معطر پائیں گے۔ جو ہر عاشقِ رسول کے قلب کو کیف و سرور اور عشق و وجدان کی دولتِ لازوال سے مالا مال کر دیتی ہے۔ اللہ جل شانہٗ اور اس کے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا مؤلفِ موصوف پر بے پناہ احسان و کرم ہی ہے کہ انھیں مدحتِ گرانِ پیمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس مجلس میں جگہ پانے کی سعادت عطا فرمائی۔

میرے عزیز دوست محترم برکاتی صاحب نے اپنی اس کتاب میں دانائے غیوب، رب تبارک و تعالیٰ کے محبوب خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے اسمائے حسنیٰ، نام احمد و محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تشریح' معانی و معارف' فضائل و کمالات' اسرار و رموز' محامد و محاسن اور ساتھ ہی ساتھ نامِ مبارک کی برکتیں' روزِ اول سے لے کر اب تک مختلف ادوار میں ظہور پذیر ہونے والے نام محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بے شمار واقعات و معجزات' انسانی جسم و اعضاء میں نام محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جانوروں جیسے بکریوں اور مچھلیوں وغیرہ کے جسم کے اوپر نام محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نباتات جیسے درختوں کے پتوں' پودوں' پھولوں کی

Scanned with CamScanner

پتوں، پھلوں کے اوپر اور پھلوں کے دانوں پر نیز قدیم پتھروں وغیرہ پر نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم جیسے دلچسپ اور انوکھے واقعات وشواہد بڑی ہی عرق ریزی کے ساتھ اکٹھا کر کے جس حسن وخوبی کے ساتھ ترتیب دیا ہے قابلِ صد تحسین ہے۔ علاوہ ازیں علم غیب مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء، عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ثبوت قرآن وحدیث کی روشنی میں، سرکار کا جسمِ بے سایہ، حضور نور ہیں نور کا اثبات نیز حضور کا نام مبارک سن کر انگوٹھے چومنے کا ثبوت، سرکار کے آبائے کرام طیب وطاہر ہیں، حضور لوح ہیں، حضور قلم ہیں جیسے موضوعات پر قلم اٹھا کر حضور آقائے نامدار مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائصِ کبریٰ واوصافِ حمیدہ کو اپنے مخصوص انداز میں زیبِ قرطاس کر کے ہم سب کے قلوب کو منور ومجلیٰ کر دیا ہے۔ ناچیز قلیل العلم والفہم کی ناقص رائے میں ماضی قریب میں برصغیر ہی نہیں پورے عالم اسلام میں اس موضوع کی اور اس قدر جامع کتاب منظرِ عام پر نہیں آئی ہوگی۔

اس کتاب کی ایک خوبی یہ بھی قابلِ داد ہے کہ فاضل مؤلف نے اس کتاب کے ہر باب میں اس امر کا خصوصیت کے ساتھ لحاظ رکھا ہے کہ تمام معلومات وماخذ مستند ومعتبر ہوں۔ بیشتر ابواب ایسے دلپذیر انداز میں لکھے گئے ہیں کہ اس سے پیشتر اتنی معلومات حسنِ ترتیب کے ساتھ شاید ہی یکجا ہوئی ہوں گی۔ "معارف اسم محمد صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم" یہ ایک تاریخی نام ہے جس سے ہجرت کا سنہ ۱۴۱۲ھ نکلتا ہے اس سے واضح ہوتا ہے کہ یہ کتاب ۱۴۱۲ھ میں لکھی گئی۔ معارف اسم محمد صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم اس اعتبار سے بھی ایک منفرد کتاب ہے کہ مؤلف موصوف نے کتاب میں دی گئی تمام معلومات کے ثبوت میں قرآن مجید، احادیث صحیحہ، اقوالِ سلف وصالحین اور ان کے مشاہدات نیز تاریخ وسیر کی معتبر ومستند کتابوں سے مع صفحات حوالہ جات نقل کر کے دلائل وبراہین کا انبار لگا دیا ہے۔ چونکہ تحقیق وجستجو کا مادہ ان کی طبیعت میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انھوں نے یہ کتاب لکھ کر کتابوں کے ہجوم وکثرتِ تعداد میں ایک اور کتاب کا اضافہ نہیں کیا ہے بلکہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسمائے مبارکہ سے متعلق بیش بہا معلومات کے بے شمار گوشوں پر ایک نئے زاویے

سے روشنی ڈال کر مستقبل میں اس پہلو پر کام کرنے والے اہل علم وفضل کے لیے تحقیق وجستجو کا ایک نیا باب کھول دیا ہے۔

قارئین اس امر سے بخوبی واقف ہونگے کہ تصنیف وتالیف کی راہ میں کس قدر دشواریاں لاحق ہوتی ہیں۔ اور وہ بھی ہادیٔ برحق سید الساجدین صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف وتوصیف میں، بغیر توفیقِ ایزدی محال ہے ؎

یہ شہادت گہِ الفت میں قدم رکھنا ہے

حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم جمیع کمالات کے جامع واکمل ہیں۔ کوئی کمال ایسا نہیں جو آپ میں نہ پایا جاتا ہو۔ کوئی وصف وخوبی ایسی نہیں جو آپ میں موجود نہ ہو۔ یعنی ہمارے آقا ومولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہر فضل وشرف کے مالک اور آپ کے اوصاف ہر عیب سے پاک ومنزہ ہیں۔ اسی لئے امام اہلسنت، مجدد دین وملت اعلیٰحضرت عظیم البرکت مولانا احمد رضا خاں صاحب فاضلِ بریلوی رضی اللہ عنہ نے کیا ہی خوب فرمایا ہے ؏

تیرے تو وصف عیبِ تناہی سے ہیں بری
حیراں ہوں میرے شاہ کیا کیا کہوں تجھے

دعا ہے کہ ربِ قدیر ان کی اس کاوش کو حصولِ نجات کا ذریعہ بنائے اور اپنے پیارے حبیب رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ وطفیل مزید دینی وعلمی خدمات انجام دینے کی توفیقِ رفیق عطا فرمائے، کتاب کے ہر قاری وسامع کے قلب کو عشق ومحبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا مدینہ بنا دے۔ اور مؤلف موصوف کو آشوبِ روزگار سے مامون ومحفوظ رکھے۔ آمین۔ بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وحزبہ اجمعین الیٰ یوم الدین۔

۱۰/ ذی الحجہ ۱۴۱۲ھ

اسیرِ رضا

خاکپائے حضور مفتی اعظم قدس سرہٗ العزیز

احقر اللہ بخش مکاندار رضوی نوری

سیکریٹری تنظیم رضا، ہبلی

کتاب اور صاحبِ کتاب

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نحمدہٗ ونصلّی علٰی رسولہ الکریم

الحمدللہ۔ اللہ جل شانہٗ کا یہ بے پایاں کرم اور شکر واحسان ہے کہ اس نے بطفیل رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم وبفیض غوثِ صمدانی قطبِ ربانی محبوب سبحانی سرکار سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجھ گنہگار کو ایک ایسی عظیم الشان کتاب کے مؤلف کا اجمالی تعارف قلمبند کرنے کی سعادت عنایت فرمائی جس کی بارگاہِ رسولِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم میں قبولیت کا مجھے یقینِ کامل ہے۔ اور ایک ایسے عاشق رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا تعارف لکھنا مجھ جیسے کم علم اور گناہ گار کے لئے کہاں ممکن ہے مگر یہ بھی اللہ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کا کرم ہے کہ مجھے یہ خوش نصیبی حاصل ہوئی۔ ورنہ من آنم کہ من دانم۔

اللہ جل شانہٗ اور اسکے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کا مؤلف موصوف پر یہ بے پناہ احسان وکرم ہی ہے کہ انھیں سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان وعظمت اور نعت گوئی بیان کرنے والوں کی صف میں جگہ پانے کی سعادت نصیب فرمائی۔ کیونکہ تصنیف وتالیف اور مضمون نگاری، کوئی آسان کام نہیں۔ اور وہ بھی محسنِ انسانیت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف وتوصیف میں قلم اٹھانا تو نہایت ہی دشوار اور مشکل امر ہے۔ مگر اللہ رب العزت جب چاہتا ہے تو اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف وتوصیف ایک ادنیٰ سے ادنیٰ انسان سے بھی کرا دیتا ہے اور ایک اعلیٰ سے اعلیٰ انسان کو بھی یہ شرف عطا فرماتا ہے۔ زیرِ نظر کتاب بھی اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فضل وکرم کا بین ثبوت ہے کہ ایک ایسا نوجوان جس نے کسی دار العلوم میں تعلیم حاصل نہیں کی اور نہ ہی علمائے کرام سے علمی اکتسابِ فیض کیا ہو بلکہ

صرف ایک ادنیٰ سی دینی درسگاہ میں اپنے مشفق اُستاذ حافظ فضل الدین پیرزادے کے آگے علمِ دین کے لئے زانوئے ادب تہہ کیا ہو، اسے یہ شرف بخشا۔ اور یہ بھی اس ربِ قدیر کا بے حد وبے حساب شکر واحسان ہے کہ ہمارے اِس ملکِ ہندوستان کے ایک ترقی یافتہ صوبہ دکن سے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح سرائی کے لئے ایک گوشۂ تنہائی کو پسند کرنے والے نوجوان کو منتخب فرمالیا۔ مؤلف کتاب کو اگر آپ اپنی نگاہوں سے دیکھیں گے تو یقین نہیں آئے گا کہ یہ شخص اتنا بڑا کام انجام دے سکتا ہے۔ ہاں، وہ بھی ایک ایسی کتاب، میں سمجھتا ہوں زمانۂ قریب میں اس موضوع پر زبانِ اُردو میں ایسی کوئی مفصل کتاب نہیں لکھی گئی۔ جس کا ثبوت ہند وپاک کے اُن جلیل القدر ہستیوں کے مقدموں سے ظاہر ہوتا ہے، جس وقت اُنھیں اس کتاب کا مسودہ روانہ کیا گیا تو جہاں اُن مبارک ہستیوں نے اپنی دعاؤں سے موصوف کو نوازا ہے وہیں پر بڑی شرح وبسط کے ساتھ اپنے گرانقدر تأثرات سے بھی نوازا ہے۔ جس سے کتاب کی اہمیت وافادیت روزِ روشن کی طرح عیاں ہوتی ہے۔ الحمدللہ ابھی کتاب زیورِ طباعت سے آراستہ بھی ہو کر نہیں آئی کہ بے شمار تہنیتی خطوط کا انبار لگا ہوا ہے۔ اور کتاب کی مانگ توقع سے زائد ہو رہی ہے۔

دورانِ تصحیح اِس کتاب کو مکمل طور پر ملاحظہ کرنے کا مجھے شرف حاصل رہا ہے۔ اب تک اِس نرالے موضوع پر لکھی جانے والی کوئی کتاب میری نظر سے نہیں گذری جو خالص اسمِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر لکھی گئی ہے (صلی اللہ علیہ وسلم)۔ خادم کی نظر میں یہ ایک جدید طرز واسلوب پر لکھی گئی کتاب ہے۔ جس میں سرکار کے اسمِ پاک کے مختلف وبے شمار گوشوں پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ انشاءاللہ تاقیامت سرکار کی سیرتِ پاک کے نئے نئے گوشے سامنے آئیں گے۔ یہ بھی ایک معجزہ ہے۔

آئیے اب کچھ مؤلف کے حالاتِ زندگی پر ایک نگاہ ڈالیں۔

محب گرامی برادرِ طریقت جناب محمد نعیم احمد صاحب برکاتی زید مجدکم مورخہ ۲۲ جولائی ۱۹۶۲ء

مسکنِ اولیاء شہر ہبلی کے محلہ قول بٹھ میں تولد ہوئے۔ آپ کے والد ماجد جناب محمد سالار ابن جمال صاحب کیٹھال نہایت خاموش الطبع انسان اور وظیفہ یاب مدرس ہیں۔ اسی لئے اپنی ساری زندگی تدریسی خدمات میں گذار دی۔ اور تادمِ تحریر برسرزمین کرناٹک کی عظیم دینی درسگاہ اور میری مادرِ علمی مرکزی دار العلوم اہلسنت غوثیہ ہبلی سے منسلک رہ کر بڑی خوشی کے ساتھ دینی وملی خدمات انجام دینے میں شب وروز مصروف ہیں۔ اسی کا اثر ہے کہ برادرِ طریقت جناب محمد نعیم احمد صاحب برکاتی کسی دار العلوم کے سند یافتہ عالم نہ ہونے کے باوجود اتنا بڑا کارنامہ انجام دیئے ہیں۔ جس سے ان کا ذوقِ علمی اور جذبۂ دینی اظہر من الشمس ہے۔ موصوف پاکیزہ طبیعت، مزاج میں سادگی، نیک سیرت وصورت، عبادت گذار، حسنِ اخلاق کا آئینہ، پابندِ شریعت، کم گو، شریف النفس جیسے نیک اوصاف کے مالک نوجوان ہیں۔

ابتدائی تعلیم گھر میں والدین کی نگرانی میں ہوئی، بعدہٗ پرائمری اسکول کی تعلیم کی تکمیل کے بعد ہائی اسکول میں داخلہ لیا۔ اور یہاں اپریل ۱۹۷۸ء میں ایس ایس ایل سی کے امتحان میں درجۂ اولیٰ میں کامیابی حاصل کی۔ پھر اس کے بعد کالج میں داخلہ لیا۔ وہاں سے پی۔ یو۔ سی۔ سائنس کا دو سالہ کورس مکمل کرنے کے بعد مزید تعلیم کے حصول کے لئے انجینیرنگ کالج (دھارواڑ) چلے گئے۔ جہاں ۱۹۸۴ء میں الیکٹریکل انجینیرنگ میں ڈپلوما کی ڈگری (Diploma in Electrical Engineering) حاصل کی ــــــــ اس دوران عصری علوم وفنون کے ساتھ ساتھ دینی ومذہبی تعلیم وتربیت کا سلسلہ بھی جاری رہا۔ اس سلسلے میں مؤلفِ موصوف پر یہ بہت بڑا احسان ہے شہر ہبلی کے ایک نہایت ہی مشہور ومعروف بزرگ حافظِ قرآن حضرت حافظ قاری محمد فضل الدین صاحب قبلہ پیرزادے مدظلہ العالی (سابق خطیب وامام جامع مسجد ملاباڑہ، ہبلی) کا، جن کے فیضانِ علم سے موصوف نے اکتسابِ فیض کیا اور ناظرہ وقرآن پاک کے ساتھ ساتھ دینیات کا بھی درس حاصل کیا۔ پھر مطالعہ کے ذوق نے قدم قدم پر رہنمائی کی تو مختلف موضوعات کی سینکڑوں ضخیم اور مستند کتابوں کا ذخیرہ جمع فرماکر ذاتی

لائبریری کو رونق بخشی۔ جو اکثر اہلِ علم کی عادت ہوتی ہے۔

موصوف کو مطالعہ کا شوق زمانۂ طالب علمی ہی سے رہا ہے۔ فی الحال ان کی ذاتی لائبریری میں مختلف موضوعات کی سینکڑوں ضخیم اور مستند کتابوں کا ذخیرہ موجود ہے۔ قرآن، حدیث، فقہ، تاریخ وسیرت، علاوہ ازیں مختلف علوم وفنون پر ہند وپاک کے مشہور اہلِ قلم کی نگارشات دیکھنے سے ان کے ذوقِ علمی ووسعتِ مطالعہ کا پتہ چلتا ہے۔ قلمی سفر کا آغاز ۱۹۸۵ء میں ہوا۔ پھر جلد ہی اپنے طرز کے چند مضمون نگاروں میں نظر آنے لگے۔ سب سے پہلا مضمون ماہنامہ المیزان، دہلی میں بعنوان "نسبندی یا برتھ کنٹرول" شائع ہوا۔ اس کے بعد ہند وپاک کے مشہور ومعروف رسائل اور جریدوں میں مختلف موضوعات پر بے شمار مضامین شائع ہوکر مقبول خاص وعام ہوئے۔ اسکے علاوہ موصوف نے ہند وپاک کے اعلیٰ ترین تحریری مقابلوں میں بھی حصہ لیا اور انعامات حاصل کئے۔

پھر برادرِ طریقت جناب برکاتی صاحب نے ایک پیر کامل مرشدِ برحق کی تلاش شروع کی اور اس سلسلے میں جب اس گناہ گار خادم خاکپائے سرکار حضور احسن العلماء سے مشورہ فرمایا تو خادم نے مارہرہ شریف پہنچ کر سرکار حضور احسن العلماء پیرِ طریقت واقفِ اسرارِ شریعت مرشدِ برحق حضرت علامہ مولانا مفتی حافظ وقاری الحاج سید مصطفےٰ حیدر حسن میاں صاحب قبلہ قادری برکاتی دامت برکاتہم القدسیہ سجادہ نشین خانقاہ عالیہ قادریہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ کے دستِ حق پرست پر بیعت کا مشورہ دیا تو موصوف نے اس کیلئے ۱۹۸۶ء میں ایک طویل سفر کا آغاز کیا۔ اور اس سفر میں مختلف دینی اداروں خصوصاً بزرگانِ دین کے آستانوں میں حاضری دیتے کر بمبئی۔ کانپور۔ لکھنؤ۔ کچھوچھہ شریف۔ مبارکپور۔ بریلی شریف سے ہوتے ہوئے مارہرہ شریف پہنچے۔ بالخصوص اس دوران میری مادرِ علمی آبروئے سنیت مرکز علم وادب الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور حاضر ہوکر یہاں کے اساتذۂ کرام سے ملاقات کا شرف حاصل کیا۔ پھر مارہرہ شریف پہنچ کر اپنی دیرینہ تمنا کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔ جس ذاتِ اقدس کی بارگاہ میں حاضری کے لئے

دل بے چین و بے قرار تھا اُس مُرشدِ کامل و ولیٔ برحق کے دستِ حق پرست پر بیعت کی سعادت حاصل کی۔ پیر مرشدِ کامل کی نگاہِ فیض نے اِس نوجوان کے اندر موجود شدہ جوہر کو جو دیکھا تو دل سے دُعائیں دیں۔ اس نگاہِ کیمیا کا یہ اثر ہوا کہ ربِّ کائنات آج آلِ رسول کے دامن سے وابسطہ اِس خادم آلِ رسول سے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مدح وثناء کرا رہا ہے۔ یہ اُسی کا فضل وکرم ہے۔ حق فرمایا ہے بزرگوں نے کہ "ایں سعادت بزورِ بازو نیست"۔

دُعا ہے کہ خدائے بزرگ و برتر اپنے پیارے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صدقہ و حضور غوث الاعظم دستگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وسیلے اِس کتاب کو سندِ قبولیت سے نوازے اور مؤلف کی جان و مال اور عزت و آبرو کی حفاظت فرمائے اور موصوف کے قلم میں توانائی عطا فرمائے "اللہ کرے ہو زورِ قلم اور زیادہ"

آمین! ثم آمین بجاہِ النبی الکریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم۔

۳؍ ذی القعدہ ۱۴۱۳ھ
۲۶؍ اپریل ۱۹۹۳ء

(مولانا) **قاضی سید شمس الدین برکاتی مصباحی**
خلیفہ حضور شیخ الاسلام سید محمد مدنی میاں اشرفی الجیلانی
قاضی شہر ہری ہر و ناظم تعلیمات مدنی میاں عربک کالج ہبلی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

سیاہی کے عوض یارب قلم کو آب کوثر دے
کھنچا جاتا ہے نقشہ "معارفِ اسمِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم" کا

قرآنِ کریم کے سورۃ توبہ کی ایک سو اٹھائیسویں (۱۲۸) آیت لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ۔ کی تفسیر میں صاحبِ تفسیر روح البیان حضرت علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک روایت نقل فرمائی ہے، جسے حضرت علامہ علی ابن برہان الدین حلبی رحمۃ اللہ علیہ نے "انسان العیون فی سیرۃ الامین المامون" میں بھی نقل فرمایا ہے کہ ایک مرتبہ حضور اکرم نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم نے روحِ اعظم و روح الامین حضرت جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا:- اے جبرئیل! تمہاری عمر کتنی ہے؟ حضرت جبرئیل امین نے عرض کیا:- حضور، مجھے اپنی عمر کا اندازہ تو نہیں ہے، البتہ میں صرف اتنا ضرور جانتا ہوں کہ چوتھے حجاب میں ایک ستارہ طلوع ہوا کرتا تھا۔ جو ستّر ہزار سال کے بعد صرف ایک مرتبہ طلوع ہوتا تھا۔ میں نے اُسے طلوع ہوتے ہوئے بہتر ہزار مرتبہ دیکھا ہے۔ یہ سن کر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے فرمایا:- وَعِزَّتِىْ رَبِّىْ اَنَا ذٰلِكَ الْكَوْكَبُ۔ یعنی اے جبرئیل! مجھے میرے عزت والے رب کی قسم! وہ روشن ستارہ، جسے تم نے بہتر ہزار مرتبہ دیکھا ہے، وہ دراصل میں ہی تھا۔ (تفسیر روح البیان جلد ۳ ص ۵۲۳۔ سیرت حلبیہ اُردو جلد اول ص ۱۰۱ مطبوعہ: دیوبند)

پھر حضرت جبرئیل امین نے عرض کیا:- حضور، پھر وہ روشن ستارہ غائب ہو کر کہاں

چلاجاتا تھا؟ حضور پُرنور، نورٌ علیٰ نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم نے فرمایا: جب وہ ہمارا نورِ منیر قیام فرماتا تو نظر آجاتا تھا اور جب وہ نورِ منیر سجدہ کرتا تھا تو غائب ہوجاتا تھا۔ (تفسیر خازن جلد ۲ صفحہ ۲۱۲)

تو پتہ یہ چلا کہ جب کچھ نہ تھا (ماسوائے اللہ) تو آپ تھے۔ اور جب سے آپ ہیں، اللہ کی حمد و ثنا میں مشغول ہیں۔

اسی طرح ایک اور روایت میں ہے کہ نور محمدی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم) اللہ تعالیٰ کی تسبیح کہتا اور سارے فرشتے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم کی تسبیح سن کر اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرتے۔ (تفسیر ضیاء القرآن جلد ۳ صفحہ ۵۸)

الغرض یونہی آپ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کرتے کرتے "احمد" ہوگئے۔ یعنی بہت تعریف اور حمد و ثنا کرنے والا۔ 'احمد' کے لغوی معنی ہی ہیں "بہت تعریف اور حمد و ثنا کرنے والا"۔ (جامع فیروز اللغات اردو کلاں صفحہ ۴۲)

حضرت علامہ مفتی احمد یار خاں نعیمی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ مخلوق میں رب تعالیٰ کے سب سے پہلے عابد و ساجد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم ہیں، کروڑوں سال عالم (دنیا) بننے سے پہلے صرف رب معبود رہا اور صرف نور محمدی عابد۔ اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے۔ لَوْ کَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ فَاَنَا اَوَّلُ الْعَابِدِیْنَ۔ یعنی اے محبوب! فرما دو کہ اگر رحمٰن کے اولاد ہوتی تو اس کا پہلا عابد میں ہوتا۔ کیونکہ رب کا پہلا عابد میں ہوں۔ (تفسیر نعیمی جلد ۵ صفحہ ۲۲۶)

قرآن مجید میں ارشاد ربانی ہے۔ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ ۝ (سورۃ الانعام آیت ۱۶۳)

ترجمہ:- اور میں سب سے پہلا مسلمان ہوں۔ (کنز الایمان)

اس آیت کی تفسیر میں صاحب عرائس البیان فرماتے ہیں کہ اس آیت میں اشارہ ہے کہ حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم کی روحِ پاک اور جوہر مقدس جمیع کون یعنی تمام ماسوائے اللہ پر مقدم ہے۔ (عرائس البیان جلد اوّل صفحہ ۲۳۸)

غرض کہ لفظ 'احمد' کے معنی ہیں "بے حد اور بے شمار حمد و ثنا کرنے والا"۔ اللہ کی جیسی حمد اور جتنی حمد آپ نے کی، اتنی اور اس جیسی نہ کوئی آج تک کرسکا اور نہ قیامت تک کرسکے گا۔ تخلیقِ آدم تو کل کی بات ہے، آپ تو اُس وقت سے رب کی حمد کر رہے ہیں جس وقت نہ زمین تھی نہ فلک۔ نہ جن تھے نہ انس، نہ فرشتے تھے نہ حور و غلماں، نہ عرش تھا نہ کرسی۔ نہ لوح نہ قلم نہ جنت نہ دوزخ، غرض کہ کچھ نہ تھا، ساری کائنات تو آپ ہی کے نور سے پیدا کی گئی۔

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

نہ بودے آدم وحوّا نہ نوح موسیٰ نہ کوہِ طور
نہ بودے انبیاء و اولیاء من بودم عینِ نور

ترجمہ:- نہ حضرتِ آدم تھے اور نہ حوا تھیں۔ اور نہ نوح نہ موسیٰ اور نہ کوہِ طور تھا۔ نہ انبیاء تھے اور نہ اولیاء تھے کہ میں عین نور تھا۔ (عین الفقر صفحہ ۹۷)

حضرت علی بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد سے راوی ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم نے کہ حضرتِ آدم کی پیدائش سے چودہ ہزار سال پیشتر میرا نور خدا کے حضور موجود تھا۔ (الانوار المحمدیہ من المواہب اللدنیہ صفحہ ۲۶)

یاد رہے کہ اس حدیث میں چودہ ہزار سال کا ذکر ہے، اس سے زیادتی کی نفی نہیں، لہٰذا کسی دوسری روایت میں چودہ ہزار سے زیادہ سالوں کا وارد ہونا تعارض کا موجب نہیں۔ اور اس حدیث کے راوی علی بن حسین سے مراد امام زین العابدین ہیں۔

گرچہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم کی بعثت تمام انبیاء کے بعد ہوئی لیکن تخلیق میں اوّلیت کا شرف، حضور فخر الاوّلین والآخرین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم ہی کو حاصل ہے، چنانچہ علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم سے جب اس آیت وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِیّٖنَ الآیۃ۔ (سورۃ الاحزاب آیت ۷) کا مطلب پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ میں پیدائش میں سب سے پہلے

تھا اور بعثت میں سب نبیوں کے بعد۔ (تفسیر ضیاء القرآن جلد ۴ صفحہ ۱٦)

تو معلوم یہ ہوا کہ سب سے پہلے، بہت پہلے، جب کچھ نہ تھا (سوائے ذاتِ برحق کے) ایک نور کی تخلیق ہوئی تھی۔ وہ نور، خدا کے نور سے پیدا ہوا تھا۔ وہ نور تسبیح و طواف اور سجدۂ الٰہی میں مصروف رہا، وہ قدرتِ خداوندی کی عظمت و بزرگی بیان کرنے میں مصروف رہا۔ یوں اس نے ہزاروں سال خدا کی عبادت کی۔ اور اس عبادت کا ایک دن دنیا کے حساب سے ایک ہزار برس کے برابر تھا۔ اور وہ نور، نورِ محمدی ہی تھا جو اس عبادت کے صلہ میں 'احمد' کہلایا۔

حضرت امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ و بارک وسلم کا نامِ نامی 'احمد' ہے۔ جس کے معنیٰ ہیں "حمد کرنے والوں میں سب سے زیادہ حمد کرنے والا"۔ یعنی تمام لوگوں سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا اور تعریف بیان کرنے والے آپ ہیں۔ (تفسیر کبیر جلد اوّل)

حق تعالیٰ خود فرماتا ہے کہ "میں اس کو وہ دونگا جو میں نے کسی کو نہیں دیا۔ وہ بندہ 'احمد' ہے کہ وہ رب کی تازہ حمد بجالاتا ہے"۔ (مدارج النبوۃ جلد اوّل صفحہ ۱۹۹)

حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ و بارک وسلم نے فرمایا کہ مجھے وہ کچھ دیا گیا ہے جو اللہ کے پیغمبروں میں سے کسی کو نہیں دیا گیا۔ ہم نے عرض کیا:- یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ و بارک وسلم) وہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا:- میں رعب کیساتھ امداد کیا گیا ہوں اور مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں عطا کی گئی ہیں۔ اور میرا نام 'احمد' رکھا گیا ہے۔ اور میرے لئے زمین کو پاک کیا گیا ہے (کہ ساری زمین امتِ محمدیہ کے لئے سجدہ گاہ بنادی گئی ہے) اور میری امت کو تمام امتوں سے بہتر "خیرِ امت" قرار دیا گیا ہے۔ (الدر المنثور)

الغرض اس اسمِ احمد کی تفصیل بہت طویل ہے، جسے ہم آگے بیان کریں گے۔

قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:- فَاذْكُرُوْنِیْٓ اَذْكُرْكُمْ۔ یعنی تم میرا ذکر کرو، میں تمہارا ذکر کروں گا۔ (سورۂ بقرہ آیت ۱۵۲)

اس کے متعلق حضرت ثابت بنانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "مجھے پتہ چل جاتا ہے جب میرا خدا مجھے یاد کرتا ہے"۔ (مجموعہ وظائف مع دلائل الخیرات صفحہ ٦)

چنانچہ جب حضور احمد مجتبیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ و بارک وسلم نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی یعنی کہ اپنے خالق کا ذکر بلند فرمایا تو خالقِ کائنات نے بھی فَاذْكُرُوْنِیْٓ اَذْكُرْكُمْ کے تحت اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ و بارک وسلم کی اس قدر بے شمار تعریف بیان فرمائی کہ آپ "محمد" ہو گئے۔ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ و بارک وسلم) یعنی بہت یا بے شمار تعریف کیا گیا۔ 'محمد' کے لغوی معنیٰ ہی ہیں "بہت تعریف کیا گیا یا نہایت سراہا گیا"۔ (جامع فیروز اللغات جدید اردو کلاں صفحہ ۱۲۱۲)

جب اللہ کے حبیب نے اپنے خالق کا ذکر بلند فرمایا تو خالقِ کائنات نے بھی اپنے حبیب کا ذکر اس قدر بلند فرمایا کہ جس کے متعلق قرآنِ کریم کی آیت وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۝ آج بھی گواہ ہے، جس کا تفصیلاً ذکر آگے آئیگا۔

قرآن شریف کے امّ الکتاب کی آیت اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ کی تفسیر میں علامہ مفتی احمد یار خاں نعیمی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ حمدِ کامل تو اللہ ہی کی حمد ہے۔ یعنی تمام مخلوق ہمارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ و بارک وسلم کی تعریف کرے مگر جیسی چاہیئے ویسی نہیں کر سکتی۔ کامل حمد حضور کی وہ ہی ہے جو کہ اللہ نے کی۔ اسی لئے حضور کا نامِ پاک ہے "محمد"۔ یعنی تعریف کئے ہوئے۔ کس کے؟ اللہ کے۔ اور اللہ کا نامِ پاک ہے "حامد"۔ یعنی تعریف فرمانے والا۔ کس کی؟ اپنے 'محمد' صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ و بارک وسلم کی۔ (شانِ حبیب الرحمٰن صفحہ ۲۳)

حضرت مرزا مظہر جانِ جاناں رحمۃ اللہ علیہ نے کیا ہی خوب فرمایا ہے:-

خدا مدحِ آفرینِ مصطفےٰ بس
محمد صلی اللہ علیہ وسلم حامدِ حمدِ خدا بس (تاریخ مدینہ صفحہ ۱۲)

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ و بارک وسلم کے پیارے نام 'محمد' میں یکے بعد دیگرے حمد کی تکرار ہے۔ اس لحاظ سے اس اسم کے لغوی معنی یہ بنے کہ 'محمد' اس کو کہتے ہیں، جس کی اللہ کے بعد مخلوق میں سب سے زیادہ تعریف کی جا سکے۔ اور جس کی تعریف کی کوئی انتہا نہ ہو۔ تمام جہان کہ جن کی طرف آپ مبعوث کیئے گئے ہیں، وہ سب کے سب آپ کی تعریف کر رہے ہیں

آپ زمین پر بھی تعریف کیے گئے اور آسمانوں میں بھی۔ کہ "محمود" کے معنیٰ بھی ہیں "تعریف کیا گیا یا سراہا گیا"۔ جب کہ خود حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم) نے فرمایا کہ "میرا نام آسمانوں میں 'احمد' ہے۔ زمین پر 'محمد' اور زمین کے نیچے 'محمود' ہے"۔ گویا کہ دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی آپ ہی کی تعریف۔ دنیا میں جو جو نعمتیں حضور کے صدقہ میں مخلوق کو عطا کی گئیں اس کی وجہ سے یہاں آپ تعریف کیے گئے اور کل بروز حشر یعنی آخرت میں شفاعتِ کبریٰ کے سبب تو آپ کی خوب تعریف ہوگی۔ جیسا کہ آپ کے پیارے نام 'محمد' کا تقاضہ ہے (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم)۔

غرض کہ اس اسمِ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم) کی تفصیل بھی بہت طویل ہے جسے آپ آگے ملاحظہ فرمائیں گے۔ انشاء اللہ العظیم۔

امامِ اجل سیدنا امامِ مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگرد اور امامِ اجل سیدنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اُستاد اور امام بخاری و امام مسلم (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کے اُستاذ الاستاذ حافظ الحدیث احد الاعلام امام عبدالرزاق ابوبکر بن ہمام رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی "مُصَنَّف" میں سند کے ساتھ حضرت سیدنا جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم سے عرض کیا:۔ یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں ذرا یہ تو بتایئے کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے کس چیز کو پیدا فرمایا؟ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم نے ارشاد فرمایا:۔ یَاجَابِرُ اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ قَبْلَ الْاَشْیَاءِ نُوْرَ نَبِیِّکَ مِنْ نُّوْرِہٖ۔ یعنی اے جابر! حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے پیدا فرمایا۔ (مصنف عبدالرزاق)

اس حدیث کو امام بیہقی نے بھی "دلائل النبوۃ" میں اور علامہ امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "مُواہب اللدنیہ" میں اور علامہ زرقانی نے "شرحِ مواہب" میں اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے "مدارج النبوۃ" میں اور حضرت علامہ علی ابن برہان الدین حلبی رحمۃ اللہ علیہ نے "انسان العیون" میں بھی روایت کیا ہے۔ (مواہب اللدنیہ جلد اوّل ص ۹۔ سیرت حلبیہ اُردو جلد اوّل ص ۱۰۳۔ زرقانی علی المواہب جلد اوّل ص ۴۶)

واضح ہو کہ امام عبدالرزاق صاحبِ "مُصَنَّف" علیہ الرحمۃ وہ قابلِ اعتماد و بلند پایہ شخصیت ہیں جن کے متعلق عظیم محدث علامہ امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی شہرۂ آفاق تصنیف "تہذیب التہذیب" میں لکھا ہے کہ عبدالرزاق ہم سب میں زیادہ علم والے اور زیادہ حافظہ والے تھے۔ اور محدث یعقوب کہتے ہیں کہ ہشام مذکور اور عبدالرزاق مذکور دونوں ثقہ (معتبر) تھے۔ (تہذیب التہذیب جلد ۶ ص ۳۱۲)

تو پتہ یہ چلا کہ سب سے پہلے نورِ محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم ہی مسندِ ظہور پر جلوہ گر ہوا۔ حضرت ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ "رسالہ میلاد" میں لکھتے ہیں کہ جب وہ سرِّ مکنون یعنی نورِ محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم مسندِ ظہور پر جلوہ گر ہوا تو فوراً ہی وہ ایک ستون کے مانند بلند ہو کر حجابِ عظمت تک پہنچا اور بارگاہِ الٰہی میں سجدہ کر کے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہا۔ اس پر درگاہِ عالی سے خطاب ہوا:۔ لِذٰلِکَ خَلَقْتُکَ وَسَمَّیْتُکَ مُحَمَّدًا نِمِنْکَ اَبْدَأُ الْخَلْقَ وَبِکَ اَخْتِمُ الرُّسُلَ یعنی "اسی واسطے میں نے تجھے پیدا کیا اور تیرا نام 'محمد' رکھا (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم) تجھ سے خلق کی ابتدا کروں گا اور تجھ پر رسولوں کو ختم کر دوں گا"۔ پھر اللہ رب العزت نے اُس نور کے چار حصے کیے۔ پہلے سے لوح اور دوسرے سے قلم کو پیدا کیا۔ (الکلام الاوضح فی تفسیر سورۃ الم نشرح ص ۶۔ بیان المیلاد النبوی۔ از۔ امام محدث ابن جوزی مترجم ص ۱۲ مطبوعہ لاہور)

ایک اور روایت میں ہے کہ جنابِ باری تعالیٰ نے جب ہمارے حضور سراج منیر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کا نورِ مبارک پیدا فرمایا تو اس کی جانب بنظرِ عظمت دیکھا۔ نو ہیبتِ الٰہی سے اُس کو پسینہ آگیا۔ اُس سے عرش و کرسی اور لوح و قلم پیدا کیے۔ اور زمین و آسمان بنائے۔ (الکلام الاوضح فی تفسیر سورۃ الم نشرح ص ۶)

نیز حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اُس نورِ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم نے بارہ ہزار برس تک عالمِ تجردی میں خدا کی عبادت کی۔ پھر حق تعالیٰ نے اس نور کو چار قسم کر کے ایک قسم سے عرش کو پیدا کیا، دوسری قسم سے قلم کو، تیسری قسم سے بہشت کو اور چوتھی قسم سے عالمِ ارواح اور ساری مخلوق کو خلق کیا۔ (قصص الانبیاء ص ۳)

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کو فرماتے سُنا کہ "اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ الْقَلَمُ" یعنی سب سے پہلے اللہ نے جو پیدا فرمایا وہ قلم ہے۔ (جامع ترمذی جلد ۲ صفحہ ۵۴)

جس وقت قلم کی پیدائش ہوئی تو قلم کو سب سے پہلے ساقِ عرش پر جس کلمے کو لکھنے کا حکم ہوا، وہ تھا "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ" قلم نے چار سو برس تک صرف اِلَّا اللّٰہ تک لکھا۔

ایک روایت یوں ہے کہ قلم نے جو لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ تک لکھا تو عرض کی کہ یا ربَّ العالمین! تو بے مثل و بے مانند ہے۔ تیرے نام کیساتھ یہ بزرگ نام کس کا ہے؟ پس جنابِ باری سے آواز آئی کہ یہ نام میرے حبیب برگزیدہ کا ہے۔ تو لکھ محمد رسول اللہ۔ جب یہ حکم ہوا تو ہیبتِ خطابِ جلّ شانہٗ سے قلم کے منہ پر شگاف ہوا۔ تب قلم نے لکھا محمد رسول اللہ۔ تبھی سے قلم کا شگاف مسنون جاری ہوا قیامت تک۔ (قصص الانبیاء صفحہ ۳)

بہادر شاہ ظفر نے کیا ہی خوب فرمایا ہے:۔

محروم ترے دستِ مبارک سے رہ ! کیونکر نہ چاک اپنا گریبان کرے قلم

والدِ اعلیحضرت فاضل بریلوی حضرتِ علامہ مولانا محمد نقی علی خاں فرماتے ہیں کہ منقول ہے کہ کسی نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم سے پوچھا کہ آپ کو منصبِ نبوت کب سے حاصل ہوا؟ فرمایا:۔ جب خدا نے عرش کو بنایا۔ اور آسمان و زمین کو پھیلایا۔ اور عرش کو اٹھانے والوں کے کندھوں پر رکھا۔ اُس وقت ساقِ عرش پر قلمِ قدرت سے لکھا:۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ خَاتَمُ الْاَنْبِیَاءِ۔ (الکلام الاوضح فی تفسیر سورۃ الم نشرح صفحہ ۳)

مسلم شریف کی حدیث ہے کہ قلم نے زمین و آسمان کی پیدائش سے پچاس ہزار سال پہلے لوح پر لکھا:۔ اِنَّ مُحَمَّدًا خَاتَمَ النَّبِیِّیْنَ یعنی بے شک محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم) خاتم النبیین یا آخری نبی ہیں۔ (الکلام الاوضح صفحہ ۶)

حضرت میسرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ میں نے بارگاہِ نبوت میں عرض کیا:۔ حضور! آپ کب سے شرفِ نبوت کیساتھ مشرف ہو چکے تھے؟ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم نے ارشاد فرمایا:۔ جب اللہ ربّ العزت نے زمین کو پیدا فرمایا اور آسمانوں کی طرف قصد فرمایا

اور اُن کو سات طبقات کی صورت میں تخلیق فرمایا اور عرش کو (ان سے قبل) ایجاد فرمایا تو عرش کے پایہ پر محمد رسول اللہ خاتم الانبیاء لکھا۔ اور جنت کو پیدا فرمایا تو میرا نامِ نامی جنت کے دروازوں پر اُس کے درختوں کے پتّوں اور اہلِ جنت کے خیموں اور قبروں پر لکھا۔ حالانکہ ابھی آدم علیہ السلام کے روح اور جسم کا باہمی تعلق نہیں ہوا تھا۔ پس جب ان کے روح کو جسم میں داخل فرمایا اور زندگی عطا فرمائی تب اُنہوں نے عرشِ معظم کی طرف نگاہ اٹھائی تو میرے نام کو عرش پر لکھا ہوا دیکھا۔ (الوفاء از ابن جوزی صفحہ ۲۶)

چنانچہ کسی شاعر نے کیا ہی خوب کہا ہے:۔

نامِ نامی جس کا ساقِ عرش پر مرقوم ہے
فرش سے تا عرش جس کی عظمتوں کی دھوم ہے

جس وقت اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو نورِ محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کو اللہ جل شانہٗ نے حضرت ابو البشر سیدنا آدم علیہ السلام کی پشتِ مبارکہ میں رکھا۔ چنانچہ حضرت علامہ زرقانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ حدیث میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو نورِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کو اُن کی پشتِ مبارکہ میں رکھ دیا۔ اور وہ نورِ پاک ایسا شدید چمک والا تھا کہ باوجود پشتِ آدم میں ہونے کے پیشانیٔ آدم سے چمکتا تھا۔ اور آدم علیہ السلام کے باقی انوار پر وہ غالب ہو جاتا تھا۔ (زرقانی علی المواہب اللدنیہ جلد اوّل صفحہ ۱)

چنانچہ اعلیحضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی قدس سرہٗ فرماتے ہیں:

اللہ رے تیرے جسمِ منور کی تابشیں
اے جانِ جاں! میں جانِ تجلّی کہوں تجھے

حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ رفتہ رفتہ اُس نور نے آدم علیہ السلام کے تمام اعضاء میں سرایت کی اور اُن کا جسم نور کا پتلا بن گیا۔ پھر اُس نور کی تعظیم کی خاطر حق تبارک و تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو فرشتوں سے سجدہ کرایا۔ اور ان کو اسمائے مخلوق سکھا کر ملاءِ اعلیٰ کا استاد بنایا۔ اور اُس نور کی حفاظت کا عہد نامہ لکھایا۔ (جس کا ذکر آگے آئیگا)۔

Scanned with CamScanner

اسی نور کی وجہ سے آدم علیہ السلام اکثر اوقات ایک خوش آواز اپنی پیٹھ سے سنتے تھے۔ اس کے متعلق عرض کیا۔ الٰہی یہ آواز کیسی ہے؟ جواب ملا کہ یہ تسبیح خاتم الانبیاء کی ہے۔ کہ تیری پشت سے اُس کو پیدا کرونگا اور اصلابِ طیبہ طاہرہ میں رکھوں گا۔ (مدارج النبوۃ بحوالہ الکلام الاوضح ص۲۷)

حضرت شیخ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

نہ مسجودِ ملائک آدم آمد

کہ نورِ پاک دروے بود مدغم

یعنی فرشتے آدم علیہ السلام کو سجدہ نہیں کرتے، اگر اس میں نورِ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم نہ ہوتا۔ کہ فرشتوں کا سجدہ آدم کو نہیں تھا بلکہ حضور کے نور کو تھا۔ آدم مثلِ قبلہ تھے جیسے اللہ تعالیٰ کو سجدہ کعبہ کی جانب کیا جاتا ہے۔ (افتخارِ نبوت ص۱)

پھر آگے فرماتے ہیں حضرت شیخ:-

اگر ایں نکتہ دانستے عزازیل

ہزاروں سجدہ اوردے ادا ندم

یعنی اگر اس نکتہ کو ابلیسِ لعین (عزازیل) جان لیتا تو ہزاروں سجدے اُسی وقت کرتا۔ (افتخارِ نبوت ص۱)

یوں ہی حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

گر نبودے ذاتِ حق اندر وجود

آب و گل کے ملک کردے سجود

ترجمہ:- اگر اللہ کا نور یعنی نورِ محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم حضرتِ آدم کی پیشانی میں نہ ہوتا تو فرشتے مٹی اور پانی کے پتلے کو کب سجدہ کرتے۔ (ایضاً)

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد میں اس مسئلہ میں اختلاف و نزاع پیدا ہوا کہ سب مخلوق سے زیادہ عزت و کرامت کا مالک اللہ تعالیٰ کے ہاں کون ہے؟ بعض نے کہا:- "حضرت آدم علیہ السلام (سب سے افضل ہیں) جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے دستِ قدرت سے پیدا فرمایا اور اُن کے سامنے اپنے ملائکہ کو سجدہ ریز کیا"۔ اور دوسروں نے کہا کہ اس مرتبہ کے مالک تو ملائکہ ہیں۔ جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی

کبھی نہیں کی (الغرض) انھوں نے حضرت آدم علیہ السلام سے اپنے اس مباحثہ کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا:- جب ربِّ کریم نے میرے اندر روح پھونکی اور وہ ابھی میرے قدموں تک نہیں پہنچی تھی کہ میں اٹھ بیٹھا۔ عرشِ الٰہی مجھ پر منکشف ہوا۔ تو میں نے اس میں محمد رسول اللہ (لکھا ہوا) دیکھا۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے مکرم و معظم وہی ذاتِ اقدس ہے۔

(الوفاء۔ از امام ابن جوزی ص۲۷)

اسی کے متعلق حضرت قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم سب سے معزز بشر، جملہ اولادِ آدم کے سردار، اللہ تعالیٰ کے نزدیک بلحاظِ مرتبہ تمام انسانوں سے افضل، سب سے اونچے مرتبے والے اور اللہ عزوجل کے سب سے زیادہ قریب ہیں۔ (کتاب الشفاء القسم الاول باب ثالث)

اعلحضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:-

تیرا مسندِ ناز ہے عرشِ بریں، تیرا محرمِ راز ہے روحِ امیں

تو ہی سرورِ دوجہاں ہے شہا، تیری مثل نہیں ہے خدا کی قسم

حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جب آدم علیہ السلام پیدا ہوئے تو بہشت کے دروازے پر لاالٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا دیکھا۔ یہ دیکھ کر حضرتِ آدم نے عرض کیا:- الٰہی، کیا تو نے مجھ سے زیادہ بزرگ کسی کو پیدا کیا؟ فرمایا:- ہاں، اور وہ تیری اولاد میں ہے اگر وہ نہ ہوتا تو میں تجھے پیدا نہ کرتا۔ (الکلام الاوضح ص۲۷۔ بیان المیلاد النبوی ص۲۲ مطبوعہ لاہور)

روضۃ الاحباب کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ اے آدم وہ تیری اولاد میں سب سے پچھلا پیغمبر ہوگا۔ تو اپنی کنیت "ابو محمد" رکھ۔ (الکلام الاوضح ص۲۷)

حضرت قاضی ابوالفضل عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اسی لئے حضرت آدم علیہ السلام نے اپنی کنیت "ابو محمد" رکھ لی تھی (کہ اسی مبارک و مقدس نام کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نام کے ساتھ ملایا ہے) جب کہ بعض کے نزدیک ان کی کنیت ابوالبشر ہے۔

(کتاب الشفاء القسم الاول باب ثالث)

اس کے متعلق علامہ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب "خصائصِ صغریٰ"

میں یوں رقم طراز ہیں :۔ حضرت آدم علیہ السلام کی تعظیم و تکریم کے لئے روزِ قیامت حضرتِ آدم کی کنیت تمام اولادِ آدم سے صرف حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کے اسم گرامی پر ہوگی اور انہیں "ابو محمد" کہہ کر پکارا جائے گا۔ (الخصائص الصغریٰ صفحہ ۴۶)

نیز حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ سے ایک مرفوع حدیث (حدیثِ مرفوع اُس حدیث کو کہتے ہیں جس کے راویوں کا سلسلہ براہِ راست حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتا ہو اور جس کی سند خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جاکر ختم ہوتی ہو۔ ایسی خبر جس میں عقل کو دخل نہ ہو) روایت ہے کہ جنت میں ہر شخص کو اسی کے نام سے پکارا جائے گا مگر حضرت آدم علیہ السلام کو 'ابو محمد' کہہ کر پکارا جائے گا۔ جس سے حضرت آدم علیہ السلام کی تعظیم اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کی توقیر و احترام مقصود ہوگا۔ (سیرتِ حلبیہ اردو جلد اوّل صفحہ ۲۸۴)

ایک اور روایت میں ہے کہ کوئی شخص سوائے حضرت آدم کے، ایسا نہیں ہوگا جس کو کوئی لقب دیا جائے کہ اُن کو یعنی حضرت آدم علیہ السلام کو 'ابو محمد' کا لقب دیا جائے گا۔

(سیرت حلبیہ اُردو جلد اوّل صفحہ ۲۸۴)

نیز یہ روایت بھی بیان کی جاتی ہے کہ جب خدا تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو اس نے انہیں الہام کیا۔ چنانچہ انھوں نے پوچھا:۔ اے خدا، تو نے مجھے 'ابو محمد' کی کنیت سے کیوں یاد فرمایا؟ خدا تعالیٰ نے کہا:۔ آدم! سر اوپر اٹھاؤ۔ انہوں نے سر اٹھایا تو نورِ محمدی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم) کو عرش کے پردوں میں چمکتا دیکھا۔ پوچھا:۔ یہ نور کس کا ہے؟ فرمایا:۔ یہ تمہاری اولاد میں سے ایک نبی کا نور ہے کہ آسمانوں میں جن کا نام 'احمد' اور زمین پر 'محمد' (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم) ہے۔ اگر وہ نہ ہوتا تو میں نہ تجھے پیدا کرتا اور نہ آسمانوں کو اور نہ زمین کو۔ (الانوار المحمدیہ من المواہب اللدنیہ صفحہ ۲۶)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ خدا تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو بروز جمعہ بعد از زوال، عصر کے وقت پیدا کیا۔ پھر ان کی بائیں پسلی سے سوتے وقت اُن کی بیوی حضرت حوّا علیہا السلام کو نکالا۔ جب وہ بیدار ہوئے اور بیوی کو دیکھا تو دل میں سکون پیدا ہوا۔ اور اُس جانب ہاتھ بڑھایا۔ اس پر فرشتے بول اٹھے :۔ آدم! ذرا دم لو۔ تو

آدم علیہ السلام نے کہا:۔ کیوں؟ خدا نے اُسے میرے ہی لئے بنایا ہے۔ فرشتوں نے کہا :۔ ٹھیک ہے، پہلے مہر تو ادا کرو۔ حضرتِ آدم نے پوچھا۔ کیا ہے اس کا مہر؟ انھوں نے کہا:۔ حضرت محمد رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم) پر تین دفعہ درود پڑھو۔ ایک روایت میں ہے کہ بیس دفعہ درود پڑھو۔ (الانوار المحمدیہ من المواہب اللدنیہ صفحہ ۲۷)

حضرتِ آدم یہ نامِ 'محمد' (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم) کے سنتے ہی مشتاقِ دیدار ہوئے۔ خدا تعالیٰ کا حکم ہوا کہ تو اپنے ہاتھ کے ناخن پر دیکھ۔ جب حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے ہاتھ کے ناخنوں کو دیکھا تو صورتِ مصطفےٰ (نورِ محمدی) کا دیدار ہوا۔ (قصص الانبیاء صفحہ ۱۳)

علامہ الفاضل الکامل الشیخ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ اپنی شہرۂ آفاق تفسیر "روح البیان" میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب کے جمالِ محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کو حضرت آدم علیہ السلام کے دونوں انگوٹھوں کے ناخنوں میں مثل آئینہ ظاہر فرمایا تو حضرتِ آدم نے اپنے انگوٹھوں کے ناخنوں کو چوم کر اپنی آنکھوں پر پھیرا۔ پس یہ سنت اُن کی اولاد میں جاری ہوئی۔ پھر جب حضرت جبرئیل امین نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کو اس کی خبر دی، تو آپ نے فرمایا:۔ "جو شخص اذان میں میرا نام سنے اور اپنے دونوں انگوٹھوں کے ناخنوں کو چوم کر آنکھوں سے لگائے، وہ کبھی اندھا نہ ہوگا (تفسیر روح البیان جلد ۲ صفحہ ۶۴۹)

اعلیٰحضرت فاضل بریلوی قدس سرہٗ فرماتے ہیں :۔

لب پہ آجاتا ہے جب نامِ جناب، منہ میں گھل جاتا ہے شہدِ نایاب
وجد میں ہو کے ہم اے جاں بیتاب، اپنے لب چوم لیا کرتے ہیں

انشاء اللہ نامِ مبارک کو سُن کر انگوٹھے چومنے سے متعلق مزید تفصیل اور اس کی فضیلت ہم آگے بیان کریں گے۔

پھر جب حضرت آدم علیہ السلام سے جنت میں دانۂ گندم یا انگور کے کھانے کی غیر ارادی طور پر لغزش سرزد ہوئی تو حضرت آدم و حوّا علیہا السلام اور ان کی ذرّیت کو، جو اُن کے صلب میں تھی، جنت سے زمین پر جانے کا حکم ہوا۔ اور بحکمِ الٰہی حضرت آدم علیہ السلام زمینِ ہند میں سراندیپ کے پہاڑوں پر اور حضرت حوّا علیہا السلام جدّہ میں اتارے گئے۔ (تفسیر

خازن وخزائن العرفان)

ابونعیم نے "حلیۃ الاولیاء" میں اور ابن عساکر نے بہ روایت عطار رضی اللہ عنہ، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم نے فرمایا کہ جب حضرت آدم علیہ السلام سراندیب میں اُتارے گئے تو انہیں (تنہائی اور خوفِ خداوندی سے) وحشت وپریشانی لاحق ہوئی۔ اس پر حضرت جبرئیل کا نزول ہوا، اور جبرئیل نے اذان نبی شروع کردی کہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ دو مرتبہ کہا۔ پھر اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ دو مرتبہ کہا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے جبرئیل امین سے پوچھا: "محمد کون ہیں؟" (صلی اللہ علیہ وسلم)۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے جواب دیا:۔

"یہ تمہارے ایک فرزند انبیاء میں سے ہیں۔" (خصائص الکبریٰ جلد اوّل ص۲۱)

گویا کہ حضرتِ آدم کی وحشت وگھبراہٹ کو دور کیا گیا تو اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کے نام پاک سے۔ اس واقعہ سے ایک اور بات ہمیں معلوم ہوئی کہ جس ذات کی نبوت ورسالت سے سب سے پہلے اہل زمین کو روشناس کرایا گیا، اور جس کے نامِ نامی کو اس دنیا میں سب سے پہلے بلند کیا گیا، وہ ذات، ذاتِ محمدی ہی ہے اور وہ نام نامِ محمد ہی ہے۔ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم)

پھر جب حضرت آدم علیہ السلام کے دل کو سکون پہنچا اور آپ کی وحشت وگھبراہٹ ختم ہوگئی تو انھیں اپنی اُس لغزشِ ظاہری کا خیال آیا۔ بس، اس خیال کا آنا تھا کہ آپ نے رونا شروع کردیا۔ اور آپ اپنی اس ظاہری لغزش پر اس قدر نادم ہوئے کہ تین سو برس تک سر آسمان کی طرف نہ اٹھایا۔ اور اس قدر روئے کہ اُن کا شمار دنیا میں سب سے زیادہ رونے والے حضرات میں ہوگیا۔ کہ پانچ حضرات دنیا میں سب سے زیادہ روئے۔

حضرت امام زین العابدین، واقعۂ کربلا کے بعد حضرت فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا اپنے والد حضور پرُنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کی وفات کے بعد۔ حضرت یحیٰ علیہ السلام خوفِ الٰہی میں۔ حضرت یعقوب علیہ السلام، اپنے فرزند یوسف علیہ السلام کی جدائی میں۔ اور حضرت آدم علیہ السلام اپنی ظاہری لغزش پر۔ (شانِ حبیب الرحمٰن ص۲۳)

مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام نے اپنی غیر ارادی طور پر لغزش کے بعد تین سو برس تک سر آسمان کی طرف نہ اٹھایا۔ اس قدر روئے کہ اگر تمام دنیا کے آنسو جمع کئے جائیں تو ان کے آنسوؤں کے برابر نہیں ہوسکتے۔ (تفسیر خازن، مدارک در روح البیان جلد اوّل ص۸۵)

اسم "محمد" صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم ہی حضور کا وہ مقدس وبابرکت اسمِ گرامی ہے کہ جس کے توسّل حضرتِ آدم کی توبہ قبول ہوئی۔ چنانچہ قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔ فَتَلَقّٰٓى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ (سورۂ بقرہ آیت ۳۷) یعنی پھر سیکھ لئے آدم نے اپنے رب سے کچھ کلمے، تو اللہ تعالیٰ نے اُن کی توبہ قبول کی کہ وہ توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔ (کنز الایمان)

اس آیت کی تفسیر میں حضرت علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ نے "تفسیر روح البیان" میں اور حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے "مدارج النبوۃ" میں اور اس کے علاوہ۔ طبرانی، حاکم، ابونعیم وبیہقی نے حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہٗ سے روایت کی کہ ایک دن روتے روتے حضرت آدم علیہ السلام کے دل میں یہ خیال آیا کہ جب میں پیدا ہوا تھا، تب میں نے ساقِ عرش پر لکھا دیکھا تھا: لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ تو اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم جو اللہ کے رسول ہیں، ایسے مقربِ بارگاہِ الٰہی ہیں کہ اُن کا نام رب نے اپنے نام سے ملا کر عرش پر لکھا ہے۔ تب حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا کہ "خداوندا! میں اُس ذاتِ گرامی کے طفیل اپنی (ظاہری) خطا کی معافی چاہتا ہوں، پس مجھے معاف فرما۔"

(تفسیر روح البیان جلد اوّل ص۸۵ مدارج النبوت جلد اوّل ص۱۱۶ وجلد دوم ص۳ ۔ الوفا ر ص۴۶)

چنانچہ حضرت علامہ انتخاب قدیری صاحب نے کیا ہی خوب فرمایا ہے:۔

خطائے اجتہادی کی معافی کیلئے واللہ
بنایا ہے وسیلہ حضرتِ آدم نے نام اُن کا

حضرت ابومحمد مکی اور ابولیث رحمۃ اللہ علیہما اجمعین کا بیان ہے کہ "آدم علیہ السلام نے اپنی لغزشِ (ظاہری) کے وقت بارگاہِ ایزدی میں دعا کی کہ اے باری تعالیٰ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کے وسیلے سے میری غلطی معاف فرمادے۔ ارشادِ ربانی ہوا کہ۔ اے آدم! تم نے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم) کو کس طرح پہچانا؟ حضرتِ آدم عرض گذار

ہوئے کہ جنت میں ہر جگہ میں نے یہی لکھا ہوا دیکھا: لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ اس کے دیکھنے سے مجھے یقین ہو گیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کا سب سے معزز و مکرم بندہ ہے۔ چنانچہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی توبہ قبول فرمائی اور انھیں بخشدیا۔ اور یہ روایت مذکورہ دونوں حضرات کے نزدیک (قرآنِ کریم کی آیت) فَتَلَقّٰٓی اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ کی تاویل ہے۔

(کتاب الشفاء القسم الاول باب ثالث)

حضرت علامہ عماد الدین ابن کثیر (المتوفی ۷۷۴ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بیہقی نے "دلائل النبوۃ" میں اور حاکم نے "مستدرک" میں حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم فرماتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا:۔ اے پروردگار! میں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کے وسیلے سے مغفرت کا سوال کرتا ہوں۔ رب تعالیٰ نے فرمایا:۔ تم نے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کو کیسے پہچانا؟ ابھی تو میں نے اُن کو پیدا بھی نہیں فرمایا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا:۔ میں نے اس طرح پہچانا کہ تو نے جب مجھے اپنے دستِ قدرت سے پیدا فرمایا اور میرے اندر اپنی طرف کی روح پھونکی اور میں نے اپنا سر اٹھایا تو عرش کے پایوں پر لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوا دیکھا تو میں نے جان لیا کہ تو نے اپنے نام کے ساتھ جسے ملایا ہے یقیناً وہ تیرے نزدیک ساری مخلوق سے زیادہ محبوب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔ آدم! تو نے سچ کہا۔ یقیناً وہ میرے نزدیک ساری مخلوق سے زیادہ محبوب ہے اور جب تو نے اُس کے وسیلے سے دُعا کی ہے تو میں نے تجھے بخش دیا۔ اگر محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم) نہ ہوتے تو میں تجھے پیدا بھی نہ کرتا۔

(مولد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مترجم ص۱۳)

سبحان اللہ کیا رحمت واالانام ہے نامِ 'محمد' (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم) کہ اپنے جدِ کریم ابو البشر سیدنا آدم علیہ السلام کو پہلے تو ملائکہ سے سجدہ کرایا۔ پھر ان کی ظاہری لغزش معاف فرمائی۔

علامہ جامی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا ہی خوب فرمایا ہے:۔

اگر نامِ محمد را نیاوردے شفیعِ آدم　　　نہ آدم یافتے توبہ نہ نوح از غرق نجّینا

آج ہمیں بھی حضرتِ آدم کی اولاد ہونے کے ناتے یہی حکم دیا گیا ہے کہ "اگر تم لوگ گناہ کرو، کفر کرو، ظلم کرو تو بارگاہِ مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام میں حاضر ہو کر اُن سے شفاعت کی درخواست کرو اور وہاں جا کر رب سے توبہ کرو اور محبوب (صلی اللہ علیہ وسلم) بھی تمہارے لئے شفاعت فرمادیں تو تمہاری توبہ قبول ہوگی"۔ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ ..... الآیۃ۔ (سورۂ نساء آیت ۶۴)

اس کا مطلب یہ نہیں کہ مدینہ پاک ہی جاؤ۔ بلکہ اس ذاتِ کریم کی طرف متوجہ ہو جاؤ۔ کیونکہ وہ تو ہر جگہ حاضر ہیں، غائب تو ہم ہیں۔

چنانچہ مفتی احمد یار خاں نعیمی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:۔

دل کے آئینہ میں ہے تصویرِ یار　　　جب ذرا گردن جھکائی دیکھ لی

اور اعلیٰحضرت فاضلِ بریلوی قدس سرّہٗ فرماتے ہیں:۔

فریاد امتی جو کرے حالِ زار میں　　　ممکن نہیں کہ خیرِ بشر کو خبر نہ ہو

حضرت ابو عبد اللہ محمد بن سلیمان جزولی رحمۃ اللہ علیہ "دلائل الخیرات" "حزب خامس" میں عرض کرتے ہیں وَاَسْئَلُكَ بِمَا سَاَلَكَ بِهٖ سَيِّدُنَا اٰدَمُ نَبِيُّكَ وَاَسْئَلُكَ الخ یعنی اور (اے اللہ!) میں سوال کرتا ہوں تجھ سے بوسیلہ اُس نام کے جس کے واسطے سے مانگا ہے تجھ سے تیرے انبیاء نے، تیرے رسولوں نے، تیرے مقرب فرشتوں نے۔ (مجموعہ وظائف مع دلائل الخیرات ص۳۳۵)

الغرض جب حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ اسمِ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کے وسیلے سے قبول ہوئی تو حضرت آدم وحوّا کی ملاقات "میدانِ عرفات" میں ہوئی۔ پھر اُن سے اولادِ آدم کا سلسلہ جاری ہوا۔ حضرت ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حوّا کے ایک حمل سے دو بچے ہوتے۔ مگر حضرت شیث علیہ السلام جو کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کے اجداد میں ہیں تنہا پیدا ہوئے (کہ نورِ محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم حضرت آدم کے جسمِ اطہر سے بذریعہ حضرت حوّا حضرت شیث علیہ السلام کے جسم میں منتقل ہو چکا تھا)۔ اس وقت حضرت آدم علیہ السلام کو حکم ہوا کہ وہ حضرت شیث علیہ السلام سے اس بات کا اقرار لے کر وہ اُس نورِ پاک کے محفظ میں قصور نہ کرے اور کسی بدکار عورت کو نہ دے۔ تو حضرت آدم علیہ السلام نے بموجب حکم الٰہی حضرت شیث علیہ السلام سے اقرار لیا۔ اور آسمان کی طرف سر

Scanned with CamScanner

اٹھا کر عرض کیا: "اے معبود پیدا کرنے والے عرش کے اور روشن کرنے والے آفتاب کے، تو نے مجھے موافق اپنے علمِ ازلی کے پیدا کیا۔ اور اُس نور سے میری زندگی اور بڑھائی۔ اب وہ نور میرے فرزند شیث کے پاس گیا ہے۔ الٰہی تو اس کی حفاظت کرنا اور اس عہد کا گواہ رہنا۔" تو حضرت جبرئیل فرشتوں کے ساتھ تشریف لائے اور کہا: "پروردگارِ عالم تم کو سلام کہتا ہے اور حکم دیتا ہے کہ شیث سے ایک عہد نامہ لکھواؤ۔ اور اُس پر اُن فرشتوں کی گواہی لکھو۔" آدم علیہ السلام نے عہد نامہ لکھایا اور اُس کو خدا تعالیٰ اور فرشتوں کی گواہی سے مزین کرایا۔ اُس وقت حضرت شیث علیہ السلام کے لئے ایک خلعتِ بہشتی اترا۔ اور ان کا نکاح حضرت بیضار سے جو کہ حسنِ ظاہری و باطنی میں بے نظیر تھیں، بحکمِ الٰہی ہوگیا۔ (الکلام الاوضح صفحہ ۹۰)

حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام کی رحلت کا زمانہ قریب آیا تو آپ نے اپنے صاحبزادے حضرت شیث علیہ السلام کو وصیت فرمائی کہ اے جانِ پدر! تم میرے بعد میرے نائب ہوگے۔ عمادِ تقویٰ اور عروۃ الوثقیٰ کو تھامے رہو۔ اور جب خدائے برتر کا ذکر کرو تو ساتھ میں "محمد" صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم کا نام بھی لیا کرو۔ کیونکہ میں نے اس نامِ مبارک کو ساقِ عرش پر لکھا دیکھا ہے جب کہ میں ابھی روح اور مٹی کے درمیان تھا۔ پھر میں نے گھومنا شروع کیا اور تمام آسمانوں کی سیر کی تو ساتوں آسمانوں پر میں نے ایسی کوئی جگہ نہیں دیکھی، جہاں حضرت "محمد" صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم کا نامِ مبارک نہ لکھا ہو۔

بلاشبہ میرے رب نے مجھے جنت میں ٹھہرایا تو میں نے جنت کا کوئی محل اور کوئی دریچہ ایسا نہ دیکھا جس پر اسمِ "محمد" صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم نہ لکھا ہو۔ اور میں نے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم کا نام صرف جنت کے ہر مکان و منزل ہی پر نہیں بلکہ جنت کی حوروں (حورِ عین) کی پیشانیوں پر، جنت کے درختوں کے پتوں پر اور اُس کی شاخوں پر، شجرِ طوبیٰ اور سدرۃ المنتہیٰ کے ہر پتے پر، اطرافِ حجابات پر، فرشتوں کی آنکھوں پر، اور اُن کے نورانی چہروں پر، محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم کا نامِ اقدس لکھا دیکھا۔ آسمانی فرشتے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم کے مقدس نامِ پاک کا ذکر کرتے رہتے ہیں۔ اس لئے تم

بھی ان کا ذکر بڑی کثرت سے کیا کرو۔ (ابن عساکر، مواہب اللدنیہ)

چنانچہ حضرت شیث علیہ السلام جب تک زندہ رہے اُن کی زبان پر درودِ محمدی صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم جاری رہا۔ (خلاصۃ الحقائق)

اعلیٰحضرت فاضلِ بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں:۔

اُن کے ہر نام و نسبت پہ نامی درود
اُن کے ہر وقت و حالت پہ لاکھوں سلام

حضرت آدم علیہ السلام ابو البشر ہونے کے ناتے صرف حضرت شیث علیہ السلام ہی کے باپ نہیں۔ بلکہ ساری کائنات کے انسانوں کے باپ ہیں۔ تو اس لحاظ سے حضرت شیث علیہ السلام کی طرح ہم پر بھی یہ فریضہ عائد ہوتا ہے کہ ہم بھی اپنے باپ حضرت آدم علیہ السلام کی اس وصیت کو پورا کریں اور اس پر عمل کریں۔ جو کہ آپ نے اپنے بیٹے حضرت شیث علیہ السلام کو کی تھی۔ مطلب یہ کہ اپنے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم کی بارگاہ میں زیادہ سے زیادہ درودِ پاک کا نذرانہ پیش کرتے رہیں۔ جو کہ ہماری اپنی ہی بھلائی کا باعث ہے۔

چنانچہ حضرت شیث علیہ السلام جب تک اس دنیا میں رہے، اُس نور کی حفاظت و تعظیم اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم کی تعریف و توصیف میں مشغول رہے۔

روضۃ الاحباب و کتاب الاخیار میں لکھا ہے کہ جس وقت حق تعالیٰ نے حضرت آدم صفی اللہ کو پیدا کیا تو نورِ محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم نے حضرتِ آدم کی پیشانی پر ظہور فرمایا ایسا کہ ان کی پیشانی اُس نور سے عرش تک چمکتی تھی پھر آدم کی پیشانی سے شیث کی پیشانی، اور شیث سے ادریس کی، اور ادریس سے نوح کی اور نوح سے اسی طرح درجہ بدرجہ (پاک رحموں و پاک جسموں میں) منتقل ہو کر ابراہیم خلیل اللہ تک پہنچا۔ اور اُن سے حضرت اسماعیل ذبیح اللہ کو نصیب ہوا۔

(قصص الانبیاء صفحہ ۲۹۰)

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔ وَتَقَلُّبَكَ فِي السَّاجِدِينَ (سورۂ شعراء آیت ۲۱۹) اس آیت کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ سرورِ کون و مکاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم کا نور ایک نبی سے دوسرے نبی کی جانب منتقل ہوتا رہا۔ یہاں تک کہ آپ نبی مبعوث ہوئے (جواہر البحار شریف جلد اول صفحہ ۲۳)۔

پھر جس وقت نورِ محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم ایک نبی سے دوسرے نبی کی جانب منتقل ہوتا ہوا حضرتِ ابراہیم خلیل اللہ تک پہنچا تو حضرتِ ابراہیم نے دستِ دعا بامیدِ اجابت اٹھا کر بارگاہِ الٰہی میں عرض کیا کہ:- "اے باری تعالیٰ میرے فرزندوں میں یا میری اولاد میں سے ایک رسول مبعوث فرما۔ کہ اُن کو تیری آیتیں سنائے اور کتاب وحکمت سکھائے اور اُن کو پاک کرے بے شک تو ہی ہے غالب حکمت والا" (سورۂ بقرہ آیت ۱۲۹)

ابنِ جریر نے اپنی تفسیر میں ابوالعالیہ سے روایت کی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب دعا کی کہ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ الآیۃ تو ان سے فرمایا گیا کہ ہم نے تمہاری درخواست قبول کرلی۔ اور وہ ختم الانبیاء سب کے بعد جلوہ افروز ہونگے۔ (خصائص الکبریٰ جلد اوّل صـ۱۲)

پھر یہ نورِ مبارک حضرت ابراہیم علیہ السلام سے حضرت اسمٰعیل ذبیح اللہ کے جسمِ اطہر میں داخل ہوا۔ کہ انہیں کی نسلِ پاک سے اس نورٌ علیٰ نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کا ظہور ہو۔

چنانچہ محمد بن کعب قرظی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب حضرت ہاجرہ اپنے فرزند حضرت اسماعیل کے ساتھ نکلیں تو کسی شخص نے ان سے کہا:- "اے ہاجرہ! تمہارا یہ فرزند کثیر خاندانوں کا باپ ہے اور انہیں کی نسل سے نبیٔ اُمی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم پیدا ہونگے جو حرم کے بسانے والے ہونگے"۔ (خصائص الکبریٰ جلد اوّل صـ۲۵)

غرض کہ یہ نورِ محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم حضرت اسماعیل علیہ السلام کی نسلِ مبارک سے ایک دوسرے کی پیشانیوں اور جسموں کو روشن کرتا ہوا عدنان تک پہنچا۔

اور اس عرصہ میں مختلف پیغمبروں نے اپنے اپنے دور میں اس نورِ محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کے ظہور اور آپ کے اسمِ مبارک کے 'احمد' 'محمد' ہونے کی مختلف بشارتیں بھی دی تھیں۔ اُن میں سے چند ایک آپ بھی ملاحظہ فرمائیں:-

محمد بن کعب قرظی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت یعقوب علیہ السلام کو وحی بھیجی کہ میں تمہاری نسل سے بادشاہ اور انبیاء پیدا کرونگا۔ اور اُس نبیٔ تہامی کو مبعوث فرماؤنگا جس کی اُمت بیت المقدس کے ہیکل کو مسجد بنائے گی، وہ نبی خاتم الانبیاء ہوگا اور

اس کا نامِ نامی 'احمد' ہے (خصائص الکبریٰ جلد اوّل صـ۲۵)

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو خدا تعالیٰ نے ہمکلامی کا شرف بخشا اور رسالت سے مشرف فرمایا تو ارشاد ہوا کہ اے موسیٰ خُذْ مَا آتَيْتُكَ وَكُنْ مِّنَ الشَّاكِرِيْنَ وَمُتْ عَلَى التَّوْحِيْدِ وَحُبِّ مُحَمَّدٍ۔ تو موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی:- خداوندِ عالم! محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم) کون ہیں؟ جن کی محبت تیری توحید سے مقرون ہے۔ ارشاد ہوا کہ "محمد" وہ ہیں جن کا نامِ نامی دو ہزار سال پہلے آسمان و زمین پیدا کرنے سے پہلے میں نے لکھا۔ اگر تو مجھ سے قرب حاصل کرنا چاہتا ہے تو اُن پر کثرت سے درود بھیجا کر۔ (محمد نور صـ۱۸)

اسی طرح حافظ ابونعیم نے "حلیۃ الاولیاء" میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم نے فرمایا کہ بنی اسرائیل کے نبی حضرت موسیٰ کلیم اللہ پر اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی کہ "جو شخص مجھ سے اس حال میں ملے کہ وہ احمدِ مجتبیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کا منکر ہے تو میں اُسے جہنم میں داخل کرونگا"۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا:- اے رب! احمد کون ہیں؟ فرمایا:- میں نے کسی مخلوق کو اُن سے بڑھ کر مکرم نہیں بنایا۔ اور میں نے ان کا نام تخلیقِ آسمان و زمین سے پہلے عرش پر لکھا۔ (خصائص الکبریٰ جلد اوّل صـ۱۲)

حضرت موسیٰ کلیم اللہ نے اسمِ 'احمد' کی جو بشارت دی تھی اس کا ذکر کتاب "حیقون" میں اس طرح آیا ہے:- "آئیگا خدا جنوب سے اور قدوس فاران کی پہاڑی سے۔ آسمانوں کو جمال سے چھپائے گا۔ اس کی ستائش سے زمین بھر جائے گی۔ اس کی بادشاہت کی نشانی (مہرِ نبوت) اس کی پشت پر ہوگی۔ اُس کا نام 'احمد' ہوگا"۔ (حیقون باب ۳-۳ ترجمہ کتاب استجار باب ۲۱)

غرض کہ صرف دورِ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم اور آج کل کے اس دور ہی میں نہیں بلکہ سابقہ دور میں بھی نامِ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کا چرچا تھا اور قرآن مجید کی طرح کتبِ سابقہ میں بھی اس کا ذکر موجود ہے۔ اسی لئے اُس وقت بھی لوگ نہ صرف اس نامِ اقدس سے واقف تھے بلکہ اس کی شان وعظمت اور قدر کو بھی جانتے تھے۔ چنانچہ اسی کے متعلق حضرت موسیٰ علیہ السلام ہی کے دور کا ایک واقعہ ہے کہ حضرت علامہ

یوسف بن اسماعیل نبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "حجۃ اللہ علی العالمین" میں یہ روایت درج فرمائی ہے، جسے ابو نعیم نے "حلیۃ الاولیاء" میں حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت فرمایا ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا، جس نے دو سو سال تک خدا تعالیٰ کی نافرمانی کی۔ جب وہ مرگیا تو لوگوں نے اس کی لاش کو اٹھا کر کوڑے کے ڈھیر پر ڈال دیا۔ اللہ جل شانہٗ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بذریعۂ وحی حکم دیا کہ تم جاؤ، اسے وہاں سے اٹھا کر اس کی نمازِ جنازہ پڑھو۔ اور باعزت دفناؤ۔ موسیٰ کلیم اللہ نے عرض کیا:۔ اے پروردگار! بنی اسرائیل گواہی دیتے ہیں کہ اس نے دو سو سال تک تیری نافرمانی کی ہے۔ حق تعالیٰ نے دوبارہ وحی نازل فرمائی کہ ہاں، واقعۃً وہ ایسا ہی شخص تھا لیکن جب بھی وہ توریت کو تلاوت کیلئے کھولتا اور اسمیں میرے محبوب محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کے نام پر اُس کی نظر پڑتی تھی تو وہ اُس نام کو چومتا (بوسہ دیتا) اور اُسے اٹھا کر اپنی آنکھوں سے لگاتا تھا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم پر درود بھیجتا تھا۔ میں نے اُس کی اِس ادا کو قبول کر لیا اور اس کا بدلہ یہ دیا کہ میں نے اُس کے گناہ معاف کر دیئے اور ستّر حوروں کیساتھ اس کا نکاح کر دیا۔ (حجۃ اللہ علی العالمین۔ ابن عساکر۔ خصائص الکبریٰ جلد اوّل ص۲۴۔ سیرتِ حلبیہ اُردو جلد اوّل ص۲۸۵)

کسی شاعر نے کیا ہی خوب کہا ہے :۔

جلا سکتی ہے کیونکر آگ اُس دل کو جہنم کی　　　　کہ کندہ ہو نبی کا نام جس دل کے نگینے میں

ابن ابی حاتم اور ابو نعیم نے حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی سے ایک اور روایت بیان فرمائی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرتِ اشعیاء علیہ السلام پر وحی نازل فرمائی کہ "میں نبیِ اُمّی کو مبعوث کرنے والا ہوں، جس کے ذریعے بہرے کان، محجوب دل اور اندھی آنکھیں کھولونگا۔ ...... اس کا نامِ گرامی "احمد" ہے۔ الخ" (خصائص الکبریٰ جلد اوّل ص۳۵)

یہ حدیث بہت طویل ہے۔ اس لئے یہاں مختصراً بیان کی گئی۔

ایک اور جگہ بیہقی نے بھی حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی سے نقل فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام پر وحی نازل فرمائی کہ: "اے داؤد! تمہارے بعد جلد

ہی ایک نبی آئے گا جس کا نام "احمد، محمد" اور صادق ہوگا۔" (خصائص الکبریٰ جلد اوّل ص۳۹)

حضرت سلیمان بن داؤد علیہ السلام نے جو بشارت دی تھی اُس کا ذکر اِن الفاظ میں ملاحظہ فرمائیں:۔ "وہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم) ہیں۔ وہ میرے محبوب اور میری جان ہیں۔" (تسبیحات سلیمان باب ۵: ۱۲)

سرکار کے اسمِ مبارک کی سب سے آخری بشارت کہ جس کا ذکر قرآن مجید میں آیا ہے، حضرتِ عیسیٰ روح اللہ نے دی تھی۔ چنانچہ قرآنِ کریم کے سورۂ صف میں اس کا ذکر اس طرح آیا ہے:۔ وَاِذْ قَالَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ یٰبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًۢا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِی اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ ؕ (سورۂ صف آیت ۶)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اِس بشارت کی مصداق صرف نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کی ذاتِ اطہر ہی ہے کیونکہ الفاظ یَاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِی آئے ہیں۔ یعنی میرے بعد آئے گا۔" اور تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا علیہ السلام کے بعد حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کے سوا کسی نے بھی رسالت کا دعویٰ نہیں کیا۔ دوسری نشانی اِس آیت میں یہ ذکر فرمائی کہ اِسْمُهٗٓ اَحْمَدُ۔ یعنی کہ اُن کا نام "احمد" ہوگا۔ اور یہ بھی اللہ تعالیٰ کا خاص لطف ہے کہ حضور سے پہلے کسی نبی یا رسول کا احمد نامی ہونا تو کجا کسی فردِ بشر کا نام بھی احمد نہ تھا۔ کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد صرف آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم نے ہی رسالت کا دعویٰ فرمایا اور صرف آپ ہی کا اسمِ گرامی "احمد" تھا۔ اِس لئے اس بارے میں ذرا سا بھی شک نہ رہا کہ اِس بشارت کی مصداق حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم ہی کی ذاتِ گرامی ہے (تفسیر ضیاء القرآن جلد پنجم ص۲۱۴)

تبھی تو سرکار خود فرمایا کرتے تھے کہ میں ابراہیم علیہ السلام کی دُعا اور عیسیٰ کی بشارت ہوں۔ چنانچہ امامِ احمد، حاکم اور بیہقی نے عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم نے فرمایا کہ میں اپنے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دُعا اور حضرت عیسیٰ کی بشارت ہوں۔ (مشکوٰۃ شریف بابِ فضائلِ سید المرسلین۔ خصائص الکبریٰ جلد اوّل ص۲۴)

غرض کہ حضرتِ آدم سے لے کر حضرتِ عیسیٰ تک ہر دور یا ہر زمانہ میں جب جب بھی انبیاء و رُسل اس دنیا میں تشریف لائے، انھوں نے اپنی اپنی امتوں کو اِس بات کی بشارت دی کہ جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم اِس دنیا میں تشریف لانے والے ہیں، جن کا نام نامی 'احمد' ہوگا۔ اور اس کے علاوہ سابقہ آسمانی کتب میں بھی پروردگارِ عالم نے اِس نامِ اقدس کا ذکر فرما کر ہر دور میں اس کا چرچا فرما دیا ہے۔ اِسی لئے قرآن کریم کے علاوہ دیگر آسمانی کتب میں بھی آپ کے اس مبارک و مقدس نام کا ذکر ہمیں ملتا ہے۔

حضرت مولانا جلال الدین محمد رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

بُود در انجیل نامِ مصطفےٰ آں سرِ پیغمبراں بحرِ صفا

یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جو سیّدالانبیاء اور پاکیزگی کے اتھاہ سمندر ہیں، ان کا نامِ نامی و اسمِ گرامی کتاب انجیل میں موجود تھا۔ (مثنوی مولانا روم دفترِ اوّل)

گویا کہ قبل از ولادت ہی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم کے اس مقدس نام کا شہرہ ہر جگہ اور ہر دور میں پھیل چکا تھا۔ جس کی بنا پر اس دور کے لوگ بھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم کے اس مقدس نام کی تعظیم و توقیر فرمایا کرتے تھے، جیسے کہ آپ نے اِس سے قبل بنی اسرائیل کے دو سَو سالہ نافرمان شخص کا واقعہ ملاحظہ فرمایا۔ اِسی کے مثل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دور کا بھی ایک واقعہ یوں ہے کہ حضرت علامہ مفتی جلال الدین احمد امجدی صاحب قبلہ فرماتے ہیں کہ "ایک یہودی بادشاہ عیسائی مذہب کو اپنے ملک سے ختم کرنے کیلئے عیسائیوں کو بے دریغ قتل کرتا تھا۔ اِس لئے بہت سے عیسائی یہودی ہو گئے۔ بادشاہ کے وزیر نے کہا:۔ یہ لوگ آپ کے خوف سے اپنے کو یہودی ظاہر کرتے ہیں۔ ورنہ حقیقت میں یہ اپنے مذہب پر قائم ہیں۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں ایسا طریقہ اختیار کر دوں کہ عیسائی مذہب دُنیا سے بالکل ختم ہو جائے۔ بادشاہ نے خوشی اجازت دیدی۔ وزیر اِس ملک سے کسی دوسرے ملک میں چلا گیا۔ کئی سال کے بعد پھر واپس آیا اور عیسائیوں کی آبادی میں جا کر اپنے آپ کو عارف باللہ ظاہر کیا۔ بہت سے لوگ اس کے معتقد ہو گئے اور اپنی جان تک قربان کرنے کو تیار تھے۔ کچھ دنوں بعد مکار وزیر نے کھانا پینا بند کر دیا۔ جب مرنے لگا تو اپنے معتقدین

میں سے ایک ایک امیر کو تنہائی میں بلا کر اپنی جانشینی کی تحریر دی۔ اور ہر تحریر کے آخر میں یہ لکھ دیا کہ اِس امیر کے علاوہ اگر کوئی دوسرا جانشینی کا دعویٰ کرے تو وہ جھوٹا ہے۔ جب وہ مر گیا تو ہر امیر نے جانشینی کا دعویٰ کیا اور عیسائی عوام ہر امیر کے پاس مدد کے لئے جمع ہو گئے اور خوب گھمسان کی لڑائی ہوئی، کئی ہزار عیسائی آپس کی جنگ میں قتل ہو گئے، اور لاتعداد عورتیں بیوہ ہو گئیں اور ہزاروں بچے یتیم ہو گئے۔

اور اس فتنہ سے وہ گروہ محفوظ رہا جو کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نامِ پاک کی تعظیم و توقیر کرتا تھا۔ اس واقعہ کا ذکر مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مثنوی شریف میں اِس طرح بیان فرمایا ہے:۔

طائفۂ نصرانیاں بہرِ ثواب چوں رسیدندے بداں نام و خطاب
بوسہ دادندے بداں نامِ شریف رُو نہادندے برآں وصفِ لطیف
اندریں فتنہ کہ گفتم آں گروہ اٰیمن از فتنہ بُدند و از شکوہ
اٰیمن از شرِ امیران و وزیر در پناہِ نامِ احمد مُستجیر
نسلِ ایشاں نیز ہم بسیار شد نامِ احمد ناصرِ آمد یار شُد

(مثنوی مولانا روم دفترِ اوّل)

ترجمہ:۔ عیسائیوں میں ایک جماعت ایسی تھی کہ انجیل پڑھتے ہوئے جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم کے نام پر پہنچتی تو آپ کے نامِ مبارک کو عقیدت و محبت سے بوسہ دیتی اور آپ کی تعریف و توصیف کو آنکھوں سے لگاتی۔ مذکورہ بالا واقعہ کے اُس فتنہ سے وہ گروہ جو کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم کے نامِ پاک کی تعظیم و توقیر کرتا تھا، محفوظ رہا اور انھیں خوف و غم نہ رہا۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم کے نامِ پاک کی پناہ لینے والے امیر و وزیر کے شر سے محفوظ رہے۔ اس گروہ کی آل و اولاد بھی زیادہ ہوئی۔ کیونکہ اُن کے لئے حضور کا نامِ پاک یار و مددگار رہا۔ (گلدستۂ مثنوی صـ۱۳:۱۵)

اس کے مقابل عیسائیوں کا ایک دوسرا گروہ جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم کے نامِ پاک کو حقیر و ذلیل سمجھتا تھا، اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بدبخت وزیر کی مکاری سے اٹھے

ہوئے اس فتنہ میں وہ گروہ ذلیل وخوار ہوگیا۔

چنانچہ مولانا روم علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں:۔

واں گروہِ دیگر از نصرانیاں — نامِ احمد داشتندے مُستہاں
مُستہاں دخوار گشتند از فتن — از وزیر شوم رائے شوم فن

(مثنوی مولانا روم دفتر اوّل)

مولانا جلال الدین محمد رومی رحمتہ اللہ علیہ اس واقعہ کے نتیجہ میں فرماتے ہیں:۔

نامِ احمد چُوں چنیں یاری کُند — تاکہ نورش چوں مددگاری کُند

ترجمہ:۔ جب حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ الہٖ وبارک وسلم کا نامِ پاک ایسی مدد کرتا ہے تو پھر حضور کے نورِ مبارک کا کیا کہنا (گلدستہ مثنوی ص۱۵)

جن لوگوں کا یہ عقیدہ ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ الہٖ وبارک وسلم کسی کو کچھ نفع نقصان نہیں پہنچا سکتے، وہ لوگ اس واقعہ سے سبق حاصل کریں۔

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ الہٖ وبارک وسلم، حضرتِ عیسیٰ کی آخری بشارت ہونے سے متعلق ابنِ عساکر نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ کسی نے عرض کیا:۔ یارسول اللہ! ہمیں اپنے بارے میں کچھ بتائیے۔ ارشاد فرمایا:۔ ضرور! میں اپنے والد حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہوں اور جن لوگوں نے میرے ظہور کی بشارت دی تھی، ان میں آخری بشارت دینے والے حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں، میں اُن کی بشارت ہوں۔

(خصائص الکبریٰ جلد اوّل ص۲۴)

ڈاکٹر علامہ اقبال فرماتے ہیں:۔

یہ جتنے پیشوا آئے یہ جتنے انبیاء آئے — خبر لے کر انہیں آنا تھا بن کر مبتدا آئے

حضور رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ الہٖ وبارک وسلم کے اسمِ مبارک کی ان مختلف بشارتوں کے علاوہ ایک اور اہم بات یہ ہے کہ یہودیوں کو جب کبھی کوئی مشکل درپیش آتی یا کبھی کسی دشمنوں سے مقابلہ ہوتا تو وہ اسی مبارک نام کے وسیلے سے دُعائیں مانگا کرتے تھے اور اسی مقدس نام کے وسیلہ سے انہیں کامیابی ونصرت حاصل ہوتی۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ خیبر کے یہودیوں کی لڑائی بنی غطفان سے ہوئی، مقابلہ ہوا تو خیبر کے یہودیوں کو شکست ہوئی اور انھوں نے خدا سے اس طرح دعا مانگی:۔ نَسْئَلُكَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الَّذِيْ وَعَدْتَّنَا اَنْ تُخْرِجَهٗ لَنَا فِيْ اٰخِرِ الزَّمَانِ اِلَّا نَصَرْتَنَا عَلَيْهِمْ۔ ترجمہ:۔ اے اللہ ہم تجھ سے بوسیلہ سیدنا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ الہٖ وبارک وسلم نبیٔ اُمّی، یہ چاہتے ہیں کہ بنی غطفان پر تو ہم کو نصرت عطا فرما۔ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ الہٖ وبارک وسلم) وہ نبیٔ امی ہیں جن کے متعلق تو نے وعدہ کیا ہے کہ آخر زمانہ میں ان کا ظہور ہوگا۔ تو ہمیں اُن پر نصرت عطا فرما۔ یعنی کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ الہٖ وبارک وسلم کی برکت سے۔

چنانچہ حق تبارک وتعالیٰ نے اِس دُعا کی برکت سے انھیں نصرت عطا فرمائی۔ اُس کے بعد جب کبھی دشمنوں سے مقابلہ ہوتا، اِسی دُعا کی برکت سے یہود کی بنی غطفان کو بھگا دیتے تھے۔ (حاکم، الخصائص للسیوطی)

سبحان اللہ! کس قدر پیارا اور محبوب ہے یہ نام رب کے حضور! کہ جس کے وسیلے سے یہودیوں نے بھی جب دعا مانگی تو رب تعالیٰ نے اُسے قبول فرمائی جس سے وہ کامیاب ہوئے۔

اس واقعہ کا ذکر قرآنِ کریم کی اِس آیت میں بھی ہمیں ملتا ہے:۔ وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۚ الآیۃ (سورہ بقرہ آیت ۸۹)

ترجمہ:۔ اور اِس سے پہلے وہ اِسی نبی کے وسیلے سے کافروں پر فتح مانگتے تھے۔ (کنز الایمان)

اِس آیت کی تفسیر میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ یہودیوں سے جب مشرک لڑتے تو وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ الہٖ وبارک وسلم کے طفیل سے دُعا مانگتے تھے کہ "یا اللہ نبیٔ آخر الزمان جو آتی ہیں اور قریب آئیں گے اُن کے صدقے اور وسیلے سے ہم کو فتح دے۔" اللہ ان کو فتح دیتا تھا اور قبیلہ اسد، غطفان، مزینہ، جہینہ، وغیرہ پر وہ غالب ہوتے تھے۔ (تفسیر ابن عباس مترجم ص۱۰)

اور اسی آیت کے شانِ نزول میں خلیفۂ اعلیٰحضرت صدر الافاضل حضرت علامہ مولانا

نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ حضور سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم کی بعثت اور قرآن کریم کے نزول سے قبل یہود اپنی حاجات کیلئے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم کے نامِ پاک کے وسیلے سے دعا کرتے اور کامیاب ہوتے تھے۔

(تفسیر خزائن العرفان)

چنانچہ امام اہلسنت اعلیٰحضرت فاضلِ بریلوی قدس سرہ نے کیا ہی خوب فرمایا ہے:۔

نہ کیونکر کہوں یا حبیبی اغثنی　　　اسی نام سے ہر مصیبت ٹلی ہے

حضرتِ آدم کی توبہ اگر قبول ہوئی ہے تو اسی نام کے وسیلے سے۔ حضرتِ نوح کی کشتی اگر پار لگی ہے تو اسی نام کے وسیلے۔ حضرتِ موسیٰ کی پیروی کرنے والے یہودیوں نے اپنے دشمنوں پر فتح یابی کی دعائیں اگر مانگی ہیں تو اسی نام کے وسیلے۔ اور حضرتِ داؤد خلیفۃ اللہ کی توبہ بھی اگر قبول ہوئی ہے تو اسی نام کے وسیلے۔ نیز حضرتِ عیسیٰ نے بھی مردوں کو اگر زندہ کیا ہے تو اسی نام کے وسیلے۔ غرض کہ سابقہ دور میں اکثر و بیشتر انبیائے کرام نے اسی نام کے وسیلے سے اپنی مرادیں حاصل کی ہیں۔

چنانچہ حضرت محبوبِ الٰہی خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام سے فرمایا کہ کشتی بنانے کے لئے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم اور دیگر پیغمبرانِ اسلام کے علاوہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے نام کے بھی چار تختے مزید تیار کر۔ تاکہ کشتی مکمل ہو جائے کہ اگر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم اور آپ کے چاروں یاروں کے اسمائے مبارکہ کشتی میں نہ ہونگے تو طوفان سے نہ بچو گے۔ (راحۃ المحبین۔ افضل الفوائد حصہ دوم ص ۱۵۲)

اسی طرح ایک اور جگہ خلیفہ حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ حضرت نظام الدین اولیاء محبوبِ الٰہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کی توبہ قبول کرنی چاہی تو فرمایا کہ "ہماری بارگاہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اسمِ مبارک کو شفیع بنا۔ تاکہ ہم تیری توبہ قبول کریں۔" پھر حضرت محبوبِ الٰہی نے فرمایا:۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو کچھ موجودات میں ہے، سب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم کی طفیل ہے۔ (راحۃ المحبین۔ افضل الفوائد حصہ دوم ص ۱۹۰)

نیز حضرت محبوبِ الٰہی خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس روز حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے مُردے کو زندہ کرنا چاہا تو حکمِ الٰہی ہوا کہ "محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لو"۔ جب آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسمِ مبارک پڑھا تو حق تعالیٰ نے اسمِ مبارک کی برکت سے مُردے کو زندہ کیا۔ (راحۃ المحبین۔ افضل الفوائد حصہ دوم ص ۱۸۹)

غرض کہ ہر دور اور ہر قرن میں مختلف انبیاء و مرسلین اور اُنکی امتوں نے اسی نام کے وسیلے سے کامیابیاں و کامرانیاں اور فتح یابیاں حاصل کی ہیں۔ اور اپنی توبہ کی قبولیت کے لئے اسی نام پاک کو اپنا ذریعہ و وسیلہ بنایا ہے۔

چنانچہ حضرت علامہ جامی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا ہی خوب فرمایا ہے:۔

اگر نامِ محمد رانیا وردے شفیع آدم　　　نہ آدم یافتے توبہ، نہ نوح از غرق نجینا

نہ ایوب از بلا راحت، نہ یوسف حشمت و جاہت　　　نہ عیسیٰ آں مسیحا دم، نہ موسیٰ آں ید بیضا

(سیدنا محمد عربی نمبر ص ۵۴)

الغرض یہ نورِ محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم پھر عدنان سے ہوتا ہوا حضرت معد، نزار، مُضر، الیاس، مُدرکہ، خزیمہ، کنانہ، نضر، مالک، فہر، غالب، لُوَیّ، کعب، مرّہ، کلاب، قصی، عبد مناف، ہاشم اور عبد المطلب سے ہوتا ہوا حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جسمِ اطہر میں داخل ہو گیا۔ (صحیح بخاری باب مبعث النبی جلد دوم ص ۲۲۴، مواہب اللدنیہ)

جس کے متعلق حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ بیشک قریشی النسل آقائے کائنات (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم) حضرت آدم کی پیدائش سے دو ہزار سال پہلے بارگاہِ خداوندی میں بصورتِ نور موجود تھے۔ آپ کا نور باری تعالیٰ جل شانہٗ کی تسبیح بیان کرتا اور اس نور کے ساتھ ملائکہ بھی تسبیح میں مشغول رہتے تھے۔ جب آدم علیہ السلام کی تخلیق ہوئی تو وہ نور اُن کی پشت میں رکھا۔ فرمانِ رسالت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے صلبِ آدم میں زمین پر اُتارا۔ اُن سے نوح علیہ السلام اور اُن سے ابراہیم علیہ السلام کی جانب منتقل کیا۔ یہاں تک کہ نیک اصلاب اور پاکیزہ ارحام سے اللہ تعالیٰ نے ایک دوسرے کی جانب منتقل کرتے ہوئے میرے والدین کریمین سے مجھے پیدا فرمایا۔ یہ حضرات بدکاری کے

سائے سے بھی دور رہے۔ (کتاب الشفاء القسم الاوّل باب ثانی)

نیز اس نور محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کے ایک دوسرے کے جسموں میں سلسلہ بہ سلسلہ منتقل ہونے سے متعلق نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم نے فرمایا کہ "میں حضرت آدم علیہ السلام سے اب تک بذریعہ نکاح ہی منتقل ہوا ہوں، میرے اجداد میں زنا نہیں ہوا" (خصائص الکبریٰ جلد اول صـ۹۶)

چنانچہ حضرت قاضی ابو الفضل عیاض رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب "الشفاء" میں نقل فرماتے ہیں کہ ابن کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کی پانچ سو (۵۰۰) امہات کے حالات معلوم کئے لیکن کسی میں زنا اور جاہلیت کا کوئی اثر نہیں پایا۔

(کتاب الشفاء القسم الاول باب اوّل بحوالہ جواہر البحار شریف مترجم جلد اوّل صـ۳۳)

اور حضرت علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور سید الطاہرین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم ہر نقص وعیب سے پاک ومبرا اور طیب وطاہر ہیں "لِاَنَّہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ طَاھِرٌ لَاعَیْبَ فِیْہِ۔ (القول البدیع صـ۴۵)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم نے فرمایا:۔ "جب سے میں آدم علیہ السلام کے صلب (نطفے) سے نکلا ہوں میں کسی بدکار کے ذریعہ پیدا نہیں ہوا۔ اور تمام قومیں پشت در پشت (مجھے اپنی قوم کا فرد دیکھنے کیلئے) آپس میں الجھتی رہیں یہاں تک کہ میں دو انتہائی افضل آدمیوں یعنی ہاشم اور زہرہ کی اولاد میں پیدا ہوا"۔

(سیرت حلبیہ اُردو باب دوم جلد اوّلہ قسط ۲ صـ۴۳)

امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کے نسب پاک میں حضرت آدم علیہ السلام تک جتنے بھی نکاح ہیں اُن میں نکاح کے درست ہونے کی وہ تمام شرطیں پائی جاتی ہیں جو ایک اسلامی نکاح کے لئے ضروری ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام تک آپ کے نسب پاک میں کوئی نکاح ایسا نہیں مل سکتا

جس میں وہ ساری شرطیں موجود نہ ہوں جو آج کے موجودہ اسلامی نکاح کے درست ہونے کیلئے ضروری ہیں۔ اسلئے اس بات پر اپنے دل سے اعتقاد اور یقین رکھنا ضروری ہے۔ اگر کوئی شخص یہ یقین نہیں رکھتا تو وہ دنیا اور آخرت میں نقصان اٹھائے گا"۔ (سیرت حلبیہ اُردو باب دوم جلد اوّلہ قسط ۲ صـ۴۵)

بعض محققین کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کا یہ قول کہ "میں پاک مردوں کے صلبوں سے پاک عورتوں کے رحموں میں منتقل ہوتا رہا"۔ اس بات کی دلیل ہے کہ حضرت آدم اور حوا علیہما السلام تک سرکار کے تمام نسبی باپ اور ماؤں میں کوئی بھی کافر نہیں تھا۔ اسلئے کہ کافر کو طاہر اور پاک نہیں کہا جاتا"۔

(سیرت حلبیہ اُردو باب دوم جلد ۱ قسط ۲ صـ۴۹)

نیز حضرت علامہ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب "الخصائص الصغریٰ" میں یوں رقمطراز ہیں:۔ "حضور اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کے اجداد میں حضرت آدم علیہ السلام تک کوئی بدکار نہیں گذرا۔ اور حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم سجدہ گزاروں کی پشتوں ہی میں منتقل ہوتے رہے۔ حتیٰ کہ ایک نبی کی شان سے مبعوث ہوئے"۔ (الخصائص الصغریٰ صـ۹۲)

چنانچہ قرآن حکیم میں اللہ جل شانہٗ کا ارشاد ہے:۔ وَتَقَلُّبَكَ فِي السّٰجِدِيْنَ ۝

ترجمہ:۔ اور نمازیوں میں تمہارے دورے کو۔ (کنز الایمان۔ سورۂ شعراء آیت ۲۱۹)

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ آیت کا معنی یہ ہے کہ میں تمہیں دیکھ رہا تھا کہ تم ایک نبی علیہ السلام سے منتقل ہو کر دوسرے نبی علیہ السلام کی پشت میں تشریف لے جاتے۔ یعنی ساجدین سے مراد انبیاء علیہم السلام ہیں کہ آدم علیہ السلام سے لیکر ابراہیم خلیل اللہ پھر ان سے منتقل ہوئے یہاں تک کہ انہیں اُمی نے جنا۔

(تفسیر روح البیان مترجم پارہ ۱۹ صـ۲۱۴)

جس سے معلوم ہوا کہ سرکار کے تمام آباء واجداد از حضرت آدم تا حضرت عبد اللہ و آمنہ خاتون، تمام کے تمام مومن ہیں۔ کوئی بھی مشرک نہیں"۔ (شان حبیب الرحمٰن صـ۱۲۱)

ایک اور جگہ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی یہ تفسیر ان الفاظ میں منقول ہے۔
"یہاں تقلب یعنی گردش سے مراد حضور کا انبیائے کرام علیہم السلام کی مبارک پشتوں میں یکے بعد دیگرے منتقل ہونا ہے۔ یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وبارک وسلم اِس امت میں مبعوث ہوئے۔" (تفسیر خازن)

حضرت علامہ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس کے ایک اور معنیٰ یہ ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کا نورِ پاک ساجدوں سے ساجدوں کی طرف منتقل ہوتا رہا۔ اور یہ آیتِ کریمہ اِس تقدیر پر دلالت کرتی ہے کہ سرکار کے تمام آباء واجداد مسلمان تھے۔ (مسالک الحنفاء لابوی المصطفیٰ)

نیز مفسر کبیر امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "معنیٰ آیت یہ ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کا نورِ پاک ساجدوں سے ساجدوں کی طرف منتقل ہوتا رہا" تو آیت اِس پر دلیل ہے کہ سرکار کے سب آباء کرام مسلمین تھے۔
(شمول الاسلام لاصول الرسول الکرام ص)

نیز العارف باللہ سیدی احمد الصاوی رحمۃ اللہ علیہ "حاشیہ جلالین" میں اور سیدی سلیمان جمل رحمۃ اللہ علیہ "تفسیر جمل شریف" میں فرماتے ہیں:۔ بعض مفسرین نے الساجدین کی تفسیر مومنین بیان کی ہے پھر معنیٰ یہ ہوتے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے انقلاب روحی کو مومنین کی پشتوں اور رحموں میں محفوظ رکھا ہے آدم وحوا سے لیکر عبداللہ وآمنہ تک، پس سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام اصول مرد وعورت مومنین تھے۔ اِس بات پر یہ اعتراض وارد ہوتا ہے کہ آیاتِ قرآنیہ تو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ ابراہیم (علیہ السلام) کا باپ آزر تو کافر تھا (لہٰذا تمام اصول مومن کیسے ہوئے؟) سو اس کا بعض نے تو یہ جواب دیا ہے کہ آزر ابراہیم (علیہ السلام) کا چچا تھا۔ نہ کہ والد۔ اور بعض نے اِس سے زیادہ اچھا جواب دیا ہے، وہ یہ ہے کہ مفسرین کرام کا یہ کہنا کہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام اصول مومن تھے، اس کی حقیقت یہ ہے کہ اُس وقت تک وہ کفر وشرک کی آلودگی سے پاک تھے جب تک یہ نورِ پاک ان کی پشتوں اور

رحموں میں رہا۔ پس جب یہ نور پہلے سے بعد والے میں منتقل ہوا تو پہلے کا غیرِ خدا کی عبادت کرنا ممکن ہے۔ پس جب آزر سے یہ نورِ پاک اُس کے بیٹے ابراہیم کیطرف منتقل ہوگیا تو پھر اُس نے بتوں کی پوجا کرنی شروع کر دی اور اس نور کے انتقال سے پہلے آزر نے غیرِ خدا کی عبادت نہیں کی۔ (صاوی شریف جلد ۳ ص ۱۵۲ جمل شریف حاشیۂ جلالین جلد ۳ ص ۲۹۶ بحوالہ کاشف کید الثعلب فی ایمان ابی طالب)

اور یہ ہمارا مشاہدہ بھی ہے کہ جو جگہ کسی معزز مہمان کے قیام کے لئے تجویز کی جاتی ہے وہ مہمان کے آنے سے قبل ہی پاک وصاف کر لی جاتی ہے اور اُس مہمان کی موجودگی تک لازمی طور پر صاف وستھرا رکھا جاتا ہے۔ مگر جب وہ مہمان وہاں سے چلا جائے تو پھر اُس جگہ کی ستھرائی میں فرق آنے سے کوئی بھی مانع نہیں۔

سرکار کے آباء کرام کی شان وعظمت کو بیان فرماتے ہوئے قرآنِ حکیم میں رب کریم نے جہاں ذاتِ مصطفوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کی قسم کھائی ہے وہاں اُس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے والدِ گرامی کی بھی قسم کھائی ہے۔ چنانچہ ارشادِ ربانی ہے:۔ وَوَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ (سورۂ بلد آیۃ ۳)

ترجمہ:۔ اور تمہارے باپ ابراہیم کی قسم اور اس کی اولاد کی کہ تم ہو۔
(کنزالایمان)

اِس آیتِ کریمہ کی تفسیر میں حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ "اِس آیت میں لفظ "والد" سے مراد یا تو حضرت آدم وابراہیم علیہما السلام ہیں یا ہر والد مراد ہے۔ اور "وماولد" سے مراد نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کی ذاتِ اطہر ہے۔" (تفسیر مظہری پارہ عم)

گویا اِس آیتِ کریمہ میں ہر اُس والدِ گرامی کی قسم کھائی گئی ہے جسکے صلب میں نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم نسلاً بعد نسلٍ منتقل ہوتا ہوا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین تک پہنچا۔ اور آپ کی والدہ حضرت آمنہ خاتون رضی اللہ عنہا کے بطنِ پاک سے بشکلِ انسانی ظہور پذیر ہوا۔ گویا وہ تمام افراد جو اِس

نسبِ مصطفوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں شامل ہیں، موردِ قسم ٹھہرائے گئے۔

اِس آیت میں اللہ جل شانہٗ نے والد کی قسم کھانے کے بعد اس مولود کی قسم کھائی ہے جس کے تصدق سے یہ تمام سلسلۂ نسب لائقِ قسم گردانا گیا ہے۔

ایک اور جگہ قرآن حکیم میں اللہ جل شانہٗ کا ارشاد ہے:۔ لقد جآءکم رسول من انفسکم عزیز الآیۃ (سورۂ توبہ آیت ۱۲۸)

ترجمہ:۔ بے شک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے۔ (کنز الایمان)

اِس آیتِ شریفہ کی تفسیر میں علامہ سید احمد الصاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

قری مِنْ اَنْفَسِکُمْ بفتح الفاء عن النفاسۃ والمعنیٰ جآءکم رسول من اشرفکم ودارفعکم قدرًا۔ (حاشیہ جلالین وصاوی شریف جلد ۲ ص ۱۵۱)

یعنی اَنْفَسِکُمْ کی فا پر فتح (زبر) بھی پڑھا گیا ہے، جو کہ نفاست سے ہے، تو معنی یہ ہوئے کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم تم میں سے اشرف وارفع (اعلیٰ ترین) لوگوں میں سے تشریف لائے۔

نیز امیر المومنین سیدنا علی کرم اللہ وجہہٗ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم نے ایک دفعہ اِس آیت کو اَنْفُسِکُمْ کی بجائے اَنْفَسِکُمْ فا کی فتح کے ساتھ اسمِ تفضیل کے طور پر پڑھا۔ اور فرمایا کہ میں حسب و نسب میں تم سب سے زیادہ پاکیزہ ہوں۔ میرے آباء و اجداد میں حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر حضرت عبداللہ تک کسی نے بدکاری کا ارتکاب نہیں کیا۔

اِس روایت کو ابن مردویہ نے بھی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل فرمایا ہے۔

اِس کے متعلق حکیم الامت حضرت علامہ مفتی احمد یار خاں نعیمی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ مِنْ اَنْفُسِکُمْ میں دو قراتیں ہیں۔ ایک تو فَ کا زبر اور دوسرے فُ کا پیش۔ اگر زبر پڑھا جائے تو معنیٰ ہونگے کہ "تم میں سے نفیس ترین اور بہترین جماعت

میں آئے۔" اور واقعہ ہے کہ تمام دُنیا میں عرب افضل، عرب میں قریش بہتر اور قریش میں بنی ہاشم بہتر اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم بنی ہاشم میں پیدا ہوئے۔
(شانِ حبیب الرحمٰن ص ۴۲)

نیز تمام دُنیا کے شہروں میں مکہ معظمہ اعلیٰ شہر، جو حضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی ولادت گاہ ہے۔ اسی طرح تمام نسبوں میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم کا نسب پاک اعلیٰ نسب۔

چنانچہ حضرت خواجہ قدسی رحمۃ اللہ علیہ نے اسکی کیا ہی خوب تشریح فرمائی ہے:۔

نسبتے نیست بذات تو بنی آدم را — برتر از عالم و آدم تو چہ عالی نسبی

ترجمہ:۔ بنی آدم کو آپ کی ذاتِ اقدس واطہر سے کوئی نسبت نہیں ہے۔ سرکارِ والا! آپ تو عالم و آدم سے برتر و افضل اور عالی نسبی ہیں۔

پھر آگے ارشاد فرماتے ہیں:۔

نسبتے خود بہ سگت کردم و بس منفعلم — زاں کہ نسبت بسگِ کوئے تو شد بے ادبی

ترجمہ:۔ سرکار! میں نے آپکے سگِ در کی طرف اپنی نسبت کی اور سخت نادم ہوں۔ اسلئے کہ آپ کے سگِ در کی طرف نسبت کرنا بھی بے ادبی ہے۔

حدیث شریف میں ہے:۔ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعثت من خیر قرون بنی آدم قرنًا فقرنًا حتیٰ کنت من القرن الذی کنت منہ رواہ البخاری۔
(مشکوٰۃ شریف باب فضائل سید المرسلین حدیث اول صحیح بخاری جلد دوم کتاب الانبیاء)

ترجمہ:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے: "مجھے نوعِ انسانی کے بہترین زمانہ میں مبعوث فرمایا گیا۔ زمانے پر زمانے گزرتے رہے، یہاں تک کہ مجھے اِس زمانے میں رکھا گیا جس میں موجود ہوں۔"
(صحیح بخاری جلد دوم ص ۲۴۲)

اِس حدیث کی شرح میں حکیم الامت حضرت علامہ مفتی احمد یار خاں نعیمی علیہ الرحمۃ نے لکھا ہے کہ "سرکار فرماتے ہیں کہ آدم علیہ السلام سے لیکر حضرت عبداللہ تک میرا نور جس قبیلہ و خاندان میں رہا وہ ہمیشہ دُنیا بھر میں تمام خاندانوں سے بہتر تھا۔ اس میں اچھی خصلتیں، شرافت و نجابت تھی اور جن کی پیٹھوں یا پیٹوں میں یہ نور رہا، وہ زنا اور کفر و شرک سے محفوظ رہے۔ از آدم علیہ السلام تا عبداللہ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی دادا، دادی کافر نہ ہوئے۔ سب موحد مومن رہے۔ حتیٰ کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے والدین مومن تھے۔ خود جنابِ خلیل نے فرمایا۔ ربّ اغفر لی ولوالدیّ وللمؤمنین یوم یقوم الحساب۔ یہاں وَالِدَیَّ سے مراد آپ کے باپ تارخ اور والدہ مثلی بنت نمر ہیں اور واغفر لابی انہ کان من الضالین میں اب سے مراد چچا آزر ہے۔ والد اور اب کا فرق خیال میں رہے۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح جلد ۸ ص ۲)

چنانچہ مصنفِ قصیدہ ہمزیہ فرماتے ہیں:۔

لم تزل فی ضمائر الکون تختارُ لک الامھات والآباءُ

ترجمہ: کائنات کے جگر میں سے برابر آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لئے بہترین مائیں اور بہترین باپ اختیار کئے جاتے رہے۔

(سیرتِ حلبیہ اُردو باب دوم جلد ۱ قسط ۱ ص ۴۹)

ایک اور جگہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم نے فرمایا۔

"اللہ تعالیٰ نے جب مجھے پیدا کیا تو مجھے اپنی بہترین مخلوق میں سے بنایا، پھر جب اللہ تعالیٰ نے قبیلوں کو پیدا کیا تو مجھے ان میں سے بنایا جو قبیلے کے اعتبار سے بہترین ہیں۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے افراد کو پیدا کیا تو مجھے ان میں سے بہترین افراد میں سے بنایا۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے گھرانوں کو پیدا فرمایا تو مجھے ان میں سے بہترین گھرانے میں پیدا فرمایا۔ پس میں لوگوں میں گھرانے کے لحاظ سے بھی بہتر ہوں اور نسب کے لحاظ سے بھی

بہترین ہوں۔" (سیرتِ حلبیہ اُردو باب اول جلد ۱ قسط ۱ ص ۹۱)

حضرت واثلہ ابن اسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم نے کہ "اللہ تعالیٰ نے بنی آدم میں سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو انتخاب فرمایا اور انھیں اپنا دوست (خلیل) بنایا پھر حضرت ابراہیم کی اولاد میں سے حضرت اسماعیل کو انتخاب فرمایا، پھر حضرت اسماعیل کی اولاد میں نزار کو انتخاب فرمایا، پھر نزار کی اولاد میں مُضر کو انتخاب فرمایا، پھر مُضر کی اولاد میں بنی کنانہ کو انتخاب فرمایا، پھر بنی کنانہ میں قریش کو منتخب فرمایا، پھر قریش میں بنی ہاشم کو انتخاب فرمایا، پھر بنی ہاشم میں بنی عبدالمطلب کو انتخاب فرمایا اور پھر بنی عبدالمطلب میں سے مجھے انتخاب فرمایا۔" واللہ اعلم۔ (سیرتِ حلبیہ اُردو باب اول جلد اول قسط اول ص ۸۳)

نیز قریش و حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب کے فضائل میں حضرت جعفر بن محمد اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

"میرے پاس جبرئیل علیہ السلام آئے اور انھوں نے مجھ سے کہا، اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ تعالیٰ نے مجھے بھیجا۔ میں دنیا کے مشرق و مغرب اور میدانوں اور پہاڑوں میں گھوما مگر مجھے مُضر کے سوا خاندانوں میں کوئی چیز خیر اور بہتر نہیں ملی، پھر اللہ تعالیٰ کے حکم پر میں بنی مضر میں گھوما مگر مجھے کنانہ کے سوا کوئی بہترین انسان نہیں ملا، پھر اللہ کے حکم پر میں بنی کنانہ میں پھرا مگر مجھے قریش سے بہتر کوئی آدمی نہیں ملے، پھر اللہ تعالیٰ کے حکم پر میں قبیلۂ قریش میں گھوما مگر مجھے بنی ہاشم سے بہتر لوگ کوئی نہیں ملے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا کہ میں بنی ہاشم میں سے بہترین آدمی کا انتخاب کروں تو مجھے آپ سے بہتر کوئی انسان نہیں ملا۔" (سیرتِ حلبیہ اُردو باب اول جلد ۱ قسط ۱ ص ۸۳)

ایک اور جگہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، جس کی سند کو وہ مرفوع فرماتے ہیں اور حافظ عراقی علیہ الرحمۃ نے اس سند کی تحسین فرمائی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا فرمایا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام

کو اس دُنیا میں بھیجا۔ اُنھوں نے انسانوں کی دو قسمیں کیں، ان میں سے ایک قسم عرب ہے اور ایک قسم عجم ہے۔ (ان دونوں قسموں میں) اللہ تعالیٰ نے قسمِ عرب کو پسند فرمایا۔ پھر عربوں کی دو قسمیں کیں، ان میں سے ایک قسم یمن تھی اور ایک قسم مُضر تھی۔ (ان دونوں اقسام میں) اللہ تعالیٰ نے قسمِ مُضر کو پسند فرمایا۔ پھر حضرت جبریل نے) بنی مُضر کی دو قسمیں کیں، ان میں سے ایک قسم قریش تھی اور اللہ تعالیٰ نے قریش کو پسند فرمایا، پھر اُن میں (یعنی قریش میں) جو بہترین اور پسندیدہ تھے ان میں سے اللہ تعالیٰ نے مجھے پیدا فرمایا۔" (ایضاً ص۸۹)

حدیثِ مرفوع اُس حدیث کو کہتے ہیں جسکے راویوں کا سلسلہ براہِ راست رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچا ہو اور جس کی سند خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر جاکر ختم ہوتی ہو۔

نیز حضرت قاضی ابو الفضل عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے "کتاب الشفاء" میں حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو دو حصّوں میں تقسیم فرمایا اور مجھے ان میں سے بنایا جو اپنی قسم کے اعتبار سے بہترین تھے اور وہ اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے:۔

اصحٰب الیمین واصحاب الشمال

ترجمہ:۔ اصحابِ یمین یعنی دائیں والے اور اصحابِ شمال یعنی بائیں والے۔

پس میں اصحابِ یمین میں سے ہوں۔ اور میں اصحابِ یمین میں بھی بہتر ہوں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اِن قسموں کی تین قسمیں بنائیں اور مجھے ان تینوں میں بہترین بنایا۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے:۔

فاصحٰب المیمنۃ ما اصحٰب المیمنۃ ٥ واصحٰب المشئمۃ ما اصحٰب المشئمۃ ٥ والسّٰبقون السّٰبقون ٥ اولٰئک المقربون ٥

(سورۂ واقعہ آیت ۸ تا ۱۱)

ترجمہ:۔ تو داہنی طرف والے، کیسے داہنی طرف والے اور بائیں طرف والے، کیسے

بائیں طرف والے اور جو سبقت لے گئے وہ تو سبقت ہی لے گئے۔ (کنز الایمان)

پس میں سابقین (سبقت لے جانے والوں) میں بہترین ہوں، پھر اللہ تعالیٰ نے ان تینوں قسموں کو قبیلوں میں تقسیم کیا اور مجھے ان میں بہترین قبیلے میں سے بنایا اور وہ اللہ تعالیٰ کا قول یہ ہے:۔

وجعلنٰکم شعوبًا وّقبآئل لتعارفوا ط (سورۂ حجرات آیت ۱۳)

ترجمہ:۔ اور تمہیں شاخیں اور قبیلے کیا کہ آپس میں پہچان رکھو۔ (کنز الایمان)

پس میں اولادِ آدم میں سب سے بہترین اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ کریم و شریف ہوں اور یہ غرور نہیں ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے قبیلوں کو گھرانوں میں تقسیم کیا اور مجھے ان میں سے بنایا جو گھرانے کے اعتبار سے سب سے بہترین ہیں اور یہ غرور نہیں ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے:۔

انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت الآیۃ

(سورۂ احزاب آیت ۳۳)

ترجمہ:۔ اللہ تو یہی چاہتا ہے اے نبی کے گھر والو کہ تم سے ہر ناپاکی دور فرما دے اور تمہیں پاک کر کے خوب ستھرا کر دے۔ (کنز الایمان)

یہاں تک شفاء کا کلام ہے جو قابلِ غور ہے۔

(سیرتِ حلبیہ اُردو باب اول جلد ۱ قسط ۱ ص۹)

چنانچہ مصنفِ قصیدہ ہمزیہ نے اِس کی کیا ہی خوب تشریح کی ہے:۔

وَبَدَا لِلْوُجُوْدِ مِنْكَ كَرِيْمٌ مِنْ كَرِيْمٍ اٰبَاؤُهٗ كُرَمَاءُ

ترجمہ:۔ اس عالم کے لیے تجھ سے (یعنی اللہ جل شانہٗ سے) ایک کریم نبی ظاہر ہوا۔ یہ کریم پیغمبر ایک معزز گھرانے کا فرد ہے۔

نَسَبٌ تَحْسَبُ الْعُلَا بِحُلَاهُ قَلَّدَتْهَا نُجُوْمَهَا الْجَوْزَاءُ

ترجمہ:۔ یہ ایک ایسے بڑے خاندان سے تعلق رکھتے ہیں کہ جس سے بڑھ کر معزز کوئی دوسرا خاندان نہیں۔ تمام خاندانوں کے سلسلے میں انکے خانوادے کا نام ایسا

ہے جیسا کہ ستاروں کی لمبی لڑی میں جوزا ستارہ۔

حَبَّذَا عِقْدُ سُوْدَدٍ وَفَخَارٍ   اَنْتَ فِيْهِ الْيَتِيْمَةُ الْعَصْمَاءُ

ترجمہ:۔ کتنا اچھا ہے سرداری اور فخر کا ہار۔ اور آپ لئے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس ہار میں ایک منفرد اور یکتا موتی کی حیثیت سے ہیں۔ (سیرتِ حلبیہ ایضاً)

علامہ ماوردی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب "اعلام النبوۃ" میں لکھا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب کا حال معلوم ہوتا ہے اور آپ کی ولادت کی پاکیزگی کا حال معلوم ہوتا ہے تو اندازہ ہوتا ہے کہ آپ شریف اور عالی مرتبت آباؤ اجداد کے نطفوں سے نکلے ہیں جن میں کوئی بھی نیچے درجے کا نہیں تھا۔ ان میں سے ہر ایک سردار اور رہنما تھا۔ نسب کا شرف اور ولادت کی پاکیزگی نبوت کی شرائط میں سے ہے۔

(سیرتِ حلبیہ اُردو باب اوّل جلد اول قسط ١ صفحہ ٩٢)

چنانچہ سرکار کے چچا ابو طالب نے اس کے متعلق جو قصیدہ کہا ہے اسکے چند اشعار ملاحظہ ہوں:۔

اِذَا اجْتَمَعَتْ يَوْمًا قُرَيْشٌ لِمَفْخَرٍ   فَعَبْدُ مُنَافٍ سِرُّهَا وَصَمِيْمُهَا

ترجمہ:۔ جب قریش کسی دن فخر کرنے کیلئے جمع ہوں تو سمجھ لو کہ اُن میں سے عبد مناف سب سے زیادہ شریف اور معزز ہیں۔

وَاِنْ حُصِّلَتْ اَنْسَابُ عَبْدِ مَنَافِهَا   فَفِيْ هَاشِمٍ اَشْرَافُهَا وَقَدِيْمُهَا

ترجمہ:۔ اور اگر عبد مناف کی اولاد کے نسب کا ذکر ہو تو سمجھ لو کہ ان میں شرافت اور بزرگی ہاشم میں ہے۔

وَاِنْ فَخَرَتْ يَوْمًا فَاِنَّ مُحَمَّدًا   هُوَ الْمُصْطَفٰى مِنْ سِرِّهَا وَكَرِيْمِهَا

ترجمہ:۔ اور اگر کسی دن ان میں فخر ہو تو سمجھ لو کہ حضرت محمد مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) ان میں سب سے منتخب کریم اور شریف ہیں۔

(سیرتِ حلبیہ اُردو باب اول جلد ١ قسط ١ صفحہ ٩٢)

الغرض ماننا پڑے گا کہ سرکار کے جملہ آباء کرام اور مائیں پاک اور طیب وطاہر

عالی مرتبت وعالی نسبی شریف ومنتخب کریم اونچے خاندان والے اور بہترین مخلوق میں سے ہیں جس پر بے شمار احادیثِ کریمہ اور قرآنی آیات دلالت کرتی ہیں۔

بعض محققین کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم اپنے جدّات یعنی دادیوں پر فخر کیا کرتے تھے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی اُس نعمت کے شکر کے طور پر جس سے آپ کا مقصد دوسری عورتوں کے مقابلے میں اُن کی پاکیزگی اور فضیلت کا اظہار کرنا ہوتا تھا۔ آپ فرمایا کرتے:۔ "میں عواتک اور فواطم کی اولاد ہوں"

(سیرتِ حلبیہ اُردو باب دوم جلد اوّل قسط ٢ صفحہ ١۴٢ مطبوعہ دیوبند)

عواتک عاتکہ کی جمع ہے اور فواطم فاطمہ کی جمع ہے۔

ایک روایت میں آیا ہے کہ فرمایا نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم نے کہ میں بنی سلیم کی عاتکاؤں کا بیٹا ہوں۔ اور عیون الاثر میں ہے کہ "عاتکہ کے معنیٰ خوشبو سے معطر یا پاک کے ہیں" (سیرتِ حلبیہ اُردو ایضاً)

یہاں پر ایک اہم بات عرض کر دینا مناسب سمجھتا ہوں کہ گذشتہ اُن تمام احادیث سے جن میں سرکار کی نسبی شرافت وعظمت کا ذکر کیا گیا ہے، کوئی یہ مطلب نہ لے کہ یہ ساری باتیں سرکار نے معاذ اللہ تعالیٰ فخریہ کہی ہوں یا اپنی شرافت کا اظہار فرمانے کے لئے کہی ہوں۔ بلکہ اس فرمان کا مقصد حقیقت میں اللہ تعالیٰ کی اُن نعمتوں کا اظہار ہے جو اللہ رب العزت کی جانب سے آپ کو عنایت ہوئیں۔

چنانچہ حضرت امام حلیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

اس میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کا مقصود فخر وبڑائی کرنا نہیں ہے بلکہ اس کے ذریعہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اُن کے مقام اور مراتب کا اقرار فرمایا ہے۔ اسی وجہ سے بعض روایات میں یہ الفاظ آتے ہیں کہ "یہ کوئی فخر کے لئے بیان نہیں کیا جا رہا ہے" بلکہ یہ بیان ہے اُس بات کا جس کا اعتقاد رکھنا ضروری ہے چاہے اُس سے فخر لازم آتا ہو (کیونکہ اصلاً یہ فخر نہیں ہے) حقیقت میں یہ اللہ تعالیٰ کی اُس نعمت کی طرف اشارہ ہے جو آپ کو حاصل ہوئی اور یہ اُس نعمت

کا اقرار و اظہار ہے چاہے اُس سے فخر لازم آتا ہو۔

(سیرت حلبیہ اردو باب اول جلد ۱ قسط ۱ ص ۹۴)

حضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے خاندان میں اگرچہ بعض لوگ کافر تھے جیسے ابولہب وغیرہ مگر تھے اونچے خاندان والے قریشی ہاشمی کہ اُن کی دنیا میں بڑی عزت تھی اور دوسرے احتمالات کی بنا پر خیر کے معنیٰ ہیں مومن متقی پرہیزگار کہ حضورِ انور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کے والدین، دادا، نانا سب کے سب مومن موحد پرہیزگار تھے۔ کفر، زنا اور بُری حرکتوں سے محفوظ تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دُعا کی:۔ ومن ذریتنا امۃ مسلمۃ لک ؁ اور پھر فرمایا:۔ ربنا وابعث فیھم رسولا منھم۔ یعنی خدایا میری اولاد میں ایک جماعت مومن رہے۔ میرے الٰہی اس مومن جماعت میں آخری رسول بھیج۔ کیسے ہوسکتا ہے کہ حضور تو نور ہوں، حضور کی نسل پاک، آباء و اجداد نار والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے حضور کا نور، نورانی لوگوں میں رکھا۔ (اشعۃ اللمعات۔ مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح جلد ۸ ص ۳)

چنانچہ اعلیٰحضرت فاضل بریلوی قدس سرہٗ فرماتے ہیں ؎

تیری نسلِ پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا ۔۔۔ تُو ہے عینِ نور، تیرا سب گھرانا نور کا

غرض کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کے سارے آباء و اجداد میں از آدم تا حضرت عبداللہ کوئی بھی کافر، مشرک اور بُت پرست نہیں گذرا۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے والد آذر نہیں بلکہ تارخ ہیں۔ اور قرآن مجید میں اللہ جل شانہٗ نے ان کو حضرت ابراہیم کے والد فرمایا یعنی چچا۔ اسی طرح حدیث پاک میں آیا ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا، یارسول اللہ! میرا باپ کہاں ہے؟ سرکار نے فرمایا۔ دوزخ میں۔ [...] کا یہ جواب سُن کر وہ شخص پیٹھ پھیر کر واپس ہوا، تو سرکار نے اُسے واپس بلوایا اور فرمایا۔ اِنَّ اَبِیْ وَاَبَاکَ فِی النَّارِ۔ یعنی تیرا باپ اور میرا باپ دونوں جہنم میں ہے۔ ([...] مسلم شریف جلد اوّل کتاب الایمان باب ۷۶ حدیث ۴۰۸)

یہاں بھی اَبِیْ سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابوطالب ہیں۔

چنانچہ حضرت علامہ مولانا شہاب الدین خفاجی شافعی مصری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔
اِنَّ اَبِیْ وَاَبَاکَ فِی النَّارِ اراد بابیہ عمہ ابی طالب لان ایوب تسمی العم ابا۔ (نسیم الریاض شرح الشفاء)

ترجمہ:۔ سرکار نے جو فرمایا کہ میرا باپ اور تیرا باپ دوزخ میں ہے، یہاں باپ سے آپ کی مراد چچا ابوطالب ہے۔ کیونکہ عرب میں چچا کو باپ کہتے ہیں۔

جیسا کہ یہاں ہمارے ہندوستان میں بھی اکثر جگہ اپنے باپ کے بڑے بھائی کو چچا یا بڑے چچا کہنے کی بجائے بڑے باپ یا بڑے ابا ہی کہتے ہیں۔

صدر الافاضل حضرت علامہ مولانا نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔
"قاموس" میں ہے کہ آزر حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے چچا کا نام ہے۔ اور حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے "مسالک الحنفاء" میں بھی ایسا ہی لکھا ہے۔ چچا کو باپ کہنا تمام ممالک میں معمول ہے بالخصوص عرب میں۔ قرآن کریم میں بھی ہے۔ نَعْبُدُ اِلٰھَکَ وَاِلٰہَ اٰبَائِکَ اِبْرٰھِیْمَ وَاِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ اِلٰھًا وَّاحِدًا۔ اس میں حضرت اسمٰعیل کو حضرت یعقوب کے آباء میں ذکر کیا گیا ہے باوجودیکہ آپ عم (یعنی چچا) ہیں۔ حدیث شریف میں بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس کو اَب (باپ) فرمایا۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:۔ رُدُّوْا عَلَیَّ اَبِیْ۔ یہاں ابی سے سیدنا حضرت عباس مراد ہیں۔

(مفردات۔ راغب وکبیر وغیرہ بحوالہ تفسیر خزائن العرفان)

نیز قرآن کریم کی آیت رَبَّنَا اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ الآیۃ۔ کی تفسیر میں حضرت علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:۔ ھٰذہ الآیۃ تدل علی ان والدیہ علیہ السلام کانا مسلمین وانما کان آزر عمالہ وکان اسم ابی ابراھیم تارخ ولاجل دفع توھم آزر قال والدی یعنی من ولدا فی حقیقۃ ولم یقل ابوی فان الاب یطلق علی العم مجازا۔

(تفسیر مظہری)

ترجمہ:۔ یہ آیت دلالت کرتی ہے کہ آپ کے والدین علیہما السلام مسلمان تھے۔

اور آزر آپ کا چچا تھا اور حضرت ابراہیم کے والد کا نام تارخ تھا۔ اَبْ کا لفظ عموماً چچا پر بھی بولا جاتا ہے۔ لیکن والد کا لفظ حقیقی باپ کے لیے مخصوص ہے۔ اسلئے یہاں ابویّ کا لفظ ذکر نہیں کیا گیا ہے بلکہ والدیّ کا لفظ ذکر کیا گیا تاکہ معلوم ہو جائے کہ یہاں حقیقی والدین مراد ہیں اور مجازی باپ (چچا) مقصود نہیں۔

تو معلوم ہوا کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے والد کا نام تارخ ہے اور آپ کے والدین مسلمان مومن تھے۔ اسکے علاوہ ایک اور حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ سرکار کے آباء کرام میں ہر باپ و جدّ اپنے زمانے کے افضل ترین لوگوں میں سے ہوا کرتا تھا۔ جس کا تفصیلاً ذکر گذشتہ صفحات میں آپ ملاحظہ کر چکے ہیں۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اکثر تیرہ قریش کے کچھ لوگ (بعض بد باطن منافقین) میری پھوپھی صاحبہ حضرت سیدہ صفیہ بنت عبدالمطلب (رضی اللہ عنہا) کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انھوں نے اپنے حسب و نسب پر تفاخر کیا ——— اس پر حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے ان کی تردید کرتے ہوئے کہا کہ تمہارا نسب تمام لوگوں سے اعلیٰ کیسے ہو سکتا ہے؟ جب کہ ہم میں اللہ تعالیٰ کے رسول موجود ہیں۔ یعنی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کا نسب پاک سب سے اعلیٰ نسب ہو سکتا ہے، نہ کہ تم لوگوں کا۔ اس بات پر وہ سب لوگ طیش میں آگئے اور کہنے لگے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کا نسب تو ایسا ہے جیسے کوئی کھجور کا پودا کسی کوڑے کرکٹ سے اُگ آتے ——— (معاذ اللہ)

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے یہ تمام واقعہ حضور سید الطاہرین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم سے عرض کیا۔ یہ سنکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سخت ناراض ہوئے اور حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ "تمام لوگوں کو جمع کرو"۔ اسکے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم منبرِ اقدس پر کھڑے ہوتے اور لوگوں سے مخاطب ہو کر پوچھا۔ اے لوگو! میں کون ہوں؟

انھوں نے عرض کیا۔ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔

سرکار نے ارشاد فرمایا۔ میرا نسب بیان کرو۔

اُنہوں نے نسب بیان کرتے ہوئے کہا۔ آپ حضرت عبداللہ کے بیٹے اور حضرت عبدالمطلب کے پوتے ہیں۔

اِس پر آپ نے فرمایا۔ اُس قوم کا کیا حال ہوگا جو میرے نسب کو کم تصور کرتی ہے۔ انھیں جاننا چاہیئے کہ میں نسب کے لحاظ سے اُن سب سے افضل ہوں۔

(مسند بزار)

ترمذی شریف کی روایت اِس طرح ہے:۔

حضرت عبداللہ ابن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عباس بن عبدالمطلب فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا:۔ یا رسول اللہ! قریش نے ایک مجلس میں اپنے حسب و نسب کا ذکر کرتے ہوئے آپ کی مثال کھجور کے اُس درخت سے دی جو کسی ٹیلہ پر ہو۔ الخ

(جامع ترمذی شریف جلد دوم ص۶۶۶ باب ماجاء فی فضل النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

نیز حضرت مطلب بن ابی وداعہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے۔ گویا انہوں نے کوئی بات سنی تھی (منافقین کا طعن)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم منبر پر کھڑے ہوئے اور فرمایا:۔ میں کون ہوں؟ صحابہ کرام نے عرض کیا۔ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ آپ پر سلام ہو۔ آپ نے فرمایا:۔ "میں محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا فرمایا تو مجھے اُن میں سے بہترین رکھا۔ پھر اُن کے دو گروہ بنائے تو مجھے اچھے گروہ میں رکھا۔ پھر قبائل بنائے تو مجھے بہترین قبیلہ میں رکھا۔ پھر اُنکے خاندان بنائے تو مجھے اُن میں سے اچھے خاندان میں رکھا۔ اور سب سے اچھی شخصیت بنایا۔" یہ حدیث حسن ہے۔

(جامع ترمذی جلد دوم ص۶۶۶۔ مشکوٰۃ باب فضائل سید المرسلین)

اِس حدیث کی شرح میں حکیم الامت حضرت علامہ مفتی احمد یار خاں نعیمی علیہ الرحمۃ نے لکھا ہے کہ بعض بد باطن منافقوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حسب و نسب

شریف پر کچھ طعنہ کیا تھا جیسے آج عیسائی کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جناب ہاجرہ کی نسل سے ہیں اور حضرت ہاجرہ بی بی سارہ یا حضرت ابراہیم کی لونڈی تھیں۔

حضرت عباس کو یہ طعن سن کر بہت صدمہ ہوا اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی شکایت کی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا جواب صرف حضرت عباس کو نہ بتایا بلکہ مجمع میں کھڑے ہو کر سب کو سنایا کہ مسلمان آئندہ ایسے اعتراضات کے جوابات دے سکیں۔ اپنے متعلق لوگوں سے سوال فرمایا کہ لوگ جواب دیں اور ان کے دل میں یہ بات اُتر جائے۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح جلد ۸ ص ۱۹)

مشکوٰۃ باب زیارت القبور میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم نے اپنی والدہ کی قبر کی زیارت کی تو بہت روئے اور اپنے ارد گرد والوں کو رولایا۔ پھر فرمایا کہ میں نے اپنے رب سے انکے لئے دعائے مغفرت کرنے کی اجازت مانگی تو مجھے اس کی اجازت نہ دی گئی اور انکی قبر شریف کی زیارت کی اجازت مانگی تو اس کی مجھے اجازت دے دی گئی۔

(رواہ مسلم، مشکوٰۃ باب زیارۃ القبور)

تشریح:۔ یہ زیارت قبور انور کا واقعہ صلح حدیبیہ میں ہوا۔ حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم کے ساتھ ایک ہزار صحابہ تھے (اُس وقت)۔

(مرقاۃ۔ مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح جلد ۲ ص ۵۲۳)

اِس حدیث کی وجہ سے بعض لوگوں نے کہا ہے کہ وہ معاذ اللہ مومنہ نہ تھیں مگر یہ قول صحیح نہیں۔ اسلئے کہ رونا تو والدہ کے فراق میں ہے۔ اس سے ان کا کفر ثابت نہیں ہوتا اور مغفرت کی دعا سے رب کا منع فرمانا وہ اسلئے ہے کہ دعائے مغفرت گنہگار کے لئے کی جاتی ہے اور وہ گنہگار نہیں ہیں۔ اسی لئے بچہ کی جنازے کی نماز میں اس کو دعا نہیں کرتے، گنہگار تو وہ ہو جس کے پاس نبی کے احکام پہنچیں اور وہ انکے خلاف کرے۔ حضرت عبداللہ اور حضرت آمنہ خاتون رضی اللہ عنہما نے حضور

علیہ السلام کی نبوت کا زمانہ نہیں پایا اور پہلے پیغمبروں کے دین بدل چکے تھے، ان کی تعلیم غائب ہو چکی تھی، اب وہ عمل کس پر کرتے؟ اس سے معلوم ہوا کہ وہ بے گناہ تھیں اور دُعا گنہگار کے لئے ہوتی ہے۔ اگر وہ معاذ اللہ کافرہ ہوتیں تو حضور علیہ السلام کو ان کی قبر کی زیارت کی اجازت بھی نہ ملتی۔ کیونکہ کفار کی قبروں کی زیارت کرنا بھی حرام ہے، قرآن فرماتا ہے:۔ لَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ۔ ترجمہ:۔ اے محبوب! ان کفار ومنافقین کی قبروں پر آپ کھڑے بھی نہ ہوں انہوں نے اللہ ورسول کا کفر کیا ہے۔ (سورۃ توبہ آیت ۸۴)

بہرحال یہ ماننا ہوگا کہ حضرت آمنہ وعبداللہ رضی اللہ عنہما مومن تھے کافر نہ تھے۔

ایک تحقیق یہ رہ گئی کہ آخر وہ کس دین پر تھیں، ہم پہلے عرض کر چکے ہیں کہ ان کی زندگی میں اسلام دُنیا میں نہ آیا تھا اور دوسرے انبیاء کے دین مٹ چکے تھے، انکو اصحاب فترت کہتے ہیں۔ ان کے لئے صرف توحید کا عقیدہ یعنی بت پرستی نہ کرنا اور اللہ کو ایک ماننا کافی تھا۔

حضرت آمنہ خاتون اور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہما بھی ان ہی میں سے تھے اور اسی پر ان کا انتقال ہوا۔ پھر حجۃ الوداع میں حضور علیہ السلام نے ان دونوں صاحبوں کو زندہ فرما کر ان کو مشرف باسلام کیا۔ لہٰذا اب وہ حضرات مسلمان ہیں اور اس کے متعلق علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے رسالے لکھے ہیں۔ نیز اعلیٰحضرت فاضل بریلوی قدس سرہٗ نے ایک کتاب "شمول الاسلام لاباء الکرام" لکھی۔

(شان حبیب الرحمٰن ص ۸۲، ۸۳)

امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے "المعجم الاوسط" میں اور حافظ ابوبکر خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے "السابق واللاحق" میں اور حافظ عمر بن عثمان علیہ الرحمۃ نے "الناسخ والمنسوخ" میں اور خاتم الحفاظ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے "مسالک الحنفاء لابوی المصطفٰے" میں نیز حضرت علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ نے "تفسیر روح البیان" میں اُم المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی یہ روایت

نقل فرمائی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب حجۃ الوداع سے واپس لوٹے تو آپ مجھے ساتھ لیکر "حجون قبرستان" میں تشریف لے گئے۔ اور کیفیت یہ تھی کہ آپ نہایت ہی پریشان اور غمگین تھے۔ آپ نے مجھے ٹھہرنے کا حکم دیا۔ میں اونٹ کے کجاوے کے ساتھ تکیہ لگا کر بیٹھ گئی۔ مشیتِ الٰہی کے مطابق آپ وہاں دیر تک ٹھہرے رہے۔ کافی دیر کے بعد آپ نہایت ہی خوش وخرم اور مسکراتے ہوئے وہاں سے تشریف لائے۔ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! پہلے آپ یہاں سے غمگین تشریف لے گئے تھے۔ آپ کے رونے کی وجہ سے میں بھی روتی رہی۔ مگر واپسی پر آپ نہایت ہی خوش نظر آرہے ہیں، اس خوشی کا سبب کیا ہے؟

سرکار نے ارشاد فرمایا:۔ "میں اپنی والدہ ماجدہ کی قبر انور کی زیارت کیلئے گیا تھا۔ اور میں نے باری تعالیٰ کے حضور عرض کیا کہ اے ربِ جلیل میری والدہ کو زندہ فرما۔ پس اللہ تعالیٰ نے انھیں میری خاطر زندہ فرما دیا اور وہ مجھ پر ایمان لائیں۔ پھر اس کے بعد دوبارہ انھیں برزخ کی طرف لوٹا دیا گیا"۔

(المعجم الاوسط۔ السابق واللاحق۔ الناسخ والمنسوخ۔ مختصر تذکرہ للشعرانی وتفسیر روح البیان وغیرہ)

نیز صاحب "روح البیان" حضرت علامہ اسماعیل حقی رحمتہ اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں کہ ایک دن حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم نے اپنے والدین کی قبروں پر بہت گریہ فرمایا۔ اس کے بعد آپ نے قبروں پر خشک درخت کھڑا کر دیا اور فرمایا:۔ "اگر یہ درخت سبز ہوگیا تو ان کے ایمان کی نشانی ہے اور اگر خشک رہا تو ان کے کفر کی علامت ہے"۔

خدا کی شان، وہ درخت سبز ہوگیا۔ وہ دونوں حضرات قبر سے باہر نکلے، یہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کی دعاءِ مبارک کا نتیجہ تھا۔ وہ زندہ ہوتے ہی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لاکر اپنی اپنی قبروں میں واپس چلے گئے۔

(تفسیر روح البیان مترجم جلد اول ص ۴۲)

مزید تفصیل کیلئے ہماری کتاب "وتقلبک فی الساجدین" کا مطالعہ کریں۔

حضرت سہل بن عبداللہ تستری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس رات اللہ تعالیٰ نے نورِ محمدی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کو) بطنِ آمنہ میں منتقل فرمایا وہ رجب کی لیلِ جمعہ تھی۔ اُس رات خازنِ جنان کو حکم ہوا کہ فردوسِ اعلیٰ کھول دے اور منادی زمین وآسمان میں ندا دے رہا تھا کہ وہ نورِ مخزون، جس سے نورِ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم ظاہر ہونے والا تھا، آج رات بطنِ آمنہ خاتون رضی اللہ عنہا میں قرار پا چکا ہے (الانوار المحمدیہ من المواہب اللدنیہ ص ۲۴۔ طیب الوردہ شرح قصیدہ بردہ شریف ص ۱۴۸)

حافظ ابونعیم رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی سند کیساتھ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کے اپنی والدہ ماجدہ کے شکمِ مبارک میں تشریف فرما ہونے کی کئی چیزوں نے دلالت کی۔ منجملہ ان کے قریش کے ہر جانور نے اُس رات کلام کیا اور کہا:۔ ربِ کعبہ کی قسم! نبیٔ آخر الزماں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم اپنی والدہ ماجدہ کے بطنِ مبارک میں تشریف لاچکے ہیں۔

(دلائل النبوۃ فصل ع ۳۳۔ جواہر البحار شریف جلد اول ص ۲۵۳)

اِس سے قبل حضرت سہل بن عبداللہ تستری رحمتہ اللہ علیہ کے بیان میں ایک اور بات ہمیں یہ معلوم ہوئی کہ جس ماہ نورِ محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم آپ کے والد حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب (رضی اللہ عنہ) کے جسمِ اطہر سے منتقل ہو کر آپ کی والدہ حضرت آمنہ بنت وہب (رضی اللہ عنہا) کے پاس آگیا تھا، وہ مہینہ رجب کا تھا۔ رجب سے ربیع الاول شریف تک کُل نو ماہ ہوتے ہیں کہ ماہِ ربیع الاول ہی میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کی ولادت ہوئی۔ یعنی کہ رجب[۱]، شعبان[۲]، رمضان[۳]، شوال[۴]، ذی قعدہ[۵]، ذی الحجہ[۶]، محرم[۷]، صفر[۸]۔ اور ربیع الاول[۹]۔ کل نو ماہ۔

کتاب "قصص الانبیاء" میں لکھا ہے کہ پھر وہ نور بارہویں تاریخ جمادی الآخر کی شبِ جمعہ میں حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صُلب سے حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے رحم میں آیا۔ (قصص الانبیاء ص ۲۹۶)

اس کے متعلق حضرت ابوزکریا یحییٰ بن عائذ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور پُرنور

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم اپنی والدہ ماجدہ کے شکم مبارک میں پورے ۹ نو ماہ تشریف فرما رہے۔ (ما ثبت بالسنۃ مترجم ص۹۲)

اس حساب سے بھی کل ۹ نو ماہ ہی ہوتے ہیں۔ وہ اس طرح کہ ۱۲ جمادی الآخر سے ۱۲ رجب تک ایک ماہ، پھر ۱۲ رجب سے ۱۲ شعبان تک دوسرا مہینہ، پھر ۱۲ شعبان سے ۱۲ رمضان تک تیسرا مہینہ، پھر ۱۲ رمضان سے ۱۲ شوال تک چوتھا مہینہ، پھر ۱۲ شوال سے ۱۲ ذیقعدہ تک پانچواں مہینہ، پھر ۱۲ ذی قعدہ سے ۱۲ ذی الحجہ تک چھٹا مہینہ، پھر ۱۲ ذی الحجہ سے ۱۲ محرم تک ساتواں مہینہ، پھر ۱۲ محرم سے ۱۲ صفر تک آٹھواں مہینہ اور پھر ۱۲ صفر سے ۱۲ ربیع الاول تک نواں مہینہ۔ اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کی ولادت بھی ۱۲ ربیع الاول ہی کے دن ہوئی۔ گویا کہ کل ۹ نو ماہ کا حمل۔

غرض کہ ان پورے ۹ نو ماہ میں مختلف جلیل القدر انبیاء کرام علیہم السلام نے خواب میں آپ کی والدہ حضرت آمنہ خاتون رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ظہورِ نورِ محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کی مسلسل بشارت دی۔

چنانچہ امام ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ اپنے رسالہ میں لکھتے ہیں کہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے پہلے مہینہ حضرتِ آدم کو خواب میں دیکھا۔ فرماتے ہیں کہ "اے آمنہ! تیرے پیٹ میں وہ شخص ہے جو تمام عالم سے زیادہ بزرگ ہے"۔ اسی طرح دوسرے مہینہ ادریس علیہ السلام اور تیسرے مہینہ نوح علیہ السلام اور چوتھے مہینہ ابراہیم علیہ السلام اور پانچویں مہینہ اسماعیل علیہ السلام اور چھٹے مہینہ موسیٰ علیہ السلام اور ساتویں مہینہ داؤد علیہ السلام اور آٹھویں مہینہ سلیمان علیہ السلام اور پھر نویں مہینہ عیسیٰ علیہ السلام کو خواب میں دیکھا کہ سبھوں نے انکی بشارت دی اور جناب احمدِ مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کی تعریف بیان کی۔ (الکلام الاوضح ص۹۳۔ بیان المیلاد النبوی از محدث ابن جوزی ص۲۴)

حافظ ابو نعیم نقل فرماتے ہیں کہ آپ کی والدہ ماجدہ کا بیان ہے کہ جب حمل کو کئی ماہ گذر گئے تو کسی نے مجھے خواب کی حالت میں پیر کی آہٹ سے اپنی جانب متوجہ کرتے ہوئے کہا:۔ اے آمنہ! تیرے شکم مبارک میں وہ نادرِ روزگار ہستی ہے جو دونوں جہانوں میں

رب سے بہتر ہے۔ جب وہ رونق آرائے گیتی ہو جائے تو اُس کا نام محمد رکھنا (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم) اور اس معاملے کا کسی سے ذکر نہ کرنا۔

(دلائل النبوۃ فصل ۱۳ ص۹۳ بحوالہ جواہر البحار شریف جلد اول ص۲۵۴)

اسی طرح حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ حافظ ابو نعیم نے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں کہ جب حمل کو چھ ماہ گذر چکے تو کسی آنے والے نے میرے خواب میں آکر مجھ سے کہا:۔ اے آمنہ! تمہارے پیٹ میں دو عالم کے بہترین سردار ہیں۔ جب اُن کی ولادت ہو تو تم اُن کا نام 'محمد' (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم) رکھنا۔ اور اپنا حال پوشیدہ رکھنا۔ (ما ثبت بالسنۃ)

یہاں نکتہ کی بات یہ ہے کہ بچہ پیدا ہونے پر اُس کا نام اُس کے ماں باپ رکھتے ہیں یا بھائی بہن اور دیگر اقربا، مگر ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کا نامِ مبارک تو خود رب تعالیٰ نے رکھا۔ سبحان اللہ! کیا شان و عظمت ہے اسمِ 'محمد' صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کی۔

غرض کہ جب ولادت کا وقت قریب آگیا تو اسی لمحہ ظہورِ نورِ محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم اور آپ کے اسمِ مبارک کی پیشین گوئیاں شروع ہو گئیں۔

ویسے آپ پچھلے صفحات میں یہ بات بخوبی ملاحظہ فرما چکے ہیں کہ پچھلوں میں نامِ 'احمد' مشہور تھا۔ اس لئے کہ آپ پہلے 'احمد' ہیں۔ بعد میں 'محمد' (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم) کہ آپ کا اپنے رب کی حمد و ثنا بجا لانا پہلے تھا۔ اسی لئے یہ نام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں بھی معروف و مستعمل تھا۔ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ یہی نام لے کر بارگاہِ رسالت میں صلوٰۃ و سلام عرض کرتے ہیں:۔

صَلَّى الْإِلٰهُ وَمَنْ يَحُفُّ بِعَرْشِهٖ   وَالطَّيِّبُوْنَ عَلَى الْمُبَارَكِ أَحْمَدِ

(دیوانِ حسان بن ثابت ص۵۸)

ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ، حاملینِ عرش اور تمام پاکیزہ لوگ اُس مبارک ہستی پر درود و سلام بھیجیں

Scanned with CamScanner

جن کا نامِ نامی اسمِ گرامی "احمد" ہے (تفسیر ضیاء القرآن جلد ۵ ص ۲۱۳)

اسم احمد و محمد کی پیشنگوئیوں میں سے چند ایک آپ بھی ملاحظہ فرمائیں:-

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سامول یہودی نے (جو بادشاہ تبع حمیری کے زمانے میں یہودیوں کا سب سے بڑا عالم تھا) طائف کے بادشاہ تبع حمیری سے مدینہ پر چڑھائی کے وقت کہا تھا کہ اے بادشاہ! یہ وہ شہر ہے جس کی طرف بنی اسرائیل سے نبیِ آخرالزماں (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ الہٖ وبارک وسلم) کی ہجرت ہوگی اور اُس نبی کی جائے ولادت مکہ مکرمہ ہے، اُس کا اسم گرامی "احمد" ہے۔

(مدارج النبوت جلد اول ص ۲۰۴ ۔ خصائص الکبریٰ جلد اول ص ۱۷)

اور معالم التنزیل میں لکھا ہے کہ تبع حمیری شاہِ یمن، جس نے خانہ کعبہ کو اوّل لباس پہنایا (سب سے پہلا غلاف چڑھایا) اور سمرقند بسایا، مدینہ شریف پر چڑھائی کی۔ مدینہ کے لوگ دن بھر اُس سے لڑتے اور شام کو اُس کے لشکر میں کھانا بھیجتے۔ بادشاہ اُن کی اس مروت سے متعجب ہوا۔ ایک دن کعب اور اسد دو عالِم (مدینہ کے دو علماء) اُس کے پاس گئے اور کہا کہ اے بادشاہ یہ شہر ایک بڑے پیغمبر کا ہے کہ مکہ میں پیدا ہوگا اور اِسی طرف ہجرت کرے گا۔ نام اُس کا "محمد" ہے۔ (الکلام الاوضح ص ۹)

ابن سعد اور ابونعیم نے عامر بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ عامر نے کہا: مجھے زید بن عمرو بن نفیل مکہ مکرمہ سے غارِ حرا کی جانب جاتے ہوئے ملے۔ اُس زمانے میں اُن کے اور اُن کی قوم کے درمیان اِس بات پر رنجش تھی کہ انہوں نے پوری قوم کے عقیدہ اور عمل کے خلاف طرزِ فکر اختیار کرلیا تھا۔ اُن کی اصنام پرستی سے بیزار ہوکر کنارہ کش ہوگئے تھے۔ اس ملاقات میں زید نے عامر سے کہا:- اے عامر! میں نے (اپنی) قوم کی مخالفت اور ملتِ ابراہیمی کی پیروی شروع کردی ہے، میں اُسکی عبادت کرتا ہوں جس کی وہ عبادت کرتے تھے اور میں اُس نبی کا منتظر ہوں جو حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد اور نسلِ عبدالمطلب سے ہونگے، جن کا نام "احمد" ہوگا۔ (خصائص الکبریٰ جلد اوّل ص ۱۵)

حافظ ابونعیم نے بطریق ابی سلمہ بن عبدالرحمٰن، حضرت سلمان فارسی سے نقل فرمایا ہے کہ

انھوں نے فرمایا کہ میں رامہرمز میں پیدا ہوا مجھے ہم عمر بچوں کے ساتھ بستی میں جانا ہوتا۔ اس بستی کے قریب ایک پہاڑ ہے جس میں ایک غار تھا۔ ایک روز میں تنہا اُس طرف چلا گیا۔ اتفاقاً اُس جگہ ایک دراز قد آدمی اُونی لباس اور بالوں سے بنی چپل پہنے دکھائی دیا۔ پھر اس نے مجھے اپنے پاس بلانے کے لئے اشارہ کیا۔ جب میں اس کے پاس گیا تو اُس نے کہا:- اے فرزند! تم عیسیٰ ابن مریم کو جانتے ہو؟ میں نے جواب دیا:- میں نہیں جانتا اور نہ میں نے یہ نام سُنا ہے۔ اُس نے کہا:- وہ اللہ کے رسول ہیں۔ اِس لئے جو شخص حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائے گا، اس کا مطلب یہ ہوگا کہ وہ اُن کو اللہ کی طرف سے پیغامبر سمجھتا ہے اور جو عنقریب رسول تشریف لانے والے ہیں، ان کا نام "احمد" ہے، اور جو اُن رسول پر ایمان لائے گا تو اللہ تعالیٰ اُسے دنیا کے غموں سے نجات دے کر آخرت کی راحتوں اور اُس کی نعمتوں سے سرفراز فرمائیگا۔ (خصائص الکبریٰ جلد اوّل ص ۵)

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں بوقتِ سحر ایک فارع نامی ٹیلہ پر موجود تھا کہ ناگاہ بہت تیز اور بلند ترین آواز میرے کان میں پڑی۔ غور کیا کہ آواز کدھر سے آتی ہے؟ تو ایک یہودی مدینہ کے بلند ٹیلوں میں سے ایک ٹیلہ پر کھڑا تھا اور اُسکے ہاتھ میں آگ کا شعلہ تھا۔ سب لوگ دوڑ کر اس کے پاس جمع ہوگئے۔ اور پوچھنے لگے کہ تجھے کس مصیبت نے آلیا۔ کیوں چلا رہا ہے؟ وہ بولا:- یہ ستارہ احمدِ مجتبیٰ علیہ التحیۃ والثنا والا ہے جو طلوع ہوچکا ہے۔ یہ ستارہ ظہورِ نبوّت کے وقت طلوع ہوتا ہے اور اب انبیاء کرام علیہم السلام سے صرف محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ الہٖ وبارک وسلم ہی تشریف لانے والے ہیں۔ (الوفاء ص ۱۱۸)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد مالک بن سنان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے، جو شہدائے اُحد میں سے ہیں، روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا کہ میں ایک دن بنی عبدالاشہل کے پاس بات چیت کی غرض سے آیا۔ اُن دنوں ہم نے یہودیوں سے صلح کر رکھی تھی۔ وہاں میں نے یوشع یہودی کو یہ کہتے سُنا کہ اب اُس نبی کے ظہور کا زمانہ نزدیک آگیا ہے، جس کا نام "احمد" ہے۔ (خصائص الکبریٰ جلد اوّل ص ۸)

مدارج النبوۃ جلد اول صـ۲۰۲)

پھر آگے بیان کرتے ہیں کہ پھر میں وہاں سے چلدیا اور بنی قریظہ کے یہاں آیا وہ سب بھی حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم ہی کا تذکرہ کر رہے تھے، چنانچہ زبیر بن باطا (جو یہود کے رؤسا میں سے تھا، جس کے متعلق حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم نے فرمایا تھا کہ اگر زبیر اور اس کے ساتھی یعنی رؤسائے یہود اسلام لے آتے تو سارے یہودی مسلمان ہو جاتے کیونکہ وہ سب اُس کے تابع تھے) نے کہا:- بلاشبہ وہ سُرخ ستارہ طلوع ہو چکا ہے جو کسی نبی کے ظہور کے بغیر کبھی طلوع نہیں ہوتا۔ اور کہا کہ اب کوئی نبی آنیوالا نہیں ہے بجز 'احمد' (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم) کے۔ اور یہ شہر یعنی یثرب (مدینہ) اُن کی ہجرت کا مقام ہے۔ (مدارج النبوۃ جلد اول صـ۲۰۲ خصائص الکبریٰ جلد اوّل صـ۲۰)

بیہقی اور ابونعیم نے حضرت حسّان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ انھوں نے فرمایا:- میں سات یا آٹھ سال کی عمر کا ایک ہوش وگوش والا سمجھدار بچہ تھا، میں نے سُنا کہ یثرب کا ایک یہودی صبح کے وقت اپنے قلعہ کی چھت پر کھڑا ہوا پکار کر کہہ رہا تھا کہ اے گروہِ یہود! دیکھو۔ یہ سُن کر آس پاس کے سارے یہودی جمع ہو گئے۔ میں سُن رہا تھا، اُن لوگوں نے اُس سے کہا:- تیری خرابی ہو، کیوں شور مچاتا ہے؟ یہودی نے چھت پر سے کہا:- 'احمد' کا ستارہ طلوع ہو گیا ہے، جس کو آج رات میں کسی وقت پیدا ہونا ہے۔ (خصائص الکبریٰ جلد اول صـ۱۱)

ابن سعد نے ابن عباس سے اور ابونعیم نے سعد بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ بنو قریظہ اور بنو نضیر کے یہودی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کا ذکر، آپ کے علامتی نشانات کے ساتھ کیا کرتے تھے۔ پھر جب سُرخ ستارہ طلوع ہوا تو انھوں نے خبر دی کہ وہ نبی پیدا ہو گیا ہے اور اُس کے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ اُس کا نام 'احمد' ہے۔ اور وہ ہجرت کر کے یثرب (مدینہ) میں آئے گا۔ (طبقات ابن سعد اُردو جلد اوّل صـ۲۱۱ خصائص الکبریٰ جلد اوّل صـ۲)

اسی طرح ایک اور جگہ حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے بیان فرمایا کہ میں ملکِ شام میں بصرہ کے بازار میں موجود تھا کہ اچانک ایک صومعہ (عبادت خانہ) سے کسی راہب کی آواز سنی۔ وہ کہہ رہا تھا کہ اُن تاجروں سے دریافت کرو کیا تم میں کوئی اہلِ حرم یعنی مکہ کا باشندہ ہے؟ طلحہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے کہا:- ہاں! میں وہاں کا باشندہ ہوں۔ اُس نے کہا:- کیا مکّہ میں 'احمد' (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم) مبعوث ہوئے ہیں؟ میں نے کہا:- کون 'احمد'؟ اُس نے کہا:- وہ عبد المطلب کے پوتے ہیں۔ یہی دن ہیں کہ وہ اُن میں مبعوث ہوئے ہونگے۔ . . . . . . الخ

(مدارج النبوۃ جلد اول صـ۲۰۶ - الوفاو صـ۲)

ہشام بن عروہ اپنے باپ سے بروایت حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتے ہیں کہ مکّہ مکرمہ میں ایک یہودی بغرضِ تجارت مقیم تھا۔ جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کی وِلادت کی رات آئی تو وہ یہودی قریش کی مجلس میں آکر بیٹھا۔ اور اُس نے پوچھا:- آج کی رات کوئی بچہ تم میں پیدا ہوا ہے؟ قریش نے کہا:- ہمیں معلوم نہیں۔ اُس نے کہا:- نہیں، اے قریشیو! تلاش وجستجو کرو۔ جیسا کہ میں کہتا ہوں، یقیناً آج کی رات وہ پیدا ہوا ہے۔ وہ اِس اُمّت کا نبی ہے۔ اُس کا نام 'احمد' ہے اور اس کے دونوں شانوں کے درمیان ایک نشان (مہرِ نبوت) ہے جس میں بال ہیں۔ تو قریش اپنی مجلس سے اٹھ کھڑے ہوئے اور اُس یہودی کی بات پر حیرت وتعجب کرنے لگے۔ جب وہ اپنے اپنے گھروں میں آئے تو اپنے گھر والوں سے سُنا کہ حضرت عبد اللہ بن عبد المطلب (رضی اللہ عنہ) کے گھر اُن کا فرزند پیدا ہوا ہے۔ جس کا نام 'محمد' رکھا گیا ہے۔ (مدارج النبوۃ جلد اول صـ۲۰۵)

اور یہ وہ مقدس وبابرکت رات ہے، جو شبِ قدر سے بھی زیادہ افضل ہے۔ چنانچہ حضرت امام شیخ احمد شہاب الدین قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "مواہب اللدنیہ" میں اور حضرت شاہ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے "ماثبت بالسنّۃ" میں لکھا ہے کہ—

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کی شب ولادت (شبِ میلاد)

یقیناً شبِ قدر سے زیادہ افضل ہے۔ کیونکہ شبِ ولادت آپ کی پیدائش و جلوہ گری کی شب ہے اور شبِ قدر تو آپ کو عطا ہوئی شب ہے۔ اور جو رات کہ ظہورِ رات کے سبب سے مشرف کی گئی ہو، وہ اُس شب سے زیادہ مشرف و سربلند ہے جو عطیہ و سرفرازی کی وجہ سے معزز بنائی گئی ہو۔ (مواہب اللدنیہ جلد اول ص ۲۶-۲۷۔ ماثبت بالسنۃ مترجم ص ۸۲)

غرض کہ ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم ۱۲ ربیع الاول شریف بمطابق ۲۰ اپریل ۵۷۱ء (بحوالہ نطق الہلال مصنف سیدنا اعلیٰحضرت فاضل بریلوی قدس سرہٗ) دو شنبہ کے دن صبحِ صادق کے وقت اِس دنیا میں تشریف لائے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم۔

چنانچہ مفتی احمد یار خاں نعیمی علیہ الرحمۃ نے کیا ہی خوب فرمایا ہے :-

پیر کا دن تاریخ ہے بارہ ۱۲
فرش پہ چمکا عرشی تارہ

اِسی کے متعلق حضرت علامہ امام یوسف بن اسماعیل نبہانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شیخِ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے فتوحاتِ مکیہ میں لکھا ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کے اسمِ باطن کا زمانہ ختم ہوا، جو آپ کے جسمِ اطہر کے وجود تک ہے یعنی روح اور جسم کے ارتباط تک تو زمانے کا حکم اسمِ باطن سے اسمِ ظاہر کی جانب منتقل ہو گیا اور فخرِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم جسم اور روح کیساتھ کلیۃً جلوہ افروز ہو گئے (فتوحاتِ مکیہ بحوالہ جواہر البحار شریف جلد اول ص ۳۴۹)

حضور محدثِ اعظم ہند علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں :-

وہ تشریف لائے سویرے سویرے
گلے مل رہے ہیں اُجالے اندھیرے

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وادیٔ فاطمہ میں جو ایک موضع مکہ کے قریب ہے، عیص نام کا ایک راہب رہتا تھا۔ وہ اہلِ مکہ سے کہا کرتا تھا کہ تم میں ایک لڑکا ایسا پیدا ہوگا جس کی عرب و عجم اطاعت کریں گے۔ اُس کے پیدا ہونے کا زمانہ قریب ہے۔ جب عبدالمطلب نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک

وسلم کی ولادت کی خبر اُس کو پہونچائی تو اُس نے کہا :- یہ وہی لڑکا ہے جس کا میں ذکر کیا کرتا تھا۔ تم نے اُس کا نام کیا رکھا ہے؟ عبدالمطلب نے فرمایا :- محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم)۔ اُس نے کہا :- میں اُس کو تین علامتوں سے جانتا تھا۔ ایک یہ کہ اُس کا ستارہ رات کو نکلا کرتا، دوسری یہ کہ اُس کی ولادت دو شنبہ کے دن ہوگی۔ اور تیسری یہ کہ اُس کا نام 'محمد' ہوگا۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم۔ (الکلام الاوضح ص ۹۲)

بیہقی، طبرانی، ابو نعیم اور ابنِ عساکر نے حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ میری والدہ نے بتایا کہ میں اُس رات، حضرت آمنہ (رضی اللہ عنہا) کے پاس تھی، جس رات رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کی ولادت ہوئی۔ میں گھر میں ہر طرف روشنی اور نور پاتی۔ اور ایسا محسوس کرتی جیسے کہ ستارے قریب سے قریب تر ہو رہے ہیں۔ حتیٰ کہ مجھے گمان ہوا کہ کیا یہ میرے اوپر گر پڑیں گے۔ پھر جب آمنہ (رضی اللہ عنہا) نے وضعِ حمل کیا تو ایک نور برآمد ہوا جس سے کہ ہر شئی روشن ہو گئی۔ یہاں تک کہ میں نور کے سوا کچھ نہ دیکھتی تھی۔ (خصائص الکبریٰ جلد اول ص ۱۱۸)

مجدد دین و ملت اعلیٰحضرت فاضلِ بریلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں :-

بزمِ آخر کا شمعِ فروزاں ہوا
نورِ اوّل کا جلوہ ہمارا نبی

اِسی نورِ محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کے متعلق علامہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :- "لیکن نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کا وہ نور مشرق و مغرب میں انتہائی طور پر چمک رہا ہے۔ اور پہلی مخلوق آپ کا نور ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں اپنی کتاب میں نور فرمایا۔" (موضوعات کبیر)

غرض کہ آپ سراپا نور ہیں۔ اِسی لئے آپ کا سایہ کبھی زمین پر نہیں پڑا۔ اور نہ ہی سورج یا چاند کی روشنی میں آپ کا سایہ دیکھا گیا۔ حضرت ابنِ سبع کہتے ہیں کہ سایہ اِس لئے نہیں تھا کیونکہ آپ سراپا نور تھے۔ اور زربن کہتے ہیں کہ انوار کے غلبہ کی وجہ سے آپ کا سایہ نہ تھا (الخصائص الصغریٰ ص ۹۰)

سرکار کے جسمِ اطہر کا سایہ نہ ہونے سے متعلق چند احادیث ملاحظہ ہوں :-

Scanned with CamScanner

امام الحدیث حضرت حکیم محمد بن علی ترمذی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۲۵۵ھ) اپنی شہرۂ آفاق تصنیف "نوادر الاصول" میں حضرت ذکوان رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث روایت فرماتے ہیں:۔

عَنْ ذَکْوَانَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَمْ یَکُنْ یُرٰی لَہٗ ظِلٌّ فِیْ شَمْسٍ وَلَا قَمَرٍ۔

(المواہب اللدنیہ علی الشمائل المحمدیہ صفحہ ۳۰ مطبوعہ مصر۔ زرقانی علی المواہب جلد ۴ صفحہ ۲۲۰ مطبوعہ مصر)

ترجمہ:۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کا سایۂ مبارک نہ سورج کے دھوپ میں نظر آتا تھا نہ چاندنی میں۔ (سرکار کا جسم بے سایہ صفحہ ۷)

حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کا سایہ زمین پر واقع نہ ہونے کے ثبوت میں حضرت علامہ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس حدیث کو "خصائص الکبریٰ" میں اس انداز سے نقل فرمایا ہے:۔ اَخْرَجَ الْحَکِیْمُ التِّرْمِذِیُّ عَنْ ذَکْوَانَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَمْ یَکُنْ یُرٰی لَہٗ ظِلٌّ فِیْ شَمْسٍ وَلَا قَمَرٍ۔

(خصائص الکبریٰ جلد اول صفحہ ۶۸۔ حجۃ اللہ علی العالمین صفحہ ۶۸۶ مطبوعہ بیروت)

ترجمہ:۔ حکیم ترمذی نے نکالا کہ ذکوان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کا سایہ نہ دھوپ میں دیکھا جاتا تھا اور نہ چاندنی میں۔

(خصائص الکبریٰ مترجم جلد اوّل صفحہ ۱۴۹ مطبوعہ نئی دہلی)

حضرت علامہ شاہ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کا سایہ نہ تھا۔ نہ آفتاب کی روشنی میں نہ چاند کی طلعت میں۔ اِسے حکیم ترمذی نے ذکوان سے "نوادر الاصول" میں روایت کیا ہے۔ "نور" حضور کے اسماءِ مبارکہ میں سے ایک نام ہے۔ اور نور کا سایہ نہیں ہوتا۔

علامہ جامی رحمۃ اللہ علیہ نے خوب کہا ہے:۔

ای و دقیقہ دانِ عالم — بے سایۂ و سائبانِ عالم

(مدارج النبوۃ جلد اول صفحہ ۲۳)

امام عبد اللہ بن احمد نسفی رحمۃ اللہ علیہ "تفسیر مدارک" میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ حدیث نقل فرماتے ہیں:۔ قَالَ عُثْمَانُ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اِنَّ

اللّٰہَ مَا اَوْقَعَ ظِلَّکَ عَلَی الْاَرْضِ لِئَلَّا یَضَعَ اِنْسَانٌ قَدَمَہٗ عَلٰی ذٰلِکَ الظِّلِّ

(تفسیر مدارک جلد ۲ صفحہ ۱۰۳ مطبوعہ قدیم۔ مدارج النبوۃ فارسی رکن چہارم صفحہ ۱۰۰)

ترجمہ:۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے بارگاہِ رسالت میں عرض کیا کہ خدا عزّ وجل نے آپ کا سایہ زمین پر پڑنے نہیں دیا تاکہ اس پر کسی انسان کا قدم نہ پڑ جائے۔

(سرکار کا جسم بے سایہ صفحہ ۸)

اِسی طرح [illegible] منافقین نے اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگائی تھی تو بہت سے صحابہ وصحابیات کی طرح حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی حضور کی طہارت اِس طرح بیان فرمائی تھی کہ "اللہ تعالیٰ نے آپ کا سایہ زمین پر نہ پڑنے دیا۔ تاکہ اِس سایہ پر کسی کا قدم نہ پڑے۔ تو جو پروردگار آپ کے سایہ کو محفوظ رکھتا ہے کس طرح ممکن ہے کہ وہ آپ کے اہل کو محفوظ نہ فرمائے؟"

(تفسیر خزائن العرفان سورۂ نور آیت ۱۱)

حضرت علامہ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے "خصائص الکبریٰ" میں یہ حدیث نقل فرمائی ہے:۔ قَالَ ابْنُ سَبُعٍ مِنْ خَصَائِصِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّ ظِلَّہٗ کَانَ لَا یَقَعُ عَلَی الْاَرْضِ وَاَنَّہٗ کَانَ نُوْرًا فَکَانَ اِذَا مَشٰی فِی الشَّمْسِ اَوِ الْقَمَرِ لَا یُنْظَرُ لَہٗ ظِلٌّ۔

قَالَ بَعْضُہُمْ وَیَشْہَدُ لَہٗ حَدِیْثُ قَوْلِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَدُعَائِہٖ فَاجْعَلْنِیْ نُوْرًا۔ (خصائص الکبریٰ جلد اوّل صفحہ ۶۸۔ زرقانی علی المواہب جلد ۴ صفحہ ۲۰۲)

ترجمہ:۔ ابن سبع نے کہا کہ یہ بھی حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کی خصوصیات میں سے ہے کہ آپ کا سایہ زمین پر نہیں پڑتا تھا۔ کیونکہ آپ سرتاپا نور تھے۔ دھوپ اور چاندنی میں جب آپ چلتے تھے تو سایہ نظر نہیں آتا تھا۔

بعض ائمہ نے کہا کہ اس کی شاہد وہ حدیث ہے جس میں حضور کی اِس دُعا کا ذکر ہے:۔ وَاجْعَلْنِیْ نُوْرًا۔ یعنی اے رب مجھ کو سراپا نور بنادے۔ (خصائص الکبریٰ مترجم جلد اوّل صفحہ ۱۶۹)

سیدنا عبد اللہ ابن مبارک اور حافظ امام ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہما حضرت ابن عباس

رضی اللہ عنہ سے روایت فرماتے ہیں:۔ لَمْ یَکُنْ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ظِلٌّ وَلَمْ یَقُمْ مَعَ الشَّمْسِ قَطُّ اِلَّا غَلَبَ ضَوْءُہٗ ضَوْءَ الشَّمْسِ وَلَمْ یَقُمْ مَعَ سِرَاجٍ قَطُّ اِلَّا غَلَبَ ضَوْءُہٗ ضَوْءَ السِّرَاجِ۔

(زرقانی علی المواہب جلد ۴ صفحہ ۲۲۰۔ شرح شمائل للمناوی جلد اول صفحہ ۴۷۔ جمع الوسائل للقاری جلد اول صفحہ ۱۷۶)

ترجمہ:۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسمِ اطہر کا سایہ نہیں تھا۔ اور نہ کھڑے ہوئے سامنے سورج کے مگر یہ کہ آپ کا نور سورج کی روشنی پر غالب آگیا۔ اور نہ قیام فرمایا چراغ کی روشنی میں مگر یہ کہ آپ کی تابشِ نور نے اس کی چمک کو دبالیا۔ (ذکر جمیل صفحہ ۳۰۹)

بطورِ دلیل یہ چار احادیث اس دعوے کے ثبوت میں کافی ہیں کہ حضور پر نور نورٌ علی نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم کے جسمِ اقدس کا سایہ نہ ہونے کا عقیدہ محض بے بنیاد نہیں ہے۔ بلکہ اس کی جڑیں نور روایات واحادیث کی تہوں میں موجود ہیں۔

اپنے تو اپنے غیر بھی مان چکے ہیں اور یہ کہنے پر مجبور ہیں کہ حضور کا سایہ نہیں تھا۔

چنانچہ اشرف علی تھانوی دیوبندی کا بیان ہے کہ "یہ بات مشہور ہے کہ ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سایہ نہیں تھا (اسلئے) کہ ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سرتاپا نور ہی نور تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم میں ظلمت نام کو بھی نہ تھی۔ اس لئے آپ کے سایہ نہ تھا کیونکہ سایہ کیلئے ظلمت لازمی ہے۔"

(شکر النعمۃ بذکر الرحمۃ صفحہ ۳۹ بحوالہ الذکر الجمیل صفحہ ۲۹۴)

اسی طرح مفتیٔ دیوبند جناب مفتی عزیز الرحمٰن کا فتویٰ بھی ملاحظہ ہو:۔

سوال:۔ وہ حدیث کونسی ہے جسمیں آیا ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ زمین پر واقع نہیں ہوتا تھا؟

الجواب:۔ امام سیوطی نے خصائص الکبریٰ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ زمین پر نہ واقع ہونے کے بارے میں یہ حدیث نقل فرمائی ہے:۔ اَخْرَجَ الْحَکِیْمُ التِّرْمِذِیُّ عَنْ ذَکْوَانَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَمْ یَکُنْ یُرٰی لَہٗ ظِلٌّ فِی الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ۔

(عزیز الفتاویٰ جلد ۶ صفحہ ۲۰۔ سرکار کا جسم بے سایہ صفحہ ۳۱)

امام احمد، بزار، طبرانی، حاکم اور علامہ امام بیہقی نے عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے

روایت نقل فرمائی ہے کہ حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم کی والدہ ماجدہ نے بوقتِ وضعِ حمل ایک ایسا نور دیکھا کہ جس کی روشنی میں انھوں نے ملکِ شام کے محلات کو دیکھ لیا۔ (مسند امام احمد بن حنبل جلد ۴ صفحہ ۱۲۷۔ ماثبت بالسنۃ مترجم صفحہ ۶)

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ابنِ حبان اور حاکم نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ اور اس کے علاوہ اس حدیث کے صحیح ہونے کی مزید اسناد موجود ہیں۔ (ماثبت بالسنۃ مترجم صفحہ ۶)

حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ نے بھی اپنے اس شعر میں اسی واقعہ کی طرف اشارہ فرمایا ہے:۔

وانت لما ولدت اشرقت الارض واضاءت بنورك الافق

ترجمہ:۔ اور جب آپ پیدا ہوئے تو زمین جگمگا اٹھی۔ اور آپ کے نور کی چمک آفاقِ عالم تک پھیل گئی۔ (ماثبت بالسنۃ)

تو معلوم یہ ہوا کہ ہمارے حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم سراپا نور اور نورٌ علی نور ہیں۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جس نور کی بدولت والدۂ نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم (رضی اللہ عنہا) کی نظروں سے حجابات اٹھ گئے اور انھیں محلاتِ شام نظر آنے لگے تو خود اس نورِ پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم کی نظرِ نور سے کوئی چیز غائب کیسے رہ سکتی ہے؟

چنانچہ امامِ اہلسنت نے فرمایا:۔

شش جہت سمت مقابل شب و روز ایک ہی حال
دھوم والنجم میں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بینائی کی

مگر اس کے باوجود آج تبلیغی، مودودی، وہابی، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم کے علمِ غیب کا انکار کرتے ہیں۔ جب کہ نبی کے معنیٰ ہی ہیں "غیب کی خبر دینے والا"۔

اعلیٰحضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ نے "کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن" میں جگہ جگہ "نبی" کا معنیٰ "غیب کی خبریں دینے والے۔ اور "غیب کی خبریں بتانے والے" ہی

Scanned with CamScanner

لکھا ہے۔ اگر کسی چوبیس نمبر کو اِس ترجمہ سے ٹھیس پہنچی یا یہ ترجمہ اُسے چُبھے تو اُس کے دفع کیلئے وہ غزالیٔ دوراں علامہ سید احمد سعید کاظمی امروہوی علیہ الرحمہ کا مقالہ "النبی" کا صحیح معنیٰ و مفہوم" کا مطالعہ کرے۔ جوکہ یہ کتاب فی الحال بنام "مقالاتِ کاظمی" ہند و پاک میں چھپ چکی ہے۔

امام قاضی ابو الفضل عیاض رحمۃ اللہ علیہ "کتاب الشفاء" میں اور شارح صحیح بخاری امام احمد شہاب الدین قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ "مواہب اللدنیہ" میں فرماتے ہیں: —

اَلنُّبُوَّۃُ ھِیَ الْاِطِّلَاعُ عَلَی الْغَیْبِ ۝

ترجمہ:۔ نبوت کے معنیٰ ہی یہ ہیں کہ "علمِ غیب جاننا"۔ (خالص الاعتقاد ص۱۲)

ایک اور جگہ امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کے اسمِ مبارک "نبی" کے بیان میں فرمایا:۔ النبوۃ ماخوذۃ من النباء وھو الخبر ای ان اللہ تعالیٰ اطلعہ علی غیبہٖ۔

ترجمہ:۔ حضور کو نبی اِسلئے کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو اپنے غیب کا علم دیا۔ (مواہب اللدنیہ۔ خالص الاعتقاد ص۱۲)

اس کے علاوہ کتاب "مصباح اللغات" استاذ دار العلوم دیوبند عبد الحفیظ بلیاوی کی عربی اردو لغت ہے: جسمیں نبی کا معنیٰ "اللہ تعالیٰ کے الہام سے غیب کی باتیں بتانے والا" ہی بیان کیا گیا ہے۔ (مصباح اللغات ص۸۴۲)

نیز عربی کی ایک اور مشہور لغت "المنجد" میں ہے:۔ اَلنَّبِیُّ الْمُخْبِرُ عَنِ الْغَیْبِ۔ یعنی غیب کی باتیں بتانے والے کو نبی کہتے ہیں۔ (المنجد عربی)

غرض کہ عربی لغت نے بھی یہ فیصلہ کر دیا کہ غیب کے جاننے والے اور بتانے والے کو نبی کہتے ہیں۔

غیب کا علم دو قسم پر ہے۔ ایک علمِ ذاتی اور دوسرا علمِ عطائی۔

علمِ ذاتی اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے۔ اسمیں اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی شریک نہیں اور علمِ عطائی وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے بعض مقبول بندوں مثلاً انبیائے کرام علیہم السلام کو

بارگاہِ الٰہی سے حاصل ہوا۔ (ادلۃ اہل السنۃ والجماعۃ مترجم ص۲۰)

مگر اِس علمِ عطائی کا بھی انکار کیا ہے ان وہابیوں نے۔ چنانچہ اس کے ثبوت میں مفتی دار العلوم دیوبند اور مفتی مظاہر العلوم سہارنپور کا قلمی فتویٰ بھی ملاحظہ فرمائیں۔

استفتاء:۔ قرآنِ حکیم کی وہ کونسی آیت ہے جس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اللہ جل شانہٗ نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کو علمِ غیب عطا فرمایا تھا؟

الجواب:۔ علمِ غیب اللہ تعالیٰ کیلئے مخصوص ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب کہنا صحیح نہیں ہے۔ واللہ اعلم

الجواب الصحیح
کفیل احمد

الجواب الصحیح
حبیب الرحمٰن

محمد ظفیر الدین بہاری
مفتی دار العلوم دیوبند
۳ ربیع الثانی ۱۴۱۲ھ

الجواب:۔ قرآنِ پاک کی کسی آیت سے یہ بات ثابت نہیں بلکہ اس کے خلاف ثابت ہے۔ وہ آیت یہ ہے:۔ وَعِنْدَہٗ مَفَاتِحُ الْغَیْبِ لَا یَعْلَمُھَا اِلَّا ھُوَ الآیۃ اور دوسری آیت ہے:۔ قُلْ لَا اَمْلِکُ لِنَفْسِیْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَاءَ اللّٰہُ وَلَوْ کُنْتُ اَعْلَمُ الْغَیْبَ لَاسْتَکْثَرْتُ مِنَ الْخَیْرِ وَمَا مَسَّنِیَ السُّوْءُ ط الآیۃ پس علمِ غیب کا اثبات غیرِ حق تعالیٰ کیلئے شرک صریح ہے۔ الخ

صحیح
عبد الرحمٰن
۴-۴-۱۴۱۲ھ

الجواب صحیح
مقصود
۴-۴-۱۴۱۲ھ

مفتی دار الافتاء
مظاہر العلوم، سہارنپور
۳ ربیع الثانی ۱۴۱۲ھ

لیکن قرآن حکیم میں تو اللہ جل شانہٗ کا ارشاد ہے عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْھِرُ عَلٰی غَیْبِہٖٓ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ الآیۃ (سورۂ جن آیت ۲۶ ع ۲۷)

ترجمہ:۔ غیب کا جاننے والا وہی ہے سو وہ اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا ہاں مگر اپنے کسی برگزیدہ پیغمبر کو۔ (بیان القرآن ترجمہ تھانوی)

اب آپ خود اندازہ کریں کہ انہیں کے مولوی کا ترجمہ کیا بتا رہا ہے۔ اور یہ خود کیا فتویٰ دے رہے ہیں۔

غرض کہ خدا تعالیٰ کے اس فرمان عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖۤ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ کے تحت یہ ظاہر بات ہے کہ اللہ جل شانہٗ نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کو علمِ غیب سے مطلع فرما دیا تھا۔ اور علمِ غیب عطا فرما دیا تھا۔ کیونکہ آپ تو صرف اللہ کے برگزیدہ پیغمبر ہی نہیں بلکہ محبوبِ خدا بھی ہیں۔

تحریر بالا میں مفتی مظاہر العلوم سہارنپور نے سرکار کے علمِ غیب کی نفی میں جن آیاتِ قرآنی کا حوالہ دیا ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ یاد رہے کہ جن آیات میں مخلوقِ خدا سے علمِ غیب کی نفی کی گئی ہے، وہاں ذاتی علم اور جمیع معلوماتِ الٰہیہ کے جاننے کی نفی ہے۔ نہ کہ علمِ عطائی کی۔

امام قاضی ابو الفضل عیاض رحمۃ اللہ علیہ "کتاب الشفا" میں اور علامہ شہاب الدین خفاجی رحمۃ اللہ علیہ اس کی شرح "نسیم الریاض" میں فرماتے ہیں: مرهذه المعجزة فی اطلاعه صلی الله تعالیٰ علیه وسلم علی الغیب (معلومة علی القطع) بحیث لایمکن انکارها او التردد فیها لاحدٍ من العقلاء (لکثرة رواتها واتفاق معانیها علی الاطلاع علی الغیب) وهٰذا لاینافی الاٰیات۔ الدالة علی انه لایعلم الغیب الا الله وقوله ولو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر فان المنفی علمه من غیر واسطة واما اطلاعه صلی الله تعالیٰ علیه وسلم علیه باعلام الله تعالیٰ له فامرٌ متحقق لقوله تعالیٰ فلا یظهر علیٰ غیبه احدًا الا من ارتضیٰ من رسول ہ

(کتاب الشفاء، نسیم الریاض۔ خالص الاعتقاد)

ترجمہ:۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا معجزۂ علمِ غیب یقیناً ثابت ہے جس میں کسی عاقل کو انکار یا تردد کی گنجائش نہیں کہ اس میں احادیث بکثرت آئیں اور ان سب سے بالاتفاق حضور کا علمِ غیب ثابت ہے اور یہ ان آیتوں کے کچھ منافی نہیں جو بتاتی ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی غیب نہیں جانتا اور یہ کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس کے

کہنے کا حکم ہوا کہ میں غیب جانتا تو اپنے لئے بہت خیر کثیر جمع کر لیتا۔ اس لئے کہ آیتوں میں نفی اُس علم کی ہے جو بغیر خدا کے بتائے ہو اور اللہ تعالیٰ کے بتلانے سے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علمِ غیب ملنا تو قرآنِ عظیم سے ثابت ہے کہ اللہ اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے (خالص الاعتقاد ص۲)

اِس کی تفصیل اگر ملاحظہ کرنا ہو تو کتاب "خالص الاعتقاد" مصنف:۔ اعلیٰحضرت فاضل بریلوی قدس سرہٗ اور "جلوۂ حق" مصنف:۔ رئیس القلم حضرت علامہ ارشد القادری مصباحی مدظلہٗ العالی کا مطالعہ کریں۔

نیز سرکار کے علمِ غیب جاننے کے اثبات میں، قرآنِ کریم کی یہ آیت بھی موجود ہے:

وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ ۝ (سورۂ تکویر آیت ۲۴)

ترجمہ:۔ اور یہ نبی غیب بتانے میں بخیل نہیں۔ (کنز الایمان)

بخیل اُسے کہتے ہیں جس کے پاس مال و دولت ہو اور وہ اُسمیں سے خرچ نہ کرے اسی طرح حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کے پاس غیب کے خزانے ہیں لیکن آپ بخل نہیں کرتے۔ بلکہ بعض باتیں دوسروں کو بتا بھی دیتے ہیں، جیسے کہ صحیح بخاری شریف میں ہے کہ امیر المومنین سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم ہمارے درمیان کھڑے ہوئے اور ہمیں ابتدائے آفرینش سے لیکر اہل جنت و نار کے اپنی اپنی منزلوں میں پہنچنے تک کی خبر دی۔ (صحیح بخاری کتاب بدءُ الخلق جلد دوم ص۲۰۸)

یہ غیب کی خبریں نہیں تو اور کیا ہے؟ کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم نے صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے یہاں تک بیان فرما دیا کہ کون جنت میں جائے گا اور کون جہنم میں؟ جب کہ ابھی قیامت بھی قائم نہیں ہوئی۔

اگر آپ کے پاس علمِ غیب نہ ہوتا تو پھر بخل نہ کرنے کا مطلب ہی کیا؟

نیز قرآنِ حکیم کی اِس آیت (وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ ۝) پر حاشیہ لکھتے ہوئے علامہ شبیر احمد عثمانی دیوبندی فرماتے ہیں:۔ "یہ پیغمبر ہر قسم کے غیوب کی خبر دیتا ہے

چاہے وہ ماضی سے متعلق ہوں یا مستقبل سے۔ (حاشیہ تفسیر القرآن از۔ شبیر احمد عثمانی)

اسی آیت کی تفسیر میں صاحب معالم التنزیل و امام علاؤ الدین علی بغدادی رحمۃ اللہ علیہما فرماتے ہیں:۔ یقول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یاتیہ علم الغیب فلا یبخل بہ علیکم بل یعلمکم یعنی اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ "میرے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو غیب کا علم آتا ہے وہ تمہیں بتانے میں بخل نہیں فرماتے بلکہ تم کو بھی اس کا علم دیتے ہیں۔"

(تفسیر معالم التنزیل۔ تفسیر خازن۔ خالص الاعتقاد ص۳۲)

اس کے علاوہ قرآن حکیم میں ایک اور جگہ اللہ جل شانہٗ کا ارشاد ہے:۔ ذٰلِكَ مِنْ اَنْبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ الآیۃ (سورۂ آل عمران آیت ۴۴۔ سورۂ یوسف آیت ۱۰۲)

ترجمہ:۔ (اے محبوب) یہ غیب کی خبریں ہیں کہ ہم بذریعہ وحی (خفیہ طور پر) تمہیں بتاتے ہیں۔

اس آیتِ کریمہ سے معلوم ہوا کہ حضور کو بذریعۂ وحی بھی غیبی علوم سے آگاہ فرمایا جاتا تھا۔ اور اس آیت کی تفسیر میں صدر الافاضل حضرت علامہ نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کو غیب کے علوم عطا فرمائے۔ (تفسیر خزائن العرفان)

سرکار کے آئندہ کے علاوہ سابقہ دور کے حالات بھی جاننے سے متعلق قرآنِ حکیم نے تصریح فرمادی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ ترجمہ:۔ اے محبوب! کیا تم نے نہ دیکھا، تمہارے رب نے عاد کیساتھ کیسا کیا؟ (سورۂ فجر آیت ۶)

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِيْلِ ترجمہ:۔ اے محبوب! کیا تم نے نہ دیکھا، تمہارے رب نے ان ہاتھی والوں کا کیا حال کیا؟ (سورۂ فیل آیت ۱)

جس نور (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی نگاہیں اپنی ولادت سے قبل قوم عاد و ثمود کے حالات کا مشاہدہ کرتی تھیں۔ اور جن نگاہوں نے ابرہہ ہاتھیوں والے کا حشر دیکھا اور جملہ امتوں کے تفصیلی حالات دیکھے اُس نبی کے علم الیقین، عین الیقین اور حق الیقین کا کون اندازہ کرسکتا

ہے؟ واللہ اعلم

قومِ عاد و ثمود کا دور تو ہزاروں سال قبل کا دور ہے۔ اور ابرہہ کے لشکرِ فیل کی شکست و بربادی کے واقعہ سے متعلق صدر الافاضل حضرت علامہ نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ جس سال یہ واقعہ ہوا اُسی سال اِس واقعہ سے پچاس روز کے بعد سیدِ عالم حبیبِ خدا محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کی ولادت ہوئی۔

(تفسیر خزائن العرفان سورۂ فیل)

گویا کہ ولادت سے قبل ہی آپ ان حالات سے باخبر تھے۔ اور اس طرح کا سوال کہ "کیا تم نے نہ دیکھا؟" یہ اُسی سے کیا جاتا ہے جس نے دیکھا ہو۔ اور جس نے نہیں دیکھا اور نہیں جانا اُس سے اِس طرح سوال کرنے یا پوچھنے کا مطلب ہی کیا؟

چنانچہ نامور مداحِ رسول حضرت سواد بن قارب رضی اللہ عنہ بارگاہِ رسالت پناہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم میں نذرانۂ عقیدت پیش کرتے ہوئے یوں عرض کرتے ہیں:۔

فَاَشْهَدُ اَنَّ اللّٰهَ لَا شَيْئَ غَيْرُهٗ وَاَنَّكَ مَاْمُوْنٌ عَلٰى كُلِّ غَائِبٖ (مسند امام احمد)

ترجمہ:۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی شئی (موجودِ حقیقی) نہیں ہے اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہر غیب پر امین بنائے گئے ہیں۔

مسند کے علاوہ دوسری روایت میں لَاشَيْئَ غَيْرُهٗ کی جگہ لَارَبَّ غَيْرُهٗ مروی ہے۔ جیسے

فاشهد ان اللّٰه لارَبَّ غيرهٗ وانّك مَاْمون علىٰ كلِّ غائب

ترجمہ:۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی ربّ نہیں ہے اور آپ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) ہر غیب پر امین بنائے گئے ہیں۔

واقعات کی روشنی میں:۔

غزوۂ بدر ۲ھ ہجری میں پیش آیا۔ اس غزوہ کو غزوۂ بدرِ کبریٰ اور غزوۂ بدرِ عظمیٰ بھی کہتے ہیں۔ بدر ایک بستی کا نام ہے جو بدر بن مخلد بن نضر بن کنانہ کے نام سے منسوب و مشہور ہے۔ غزوۂ بدر میں اسیرانِ بدر کی تعداد

بھی وہی تھی جو اُن کے مقتولوں کی تھی۔ یعنی وہ بھی ستر تھے۔ اور ان میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ الہٖ وبارک وسلم کے چچا حضرت عباس بن عبدالمطلب بھی تھے۔

(مدارج النبوۃ جلد دوم ص ۱۶۷)

حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے جنگ بدر میں آنے وقت اپنی بیوی اُم الفضل کو اندر بلا کر کہا کہ یہ اشرفیوں کی ایک تھیلی ہے۔ اسے سنبھال کر رکھنا کہ کسی کو خبر نہ ہو۔ یہ راز کسی پر ظاہر نہ کرنا۔ اگر میں سلامتی سے واپس آگیا تو ٹھیک، ورنہ اتنی اشرفیاں فلاں کو، اتنی اشرفیاں فلاں شخص کو دیدینا۔ اتنا کہہ کر وہ جنگ کیلئے روانہ ہوئے۔

نیز مروی ہے کہ حضرت عباس کے اسلام لانے کا سبب یہ ہوا کہ وہ اپنے ہمراہ بیس ۲۰ اوقیہ سونا لائے تھے تاکہ مشرکوں کو کھانا دیں۔ لیکن جنگ میں اُن سے وہ لے لیا گیا اور اُسے مالِ غنیمت میں داخل کر دیا گیا۔ تو اُنہوں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ الہٖ وبارک وسلم سے عرض کیا کہ اُس بیس اوقیہ سونے کو اُنکے فدیہ میں محسوب کرلیں۔ لیکن حضور نے اسے قبول نہ فرمایا اور کہا کہ یہ تو وہ مال ہے جسے تم ہمارے خلاف جنگ میں کفار کی مدد کیلئے لائے تھے۔ اب وہ مسلمانوں کی غنیمت میں ہے۔ اسے فدیہ میں محسوب نہیں کیا جا سکتا۔ تو اُنہوں نے کہا کہ میں اور کوئی مال نہیں رکھتا۔ کیا آپ یہ چاہتے ہیں کہ آپ کا چچا لوگوں سے بھیک مانگے؟ اور لوگوں کے آگے ہاتھ پھیلائے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ وہ سونا کہاں ہے جسے تم مکہ سے نکلتے وقت اپنی زوجہ اُم الفضل کے سپرد کر کے آئے تھے؟ ——— انھوں نے کہا:۔ آپ کو اس کی خبر کیسے ملی؟ حضور نے فرمایا:۔ مجھے میرے رب نے خبر دی۔ پھر وہ کہنے لگے: میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ صادق ہیں، بجز خدا کے کوئی اس سے باخبر نہیں تھا۔ اس کے بعد وہ اسلام لائے اور کہنے لگے:۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ۔

(مدارج النبوۃ جلد دوم ص ۱۶۸)

اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے؟ سرکار کے علمِ غیب کا اعجاز! حضرتِ عباس، جو اب تک دولتِ ایمان سے محروم تھے، جب سرکار کے علمِ غیب کو دیکھ لیا تو فوراً

مشرف باسلام ہو گئے۔

انہی اسیرانِ بدر میں مشہور دشمنِ اسلام عمیر بن وہب کا لڑکا بھی تھا۔ حضرت علامہ جامی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۸۹۸ ہجری) فرماتے ہیں کہ واقعہ بدر سے چند روز بعد کا ذکر ہے کہ ایک دن صفوان بن اُمیہ (جس کا باپ غزوۂ بدر میں قتل ہوا تھا) اور عمیر بن وہب مکہ سے باہر سنسان جگہ میں مقامِ حجر کے قریب بیٹھے مصروفِ گفتگو تھے۔ باتوں باتوں میں جنگ بدر میں شکست کھانے اور اپنے اکابرین کے قتل ہونے اور گڑھوں میں ڈالے جانے کے ذلت آمیز واقعات کا ذکر آگیا۔ صفوان نے کہا:۔ ان کے مرنے کے بعد میری زندگی وبالِ جان بن گئی ہے، زندگی میں اب مزہ نہیں رہا۔ عمیر نے بھی تائید کرتے ہوئے کہا:۔ میری حالت بھی یہی ہے۔ جی چاہتا ہے کہ مدینہ جا کر محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ الہٖ وبارک وسلم) کو معاذ اللہ! قتل کر کے دل کا غبار نکال لوں۔ کیونکہ وہ مدینہ کے کوچہ و بازار میں آزادانہ پھرتے ہیں اور لوگوں کے ساتھ بیٹھتے اٹھتے ہیں۔ ان مرنے والوں کے غم کے علاوہ میرا بیٹا بھی تو ابھی تک اُنہی کے پاس قید ہے۔ چنانچہ یہ بہانہ میرے بیٹے کی اس اسارت کے باعث کافی تھا۔ لیکن کیا کروں مجبوری ہے کہ لوگوں کا مقروض ہوں۔ میرے اہل وعیال کو سنبھالنے والا کوئی نہیں۔ میرے بعد وہ سب برباد ہو جائیں گے۔ صفوان نے یہ سب کچھ سننے کے بعد عمیر کو مزید اشتعال دلایا اور کہا کہ میں تمہارے اہل وعیال کی پرورش اور قرض کی ادائیگی اپنے ذمہ لیتا ہوں۔ اس کام میں تاخیر نہیں ہونی چاہیئے۔ الغرض جب دونوں اس سازش پر متفق ہو گئے تو ایک دوسرے سے قسمیں لیں کہ بات راز ہی میں رہے تاکہ کام خاموشی سے پایہ تکمیل کو پہنچ سکے۔ چنانچہ صفوان نے تلوار تیز کر کے اُسے زہر میں بجھایا۔ اور وصیت کی کہ یہ راز سربستہ ہی رہے (کسی پر نہ کھلے) اس وصیت کے بعد عمیر مکہ سے مدینہ کی طرف روانہ ہو گیا۔

جب عمیر مدینہ منورہ پہنچا تو مسجد نبوی کے دروازے پر آبیٹھا۔ چاک وچوبند ہو کر تلوار ہاتھ میں لی۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ چند احباب کے ساتھ محوِ گفتگو تھے کہ اُن کی نگاہِ دوررس نے اُسے تاڑ لیا۔ اور للکار کر کہا:۔ اس کتے کو پکڑو۔ یہ خدا اور رسول صلی اللہ

علیہ وسلم کا دشمن ہے۔ میدانِ بدر میں اپنی قوم کو اُبھار رہا تھا۔ اور ہماری قلتِ تعداد کی خبریں نشر کرتا تھا۔ چنانچہ اُسے پکڑ لیا گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سارا قصہ کہہ سنایا۔ آپ نے حکم دیا کہ اُسے پیش کیا جائے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اُس کی تلوار کو ایک ہاتھ میں مضبوطی سے پکڑ لیا اور لاکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑا کر دیا۔ ساتھ ہی انصار نوجوانوں کو اُس کی کڑی نگرانی کی ہدایت کر دی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اُسے چھوڑ دو۔ اور آگے آنے دو۔ قریب آکر عمیر نے "انعموا صباحاً" کہا۔ (یعنی خدا کی نعمتوں میں صبح کرو) جو جاہلیت کا سلام تھا۔ حضور نے فرمایا:۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں تمہارے اِس سلام سے بہت بہتر سلام عطا فرمایا ہے جو اہلِ جنت کا سلام ہے: "السلام علیکم"۔ پھر پوچھا:۔ بتاؤ مدینہ میں کیسے آنا ہوا؟ کہنے لگا:۔ میرا بیٹا قید ہے، اس کی رہائی کیلئے آیا ہوں۔ آپ نے پوچھا:۔ پھر یہ تلوار کیوں لٹکائے ہوئے ہو؟ کہنے لگا:۔ ہماری تلواریں اُسی دن ٹوٹ گئی تھیں جب ہمیں شکست ہو گئی تھی۔ آپ نے فرمایا:۔ عمیر سچ سچ بتا دو کہ تم کس غرض سے آئے ہو؟ اُس نے پھر وہی بات دُہرائی۔ کہ محض اسی غرض سے آیا ہوں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ "عمیر! کیا تم صفوان بن اُمیہ کے ساتھ مقامِ حجر کے پاس بیٹھ کر اپنے اکابرین کے قتل ہونے اور مقتولوں کے گڑھے میں ڈالے جانے کا تذکرہ نہیں کر رہے تھے؟ اور جب صفوان نے تمہارے قرض اور اہل و عیال کی دیکھ بھال کا عہد کیا تو کیا تم قتلِ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کیلئے تیار نہیں ہوئے تھے؟ تم تو اسی کام کے لئے آئے تھے مگر اللہ تعالیٰ میرے اور تمہارے درمیان حائل ہو گیا۔" اتنا سننا تھا کہ عمیر بول اٹھا:۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ ہم اپنی جہالت کے باعث آپ سے رُوگردانی کرتے رہے۔ لیکن اس وقت آپ کی سچائی مجھ پر ظاہر ہو گئی کیونکہ اس راز کو میرے اور صفوان کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ خدا کا شکر ہے جس نے مجھے اِس بہانہ اسلام کی راہ سمجھائی۔" (شواہد النبوۃ صفحہ ۱۲۹۔ رحمۃ للعالمین جلد اول صفحہ ۱۰۰)

اسی طرح کا ایک اور واقعہ ہے کہ حضرت قباث بن اشیم الکنانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میدانِ بدر میں مَیں مشرکینِ مکہ کی طرف تھا۔ ابھی تک میری نظروں کے سامنے مسلمانوں کی قلت اور کفار کے پیادہ اور سواروں کی کثرت پھر رہی ہے مگر باں ہمہ جب ہمارے لشکر کو شکست ہوئی تو میں بھی بھاگا۔ شکست خوردہ مشرکین اِدھر اُدھر بھاگ رہے تھے۔ میں نے اپنے آپ سے کہا ما رأیت مثل ھذا الامر فرّ منہ الا نساء۔ یعنی ایسا واقعہ میں نے کبھی نہیں دیکھا جس میں عورتوں کے سوا سب بھاگ کھڑے ہوئے۔ جب میں مکہ پہنچا اور کچھ عرصہ قیام کیا تو اسلام کا تصور میرے ذہن میں جاگزیں ہونے لگا۔ میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ مدینہ میں جاکر دیکھوں تو سہی کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم کیا کہتے ہیں؟ مدینہ پہنچ کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم کے متعلق دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ آپ مسجد کے زیرِ سایہ صحابیوں کے ساتھ بیٹھے ہیں۔ میں بھی وہاں چلا گیا۔ لیکن حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم کو پہچان نہ سکا۔ میں نے سلام عرض کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ اے قباث! تم ہی تھے نا جس نے میدانِ بدر میں ما رأیت مثل ھذا الامر فرّ منہ الا نساء کہا۔ میں نے کہا:۔ میں شہادت دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے سچے رسول ہیں۔ کیونکہ یہ جملہ میں نے دوسرے کے سامنے نہیں کہا تھا، یہ بات محض مجھی تک محدود تھی۔ اگر آپ رسولِ خدا نہ ہوتے تو آپ کو قطعاً خبر نہ ہوتی۔ اپنا ہاتھ بڑھائیں۔ تاکہ میں بیعت کر دوں۔ میں اس کے بعد مسلمان ہو گیا۔ (شواہد النبوۃ صفحہ ۱۳۱)

غرض کہ کوئی سرکار کے علمِ غیب کو دیکھ کر ایمان لاتا تھا تو کوئی حضور کی زبان پر غیب کی باتوں کو سُن کر دولتِ ایمان سے مالا مال ہوتا تھا۔ اور کچھ وہ ہیں جو ایمان کا دعویٰ کرکے بھی حضور کے علمِ غیب کا انکار کرتے ہیں۔

سرکار کے علمِ غیب پر چند اعتراضات کے جوابات:

ایک مرتبہ ایک جو کیس نمبر ۲۲ نے مجھ سے سرکار کے علمِ غیب پر یہ اعتراضات پیش کیا کہ حضور اگر غیب جانتے تو

جو وقت اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر غلط الزام لگایا گیا تھا اُسوقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ بتادیتے کہ وہ اِس الزام سے بری ہیں۔ اور علمِ غیب ہونے کے باوجود مسلسل ایک ماہ تک آپ خاموش کیوں رہے؟ اور آپ کو پریشانی کیوں لاحق ہوئی؟ ـــــ تو میں نے کہا:۔ سنیے! یہاں اُس وقت حضور کو وحیٔ الٰہی کا انتظار تھا۔ اِس لیے آپ خاموش تھے۔ اور یاد رکھیے کہ یہاں پر حضور کا خاموش رہنا ہی آپ کے علم غیب کو ثابت کر رہا ہے۔ وہ اِس طرح کہ آپ جانتے تھے اور آپ کو اِس بات کا علم تھا کہ اِس واقعہ کے جواب میں وحیٔ الٰہی کا نزول ہونے والا ہے۔ اِسی لئے آپ خاموش تھے۔ کہ میں اگر فیصلہ فرمادوں تو یہ حدیث بن جائے گی۔ لیکن خدا اگر خود فرمادے تو قرآن بن جائے گا۔

چنانچہ مفسر کبیر حضرت امام فخرالدین رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔ لوعرف ذالك لماضاق قلبه ولما سأل عائشة كيفية الواقعة قلنا الجواب عن الاول ان الكفر ليس من المنفرات اما كونها فاجرة فمن المنفرات۔ والجواب عن الثانى انه عليه السلام كثيرا ما كان يضيق قلبهٗ من اقوال الكفار مع علم الفساد بتلك الاقوال قال الله تعالى ولقد نعلم انك يضيق صدرك بما يقولون ٥ فكان هٰذا من هٰذا الباب (تفسیر کبیر جلد ۶ صفحہ ۲۷۵)

ترجمہ:۔ یہ شبہ وارد کیا جاسکتا ہے کہ اگر حضور کو حقیقتِ واقعہ کا علم ہوتا تو کبھی انہیں دل کی پریشانی لاحق نہیں ہوتی اور حضرت عائشہ صدیقہ سے وہ واقعہ کی تفصیل دریافت نہ کرتے۔

اس میں پہلے شبہ کا جواب تو یہ ہے کہ منافقین کا حملہ چونکہ ناموس پر تھا اس لیے حضور کو پریشانی لاحق ہونا ایک طبعی امر تھا۔ کیونکہ نبی کی بیوی کی طرف فجور کی نسبت کفر کی نسبت سے بھی زیادہ سخت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کسی عورت کا کافر ہونا اخلاقی طور پر نفرت کا باعث نہیں ہوتا لیکن عورت کی بدچلنی معاشرے میں نہایت نفرت کی چیز سمجھی جاتی ہے۔

اور رہ گیا یہ سوال کہ واقعہ کی حقیقت سے باخبر ہو کر بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ الہٖ وبارک وسلم کیوں پریشان تھے تو تاریخِ نبوت میں دشمنوں کی طرف سے ایذا رسانی کا یہ کوئی پہلا واقعہ نہیں تھا۔ آئے دن کفار کے طعنوں اور بدگوئیوں سے حضور اکثر دل گرفتہ رہا کرتے تھے۔ حالانکہ حضور اچھی طرح جانتے تھے کہ کفار جو کچھ کہہ رہے ہیں وہ بالکل غلط اور بے بنیاد ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم میں حضور کی اس طبعی کیفیت کا اظہار ان لفظوں میں کیا گیا ہے:۔ وَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّكَ يَضِيْقُ صَدْرُكَ:۔ ترجمہ:۔ اور ہم اچھی طرح جانتے ہیں کہ کفار کی باتوں پر آپ دل گرفتہ رہا کرتے تھے۔ پس جسطرح کفار کے طعنوں کا غلط اور بے بنیاد ہونا جاننے کے باوجود بھی

حضور کو پریشانی لاحق ہوئی تھی اُسی طرح اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں بھی یہ جاننے کے باوجود کہ وہ الزام سے بری ہیں، منافقین کی بدزبانیوں سے حضور دل گرفتہ تھے۔ (جلوۂ حق صفحہ ۱۹۱)

اِس جواب پر اُس نے کہا کہ ہاں چلو، مان لیں گے کہ اُس وقت حضور کو وحیٔ الٰہی کا انتظار تھا۔ لیکن جب حضور غیب جانتے تھے تو آپ پھر طائف کیوں چلے گئے؟ اگر وہاں پر انہیں وحیٔ الٰہی کا انتظار تھا تو پھر یہاں کس کا انتظار تھا؟ کیا غزوۂ طائف میں انہیں پتھر کھانے کا انتظار تھا؟

میں نے کہا:۔ اِس سوال کا جواب بھی آپ سُن لیں۔ یہاں پر غزوۂ طائف میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ الہٖ وبارک وسلم کو اپنے ایمان کا مظاہرہ کرنا مقصود تھا، اور اِس جگہ انتہائی قابلِ غور بات یہ ہے کہ یہ ساری جدوجہد انسانی سطح پر ہوئی تھی اور اُس وقت خدا تعالیٰ اگر چاہتا تو سرکار کے پائے اقدس میں ایک کانٹا بھی نہ چبھنے دیتا۔ لیکن یہ نہیں ہوا۔ اور اِسلئے نہیں ہوا کہ ایسا اگر ہو گیا ہوتا تو پھر ہم پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی حجت قائم نہ ہوتی اور عمل کی مثال سامنے نہ آتی۔ انقلاب صرف عرب میں لانا مقصود نہ تھا بلکہ اُسے پوری دنیا میں لانا تھا۔ اور اسے انسانوں یا امت محمدیہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ہاتھوں آنا تھا۔ معجزے تو صرف انبیاء و رسل کے ساتھ مخصوص ہوتے ہیں، عام انسانوں سے تو ظاہر نہیں ہوتے، اگر سرکار کی ذاتِ اقدس کو اسلام کی دعوت و تبلیغ کے سلسلے میں کوئی تکلیف نہ پہنچتی تو آگے جو کام ہونا تھا اُس کے لئے حضور کی زندگی ہمارے لئے اُسوۂ حسنہ کیسے بنتی؟

اب تو تاریخ شاہد ہے کہ اللہ کے حبیب نے جو کچھ کیا وہ خالص انسانی سطح پر کیا۔ تکلیف اٹھا کر، دکھ سہہ کر، فاقے جھیل کر، دندانِ مبارک کی شہادت پیش کر کے اور پتھر اور بر داشت کر کے کیا ہے۔ یہ ہم پر حجت ہے۔ اسلام کی خاطر حضور اور صحابۂ کرام نے بے شمار مصائب جھیلے ہیں تب انقلاب برپا ہوا ہے۔ تمہاری طرح چلتہ چلتی بھوپال دلّی اور جگہ جگہ ـــ اجتماع کر کے نہیں، جو کافروں کو مسلمان بنانے کی بجائے

مسلمانوں کو منافق بناتے پھرتے ہیں۔

غزوات وسرایا سے متعلق سرکار کے علمِ غیب کو اگر جاننا ہے تو اِن احادیث کو ملاحظہ فرمائیں:۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت جعفر اور حضرت زید رضی اللہ عنہما کی خبر (میدانِ جنگ سے) آنے سے پہلے ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کی شہادت کے بارے میں بتا دیا اور آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔

(صحیح بخاری باب علامات النبوۃ فی الاسلام جلد دوم صفحہ ۳۶۸)

یہ واقعہ جنگِ مُوتہ کا ہے۔ مُوتہ بحیرہ لوط کے جنوبی گوشے کے قریب مشرقی جانب ایک شہر ہے۔ یہ پہلے شام میں تھا۔ آج کل اُردن میں ہے۔ چنانچہ حضرت علامہ شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس وقت حضرت حارث رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر سمع مبارک میں پہنچی تو بہت شاق گذرا۔ سرکار نے صحابہ سے فرمایا:۔ دشمنوں کی سرکوبی کیلئے چلو۔ چنانچہ موضع "جرف" میں تقریباً تین ہزار صحابہ مجتمع ہو گئے۔ اس کے بعد حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ الہٖ وبارک وسلم وہاں تشریف لے گئے اور فرمایا:۔ میں زید بن حارثہ کو تمہارا امیر مقرر کرتا ہوں۔ اگر وہ شہید ہو جائیں تو حضرت جعفر بن ابی طالب امیر ہیں۔ اگر جعفر بھی شہید ہو جائیں تو عبداللہ ابن رواحہ امیر مقرر ہوں۔ اگر وہ بھی شہید ہو جائیں تو مسلمان جس کو چاہیں امیر بنا لیں۔

(مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۲۵۲۔ مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح باب فی المعجزات جلد ۸ صفحہ ۱۸۶)

اِس کے متعلق ابن اِسحٰق کا بیان ہے کہ مجھ سے محمد بن جعفر بن زبیر نے عروہ بن زبیر کی روایت بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمادی الثانی ۸ھ میں شام کی طرف فوج روانہ فرمائی۔ اور اس پر زید بن حارثہ کو سالار مقرر کیا۔

(سیرۃ ابن ہشام جلد دوم صفحہ ۴۲۶)

غرض کہ حضرت زید بن حارثہ لشکرِ اسلام کے ساتھ "مُوتہ" کی جانب روانہ ہوئے پھر جب دونوں لشکر آمنے سامنے آئے اور صفیں سیدھی بھی ہو گئیں تو حضرت زید بن حارثہ

عَلَم لہراتے میدانِ کارزار میں تشریف لائے اور خوب جنگ کی اِس کی تفصیل مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۲۵۵ میں ملاحظہ فرمائیں۔

اُس وقت سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ الہٖ وبارک وسلم مدینہ منورہ میں جلوہ فرما تھے۔ مدینہ طیبہ اور مُوتہ کے درمیان تقریباً گیارہ سو کلومیٹر کا فاصلہ ہے۔ باوجود اس کے سرکار مسجد نبوی میں تشریف فرما ہیں اور میدانِ جنگ کے واقعات کی خبر دے رہے ہیں۔

چنانچہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ الہٖ وبارک وسلم نے حضرت زید، جعفر اور ابن رواحہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں لوگوں کو اُن کی شہادت کی خبر آنے سے پہلے ہی بتا دیا تھا۔ چنانچہ فرمایا:۔ اب جھنڈے کو زید نے سنبھالا، پس وہ شہید ہو گئے۔ پھر جعفر نے علم اٹھایا ہے اور وہ بھی شہید ہو گئے۔ پھر ابن رواحہ نے پکڑا۔ اور وہ بھی جامِ شہادت نوش کر گئے۔ اور یہ فرماتے ہوئے آپ کی چشمانِ مبارک اشکبار تھیں۔ یہاں تک کہ جھنڈے کو اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار نے جھنڈا سنبھال لیا ہے۔ یعنی خالد بن ولید نے اور اس کے ہاتھوں اللہ تعالیٰ نے کافروں پر فتح مرحمت فرمائی۔

(صحیح بخاری شریف باب مناقب خالد بن ولید جلد دوم صفحہ ۵۴۱۔ صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۂ مُوتہ من ارض الشام جلد ۲ صفحہ ۶۱۱)

جب مدینہ طیبہ کی مسجد نبوی میں زبانِ وحی ترجمان سے یہ الفاظ ادا ہو رہے تھے تو عین اُسی وقت وہاں سے سات سو میل دور مُوتہ کے میدان میں آپ کی رسالت کی تصدیق کرنے والے مجاہد سپہ سالار شہید ہو رہے تھے۔ یہ ہے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ الہٖ وبارک وسلم کا علمِ غیب اور حاضر وناظر ہونا۔ اُس زمانہ میں جھنڈا لشکر کے سردار کے ہاتھ میں ہوتا تھا۔ حضور انور کا یہ فرمانا کہ جھنڈا فلاں نے لیا، اِس کا مطلب ہے کہ وہ امیر لشکر بن گئے۔

یہاں پر غور طلب بات یہ ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خالد بن ولید

کو امارت کے لئے منتخب و نامزد نہیں کیا تھا۔ بلکہ یہ فرمایا تھا کہ مسلمان عبداللہ ابن رواحہ کی شہادت کے بعد جسے چاہیں اپنا امیر بنالیں۔ مگر اس کے باوجود حضرت عبداللہ بن رواحہ کی شہادت پر جونہی حضرت خالد بن ولید نے خود جھنڈا لے لیا اور لشکر کے امیر بن گئے، تو سرکار نے مسجد نبوی ہی میں بیٹھ کر اس کی بھی خبر دے دی۔

الغرض آپ خود اندازہ کریں کہ مُوتہ میں لڑی جانے والی اِس جنگ میں رونما ہونے والے واقعات کی قبل از وقت خبر دینے والے آقا حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کیوں کر غزوۂ طائف کے اُس انجام سے بے خبر رہ سکتے ہیں؟

نیز اِس کے علاوہ میدانِ جنگ میں مارے جانے والے ایک شخص سے متعلق تو حضور نے یہاں تک فرما دیا کہ "میں نے اسے دوزخ میں دیکھا ہے" حالانکہ ابھی قیامت بھی قائم نہیں ہوئی۔

چنانچہ امیر المومنین سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا:- یارسول اللہ! فلاں شخص شہید ہوا۔ آپ نے فرمایا:- ہرگز نہیں۔ میں نے اُسے جہنم میں دیکھا ہے۔ کیونکہ اُس نے مالِ غنیمت سے ایک چادر چرائی تھی۔ (جامع ترمذی بَابُ مَاجَآءَ فِی الْغُلُوْلِ جلد اول صـ۱۸۲)

سبحان اللہ! میدانِ حشر برپا ہونے سے پہلے ہی اِس بات کی خبر دیدی کہ "میری نگاہوں نے اُسے جہنم کے قید خانے میں دیکھا ہے" اور کیوں نہ دیتے، جب کہ عالم الغیب والشہادۃ نے تو ما کان و مایکون (جو کچھ ہو گذرا اور جو کچھ آئندہ ہوگا) کا بیان اُنھیں سکھا دیا تھا۔

قرآنِ حکیم میں اللہ جلّ شانہٗ کا ارشاد ہے:- وعلمك ما لم تكن تعلم ٥

(سورۂ نساء آیت ۱۱۳)

ترجمہ:- اور تمہیں سکھا دیا، جو کچھ تم نہ جانتے تھے۔ (کنز الایمان)

اِس آیت کی تفسیر میں امام المفسرین حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ای من الاحکام والغیب ٥ یعنی اللہ جلّ شانہٗ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم

کو احکام سکھائے اور غیب کی باتیں بتائیں۔

اور اسی آیت کے تحت امام عبداللہ بن احمد نسفی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے:- من امور الدین والشرائع او من خفیات الامور وضمائر القلوب یعنی آپ کو دین و شریعت کے امور سکھائے، چھپی ہوئی باتیں اور دلوں کے راز بتائے۔ (تفسیر مدارک شریف)

ایک اور جگہ قرآنِ حکیم میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:- خَلَقَ الْاِنْسَانَ عَلَّمَهُ الْبَیَانَ ٥

(سورۂ رحمٰن آیت ۳:۴)

ترجمہ:- انسانیت کی جان محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو پیدا کیا۔ ما کان و مایکون کا بیان اُنھیں سکھا دیا۔ (کنز الایمان)

اِس آیت کی تفسیر میں صاحبِ معالم التنزیل و خازن کا بیان ہے:- خلق الانسان ای محمدا علیہ الصلوٰۃ والسلام علمه البیان یعنی بیانِ ما کان و مایکون۔ انسان سے اِس آیت میں انسانِ کامل محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم مراد ہیں اور علمه البیان یعنی بیانِ ما کان و مایکون۔ کیونکہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اولین و آخرین کی خبریں دیتے تھے (تفسیر معالم التنزیل۔ خازن حسینی۔ خزائن العرفان)

خدا نے کیا تجھ کو آگاہ سب سے   دو عالم میں جو کچھ خفی و جلی ہے

(حدائق بخشش)

امام المحدثین حضرت علامہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے تو مرقاۃ شرح مشکوٰۃ شریف میں حضرت شیخ ابو عبداللہ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور تالیف "کتاب عقائد" سے یہاں تک نقل فرمایا ہے کہ نورِ ایمان کی قوت بڑھ کر بندہ حقائقِ اشیاء پر مطلع ہوتا ہے اور اُس پر غیب نہ صرف غیب بلکہ غیب کا غیب روشن ہو جاتا ہے:- یطلع العبد علی حقائق الاشیاء ویتجلی له الغیب وغیب الغیب ٥

(مرقاۃ شرح مشکوٰۃ بحوالہ خالص الاعتقاد صـ۱۳)

علمائے اہلسنت کے علاوہ علمائے دیوبند کے پیشوا محمد قاسم نانوتوی دیوبندی نے "تحذیر الناس" میں لکھا ہے کہ علومِ اولین اور علومِ آخرین سب علوم رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم میں مجتمع ہیں۔ (تحذیر الناس ص)

نیز علامہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :۔ لوگ کہتے ہیں کہ علم غیب انبیا و اولیا کو نہیں ہوتا، میں کہتا ہوں کہ اہلِ حق جس طرف نظر کرتے ہیں، دریافت و ادراکِ غیبیات کا اُنکو علم ہوتا ہے۔ (امداد المشتاق ص)

اور جماعت اسلامی کے پیشوا جناب مودودی صاحب نے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علمِ غیب کی بابت اِس بات کی قانونی تصریح فرمادی ہے کہ "علم غیب کے مسئلے میں یہ بات سب مانتے ہیں کہ کُلّی و ذاتی علمِ غیب اللہ تعالیٰ کے لئے مخصوص ہے اور اس بات سے کوئی بھی انکار نہیں کرتا کہ اپنے علمِ غیب کا جو حصّہ اور جتنا حصّہ اللہ تعالیٰ جس کو چاہے دے سکتا ہے"

(رسائل و مسائل حصّہ سوم ص ۴۹-۵۰ مطبوعہ اسلامک پبلیکیشنز لمیٹڈ لاہور۔ اکتوبر ۱۹۶۲ء گیارہویں اشاعت رہیں)

غرض کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم کو اللہ ربّ العزّت نے غیب کا علم عطا فرمادیا تھا اور آپ کو غیب کا علم تھا۔ تبھی تو آپ نے صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو اُس وقت سے لیکر قیامت تک ہونے والی تمام چیزوں کی خبر دیدی۔

چنانچہ امام مسلم، حضرت عمرو بن اخطب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم نے ہمیں فجر کی نماز پڑھائی اور منبر پر تشریف فرما ہوئے، ظہر کی نماز تک خطاب فرمایا، نماز عصر پڑھ کر پھر منبر پر جلوہ گر ہوئے اور غروبِ آفتاب تک خطاب فرمایا۔ آپ نے ہمیں قیامت تک ہونے والی چیزوں کی خبر دی۔ ہم میں سے بڑا عالم وہ تھا جس کا حافظہ زیادہ تھا۔ (صحیح مسلم شریف)

اِس حدیث سے آپ خود اندازہ فرمائیں کہ وہ نبی جس نے قیامت تک رونما ہونے والے واقعات کی خبر دی، اُسے پیٹھ پیچھے کی خبر کیسے نہیں ہوسکتی۔

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

وَاِنْ قَالَ فِیْ یَوْمٍ مَقَالَۃَ غَائِبٍ فَتَصْدِیْقُہَا فِی الْیَوْمِ اَوْ فِیْ ضُحَی الْغَدِ

(الروض الانف ۲: ۴)

ترجمہ:۔ اور اگر کسی دن کوئی غیب کی بات (آپ) بتاتے ہیں تو اسی دن یا دوسرے ہی دن اُس کی تصدیق ہوجاتی۔

اور اعلحضرت فاضلِ بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں:۔

سرِ عرش پر ہے تری گذر، دلِ فرش پر ہے تری نظر
ملکوت و ملک میں کوئی شئی نہیں وہ جو تجھ پہ عیاں نہیں

حضرت صفیہ بنت عبد المطلب فرماتی ہیں کہ بوقتِ ولادت جب میں نے چاہا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم کو پیراہن پہناؤں، تو آپ کی پشتِ انور پر دونوں شانوں کے مابین ایک گول نشان پایا۔ جس پر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ لکھا ہوا تھا۔ (طیب الوردہ شرح قصیدۂ بردہ ص ۴۸)

یہ تھی مہرِ نبوت۔ حضرت قاضی بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ خاتم نبوت (مہر نبوت) سرورِ عالم علیہ السلام کے دو کندھوں کے درمیان ایک ایسی علامت کا نام ہے، جس کے ساتھ آپ کو کتبِ سابقہ میں موصوف و ممتاز کیا گیا۔ اور اُس کو آپ کے نبیِّ موعود اور رسولِ منتظر ہونے کی نشانی بنایا گیا۔ نیز وہ اللہ تعالیٰ کی مہر ہے، جس سے آپ کے دلِ انور کی طرف وساوس و خواطر کے تطرق کا انسداد کیا گیا ہے۔ کیونکہ اس جانب سے شیطانی اثرات لوگوں کے دلوں کی طرف راہ پکڑتے ہیں۔ تو سیدِ عرب و عجم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم کو یہ اعزاز بخشا گیا کہ اِس راہ کو اس مہر سے بند کردیا گیا۔ نیز جب دلِ انور کو انوار و حکم سے پُر کردیا گیا تو مہر لگا کر اُن کو مضبوطی سے دلِ انور میں متمکن کردیا گیا اور احتمالِ خروج و ضیاع کو ختم کردیا گیا۔ خاتمِ نبوت گوشت کا ابھرا ہوا حصہ تھا جو کبوتری کے انڈے کے برابر تھا۔ ایک روایت میں ہے کہ گوشت کیساتھ محمد رسول اللہ لکھا ہوا تھا۔ اور بعد الوصال یہ خاتم النبوت جسدِ اطہر سے غائب ہو گئی تھی۔ (عمدۃ القاری جلد ثالث ص، حاشیۃ الوفاء ص ۴۳)

جس وقت حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کی ولادت ہوئی، حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اسی دوران میں نے ایک آواز سنی۔ منادی بآنگِ دہل کہہ رہا تھا کہ "انکو سرزمینِ مشرق و مغرب کی سیر کراؤ اور سمندروں میں لے جاؤ۔ تاکہ وہ آپ کے متبرک نام سے متعارف ہوجائیں"۔ (ماثبت بالسنۃ مترجم ص۵)

غرض کہ اُس نورِ محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کا ظہور ہوگیا جس کا ذکر خود خالقِ کائنات نے یوں بیان فرمایا ہے:۔ لَقَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ۔ الآیۃ (سورۂ توبہ آیت ۱۲۸)

ترجمہ:۔ بیشک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے۔ (کنز الایمان)

قرآں میں ہے مدح و ثنا میرے نبی کی تعریف کیا کرے کوئی اُمی لقبی کی

ہم اِس مقام پر میلادِ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کے متعلق مختصراً بیان کرکے گزر جانے کے بجائے کچھ تفصیل "عیدِ میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم" کے منانے سے متعلق تحریر کرتے ہیں، ملاحظہ فرمائیں:۔

مِیْلَادُ النَّبِی صلی اللہ علیہ وسلم

قرآنِ حکیم، صحیح بخاری و صحیح مسلم کی روشنی میں

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم اپنے یومِ میلاد کی تعظیم فرمایا کرتے اور اُس روز اپنے اوپر اللہ تبارک وتعالیٰ کی نعمتِ کبریٰ اور اس کائنات کے لئے اپنے وجودِ مبارک کے احسان پر اس کا شکر بجا لایا کرتے تھے، کیونکہ اِس سے ہر مخلوقِ خدا کو عزت و سعادت ملی۔

اِس تعظیم کا اظہار آپ روزہ رکھ کر فرمایا کرتے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک

وسلم سے دوشنبہ یعنی پیر کے روزے کے سلسلے میں پوچھا گیا (اس لئے کہ آپ ہر دوشنبہ کو روزہ رکھا کرتے تھے) تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ "میں اسی روز پیدا ہوا اور اسی روز مجھ پر وحی نازل کی گئی"۔ (صحیح مسلم باب کتاب الصیام م)

یہ جشنِ میلاد منانے کے مرادف ہے۔ ہاں البتہ صورت مختلف ہے۔ لیکن مقصود و مفہوم وہی ہے، خواہ وہ روزے رکھ کر ہو یا کھانا کھلاکر، یا ذکر کے لئے اجتماع کرکے، یا آپ پر درود وسلام بھیج کر، یا آپ کے فضائل وکمالات اور نعتِ رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم بیان کرکے۔ ہر ایک میں وہی بات پائی جاتی ہے۔

میلاد النبی آیت وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ کی روشنی میں

قرآنِ کریم کے سورۂ ابراہیم کی اٹھائیسویں آیت میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ "کیا تم نے انھیں نہ دیکھا جنہوں نے 'اللہ کی نعمت' ناشکری سے بدل دی"۔ (سورۂ ابراہیم آیت ۲۸)

اِس آیتِ کریمہ کی تفسیر میں حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جنہوں نے "اللہ کی نعمت" ناشکری سے بدل دی، وہ مکۂ مکرمہ والے کافر ہیں۔ (صحیح بخاری جلد دوم ص۸۲۲)

تو اس آیتِ کریمہ سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یہاں پر "اللہ کی نعمت" سے مراد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم ہیں، جو کہ کفارِ مکہ نے اللہ کی اِس نعمت کو جھٹلایا اور اس نعمتِ عظمیٰ کا شکر بجا نہیں لایا۔ جن لوگوں پر اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم کی آیت "لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ۔ الآیۃ (سورۂ آلِ عمران آیت ۱۶۴) کے تحت انہی میں سے ایک رسول مبعوث فرماکر انھیں اِس نعمت سے نوازا تھا۔

چنانچہ تفسیر قرطبی میں ہے: "اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ كُفْرًا) أی جعلوا بدل نعمۃ اللہ علیہم الکفر فی تکذیبہم محمدا صلی اللہ علیہ وسلم حین بعثہ اللہ منہم وفیہم فکفروا، والمراد مشرکو قریش وان الآیۃ نزلت فیہم۔ (تفسیر قرطبی الجزء التاسع ص۳۶۴ مطبوعہ دار الاحیاء التراث العربی بیروت لبنان)

ترجمہ:۔ کیا تم نے انھیں نہ دیکھا، جنہوں نے اللہ کی نعمت کفر سے بدل دی) یعنی اُنھوں نے

اللہ کی نعمت کو کفر سے بدل دیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کر کے۔ گویا محمد صلی اللہ علیہ وسلم "اللہ کی نعمت ہیں"۔ اِس لئے اس کا انکار اور جھٹلانا کفر ہے۔ جب کہ اللہ نے اُن کو اُنہی میں سے (مبعوث فرماکر) اُنہی میں بھیجا تو اُن لوگوں نے کفر کیا۔ اور مراد اس سے قریش کے مشرک ہیں اور انہی لوگوں کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔

اِسی طرح تفسیر خازن میں ہے:۔ لَمَّآ اَنْعَمَ عَلٰی قُرَیْشٍ بِمُحَمَّدٍ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ۔ اور اسی کے مثل تفسیرِ مدارک میں بھی ہے۔

غرض کہ یہ بات ثابت ہوئی کہ ان مفسّرینِ کرام کے نزدیک اس آیت میں نعمت اللہ سے مراد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ اٰلہٖ وبارک وسلم ہیں۔

چنانچہ سورۂ ابراہیم کی اُسی آیت اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ کُفْرًا۔ الآیۃ کی تفسیر میں خلیفۂ اعلیٰحضرت صدر الافاضل حضرت علامہ نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ بخاری شریف میں ہے کہ اُن لوگوں سے مراد کفار مکہ ہیں اور وہ نعمت جس کی شکر گزاری اُنہوں نے نہ کی وہ اللہ کے حبیب سیدِ عالم محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ اٰلہٖ وبارک وسلم ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کے وجود سے اِس امّت کو نوازا۔ اور اُن کی زیارت سراپا کرامت کی سعادت سے مشرف کیا۔ لازم تھا کہ اِس نعمتِ جلیلہ کا شکر بجالاتے۔ اور ان کی اتباع کر کے مزید کرم کے مورد ہوتے۔ (تفسیر خزائن العرفان)

اِسی طرح حافظ ابو نعیم احمد بن عبد اللہ اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی سند کیساتھ روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ اٰلہٖ وبارک وسلم کی بارگاہ میں گذارش پیش کی گئی کہ یا رسول اللہ! آپ مشرکین کی تباہی و بربادی کے لئے دُعا کیوں نہیں فرماتے؟ آپ نے فرمایا: مجھے نعمت بنا کر مبعوث فرمایا گیا ہے، عذاب بنا کر نہیں بھیجا گیا۔ (دلائل النبوۃ فصل اوّل۔ جواہر البحار شریف جلد اول ص ۲۰۶)

چنانچہ حضرت ابو عبد اللہ محمد بن سلیمان جزولی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا ہی خوب فرمایا ہے:۔

یَا رَحْمَۃَ اللّٰہِ اِنِّیْ خَائِفٌ وَّجِلٌ — اے اللہ کی رحمت میں خائف ہوں ڈرنے والا ہوں

یَا نِعْمَۃَ اللّٰہِ اِنِّیْ مُفْلِسٌ عَانٍ — ترجمہ: اے اللہ کی نعمت میں مفلس اور کنگال ہوں

(دلائل الخیرات حزب ثامن ص ۲۱۰)

غرض کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ اٰلہٖ وبارک وسلم، اللہ کی عظیم ترین نعمت ہیں۔

اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔ وَاَمَّا بِنِعْمَۃِ رَبِّکَ فَحَدِّثْ ۝ ترجمہ:۔ اپنے رب کی نعمتوں کا خوب چرچا کرو۔ (کنزالایمان، سورۂ ضحیٰ آیت ۱۱)

حضرت علامہ مولانا نقی علیخان علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ اٰلہٖ وبارک وسلم کی ولادت بڑی نعمت ہے اور آپ کی وفات سخت مصیبت ہے اور شریعت حکم کرتی ہے کہ نعمت کو ظاہر کرو (وَاَمَّا بِنِعْمَۃِ رَبِّکَ فَحَدِّثْ) اور اس کا شکر بجالاؤ۔ اور مصیبت پر صبر کرو اور اُسے چھپاؤ۔ پس ثابت ہوا کہ اس مہینے میں خوشی کا سامان واسطے اظہارِ شکر کے بہم پہنچانا اور غمِ وفات کو چھپانا مستحب ہے۔ (الکلام الاوضح ص ۲۱۳)

میلادُ النبی آیتِ قُلْ بِفَضْلِ اللّٰہِ وَبِرَحْمَتِہٖ فَبِذٰلِکَ فَلْیَفْرَحُوْا کی روشنی میں

اللہ کے فضل و رحمت کے حصول پر خوشی کا اظہار کرنا حکمِ خداوندی ہے۔ چنانچہ قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ اے محبوب! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ اٰلہٖ وبارک وسلم) فرما دیجئے کہ اللہ کے فضل اور اس کی رحمت (کے ملنے) پر چاہیئے کہ لوگ خوشی کریں۔ (سورۂ یونس آیت ۵۸)

تو اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اللہ کا فضل یعنی نعمت اور اُس کی رحمت کیا ہے؟ تو اِس کے جواب میں اہلِ ایمان یہ جانتے ہیں کہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ اٰلہٖ وبارک وسلم اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی نعمت اور رحمت ہیں۔ کہ باقی سب نعمتیں اُنہیں کا صدقہ ہیں اور آپ خود "رحمۃ للعالمین" ہیں۔ چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:۔ وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ ۝ ترجمہ:۔ اور ہم نے تمہیں سارے جہان کیلئے رحمت ہی بنا کر بھیجا ہے۔ (سورۂ انبیاء آیت ۱۰۷)

حافظ ابو نعیم احمد بن عبد اللہ اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی سن ۴۳۰ھ) اپنی کتاب "دلائل النبوۃ" میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے سرورِ کون و مکاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ اٰلہٖ وبارک وسلم کی بعثت کو دونوں جہانوں کیلئے رحمت بنایا ہے۔ جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:۔ وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ ۝ یعنی اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کیلئے۔ (دلائل النبوۃ فصل اول)

اور دوسری بات تو اس سے قبل ہی ہم بیان کر چکے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ اٰلہٖ وبارک

وسلم "اللہ کی نعمت" (نعمۃ اللہ) ہیں۔

ویسے کتاب "التہذیب" میں امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے قرآن حکیم میں آپ کو رسول، نبی، امّی، شاہد، مبشّر، قدیر، داعی الی اللہ، سراجِ منیر، رؤف، رحیم، مذکّر اور ہادی کے لقب سے نوازا۔ اور آپ کو تمام جہانوں کے لئے رحمت و نعمت بنا کر بھیجا۔ (التہذیب بحوالہ وسائل الوصول الیٰ شمائل الرّسول صفحہ ۲۰)

غرض کہ آپ کی ذاتِ مبارکہ پر خوشی منانا توحکمِ قرآن سے مطلوب ہے کہ اس آیت قُلْ بِفَضْلِ اللّٰہِ الآیۃ۔ میں اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت اور نعمت پر ہمیں خوشی منانے کا حکم دیا ہے۔ اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم تو اللہ کی عظیم ترین نعمت اور رحمت ہیں۔ چنانچہ حضرت صدر الافاضل علامہ نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ "کچھ شک نہیں کہ سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم کی تشریف آوری اللہ تعالیٰ کی عظیم ترین نعمت اور بزرگ ترین رحمت ہے۔ اسلئے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم کی ولادتِ مبارکہ کے دن عید منانا اور میلاد شریف پڑھ کر شکرِ الٰہی بجالانا اور اظہارِ فرح وسرور کرنا مستحسن ومحمود اور اللہ کے مقبول بندوں کا طریقہ ہے۔" (تفسیر خزائن العرفان)

میلاد النبی آیت وَذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰمِ اللّٰهِ "کی روشنی میں:-

حضور محدث اعظمِ ہند حضرت علامہ سید محمد اشرفی الجیلانی کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ نے ماہِ شوال ۱۳۶۹ھ میں جشنِ یومِ ولادتِ اعلیحضرت فاضلِ بریلوی قدس سرہٗ کے موقعہ پر ناگپور کے ایک عظیم الشان جلسہ میں خطاب فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ ہمارا اور آپ کا روزمرّہ کا مشاہدہ ہے کہ زندہ قومیں اُن کی قومیت کی شیرازہ بندی جس کے ہاتھوں سے ہو چکی اُس کی یادگار مناتی ہیں۔ اور اُس کو اپنی قومی زندگی کا بیمہ سمجھتی ہیں۔ دُنیا نے مان لیا ہے کہ جو قوم اپنے محسنوں کو بھول گئی تو زندگی نے سارے قوم کو بھلا دیا۔ اور موت کے منہ میں ڈال دیا۔ یہ قومیت کا فطری جذبہ نہ کسی دلیلِ نقلی کا محتاج ہے نہ بُرہانِ عقلی کا۔ اس کا تعلق صحیح انسانیت اور درستی ہوش وحواس سے ہے۔ جو افرادِ محسنینِ قوم کی یادگار منانے سے

چڑھنے لگتے ہیں تو اُن کو دنیا نے نہ صرف یہ کہ قومیت سے خارج قرار دیا بلکہ انھیں ایک خاص قسم کا پاگل سمجھ لیا گیا۔

یادگار منانا چونکہ فطری جذبہ ہے، لہٰذا اسلام جس کا دوسرا نام ہی دینِ فطرت ہے اس لئے اس میں اس جذبہ کو اُجاگر رکھنے کی تعلیم اپنے روحانی انداز میں بہت صاف وصریح موجود ہے۔ چنانچہ قرآنِ عظیم میں ارشاد ہوا کہ وَذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰمِ اللّٰهِ یعنی اللہ تعالیٰ کے دنوں کو یاد دلاتے رہو۔ (سورۂ ابراہیم آیت ۵)

اِس کی تفسیر میں امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ یہاں پر "ایام اللہ" سے مراد وہ ایّام ہیں جن میں واقعاتِ عظیمہ کا ظہور ہوا۔ (تفسیر کبیر)

حضور محدّث اعظمِ ہند علیہ الرحمۃ مزید فرماتے ہیں کہ یوں تو سب دن اللہ کے ہیں مگر کچھ ایسے دن بھی تو ہیں جن دنوں کو خاصانِ حق وبرگزیدانِ حق نے خصوصیات عطا فرمادیں اور جن کی یاد سے اللہ تعالیٰ یاد آجاتا ہے۔ وہ خاص دن کونسے ہیں؟ تو اِس کا جواب بھی قرآنِ حکیم ہی آپ کو دیتا ہوا نظر آئے گا۔ چنانچہ قرآنِ کریم میں مقبولانِ درگاہِ برحق کے لئے یہ بھی ارشاد فرمایا گیا ہے کہ سَلٰمٌ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَيَوْمَ يَمُوْتُ وَيَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا۔ یعنی ان پر اللہ تعالیٰ کا سلام ہے، اُن کی پیدائش کے دن اور اُن کے وصال کے دن اور جب وہ میدانِ محشر میں اُٹھیں گے۔ (سورۂ مریم آیت ۱۵)

اور اسی قرآنِ عظیم میں ایک دوسری جگہ اللہ تعالیٰ کے ایک مقبول بندے سیّدنا عیسیٰ علیٰ نبیّنا وعلیہ الصّلوٰۃ والسّلام کا واضح بیان بھی مذکور ہے کہ وَالسَّلٰمُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدْتُّ وَيَوْمَ اَمُوْتُ وَيَوْمَ اُبْعَثُ حَيًّا۔ یعنی (حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ) مجھ پر اللہ تعالیٰ کا سلام ہے، میری پیدائش کے دن اور میرے وصال کے دن اور جب میں میدانِ حشر میں ہونگا۔ (سورۂ مریم آیت ۳۳)

تو معلوم یہ ہوا کہ خود اللہ ربّ العزّت جلّ وعلا اور اس کے اولوالعزم رسول نے تین دنوں کا انتخاب فرمایا۔ جن کی یاد منانے کا ہمیں حکم دیا گیا۔ اور وہ ہے یومِ پیدائش یومِ وصال اور یومِ حشر ونشر، قرآنِ مجید میں ایسے ایّام کو ایامُ اللہ بھی فرمایا گیا ہے اور حکم دیا

گیا ہے کہ وَذَکِّرْھُمْ بِاَیّٰمِ اللّٰہِ یعنی اللہ کے دنوں کی یادگار مناؤ۔ یقیناً اللہ والوں کا دن اللہ ہی کا دن ہے۔ غرض کہ آیاتِ قرآنیہ نے تعیّنِ تاریخ کو معاذاللہ بدعتِ ضالّہ کہنے والوں پر جا بجا طمانچے مارے ہیں اور دینِ فطرت نے ہماری فطرت سے ہم کو روکا نہیں۔ بلکہ اُس کو اہمیت عطا فرما کر یادگار منانے پر مامور فرمایا ہے۔

بات میں بات نکلی ہے، یہاں جملہ معترضہ سُن لیجئے۔ کہ قرآنِ کریم میں خاصانِ خدا کے لئے تین وقتوں کی تعین فرمائی گئی ہے جو منائی جائے۔ ایک یومِ میلاد، جیسا کہ ہم مسلمان ہر سال میلاد شریف کی محفل کرتے ہیں۔ دوسرے یومِ وصال جیسا کہ ہم مسلمان اعراسِ بزرگانِ دین کرتے ہیں۔ یعنی کہ عُرس مناتے ہیں۔ لیکن تیسرا دن یومِ حشر ہے جو کہ مقبولانِ بارگاہِ الٰہی کی شفاعت فرمانے کا دن ہوگا۔ اور اُس کی یادگار منانا ہمارے بس کی بات نہیں۔ کہ وہ خود ہم پر کرم فرما کر منائیں۔ اور انشاء اللہ منائیں گے۔

تو قرآنی تعبیر یہ ہوئی کہ مسلمانو! یہ تین دن ہیں۔ اِن میں پیدائش و وصال منانا تمہارا کام ہے اور اگر تم اِس یادگار کو منانے کے عادی ہو جاؤ تو تیسرا دن محبوبانِ خدا کی شفاعت کا دن ہے۔ اُس کے مستحق ہو جاؤ گے۔ اور جو تمہیں کرنا ہے اگر نہ کیا تو شفاعت سے محروم رہو گے۔ یہی دیکھنے میں بھی آرہا ہے کہ جو اِن دو دِنوں (یعنی میلاد النبی اور عرس) کی یادگاروں کے منانے پر غم و غصّہ سے بھر جاتے ہیں اور اُسے شرک و بدعت قرار دیتے ہیں، وہ آج کھلم کھلا مسئلہ شفاعت کا انکار کرتے ہیں۔ یا اقرار ایسا کرتے ہیں جو انکار سے بھی بدتر ہے وہ انبیاء و اولیاء سے اِس طرح مایوس ہو چکے ہیں کہ قرآن نے انھیں کَمَا یَئِسَ الْکُفَّارُ مِنْ اَصْحٰبِ الْقُبُوْرِ[1] سے یاد فرمایا ہے۔ (مجدّد اعظم از محدّث اعظم ص۹۴۵۔ قاری کا امام احمد رضا نمبر ص۲۴۱-۲۴۳)

میلاد النبی آیت وَاذْکُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ کی روشنی میں:-

قرآن شریف کے سورۂ آلِ عمران کی ایک سو چونسٹھویں[۱۶۴] آیت میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے کہ لَقَدْ مَنَّ اللّٰہُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْھِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِھِمْ یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِہٖ الآیۃ۔ ترجمہ:۔ بے شک اللہ کا بڑا احسان ہُوا مسلمانوں پر کہ اُن میں اُنہی میں سے ایک

رسول بھیجا۔ جو اُن پر اُس کی آیتیں پڑھتا ہے اور اُن کو پاک فرماتا ہے۔ اور اُن کو کتاب و حکمت سکھاتا ہے۔ اور وہ ضرور اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے (سورۂ آل عمران آیت ۱۶۴)

گویا کہ ہم مسلمانوں پر اللہ تعالیٰ کا یہ سب سے بڑا احسان ہے کہ اُس نے ہمیں ہم میں سے ہی اپنے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم کو بھیجا، ہماری ہدایت کیلئے کہ اس سے پہلے تو ہم کھلی گمراہی میں تھے۔ ویسے قرآنِ حکیم میں اللہ تعالیٰ کی بے شمار نعمتوں کا ذکر موجود ہے۔ لیکن اللہ جل شانہٗ نے قرآن مجید میں ان نعمتوں کا جگہ جگہ ذکر تو فرمایا ہے مگر اِس طرح سے اِحسان جتا کر نہیں۔ جس طرح کہ اپنے محبوب کو بھیجنے کا ذکر فرمایا۔ کہ بیشک ہم نے مسلمانوں پر احسان فرمایا کہ اُن کو اپنا پیارا محبوب عطا فرمایا، ان کی ہدایت کیلئے۔ جس سے معلوم یہ ہوا کہ حضور پُرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم کی تشریف آوری تمام نعمتوں سے بڑی نعمت ہے اور کائنات کی جملہ نعمتوں سے افضل ترین نعمت ہے۔ اور آپ کی تشریف آوری ہم مسلمانوں پر اللہ تعالیٰ کا بہت ہی بڑا احسان ہے

اور قرآن حکیم میں ایک دوسری جگہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے؛ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْکُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰہِ۔ الآیۃ۔ یعنی اے ایمان والو، اللہ کا احسان اپنے اوپر یاد کرو۔ اسی طرح ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:۔ وَاشْکُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ اِنْ کُنْتُمْ اِیَّاہُ تَعْبُدُوْنَ۔ ترجمہ:۔ اور اللہ کی نعمت کا شکر کرو اگر تم اس کی عبادت کرتے ہو۔ (سورۂ النحل آیت ۱۱۴)

تو ماننا پڑے گا کہ اللہ کے اس عظیم احسان کو، جو ہمارے اوپر ہوا ہم یاد کریں اور اُسکا شکر بجا لائیں، نیز ہر سال عید میلاد النبی منا کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم کی اس دنیا میں تشریف آوری کی یاد تازہ کریں۔

میلاد النبی آیت وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ کی روشنی میں

سب سے پہلی محفل میلاد خود خالقِ کائنات نے اپنے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم کے ذکر کے لئے منعقد فرمائی۔ اِس بزم میں حضرت امام الانبیاء وافضل المرسلین سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی تشریف فرما تھے۔ خطاب خدا عزوجل

نے فرمایا۔ اور سامعین انبیاء کرام علیہم السلام تھے۔

خدا خود میرِ مجلس بود اندر لامکاں خسروؔ
محمد شمعِ محفل بود شب جائے کہ من بودم

جس کے ثبوت میں قرآن کریم کی آیت وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ ...... الآیہ (سورۂ آل عمران آیت ۸۱) آج بھی گواہ ہے۔ کہ پروردگارِ عالم اپنے سامعین یعنی انبیائے کرام علیہم السلام سے خطاب فرمارہا ہے کہ " اور یاد کرو جب اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں سے اُن کا عہد لیا کہ جو میں تم کو کتاب وحکمت دوں پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول جو تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمادے تو تم ضرور ضرور اُس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اُسکی مدد کرنا۔ فرمایا:۔ کیوں، تم نے اقرار کرلیا؟ اور اس پر میرا بھاری ذمہ لے لیا؟ سب نے عرض کیا:۔ ہم نے اقرار کیا۔ فرمایا:۔ تو ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ۔ اور میں خود تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں "۔ (کنزالایمان)

اس کے متعلق حضرت قاضی ابوالفضل عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے " کتاب الشفاء " میں تحریر فرمایا ہے کہ امام سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ عہد باری تعالیٰ جل علیٰ نے جملہ انبیائے کرام علیہم السلام کو حضرت آدم علیہ السلام کی پشتِ مبارک سے چھوٹے چھوٹے ذروں کی شکل میں نکال کر لیا تھا۔ (کتاب الشفاء القسم الاول باب اول بحوالہ جواہر البحار شریف)

میثاق کے دن سب نبیوں سے اقرار لیا تھا اُن کیلئے
اب آتے ہیں وہ سردارِ رُسل اب اُن کی ولادت ہوتی ہے

تحمیدِ خدا توصیفِ نبی، تسبیح وثنا تعظیمِ نبی
میلادِ نبی کی ہر محفل عنوانِ عبادت ہوتی ہے

غرض کہ سب سے پہلی محفلِ میلاد خود خالقِ کائنات نے منعقد فرمائی۔ اور اس محفل میں شانِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم اس طرح بیان فرمائی کہ جس کی مثال نہ آج تک کوئی پیش کرسکا ہے اور نہ پیش کرسکے گا۔

میلادالنبی ﷺ لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ کی روشنی میں

قرآن کریم کے سورۂ توبہ کی اس آیت میں پروردگارِ عالم خود اپنے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم کی میلادِ پاک اور نعتِ شریف بیان فرمارہا ہے کہ لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝ (سورۂ توبہ آیت ۱۲۸)

ترجمہ:۔ بے شک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے۔ تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے مسلمانوں پر کمال مہربان۔
(کنزالایمان)

امیر المؤمنین سیدنا علی کرّم اللہ وجہہٗ سے مروی ہے کہ نبی آخرالزماں علیہ التحیۃ والثنا نے مِنْ اَنْفُسِكُمْ کی تفسیر میں (اپنے) حسب ونسب اور صہر یعنی سسرال کا ذکر کیا اور فرمایا کہ میرے آباؤاجداد میں سے کوئی بھی زنا سے نہیں پیدا ہوا۔ بلکہ سب نکاح کے ذریعہ پیدا ہوئے۔
(جواہر البحار شریف جلد اول ص۳۳)

ترمذی شریف کی حدیث ہے کہ حضرت مطلب بن ابی وداعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم میں حاضر ہوئے، گویا کہ انھوں نے کوئی بات سُنی تھی۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم منبر پر کھڑے ہوئے اور فرمایا:۔ " میں کون ہوں؟" صحابہ کرام نے عرض کیا:۔ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ آپ پر سلام ہو۔ آپ نے فرمایا:۔ " میں محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا فرمایا تو مجھے اُن میں سے بہترین رکھا۔ پھر اُن کے دو گروہ بنائے تو مجھے اچھے گروہ میں رکھا۔ پھر قبائل بنائے تو مجھے بہترین قبیلہ میں رکھا۔ پھر اُن کے خاندان بنائے تو مجھے اُن میں سے اچھے خاندان میں رکھا۔ اور سب سے اچھی شخصیت بنایا "۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔
(جامع ترمذی جلد دوم ص۲۰۱)

اس حدیث میں آپ خود ملاحظہ فرمائیں اور غور فرمائیں کہ یہاں پر خود حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم نے اپنی پیدائش کا بیان اور اپنے عالی نسبی ہونے کی

تعریف یعنی نعتِ پاک کھڑے ہوکر بیان فرمائی ہے۔ جیسے اصحابِ رسول نے سماعت فرمایا۔

جب قرآن وحدیث سے ہی یہ بات ثابت ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کی میلادِ پاک اور نعتِ شریف بیان فرمانا، اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کی سنّت ہے۔ تو اسی سنّت کو اپناتے ہوئے جب ہم بھی کھڑے ہوکر محفلِ میلاد میں اللہ کے پیارے حبیب اور ہم سنّیوں کے آقا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کی تعریف یعنی نعتِ پاک بیان فرمائیں (جوکہ ایک سنّتِ رسول بھی ہے)، جیسے صحابہ کرام کی طرح سنّی مسلمان یا غلامانِ مصطفیٰ وعاشقانِ رسول سماعت فرمائیں تو کیونکر یہ ادا بدعت ہوسکتی ہے؟

چنانچہ خلیفۂ اعلیٰحضرت صدر الافاضل حضرت علامہ نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمۃ نے قرآنِ حکیم کی اسی آیت لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ کی تفسیر میں اس کی کیا ہی خوب وضاحت فرمادی ہے۔ ملاحظہ فرمائیں، حضرت علامہ فرماتے ہیں کہ اس آیتِ کریمہ میں سیّدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کی تشریف آوری یعنی آپ کی میلادِ مبارک کا بیان ہے۔ ترمذی شریف کی حدیث سے بھی ثابت ہے کہ سیّدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم نے اپنی پیدائش کا بیان قیام کرکے (کھڑے ہوکر) فرمایا۔

مسئلہ:۔ اس سے معلوم ہوا کہ محفلِ میلادِ مبارک کی اصل قرآن وحدیث سے ثابت ہے۔

(تفسیر خزائن العرفان)

چلتے چلتے مسئلہ قیامِ میلاد کے ثبوت میں ایک واقعہ بھی ملاحظہ فرماتے چلیں:۔

حضرت علامہ امام تاج الدین عبدالوہاب سبکی ابن امام تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے "طبقاتِ شافعیۃ الکبریٰ" میں لکھا ہے کہ حضرت علامہ امام حافظ علی ابوالحسن تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ ـــ جن کا انتقال ۷۵۶ھ میں ہوا، دمشق کی جامع اموی میں محراب کے پاس اپنے ہم عصر علماء وفضلاء کی جماعت میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک مدّاحِ رسول نے حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کی مدح میں حضرت یحیٰ صرصری رحمۃ اللہ علیہ کا "قصیدۂ بائیہ در مدحِ خیر البریہ" پڑھا:۔

قَلِيْلٌ لِمَدْحِ الْمُصْطَفٰى الْخَطُّ بِالذَّهَبِ عَلٰى فِضَّةٍ مِنْ خَطِّ اَحْسَنِ مَنْ كَتَبَ
وَاَنْ يَنْهَضَ الْاَشْرَافُ عِنْدَ سَمَاعِهٖ قِيَامًا صُفُوْفًا اَوْ جِثِيًّا عَلَى الرُّكَبِ
اَمَا اللهُ تَعْظِيْمًا لَهٗ كَتَبَ اسْمَهٗ عَلٰى عَرْشِهٖ يَا رُتْبَةً سَمَتِ الرُّتَبِ

ترجمہ:۔ اگر چاندی کی تختی پر سونے کے حروف سے اچھے سے اچھا خوش نویس یا بہترین کاتب جنابِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کی مدح لکھے، تب بھی کم ہے۔ بے شک عزت وشرف والے لوگ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کا ذکرِ جمیل سُن کر صف بستہ قیام کرتے ہیں یا گھٹنوں کے بل دوزانو ہوجاتے ہیں۔ خیال کرو کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کی تعظیم کا اظہار کرتے ہوئے عرشِ اعظم پر اُن کے اسمِ گرامی کو تحریر فرمایا ہے۔ یہ کیا ہی اعلیٰ مرتبہ ہے جو سب مرتبوں سے اعلیٰ تر ہے۔

جس وقت پڑھنے والے (مدّاحِ رسول) نے دوسرا شعر پڑھا تو اِس شعر کو سُن کر امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ فوراً کھڑے ہوگئے۔ اور اُس وقت تمام اہلِ مجلس، جتنے علماء وفضلاء اور مشائخ تھے، سب کے سب اُن کے ساتھ کھڑے ہوگئے۔ اور اُس وقت بڑا اُنس حاصل ہوا۔ آپ پر اور مجلس پر اُس وقت ایک خاص کیفیت طاری ہوگئی اور کافی دیر تک وہ حالت رہی۔ (طبقاتِ شافعیۃ الکبریٰ جزء ۶ صفحہ ۱۹۴)

یاد رہے کہ اس واقعہ کو حضرت علامہ علی ابنِ برہان الدین حلبی رحمۃ اللہ علیہ نے "سیرتِ حلبیہ (انسان العیون فی سیرۃ الامین المامون)" میں اور حضرت علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ نے "تفسیر روح البیان" میں بھی نقل فرمایا ہے اور اس واقعہ کو نقل فرمانے کے بعد لکھتے ہیں: وَكَفٰى مِثْلُ ذٰلِكَ فِي الْاِقْتِدَاءِ۔ یعنی "اور اس قسم کے واقعات علماء ومشائخ کی اقتداء کے بارے میں کافی ہوتے ہیں۔" نیز فرماتے ہیں کہ امام تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ اُمّتِ محمدیہ کے وہ جلیل القدر عالم وامام ہیں، جو دین وتقویٰ میں ائمہ کے مقتدا ہیں۔ اور اس پر اُن کے تمام ہمعصر علماء ومشائخِ کرام اُن کے تابع ہوئے۔

(سیرتِ حلبیہ عربی جلد اول صفحہ ۸۰۔ تفسیر روح البیان جلد ۹ صفحہ ۵۶)

تو ثابت ہوا کہ مسئلہ قیامِ میلاد میں امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ اور اُن کے ہمعصر علماء ومشائخ

کی اقتدا ہمارے لئے کافی ہے۔

چنانچہ خواجہ غریب نواز معین الدین چشتی اجمیری حسن سنجری رحمۃ اللہ علیہ نے کیا ہی خوب فرمایا ہے۔

یک زمانہ صحبتے با اولیاء — بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

میلادُالنبیؐ پر خوشی منانے کا صِلہ

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ثویبہ پہلے ابو لہب کی لونڈی تھیں۔ جب ابولہب نے اُسے آزاد کر دیا تو اُس نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم کو دودھ پلایا۔ جب ابو لہب مر گیا تو اس کے گھر والوں میں سے کسی نے اُسے بُرے حال میں دیکھا۔ اُس نے ابولہب سے پوچھا کہ تمہارے ساتھ کیا گذری؟ ابولہب نے جواب دیا کہ تم سے جدا ہوتے ہی سخت عذاب میں پھنس گیا ہوں ماسوائے اس کے کہ ثویبہ کو آزاد کرنے کے باعث (جن انگلیوں سے اُسے آزاد کیا تھا) اُمیں سے مجھے پانی پلا دیا جاتا ہے۔ (صحیح بخاری جلد سوم باب کتاب النکاح)

اس حدیث کی شرح میں عظیم محدّث امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "فتح الباری شرح صحیح البخاری" میں لکھا ہے کہ امام سہیلی نے ذکر فرمایا ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ابولہب جب مر گیا تو میں نے ایک سال بعد اُسے خواب میں دیکھا کہ وہ بہت بُرے حال میں ہے اور کہہ رہا ہے کہ تم سے جُدا ہونے کے بعد مجھے کوئی راحت نصیب نہیں ہوئی (بلکہ سخت عذاب میں مبتلا ہوں) لیکن اتنی بات ضرور ہے کہ ہر پیر کے دن میرے عذاب میں تخفیف کر دی جاتی ہے۔ (فتح الباری شرح صحیح البخاری جلد ۹ صفحہ ۱۱۸)

پیر کے روز تخفیفِ عذاب کا سبب بھی حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا:۔

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم ولد یوم الاثنین وکانت ثویبۃ بشرت ابولہب بمولدہ فاعتقہا:۔ یعنی یہ اس وجہ سے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پیر کے دن پیدا ہوئے۔ اور ثویبہ نے جب ابولہب کو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم کی ولادت کی بشارت (خوشخبری) سنائی تو ابولہب نے اُسے آزاد کر دیا تھا۔ (فتح الباری شرح صحیح البخاری جلد ۹ صفحہ ۱۱۸۔ فتح الباری

جلد ۹ صفحہ ۱۴۵ مطبوعہ بیروت لبنان)

یہ روایت حضرت علامہ بدر الدین عینی حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی "عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری جلد ۲۰ صفحہ ۹۵ پر ارقام فرمائی ہے۔

اور حضرت علامہ حافظ شمس الدین محمد بن ناصر الدین دمشقی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب "مورد الصادی فی مولد الہادی" میں تحریر فرماتے ہیں:۔ یہ بات پایۂ صحت کو پہنچ گئی ہے کہ دوزخ میں ہر پیر کو ابولہب کے عذاب میں تخفیف ہو جاتی ہے۔ کیونکہ اُس نے ثویبہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تولّد شریف کی خوشی میں آزاد کر دیا تھا۔ (حسن المقصد فی عمل المولد)

اسی طرح حضرت امام القراء علامہ حافظ شمس الدین ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "عرف التعریف بالمولد الشریف" میں لکھا ہے جسے امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رسالہ "حسن المقصد فی عمل المولد" میں اور شارح بخاری امام احمد شہاب الدین قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "مواہب اللدنیہ" میں امام القراء علامہ ابن جزری رحمۃ اللہ علیہ سے نقل فرمایا ہے کہ "شبِ میلاد کی خوشی کی وجہ سے جب ابو لہب جیسے کافر کہ جس کی مذمت میں قرآن نازل ہوا (جس کا ذکر سورۂ لہب میں ہے) کا یہ حال ہے کہ اُس کے عذاب میں تخفیف ہوتی ہے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم کے اُمتی موحد مسلم کا کیا حال ہوگا؟ جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم کے میلاد کی خوشی میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے محبت کی وجہ سے اپنی استطاعت کے موافق خرچ کرتا ہے۔ قسم ہے میری عمر کی!۔ اس کی جزا یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ اُسے اپنے فضلِ عمیم سے جنّاتِ نعیم میں داخل فرما دیگا۔"

(حسن المقصد فی عمل المولد۔ مواہب اللدنیہ جلد اول صفحہ ۲۷ مطبوعہ مصر)

اس کے علاوہ امام عبدالرحمٰن ابنِ جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ ابولہب کافر جس کی مذمت قرآنِ کریم میں (سورۂ لہب) میں وارد ہے۔ جب کہ اُس کو ولادتِ رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم کی خوشی منانے میں اپنی لونڈی ثویبہ کو آزاد کرنے

کا یہ صلہ ملا ہے کہ وہ دوزخ میں بھی ایک رات کے لئے فرحت و مسرت سے ہمکنار ہو جاتا ہے تو ان مسلمانوں کے حال پر غور کیا جائے جو آپ کی ولادت باسعادت پر مسرتوں کا اظہار کرتے اور آپ کی محبت میں بقدرِ استطاعت خرچ کرتے ہیں۔ میری جان کی قسم! شبِ ولادتِ رسالتمآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم میں اظہارِ مسرّت کے سبب اللہ تعالیٰ اپنے عام فضل وکرم سے اظہارِ مسرّت کرنے والوں کو جنّت کے باغوں میں داخل فرمائے گا۔ مسلمان ہمیشہ محفلِ میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم منعقد کرتے آئے ہیں۔ محفلِ میلاد کے ساتھ ہی دعوتیں دیتے، کھانے وغیرہ پکواتے اور غریبوں کو طرح طرح کے تحفے تحائف تقسیم کرتے، خوشی کا اظہار کرتے اور دل کھول کر خرچ کرتے ہیں نیز ولادت باسعادت پر قرآن خوانی کراتے اور اپنے مکانوں کو مزین کرتے ہیں۔ ان تمام افعالِ حسنہ کی برکت سے ان لوگوں پر اللہ کی برکتوں کا نزول ہوتا رہتا ہے۔

(ماثبت بالسنۃ ص۸۵۔ الانوار المحمدیہ من المواہب اللدنیہ ص۲۹)

چنانچہ حضرت علامہ مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا ہی خوب فرمایا ہے:۔

نثار تیری چہل پہل پر ہزار عیدیں ربیع الاوّل
سوائے ابلیس کے جہاں میں سبھی تو خوشیاں منا رہے ہیں
شبِ ولادت میں سب مسلماں نہ کیوں کریں جان و مال قرباں
ابولہب جیسے سخت کافر خوشی میں جب فیض پا رہے ہیں

باوجود اس کے، جو لوگ میلاد النبی پر خرچ کرنے اور میلاد النبی کی شب جگہ جگہ روشنی کا انتظام کرنے اور اپنے گھروں میں جا بجا چراغاں کرنے کو فضول خرچی و اسراف قرار دیتے ہیں، ان کی عبرت کے لئے ہم حضرت شیخ احمد خضرویہ رحمۃ اللہ علیہ کا ایک واقعہ اور بخاری شریف کی ایک حدیث بیان کرتے ہیں ملاحظہ فرمائیں اور اپنے اسلاف کی ان سنتوں سے سبق حاصل کریں:۔

حضرت شیخ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ نے "تذکرۃ الاولیا" میں اور حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے "احیاء العلوم" میں حضرت سید ابوعلی رودباری رحمۃ اللہ علیہ سے

نقل فرمایا ہے کہ حضرت شیخ احمد خضرویہ رحمۃ اللہ علیہ کے گھر ایک دوسرے مقبولِ حق تشریف لائے۔ حضرت احمد خضرویہ نے اپنے گھر میں سات چراغ روشن کئے۔ مہمان بزرگ نے فرمایا کہ یہ تکلّف کیوں کیا؟ حضرت احمد خضرویہ نے فرمایا کہ آپ اٹھئے اور جو چراغ میں نے خدا کے واسطے روشن نہ کیا ہو، اسے بجھا دیجئے۔ مہمان بزرگ اٹھے اور ان چراغوں کو بجھانے لگے۔ مگر ان میں سے کسی چراغ کو بھی نہ بجھا سکے۔

حضرت احمد خضرویہ دوسرے روز اپنے مہمان بزرگ کو ساتھ لے کر ایک کلیسا کے دروازے پر پہونچے۔ اس کلیسا کے دروازے پر عیسائیوں کا سردار بیٹھا ہوا تھا۔ اس سردار نے حضرت شیخ احمد خضرویہ سے کہا:۔ آئیے۔ دسترخوان بچھ رہا ہے۔ کھانا کھائیے آپ نے فرمایا کہ دوست دشمنوں کیساتھ کوئی چیز نہیں کھایا کرتے۔ اس نے کہا:۔ تو پھر آپ مجھے مسلمان کر لیجئے۔ چنانچہ آپ نے اسے کلمہ پڑھا کر مسلمان کر لیا۔ اس سردار کیساتھ اس کی قوم کے ستّر افراد بھی تھے۔ انھوں نے جب اپنے سردار کو مسلمان ہوتے دیکھا تو وہ سب بھی مسلمان ہو گئے۔ اسی رات آپ نے خواب میں خدا تعالیٰ کی طرف سے ہاتفِ غیبی کی صدا سنی:۔ "تم نے ہمارے واسطے سات چراغ روشن کئے اور ہم نے تمہارے واسطے تیرے ذریعہ ستّر دلوں کو نورِ ایمان سے روشن کر دیا۔"

(احیاء العلوم۔ تذکرۃ الاولیاء ص۳۶۰)

تو معلوم یہ ہوا کہ جو بھی کام اللہ کی خوشنودی کے لئے کیا جائے اسے تکلّف یا اسراف نہیں کہا جا سکتا۔ یہاں حضرت شیخ احمد خضرویہ رحمۃ اللہ علیہ کے اس واقعہ سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ عید میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کے موقعہ پر جو چراغاں کی جاتی ہے اسے تکلّف یا اسراف یا بدعت سمجھنا سراسر غلط ہے۔ کیونکہ اسمیں بجز اس کے کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کی خوشی کا مظاہرہ ہو، اور کوئی نیت نہیں ہوتی۔ اس کے علاوہ ہمیں یہ بھی اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ جو لوگ اللہ کے محبوب کی خوشی مناتے ہوئے اپنے گھروں کو روشن کرتے ہیں، اللہ بھی اپنے محبوب کے صدقہ میں انشاء اللہ ان کی قبروں کو روشن کرے گا۔

میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم بدعتِ حسنہ ہے

آج کل بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو اسے بدعت قرار دیتے ہیں۔ لیکن یہ نہیں جانچتے کہ یہ بدعتِ ضلالت ہے یا بدعتِ حسنہ؟ اس لئے کہ بدعت کی دو قسمیں ہیں۔ چنانچہ حضرت ربیع علیہ الرحمۃ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت فرماتے ہیں کہ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:۔ جدّت (بدعت) یعنی نئے پیدا شدہ اُمور دو قسم پر ہیں۔ ایک جدّت تو وہ ہے جو کتاب (یعنی قرآن مجید) یا سنت یا اجماع یا اثر کے خلاف ہو' اور یہی "بدعتِ ضلالت" ہے۔ اور دوسری وہ جدت جس میں خیر ہو اور ان میں سے کسی چیز کے خلاف نہ ہو (یعنی قرآن یا سنّت یا اجماع یا اثر کے خلاف نہ ہو) وہ "بدعتِ حسنہ" (محمود) ہے۔ اگرچہ وہ محدث ہے یعنی جدید ہے۔ (الباعث علی انکار البدع والحوادث ۔ الدر المنظم ص۹۹)

یاد رہے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول کو امام بیہقی نے بھی "مناقب شافعی" میں سند کے ساتھ نقل فرمایا ہے۔ اور حضرت ربیع علیہ الرحمۃ جو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے عبارت نقل کئے ہیں یہ امام شافعی کے خاص شاگرد ہیں۔

اِسی کے متعلق صحیح بخاری شریف کی ایک حدیث ملاحظہ فرمائیں:۔

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے بلایا۔ جب کہ یمامہ والوں سے لڑائی ہو رہی تھی۔ اور اُس وقت حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اُن کے پاس تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق نے فرمایا کہ حضرت عمر میرے پاس آئے اور کہا کہ جنگِ یمامہ میں قرآن کریم کے کتنے ہی قاری شہید ہو گئے ہیں اور مجھے خدشہ ہے کہ قاریوں کے مختلف مقامات پر شہید ہو جانے کے باعث قرآنِ مجید کا اکثر حصہ جاتا رہے گا۔ لہٰذا میری رائے یہ ہے کہ آپ قرآن کریم کے جمع کرنے کا حکم فرمائیں۔ میں نے حضرت عمر سے کہا۔ میں وہ کام کیسے کروں جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا؟ حضرت عمر نے فرمایا:۔ "اللہ کی قسم! یہ اچھا کام ہے" حضرت عمر بار بار مجھ سے اصرار کرتے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس چیز کے لئے میرا سینہ بھی کھول دیا' جس کے لئے حضرت عمر کا سینہ کھولا تھا۔ اور اِس

بارے میں میری بھی وہی رائے ہو گئی۔ حضرت زید بن ثابت فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق نے فرمایا:۔ (اے زید!) تم عقلمند نوجوان ہو۔ میں تمہیں کوئی الزام نہیں دیتا۔ تم نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کی وحی لکھا کرتے تھے۔ پس اب تم قرآن کی متفرق آیات اور سورتوں کو تلاش کرو۔ حضرت زید نے عرض کیا:۔ اللہ کی قسم! اگر وہ مجھے کسی پہاڑ کے منتقل کرنے کی تکلیف دیتے تو وہ مجھ پر اِس کام سے زیادہ بھاری نہ ہوتا۔ (اسلئے) میں نے عرض کیا، آپ وہ کام کیسے کرتے ہیں جسے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم نے نہیں کیا؟ حضرت ابوبکر صدیق نے فرمایا:۔ خدا کی قسم! یہ اچھا کام ہے"۔ (صحیح بخاری جلد دوم ص۹۸۸)

تو اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اچھا کام اگرچہ عہدِ نبوت میں نہ ہوا ہو' اُس کا کرنا مستحسن بلکہ بعض اوقات واجب تک ہو جاتا ہے۔ ہاں' وہی بات بدعتِ مذمومہ ہو گی' جو شریعت سے متصادم ہے۔ لہٰذا ہر نئی بات کو بدعتِ مذمومہ کہنا اور اُس کا رد کرنا صریحاً جہالت پر مبنی ہے۔

(حاشیہ جامع ترمذی جلد دوم ص۱۲۶)

ہر بدعت حرام نہیں ہوتی۔ اگر ایسا ہوتا تو حضرت ابوبکر صدیق' حضرت عمر' اور زید بن ثابت رضوان اللہ علیہم اجمعین کا یہ قرآن جمع کرنا اور حفاظ و قراء صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جنگِ یمامہ میں شہادت کے بعد ضیاع کے خوف سے اُسے مصاحف میں لکھنا بھی حرام ہوتا۔ اور نمازِ تراویح میں ایک امام کے پیچھے لوگوں کا باجماعت نماز ادا کرنا بھی حرام ہوتا۔ جسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سرانجام دیا اور اِسے "نِعْمَةُ الْبِدْعَةِ هٰذِهٖ" فرمایا۔ اسی طرح میناروں پر اذان دینا' مدارس' مسافر خانے' شفاخانے' یتیم خانے' اور قید خانے تعمیر کرنا بھی حرام ہوتا۔ اور ہم پر واجب ہوتا کہ کفار کے ساتھ تیر و کمان اور تلوار و نیزہ ہی سے جنگ کریں۔ خواہ وہ گولیوں' توپوں' ٹینکوں' میزائلوں' بحری بیڑوں' ہوائی جہازوں' آبدوز کشتیوں' جاسوس طیاروں' اور ایٹمی ہتھیاروں کیساتھ ہم سے جنگ کرتے رہیں۔ کیونکہ یہ سب چیزیں نہ تو دورِ نبوی میں تھیں اور نہ ہی نبی کریم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم نے ان میں سے کسی چیز کا استعمال کیا ہے۔ اسی طرح میلاد کی محفلیں بھی عہدِ رسالت میں نہیں ہوا کرتی تھیں' اِس لئے یہ بدعت تو ہے لیکن "بدعتِ حسنہ" ہے۔

جس کے متعلق حضرت علامہ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اپنے ایک رسالہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ شارحِ صحیح بخاری شیخ الاسلام علامہ حافظ ابو الفضل امام احمد بن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ سے مولود شریف کے بارے میں دریافت کیا گیا تو انھوں نے جواب دیا کہ مولود شریف کی اصل تو بدعت ہے، پہلی تین صدیوں میں سلفِ صالحین سے منقول نہیں کہ انھوں نے مولود شریف کی محفل قائم کی ہو۔ باوجود اس بات کے یہ ضروری ہے کہ۔ مولود شریف کی محفل منعقد کرنے میں خوبیاں بھی ہیں اور خرابیاں بھی ہیں۔ جو شخص خوبیوں کو لیتے ہوئے اور خرابیوں سے بچتے ہوئے میلاد شریف کرتے تو یہ "بدعتِ حسنہ" ہے۔

(حسن المقصد فی عمل المولد للسیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)

غرض کہ "عید میلاد النبی" منانا ہمارے اسلاف کی سنّت ہے اور مستحقِ اجر و ثواب کا باعث ہے۔ اِس سے وہی لوگ محروم ہیں جو اپنے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم سے عداوت رکھتے ہیں۔ اور وہی لوگ اسے شرک و بدعت قرار دیتے ہیں جن کے دل بغض و عناد اور رسول دشمنی سے بھرپور ہیں۔

چنانچہ حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ "محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم" منعقد کرنے کے خصوصی تجربے یہ ہیں کہ میلاد کرنے والے سال بھر تک اللہ کی حفظ و امان میں رہتے ہیں اور حاجت روائی و مقصود برآوری کی خوشیوں سے جلد تر ہم آغوش ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُن پر رحمتیں نازل کرتا ہے جو میلاد النبی کی شب کو عید مناتے ہیں۔ اور جس کے دل میں عناد اور دشمنی کی بیماری ہے، وہ اپنی دشمنی میں اور زیادہ سخت ہو جاتا ہے۔ (ماثبت بالسنۃ ص۸۵)

اب ہم اپنے اصل موضوع پر آتے ہیں۔ چنانچہ بیہقی اور ابن عساکر نے ابو الحکم تنوخی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی کہ انھوں نے کہا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کی ولادت ہوئے جب ساتواں روز ہوا اور عبد المطلب نے (عقیقہ میں) قربانی کی اور برادری کو کھانے پر بلایا تو فراغت کے بعد انھوں نے پوچھا:۔ اے سردار (مطلب)! آپ نے اپنے پوتے کا کیا نام رکھا ہے؟ تو عبد المطلب نے بتایا:۔ "میں نے اُس کا نام 'محمد'

رکھا ہے" (صلی اللہ علیہ وسلم)۔ قریشی مہمانوں نے کہا:۔ اپنے ہاں کے خاندانی ناموں سے آپ نے کیوں انحراف کیا؟ فرمایا:۔ میری خواہش ہے کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں میں اس کی مدح فرمائے یعنی تعریف اور حمد و ثنا کرے اور زمین پر مخلوق اُس کی مدح کرے (خصائص الکبریٰ جلد اول ص۱۲۵)

ویسے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کا یہ نامِ نامی خود اللہ جل شانہٗ نے رکھا۔ لیکن ظاہری طور پر آپ کا یہ نام آپ کے دادا عبد المطلب نے رکھا۔ چنانچہ ابن عساکر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انھوں نے فرمایا:۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم جب پیدا ہوئے تو حضرت عبد المطلب نے ایک دُنبہ کا عقیقہ کیا۔ اور حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کا نام 'محمد' رکھا۔ اِس موقعہ پر کسی نے اُن سے کہا:۔ اے ابو الحارث! کیا وجہ ہے کہ آپ نے اپنے پوتے کا نام 'محمد' رکھا اور اپنے آباؤ اجداد کے ناموں پر نام نہ رکھا؟ عبد المطلب نے جواب دیا:۔ میں نے چاہا کہ آسمانوں میں اللہ تعالیٰ میرے پوتے کی مدح فرمائے اور زمین پر ساکنانِ خاک آپ کی تعریفیں کریں۔ اور اللہ تعالیٰ نے حضرت عبد المطلب کی اس آرزو کو اِس طرح پورا فرما دیا کہ آج آفاق اِس نامِ نامی سے گونج رہا ہے۔ (خصائص الکبریٰ جلد اول ص۱۸۵)

حضرت علامہ الشیخ امام احمد شہاب الدین القسطلانی رحمۃ اللہ علیہ کی شہرۂ آفاق تصنیف "مواہب اللدنیہ" کی تلخیص میں حضرت علامہ الشیخ امام یوسف بن اسماعیل نبہانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر ابن العربی راوی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ہزار نام ہیں اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کے ہزار نام ہیں۔ "مواہب اللدنیہ" میں چار سو سے زیادہ نام مذکور ہیں۔ ان میں سے ایک نام 'محمد' (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے اور یہ نام سب ناموں سے مشہور تر ہے۔ خدا نے آپ کو اس نام سے بہ حدیث حضرت انس رضی اللہ عنہ تخلیقِ عالم سے دو ہزار سال پہلے موسوم کر دیا تھا۔ اور یہی وہ نام ہے جسے آپ کو حضرت عبد المطلب نے موسوم کیا تھا۔ اُن سے پوچھا گیا کہ آپ نے اپنے پوتے کا کیا نام رکھا ہے؟ کہا:۔ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم)۔ انہوں نے کہا:۔ تم نے ایسا نام کیوں رکھا ہے جو تمہارے آباؤ اجداد اور تمہارے قبیلے میں سے کسی کا بھی نام نہیں؟ کہنے لگے:۔ میری خواہش

ہے کہ تمام اہلِ عالم اِس بچے کی تعریف کریں۔ یہ اُس خواب کے سلسلے میں تھا، جو حضرت عبد المطلب نے دیکھا تھا۔ انھوں نے دیکھا تھا کہ چاندی کی ایک زنجیر اُن کی پیٹھ سے نکلی۔ اس کا ایک سرا آسمان پر، ایک مشرق میں اور دوسرا مغرب میں تھا۔ پھر وہ زنجیر لوٹ آئی۔ گویا وہ ایک درخت تھا، جس کے پتے نورانی تھے۔ اتنے میں تمام اہلِ مشرق و مغرب اُس سے لٹک گئے۔ چنانچہ وہ ٹوٹ گئی۔ اس خواب کی تعبیر یہ کی گئی کہ اُن کی پشت سے ایک بچہ پیدا ہوگا کہ اہلِ شرق و غرب ان کی پیروی کریں گے۔ اور زمین و آسمان کی مخلوق ان کی مدح کرے گی۔ اِسی لئے آپ کا نام 'محمد' رکھا گیا۔ (صلی اللہ علیہ وسلم)۔ نیز حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم کی والدہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کو بھی فرشتے نے کہا تھا کہ آپ کے شکم میں اِس قوم کا سردار ہے۔ جب وہ پیدا ہوں تو اُن کا نام 'محمد' (صلی اللہ علیہ وسلم) رکھنا۔

(انوار المحمدیہ من المواہب اللدنیہ صـ۱۸)

حضرت علامہ علی ابن برہان الدین حلبی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی سنہ ۱۰۴۴ھ) فرماتے ہیں کہ یہ بات اُس مشہور قول کے مطابق ہے کہ آپ کے دادا نے آپ کا نام 'محمد' (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ تعالیٰ کی جانب سے دل میں ڈالے جانے کی بنا پر رکھا تھا۔ جس میں یہ فال نیک بھی تھی کہ آپ کی اُن عمدہ صفات اور خوبیوں کی وجہ سے، جن کی تعریف کی جاتی ہے، ساری مخلوق آپ کی بہت زیادہ تعریف کرے۔ اِسی وجہ سے یہ نام زیادہ عمدہ اور مراد کے لحاظ سے صحیح ہے۔ (سیرتِ حلبیہ اُردو جلد اول صـ۲۰)

حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم سے پہلے کسی کا نام 'محمد' نہ ہوا۔ ہاں یہ ثابت ہے کہ نجومیوں نے پیش گوئی کی تھی کہ نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہونے والے ہیں جن کا نام 'محمد' ہوگا۔ تو عرب میں چار اشخاص نے (نبوت کی طمع میں) اپنے بیٹوں کے نام 'محمد' رکھے۔ مگر چونکہ یہ سُن کر انہوں نے یہ نام رکھے، اِسی لئے پہلے حضور ہی کا نام 'محمد' ہوا (صلی اللہ علیہ وسلم) اِس لئے کہ ساری مخلوق بلکہ خود خالقِ کائنات بھی ہمیشہ حضور کی ہر ادا کی تعریف فرماتا رہے گا، اِسی لئے آپ کا نامِ پاک 'محمد' ہوا۔ (صلی اللہ علیہ وسلم)۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو اپنے نئیں نام عطا فرمایا۔ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے تو حضور کے نام پر مستقل رسالہ ہی

لکھا ہے۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح جلد ۶ صـ۴۱)

حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عرب کے لوگ کاہنوں اور اہلِ کتاب سے سنا کرتے تھے کہ ایک نبی مبعوث ہوگا، جس کا نام 'محمد' ہوگا (صلی اللہ علیہ وسلم)۔ جس عرب کو یہ معلوم ہوا، اس نے نبوت کی طمع میں اپنے لڑکے کا نام 'محمد' رکھا۔

(طبقاتِ ابنِ سعد اُردو جلد اول صـ۲۲۱)

چنانچہ اس کے متعلق ایک واقعہ یوں ہے کہ خلیفہ ابن عبدہ منقری نے کہا میں نے محمد بن عدی سے دریافت کیا: تجھے تیرے باپ نے محمد کے نام سے کیوں موسوم کیا (جب کہ یہ نام پہلے معروف و مروج نہیں تھا۔) تو اس نے کہا: میں نے یہی سوال اپنے باپ سے کیا تھا تو اس نے کہا: ہم بنی تمیم کے چار آدمی گھر سے نکلے، ایک میں تھا اور دوسرا سفیان بن مجاشع بن دارم۔ تیسرا یزید بن عمرو بن ربیعہ۔ چوتھا اسامہ بن مالک بن جندب۔ ہم ابن جفنہ غسانی سے ملنے کا ارادہ رکھتے تھے۔ جب ہم شام میں پہنچے تو ایک تالاب پر اُترے، جس کے اِرد گرد چند چھوٹے چھوٹے درخت تھے اور اُس کے قرب میں ایک عبادت خانہ تھا۔ جس میں ایک راہب موجود تھا۔ اُس نے ہماری طرف جھانکا اور کہا: تمہاری بولی اس علاقہ اور شہر کی نہیں ہے (تم کہاں سے آئے ہو؟) ——— ہم نے کہا: واقعی ہم اجنبی لوگ ہیں اور مسافر۔ ہم قومِ مُضر سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس نے کہا: قبیلۂ مُضر کی دو شاخوں میں سے کونسی شاخ سے تعلق رکھتے ہو؟ ہم نے کہا: خندف سے (جو کہ حضرت الیاس بن مُضر کی زوجہ محترمہ تھیں۔ یعنی ہم اولادِ الیاس و خندف سے ہیں) اُس نے کہا: آگاہ رہو۔ ابھی تمہارے اندر ایک نبی مبعوث ہونے والے ہیں لہٰذا جلدی اُن کی بارگاہ میں حاضر ہو جاؤ۔ اُن سے اپنا مقدر اور نصیبہ حاصل کرو، سیدھی راہ پا لوگے۔ بے شک وہ خاتم النبیین ہیں اور اُن کا نام 'محمد' ہے۔ جب ہم ابن جفنہ کے پاس سے لوٹے اور گھر پہنچے تو ہم چاروں کی نرینہ اولاد پیدا ہوئی اور ہر ایک نے اپنے لڑکے کا نام (اس امید پر) محمد رکھا (کہ ہو سکتا ہے جس محمد خاتم النبیین کی بشارت اس راہب نے دی وہ ہم میں سے کسی کے فرزند ہوں اور ہمارا مقدر جاگ اٹھے)۔ (الوفاء صـ۹۳)

اسی طرح ابن قتیبہ فرماتے ہیں کہ حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم کی نبوت ورسالت کا یہ اعجاز ہے کہ آپ سے پہلے کوئی شخص آپ کے مقدس ناموں کے ساتھ موسوم نہ ہو سکا۔ حالانکہ سابقہ کتب وصحف میں آپ کے اوصافِ کمال اور صفات جمال کے لحاظ سے متعدد مقدس نام مذکور تھے۔ یہ محض اللہ تعالیٰ کی قدرتِ کاملہ کا ظہور ہے کہ آپ کے نام کو آپ کی ذات ہی کے لئے مخصوص ومحفوظ رکھا۔ اور کسی کو آپ کا ہمنام نہ بننے دیا۔ کہ حضور کی ولادت سے پہلے کسی شخص کا نام بھی 'محمد' نہیں تھا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ اِس نام کی حفاظت کرنا چاہتا تھا۔ جیسا کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام کے متعلق قرآنِ مجید میں وارد ہے:۔ لَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا ۔ یعنی ہم نے ان سے قبل ان کا کوئی ہمنام نہیں بنایا۔ (سورہ مریم آیت ۷) اور اِس میں حکمت ومصلحت یہ تھی کہ کتبِ سابقہ میں آپ کے نامِ اقدس کا ذکر تھا اور انبیاء کرام علیہم السلام نے آپ کی بشارات دی تھیں۔ اگر کوئی دوسرا شخص نامِ اقدس میں آپ کیساتھ شریک ہوتا تو بھی دعویٔ نبوت کر سکتا تھا اور اِس طرح شکوک وشبہات پیدا ہو سکتے تھے (لہٰذا اِس بنیاد ہی کو ختم کر دیا گیا اور کسی کو یہ نامِ اقدس رکھنے کی توفیق ہی عطا نہ ہوئی)۔ ہاں جب حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم کی بعثت کا زمانہ قریب آگیا اور اہلِ کتاب نے لوگوں کو بتا دیا کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم) کا ظہور قریب آگیا ہے تو کچھ لوگوں نے اپنے بچوں کا نام اِس امید پر 'محمد' رکھنا شروع کر دیا کہ شاید وہ 'محمد' (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم) ہی ہو۔ لیکن اُن میں سے کسی نے بھی دعویٔ نبوت ورسالت نہیں کیا۔ لہٰذا التباس واشتباہ والا مفسدہ لازم نہیں آیا۔

(الوفاء ص۱۲۵۔ الانوار المحمدیہ من المواہب اللدنیہ ص۱۹۴ سے اقتباس)

اسی کے متعلق ایک اور جگہ حضرت قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نام 'محمد' صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم مخصوص حضور کا اسمِ عالی ہے۔ اور عرب میں کوئی حضور سے قبل اِس نام کے ساتھ مشہور نہیں ہوا۔ اور نہ عجم میں کسی کا یہ نام حضور کی جلوہ گری سے اول رکھا گیا۔ حتیٰ کہ حضور کی ولادت سے قبل ہی یہ نام مشہور ہو چکا تھا کہ "اَنَّ نَبِيَّنَا

يُبْعَثُ اِسْمُهٗ مُحَمَّدٌ" یعنی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہونگے اور اُن کا نامِ پاک محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوگا۔ (کتابُ الشفاء)

اور "مدارج النبوت" میں حضرت علامہ شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ اہلِ علم بیان کرتے ہیں کہ یہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم کی نبوت کی نشانیوں میں سے ہے کہ آپ سے پہلے کسی کا نام 'محمد' نہ رکھا گیا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ حق تبارک وتعالیٰ نے اِس نامِ معظم 'محمد' (صلی اللہ علیہ وسلم) کی حفاظت وصیانت اپنے ذمہ لے لی تھی۔ تاکہ اِس نامِ مبارک میں کسی کے ساتھ اشتراک واشتباہ نہ رہے۔ (مدارج النبوۃ جلد اوّل ص۵۵)

سبحان اللہ! کیا شان وعظمت ہے اِس نامِ مبارک محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی۔ کہ جس کی حفاظت وصیانت کی ذمہ داری خود خالقِ کائنات نے اپنے ذمہ لے لی تھی۔ اور آپ سے قبل کسی کا نام 'محمد' نہ رکھا۔ (صلی اللہ علیہ وسلم)۔

حضرت علامہ جامی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم تین سال کے ہوئے تو آپ نے اپنے رضاعی بھائیوں کے ساتھ مکہ کی چراگاہ میں جانے کی خواہش کی چنانچہ آپ ہر روز عصا ہاتھ میں لے کر اپنے بھائیوں کے ساتھ نہایت شاداں وفرحاں چراگاہ میں جاتے اور نہایت ہی خوش وخرم واپس آتے۔ ایک دن آپ بکریوں کی چراگاہ میں تشریف لے گئے تو اِسی اثنا میں پہلا شقِ صدر کا واقعہ پیش آیا۔

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا آگے بیان فرماتی ہیں کہ جب میں نے ان حالات کا (جو پہلے شقِ صدر اور اس کے بعد پیش آئے) مشاہدہ کیا تو میں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم کو مکہ واپس لیجانے کا عزم کر لیا۔ تاکہ امانت سے عہدہ برآ ہو سکوں۔ پھر میں اپنی گدھی پر سوار ہوئی اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم کو مکہ لے گئی۔ راستے میں میں نے ایک جماعت دیکھی، جس کے پاس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بٹھا دیا اور کسی کام کے لئے ایک طرف چلی گئی۔ اچانک ایک خوفناک آواز سنائی دی اور میں — جلدی سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لوٹی۔ لیکن حضور مجھے نظر نہ آئے۔ میں نے پوچھا:۔ اے لوگو! یہاں میرا بچہ تھا،

Scanned with CamScanner

کہاں گیا؟ انھوں نے پوچھا:- کون سا بچہ؟ میں نے کہا:- محمد بن عبداللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم) جسے میں ان کے دادا کے سپرد کرنے کیلئے لائی تھی۔ کسی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پتہ نہ دیا۔ تو میں ان کو چھوڑ کر نالہ وفریاد کرتی اور ہائے محمد! ہائے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) کہتی ہوئی اِدھر اُدھر پھر رہی تھی کہ اسی اثنا میں مجھ سے ایک ضعیف وناتواں بوڑھے آدمی نے کہا:- اے سعدیہ! کیا میں تجھے ایک ایسی ہستی بتاؤں جو تجھے تیرے بچے کا پتہ بتائے اور واپس بھی کرادے؟ میں نے کہا:- تیرے قربان ہو جاؤں، وہ کونسی ہستی ہے؟ وہ کہنے لگا:- وہ ہستی "ہبل" ہے۔ میں نے اُس بوڑھے کے لئے بددعا کی اور کہا:- شاید تجھے پتہ نہیں کہ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ولادت کی شب تمام بتوں اور خاص کر ہبل پر کیا گذری؟ وہ کہنے لگا:- اے سعدیہ! تو پاگل ہوگئی ہے۔ میں ابھی ہبل کے پاس جاتا ہوں اور اس سے فریاد کرتا ہوں کہ تیرا بچہ تجھے دلادے۔ وہ گیا اور سات بار ہبل کے گرد گھوما اور اُس کے سر پر بوسہ دیا اور کہا:- اے میرے آقا! قریش تیرے لطف وکرم سے ہمیشہ فیضیاب ہوتے رہے ہیں۔ اِس کمزور وناتواں سعدیہ کا بچہ "محمد" گم ہوگیا ہے۔ ابھی وہ اِس جملے کو مکمل بھی نہ کیا تھا کہ لفظِ "محمد" اُس کی زبان پر آتے ہی ہبل اور تمام بت سرنگوں ہوگئے اور کہنے لگے:- اے بوڑھے! ہماری ہلاکت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ہاتھ پر مقدر ہوچکی ہے۔

(شواہد النبوۃ ص٦٦)

اِس واقعہ کو مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی "مثنوی شریف" میں یوں بیان فرمایا ہے:-

گفتش اے فرزند تو اندہ مدار   کہ نمایم مر ترا ایک شہر یار

ترجمہ:- بڈھے نے حلیمہ سے کہا: بیٹی غم مت کرو کہ میں تجھے ایک ایسے بڑے بادشاہ کے پاس لے چلتا ہوں جو تمہارے دکھ کو دور کردیگا۔

پس حلیمہ گفت اے جانم فدا   مر ترا اے شیخ خوبِ خوش لقا

تو حلیمہ نے کہا: اے شیخ! میں تجھ پر اپنی جان فدا کرتی ہوں، تیری ملاقات کیا ہی اچھی ملاقات ہے۔ مجھے اُس شہریار کے پاس لے چلو۔ بڈھا حضرت حلیمہ کو عزیٰ بت کے

پاس لے گیا۔

پیر کرد او را سجود و گفت زود   اے خداوندِ عرب اے بحرِ جود

بڈھے نے عزیٰ کو سجدہ کیا اور سجدہ کرتے ہی کہا: اے ملکِ عرب کے مالک اور بخشش کے سمندر! یہ پریشان حلیمہ تیرے دربار میں حاضر ہوئی ہے، تو اس کی پریشانی دور کر۔

کہ از و فرزندِ طفلے گم شدست   نامِ آں کودک محمد آمدست

کہ اِس سے لڑکا گم ہوگیا ہے اور اُس لڑکے کا نامِ نامی محمد ہے (صلی اللہ علیہ وسلم)

چوں محمد گفت آں جملہ بتاں   سرنگوں گشتند وساجد آں زماں

جب بڈھے نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم کا نامِ نامی واسمِ گرامی لیا تو تمام بت منہ کے بل سجدے میں گر پڑے اور کہا:-

کہ برو اے پیر ایں چہ جستجوست   آں محمد را کہ عزلِ ما ازوست

کہ اے بڈھے تم چلے جاؤ، یہ کیا تلاش کرتے ہو جس کا تم نے نام لیا، وہ تو ہمیں خود بیکار کردیگا۔ (مثنوی مولانا روم دفتر چہارم ترجمہ از۔ مفتی جلال الدین احمد امجدی)

مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کی "مثنوی" وہ معروف ومشہور مثنوی ہے، جسے فارسی زبان کا قرآن کہا گیا ہے۔

چنانچہ علامہ جامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

مثنوئ مولوئ معنوی   ہست قرآں در زبانِ پہلوی

قرآنِ حکیم میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ وَوَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدٰى (سورۃ ضحیٰ آیت ٧)

اِس آیت کی تفسیر میں حضرت علامہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بی بی حلیمہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دائی آپ کو اپنے گھر سے عبدالمطلب کے یہاں پہونچانے کو لائیں اور مکہ معظمہ کے دروازے پر آپ کو گنوایا تو بے قرار ہو کر ہبل کے پاس گئیں کہ وہ ایک بڑا بت تھا۔ اور وہاں جا کر بلند آواز سے رونے لگیں۔ پھر جوں ہی حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کا نامِ مبارک لیا، سارے بت وہیں اوندھے منہ گر پڑے اور بتوں کے اندر سے ایک

Scanned with CamScanner

آواز نکلی کہ ہے ہے یہ کیا نام لیتی ہے۔ کہ اسی لڑکے کے ہاتھ میں ہماری خرابی اور ہلاکی ہے۔ اسی عرصہ میں جبرئیل علیہ السلام نے آکر حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر ان کے دادا عبدالمطلب کے پاس پہونچا دیا۔ آپ کی دائی بی بی حلیمہ بت خانے سے بے آس ہو کر اس ارادہ سے نکلیں کہ عبدالمطلب کو آپ کے گم ہوجانے کی خبر دوں کہ وہ آپ کو ڈھونڈیں تو وہ کیا دیکھتی ہیں کہ آپ عبدالمطلب کے پاس بیٹھے ہیں۔ یہ دیکھ کر بہت اچھنبے میں پڑیں اور دنگ رہ گئیں۔ پس وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى کی آیت میں اِس قصے کی طرف اشارہ ہے۔ (تفسیر عزیزی پارہ عم ص۳۱۶)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ پھر جب حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارك وسلم کی عمر مبارک چالیس سال کی ہوئی تو وحی و بشارت کا ظہور ہوا۔ جس سے آفاقِ عالم منور ہوگیا۔ (مدارج النبوت جلد دوم ص۳۲)

جس کے متعلق امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام احمد نے تاریخ میں شعبی سے نقل فرمایا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارك وسلم پر وحی نبوت عمر کے چالیس سال گذارنے کے بعد نازل ہوئی۔ (مواہب اللدنیہ)

حضرت جبرئیل امین خدا کی طرف سے غارِ حرا میں پہلے پہلے یہ آیتیں لے کر آپ کے پاس تشریف لائے:۔ اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ ۝ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۝ الَّذِيْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۝ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ۝ (سورۂ علق آیت ۱تا۵)

چنانچہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس نورِ وحی کا ظہور دوشنبہ کے روز آٹھ یا تین ربیع الاول کو ۴۱ عام الفیل میں (بقول صحیح) ہوا۔

(مدارج النبوت جلد دوم ص۳۲)

پھر تھوڑے دنوں بعد وحی کا اُترنا موقوف ہوگیا۔ روضۃ الاحباب میں ہے کہ اس وقوف کے زمانہ میں حضرت جبرئیل امین حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارك وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے اور آپ کو تسکین دیتے رہے۔ لیکن آپ پر قرآن کا نزول نہ ہوا۔ سلسلۂ وحی کے رُک جانے کے سبب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارك وسلم بہت اندوہناک تھے۔

کئی مرتبہ آپ نے ارادہ کیا کہ خود کو پہاڑ سے گرادیں۔ لیکن ہر مرتبہ آپ پر جبرئیل علیہ السلام ظاہر ہوتے اور وہ کہتے:۔ اے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارك وسلم) یقیناً آپ اللہ کے سچے رسول ہیں۔ میں آپ سے محبت رکھتا ہوں اور آپ کا بھائی ہوں۔

(مدارج النبوت جلد دوم ص۵۴)

پھر خدا تعالیٰ نے یہ آیاتِ کریمہ نازل فرمائیں:۔ يٰٓاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۝ قُمْ فَاَنْذِرْ ۝ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ۝ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ۝ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ۝ (سورۂ مدثر آیت ۱ تا ۵ تاریخ طبری اردو جلد اول ص۹۹)

ترجمہ:۔ اے بالاپوش اوڑھنے والے۔ کھڑے ہوجاؤ۔ پھر ڈر سناؤ۔ اور اپنے رب کی بڑائی بولو۔ اور اپنے کپڑے پاک رکھو۔ اور بتوں سے دور رہو۔ (کنزالایمان)

پس نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارك وسلم نے اپنی نبوت ورسالت کا اعلان فرمادیا۔ اعلانِ نبوت کے بعد آپ کا سب سے اہم فریضہ دعوتِ توحید کو بندگانِ خدا تک پہنچانا تھا۔ کفار و مشرکین کے شرک و بت پرستی کے تاریک ماحول میں یہ کام سخت جاں گسل صبر آزما اور حوصلہ شکن تھا۔ دعوت کیلئے ماحول کی اجنبیت اور حالات کی سنگینی آپ کے قلب و ذہن میں اضطراب و بے چینی کی کیفیت پیدا کر دیتی تھی۔ ان حالات میں خداوند قدوس نے اپنے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارك وسلم کو تسلی دیتے ہوئے پیشگوئی کے انداز میں اعلان فرمایا۔ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۝ (سورۂ نشرح آیت ۴)

ترجمہ:۔ اور ہم نے تمہارے لئے تمہارا ذکر بلند کردیا۔ (کنزالایمان)

اس آیتِ کریمہ کے نزول کے وقت صرف چند نفوسِ قدسیہ ہی آپ کی دعوتِ توحید سے متاثر ہو کر اسلام قبول کئے تھے۔ اس وقت کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ یہ پیشگوئی ایک نہ ایک دن پوری ہو کر رہے گی۔ مگر یہ پیشگوئی پوری ہو کر رہی۔ اور وہ کس طرح؟ اس کا جواب آپ آگے ملاحظہ فرمائیں گے۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارك وسلم پر جو چیز سب سے پہلے واجب ہوئی وہ انذار (ڈر سنانے) اور توحید کی دعوت ہے۔

(مدارج النبوت جلد دوم ص۵۵)

Scanned with CamScanner

انذار و توحید کی اِس دعوت پر لوگ یکے بعد دیگرے داخلِ اسلام ہونے لگے۔ حتیٰ کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اسلام قبول کرلیا۔ جو کہ دشمنانِ اسلام و دشمنانِ رسول کیخلاف ایک تلوارِ بے نیام تھے۔ چنانچہ ابن جریر طبری کا بیان ہے کہ جس وقت حضرت عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) اسلام لے آئے جو ایک نہایت زبردست طاقتور اور جری آدمی تھے اور اُن سے پہلے حضرت حمزہ بن عبدالمطلب بھی اسلام لا چکے تھے۔ تو ان دونوں کے مسلمان ہو جانے سے صحابۂ رسول نے اپنے میں زیادہ قوت محسوس کی اور اسلام قبائل میں پھیلنے لگا۔ نجاشی نے بھی اپنے یہاں پناہ گزینوں کی حفاظت و حمایت کی۔ اِس سے قریش بہت طیش میں آئے۔ انہوں نے آپس میں مشورہ کر کے یہ عہد کیا اور اُس کے لئے باقاعدہ عہد نامہ لکھا کہ ان میں سے اب آئندہ کوئی بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب سے نہ مناکحت کرے اور نہ تجارت کرے۔ اسکے لئے انہوں نے ایک باضابطہ تحریری معاہدہ لکھا اور اُس کی بجا آوری کے لئے سب نے سخت عہد و پیمان کئے اور اُس کی شرائط کی پابندی کو اپنے اوپر زیادہ شدت سے لازم کرنے کے لئے اُس معاہدہ کو کعبہ کے وسط میں لٹکایا۔

(تاریخ الامم والملوک مترجم جلد اول صـ۱۰۰)

حضرت ابن سعد کا بیان ہے کہ جس وقت قریش حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم اور آپ کے اصحاب پر سخت غصہ ہوتے تو (معاذ اللہ) آپ کے قتل پر اتفاق کیا اور بنی ہاشم کے خلاف ایک عہد نامہ لکھا کہ نہ تو اُن سے شادی بیاہ اور خرید و فروخت کریں گے اور نہ ہی کسی طرح کا میل جول کریں گے۔ جس نے یہ عہد نامہ لکھا وہ منصور بن عکرمۃ العبدری تھا کہ اُس کا ہاتھ شل ہو گیا۔ (طبقات الکبریٰ مترجم جلد اول صـ۲۶۱)

چنانچہ حضرت علامہ مولانا نقی علیخاں رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہتے ہیں کہ کاتب عہد نامہ کا ہاتھ قدرتِ الٰہی سے شل ہو گیا۔ تین سال مسلسل بنی ہاشم اور بنی مطلب قریش سے جدا رہے۔ پھر اُس عہد نامہ کو کیڑے نے کھا لیا۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے بنی ہاشم کو اِس بات سے آگاہ کیا۔ تو ابو طالب نے قریش کو کہلا بھیجا کہ میرا بھتیجہ کہتا ہے کہ عہد نامہ میں صرف "اللہ محمد" کا نام باقی ہے۔ بقیہ سب مضمون کو کیڑے نے کھا لیا ہے۔ اگر یہ بات سچ ہے تو اُس

کی عداوت سے باز آجاؤ۔ جب دیکھا گیا تو فی الواقع عہد نامہ کو کیڑا کھا گیا تھا۔ صرف اللہ و محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام باقی رہا تھا (الکلام الاوضح صـ۱۰۵)

اِسی طرح کا ایک اور واقعہ نامِ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم سے متعلق ہے کہ خلیفہ سوم حضرت سیدنا عثمان ابنِ عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جس وقت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کی نبوت کا شہرہ تھا اور قریش کے ظلم و ستم کا دور دورہ تھا ایک یہودی بڑا عقلمند مدینہ منورہ میں رہتا تھا۔ وہ ہمیشہ توریت کی تلاوت کرتا تھا۔ ایک دن توریت میں حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم) کی صفت اور نامِ مبارک لکھا دیکھا تو مارے غصے کے اپنی جورو (بیوی) سے قینچی منگوا کے آپ کا نامِ مبارک اور صفت کاٹ دیا۔ پھر دوسرے دن اپنے معمول کے مطابق توریت کو پڑھنا شروع کیا۔ لیکن کیا دیکھا کہ پھر سے اُس مقام پر نامِ مبارک موجود ہے۔ یہ دیکھ کر اُس نے پھر سے کاٹ ڈالا۔ تیسرے روز حسبِ معمول توریت کو پڑھنا شروع کیا تو پھر اُسی جگہ آپ کا نامِ نامی موجود پایا۔ پھر کیا تھا! نہایت ہی غصہ سے اُسے کاٹنے پر مستعد ہوا کہ غیب سے آواز آئی:- "اے ملعون! اگر ہزار بار بھی صفت اور نامِ مبارک حضور کا تو مٹا دے گا تو پھر دیں پائے گا۔ ہرگز ہرگز تو اُسے مٹا نہ سکے گا" یہ آواز سن کر یہودی خوف زدہ ہوا اور جان لیا کہ "محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم اللہ کے سچے رسول ہیں۔ پھر اسی وقت مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ میں جا کر رسولِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کے پاس ایمان لایا۔

(قصص الانبیاء صـ۲۵۹)

یہ نام کوئی کام بگڑنے نہیں دیتا بگڑے کو بھی دیتا ہے بنا نام "محمد"

اِسی لئے حضرت علامہ مفتی احمد یار خاں نعیمی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کا نامِ مبارک بھی معجزہ ہے چند وجہ سے۔ ان میں سے ایک یہ کہ اسی نام سے برسوں کا کافر مومن ہو جاتا ہے۔ جیسے سورج سے تمام برف پگھل کر پانی بن جاتی ہے۔ اور حضور کا نام وہ کیمیا ہے جس سے انسان کی کایا پلٹ جاتی ہے۔ اور جو انہیں "محمد" کہہ کر بُرا کہے وہ اپنے منہ سے خود جھوٹا ہے۔ (شانِ حبیب الرحمٰن صـ۵۰)

کیونکہ 'محمد' کے معنیٰ ہی ہیں "بے حد تعریف والا" یعنی جس کی بے شمار تعریف کی گئی۔ چنانچہ ایک مرتبہ کفارِ مکہ کو اِس کا خیال آ ہی گیا کہ ہم کہتے تو انھیں 'محمد' ہیں (یعنی بے حد و بے حساب تعریف والا) اور کرتے اُنکی برائی ہیں۔ اُن کے نقص و عیب بیان کرکے ہم خود اپنے منہ جھوٹے بنتے ہیں۔ جب یہ خیال آیا تو ان بدبختوں نے آپ کا نام 'مُذَمَّم' رکھ دیا (یعنی بہت ہی بُرے)۔ اور اسی نام سے پکارنے لگے۔ (معاذ اللہ)

عاشقانِ رسول اور صحابۂ رسول کو یہ بات نہایت شاق گذری۔ سب مل کر بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم میں حاضر ہوئے۔ اور سارا ماجرا سنایا۔ تو یہ سُن کر آپ نے تبسم فرمایا اور کہا کہ جس کو وہ 'مذمم' کہتے ہیں اور جس کی وہ بُرائی کرتے ہیں، وہ تو کوئی اور ہوگا۔ مگر مجھے تو میرے رب نے 'محمد' بنایا ہے۔ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم)

چنانچہ اعلیٰحضرت فاضل بریلوی قدس سرہٗ فرماتے ہیں:۔

تو گھٹاتے سے کسی کے نہ گھٹا ہے نہ گھٹے جب بڑھائے تجھے اللہ تعالیٰ تیرا

چنانچہ بخاری شریف میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم نے کہ کیا نہیں اِس بات پر تعجب نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے قریش کی گالیوں اور اُنکے طعن سے کس طرح بچالیا ہے؟ وہ مذمم کو گالیاں دیتے اور مذمم پر لعنت بھیجتے ہیں جب کہ میں تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوں۔ (صحیح بخاری جلد دوم ص۳۲۷)

اِس حدیث کی شرح میں حضرت علامہ مفتی احمد یار خاں نعیمی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ پہلے کفارِ مکہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم کا نامِ شریف لے کر آپ کی شانِ اقدس میں گستاخی کرتے تھے۔ ابولہب کی بیوی (جس کی مذمت قرآنِ کریم کے سورۂ لہب میں وارد ہے) عوراء بنت حرب نے کہا کہ تم لوگ 'محمد' کہنا بھی چھوڑ دو کہ اِس نام میں اُن کی تعظیم ہے۔ اُنہیں مذمم کہا کرو۔ یعنی "بہت ہی بُرے" تو اب وہ لوگ مذمم کہہ کر گالیاں دینے لگے۔ اِس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ وہ تو مذمم کو برا کہتے ہیں کہ ہوگا کوئی مذمم۔ لیکن ہم تو 'محمد' ہیں۔ غرض کہ اللہ نے آپ کے نام کو بھی گستاخی سے بچالیا۔ جو حضور کو 'محمد' کہہ کر گستاخی کرے، وہ اپنے منہ سے خود جھوٹا ہے۔ 'محمد' وہ جو بے عیب ہو۔ اور تُو اُسے عیب لگا رہا ہے؟ ابولہب کی بیوی مردودہ فخریہ کہا کرتی تھی:۔ مذمماً قد ینا ودینہ ادینا۔ وامرہ عصینا۔ (مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح جلد ۸ ص۴۳)

لیکن حضور تو 'محمد' ہیں (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم)۔ جن کی ذات تو وہ پاک و مبرّا اور بابرکت ذات ہے کہ جس ذات میں کسی طرح کے نقص و عیب کا گمان تک نہیں کیا جاسکتا۔ (اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ)

چنانچہ مشہور شاعرِ دربارِ رسالت حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کیا ہی خوب فرمایا ہے:۔

خُلِقْتَ مُبَرَّاً مِّنْ کُلِّ عَیْبٍ کَاَنَّکَ قَدْ خُلِقْتَ کَمَا تَشَآءُ

ترجمہ:۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ ہر عیب سے پاک پیدا فرمائے گئے۔ گویا آپ ایسے پیدا کیے گئے جیسا خود چاہتے تھے۔ (سیدنا محمد عربی نمبر ص۶۱)

محسنِ انسانیت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم کی عادتِ شریفہ تھی کہ ہر سال موسمِ حج میں تمام قبائلِ عرب کو، جو مکہ اور نواحِ مکہ میں موجود ہوتے، دعوتِ اسلام دیا کرتے تھے۔ چنانچہ حافظ کبیر ابونعیم نے روایت کی ہے کہ بکر بن وائل کے لوگ حج کرنے آئے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم کو معلوم ہوا تو آپ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ تشریف لے گئے اور اُن کو قبولِ اسلام کی دعوت دی۔ انہوں نے کہا:۔ ہمارے سردار حارثہ کو آنے دیجئے۔ حارثہ نے آنے کے بعد جواب دیا کہ ہم ان دنوں اہلِ فارس سے برسرپیکار ہیں۔ جب اُس سے فارغ ہوجائیں گے تو جو کچھ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم کہتے ہیں اُس پر غور کرسکیں گے۔

جب وہ مقام "ذی قار" میں فارس کی مسلح اور تربیت یافتہ افواج کے بالمقابل صف آرا ہوئے تو اُن کو اپنی تعداد کی کمی، سامان کی قلت اور جدید اصولِ جنگ سے ناواقفیت کا احساس تھا۔ کچھ دیر غور کرنے کے بعد بنی بکر کے سردار نے سر اٹھایا اور اپنے جنگجو جوانوں سے وہ اِس طرح سوال کرنے لگا:۔ اُس شریف صورت، اثر انداز شخصیت اور خوش کلام خطیب کا کیا نام تھا، جس نے حرمِ مکہ میں ہمیں دعوتِ اسلام دی تھی؟

جوانوں نے کہا :- "محمد" (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم) صلی اللہ علیہ وسلم۔ سردارِ لشکر نے کہا کہ اِسی وقت تمام فوج میں منادی کرادو کہ ہمارے لشکر کا نشان "محمد" ہے۔ اور ہمارا نعرہ "یا محمد" ہے۔ پس جنگ کے نتائج بنی بکر کے حق میں رہے۔ اور فارسی لشکر شکست کھا گیا۔ جب حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم کو معلوم ہوا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ "اللہ تعالیٰ نے اِسی بنا پر اُن کو غلبہ دیا اور فتحمند کیا ہے"۔

اِس کے متعلق بخاری نے اپنی تاریخ میں، بقی بن مخلد نے اپنی مسند میں اور بغوی نے اپنی معجم میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم کی بارگاہ میں "ذی قار" کی جنگ کا ذکر ہوا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم نے فرمایا کہ وہ پہلا دن ہے جس میں عرب نے عجم سے بدلہ لے لیا ہے اور میرے (نامِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے) وسیلے سے اُن کی مدد ہوئی ہے۔ (خصائص الکبریٰ جلد اول ص۲۵)

غرض کہ اہلِ طائف درقبیلۂ بنو عبداللہ اور قبیلۂ بنو عامر اور خاص طور سے قبیلۂ بنو حنیفہ کی شدید ترین اذیتوں کو برداشت کرنے کے بعد حضور سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم پر اللہ تعالیٰ کا وہ کرم ہوا، جو بے مثال ہے۔ رحمت کا دریا جوش میں آگیا چنانچہ بروز دوشنبہ ستائیسویں شب ماہِ رجب ۱۰ رسنِ نبوت مطابق ۱۹، ۲۰ شبِ مارچ سنہ ۶۱۹ء کو آپ حضرت جبرئیلِ امین کے ہمراہ رب سے ملاقات کے لئے چل پڑے۔

ویسے اِس سلسلہ میں متقدمین میں اختلاف ہے کہ معراج کب ہوئی؟ لیکن ہم نے جو تحریر کیا ہے اُس کی دلیل ان روایتوں سے ہے کہ ابن قتیبہ دینوری (المتوفی ۲۶۷ھ) اور علامہ ابن عبد البر (المتوفی ۴۶۳ھ) نے رجب کی تعیین کی ہے۔

(سیرت النبی جلد سوم ص۳۹۹)

اِسی طرح قاضی سلیمان منصور پوری نے لکھا ہے کہ ۲۷ رجب ۱۰ نبوت کو معراج ہوئی۔ (رحمۃ اللعالمین جلد اول ص۷۸)

غرض کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام، نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم کو اپنے ہمراہ لئے عالمِ سماوی کی طرف چل پڑے۔

ابن عساکر نے حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم نے فرمایا کہ شبِ اسرا میں نے سماواتِ عُلیٰ میں تسبیح کی آواز سنی تو میرا دل دھڑکنے لگا۔ جبرئیل (علیہ السلام) نے اُس وقت مجھ سے کہا کہ اے اللہ کے رسول! خوف نہ کھائیے، بلاشبہ آپ کا نام عرش پر "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ" لکھا ہوا ہے۔

(خصائص الکبریٰ جلد اول ص۲۱)

بزار نے حضرت سیدنا ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انھوں نے فرمایا کہ میں نے رسولِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم کو یہ فرماتے سُنا ہے کہ جب معراج کی شب مجھے آسمان کی طرف لے جایا گیا تو کوئی آسمان نہ گذرا مگر یہ کہ میں نے ہر آسمان پر اپنا نام "مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ" لکھا دیکھا۔ (خصائص الکبریٰ جلد اول ص۱۹، مدارج النبوت جلد اول ص۱۲۶)

اِسی طرح ابن عدی اور ابن عساکر نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم نے فرمایا کہ شبِ معراج جب مجھے (آسمان پر) لے جایا گیا تو میں نے عرشِ اعلیٰ کے ستونوں پر "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ اَیَّدْتُہٗ بِعَلِیٍّ" لکھا دیکھا۔ (خصائص الکبریٰ جلد اول ص۱۹)

چنانچہ شاعر نے کیا ہی خوب فرمایا ہے :-

سب کچھ ہمیں طفیلِ شہِ انبیاء ملا　　قرآن ملا، نماز ملی اور خدا ملا
عرشِ بریں پہ اسمِ الٰہی کے ساتھ ساتھ　　نامِ رسولِ پاک بھی لکھا ہوا ملا

نیز ابنِ عساکر نے حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہٗ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم نے فرمایا کہ معراج کی شب مجھے سیر کرائی گئی تو میں نے عرش پر "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ اَبُوْبَکْرِ الصِّدِّیْقُ، عُمَرُ الْفَارُوْقُ، عُثْمَانُ ذُو النُّوْرَیْنِ" لکھا دیکھا۔ (خصائص الکبریٰ جلد اول ص۱۹)

غرض کہ دارِ قطنی، ابنِ عساکر، حاکم اور ابونعیم وغیرہ جیسے اجلّہ اکابر محدثین نے بڑی صراحت و وضاحت کے ساتھ اپنی اپنی تصانیف میں اِس امر کی وضاحت کی ہے کہ حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم نے معراج شریف کی سیر میں اپنا اسمِ گرامی عالمِ بالا میں ہر

مقام پر تحریر پایا ۔ (خصائص الکبریٰ جلد اول صفحہ ۱۹)

معراج شریف کی سیر کا ایک واقعہ یوں ہے کہ شبِ معراج جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم عرش پر پہنچے تو عرش نے دامنِ اجلال کو تھام کر زبانِ حال سے عرض کیا کہ جب پروردگار نے مجھے پیدا فرمایا تو میں اُس کے ہیبت و جلال سے کانپنے لگا۔ پھر میرے پایہ پر لکھا "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ" تو ہیبت سے میں اور کانپنے لرزنے لگا۔ پھر جب لکھا:۔ "مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ" تو میرا قلق ٹھہر گیا۔ اور میرا اضطراب کم ہوگیا۔ آپ کا اسمِ گرامی میرے دل کے چین کا سبب اور میرے سر کے اطمینان کا باعث ثابت ہوا۔ مجھ پر آپ کے اسمِ گرامی کی برکت رونما ہوئی۔ (مدارج النبوت جلد اوّل صفحہ ۳۰۸)

اِس کے متعلق محی السنۃ بغوی کی روایت ہے کہ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر وحی نازل ہوئی کہ اے عیسیٰ! تو مع اپنی امت کے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم پر ایمان لا۔ عرش کو جب میں نے پیدا کیا تو وہ ہلتا تھا۔ پھر اُس پر "محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم" کا نام لکھا تو اُس نام کی برکت سے اُس کا ہلنا موقوف ہوا۔ (انوار صفحہ ۲۴۔ الکلام الاوضح صفحہ ۱۸۹)

معراج کے واقعہ کے تین سال بعد ۱۳ سنہ نبوت کو واقعۂ ہجرت پیش آیا۔ ایک جانب مکہ کے کفار و مشرکین کی مخالفت حد سے بڑھ گئی تو دوسری جانب مسلمانانِ مدینہ کی بھی یہ خواہش تھی کہ حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم مدینہ میں قیام فرمائیں اور مدینہ کو اشاعتِ اسلام کا مرکز بنائیں"۔ تو اللہ کے حکم سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم نے مکہ سے مدینہ ہجرت کا ارادہ فرمایا اور ۲۷ صفر المظفر ۱۳ سنہ نبوت مطابق ۱۲ ستمبر ۶۲۱ء کو شبِ جمعرات، رات کی تاریکی میں آپ بلا خوف و خطر گھر سے حضرت سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان پر تشریف لے گئے۔ صدیق کو بھی ساتھ لے کر جبلِ ثور کی طرف روانہ ہوگئے۔ صبح ہوتے ہوتے کفارِ مکہ میں کھلبلی مچ گئی اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کی تلاش جاری ہوگئی۔

پانچویں دن یعنی یکم ربیع الاول مطابق ۱۶ ستمبر ۶۲۱ء کو پیر کے دن جب تلاش کا

کا زور ٹوٹا تو آپ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ غارِ ثور سے باہر آئے اور مدینہ کا سفر شروع کیا۔ حضرت ابوسلیمان خطابی (رحمۃ اللہ علیہ) بیان کرتے ہیں کہ جب سرورِ انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم مدینہ کے قریب پہنچے تو بُریدہ اسلمی مع ستر آدمیوں کے جو اُس کے ہم قوم تھے کفارِ قریش کے اِشارے پر جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو گرفتار کرنے کیلئے قریش کی طرف سے مامور ہوا تھا اور اُس کو اِس صلے میں سو اونٹ بھی دینے کا اقرار تھا، یہ سرورِ انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی گرفتاری کے لئے نکلا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم نے فرمایا کہ تیرا کیا نام ہے؟ اور تو کون شخص ہے؟ اُس نے کہا: میرا نام بریدہ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم نے شگون کے طور پر نام کے مادہ اشتقاق سے کہ سلامتی اور جمعیت سے بُردہ ہے۔ ابوبکر سے کہا کہ قد برد امرنا وصلح (یعنی خوش اور ٹھنڈا ہے کام، ہمارا انجام بھلائی کا رکھتا ہے)۔ پھر دریافت فرمایا کہ تو کس قبیلے سے ہے؟ اُس نے کہا:۔ بنی اسلم سے۔ آپ نے فرمایا کہ خیر اور سلامتی ہے۔ پھر دریافت فرمایا کہ کونسے بنی اسلم؟ اُس نے جواب دیا کہ بنی سہم سے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ تو نے اپنا حصّہ اسلام سے پالیا۔ اُس کے بعد بریدہ نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم سے پوچھا کہ آپ کون شخص ہیں؟ آپ نے جواب دیا کہ میں "محمد ابن عبداللہ رسول اللہ" ہوں۔ بریدہ صرف حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کا اسمِ گرامی سنتے ہی اِسلام لے آئے۔

(جذب القلوب الی دیار المحبوب صفحہ ۶۲۔ مدارج النبوت جلد دوم صفحہ ۱۰۵)

پتہ نہیں وہ کونسی تاثیر تھی آپ کے نامِ مبارک میں!

مکہ سے مدینہ ہجرت کے بعد سنہ ۲ ھ میں غزوۂ بدر پیش آیا۔ جنگِ بدر ۱۷ رمضان سنہ ۲ ھ میں جمعہ کی صبح کو ہوئی۔ پھر سنیچر کے دن ۷ شوال سنہ ۳ ھ میں جنگِ اُحد ہوئی۔ اُس کے بعد سنہ ۴ ھ میں غزوۃ الرجیع کا واقعہ ہوا۔ اور سنہ ۵ ھ کو غزوۂ خندق ہوئی۔ اور اِسی سال قرآن کریم کی مشہور و معروف آیت لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا (سورۂ نور آیت ۶۳) کا نزول ہوا۔ (تاریخ طبری جلد اول)

اِس آیتِ شریفہ کا ترجمہ یہ ہے کہ "رسول کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہرالو جیسا تم

میں ایک دوسرے کو پکارتا ہے۔" (کنز الایمان)

اِس آیتِ کریمہ کے شانِ نزول میں حافظ ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے کہ انھوں نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَکُمْ کَدُعَآءِ بَعْضِکُمْ بَعْضًا کی تفسیر میں فرمایا کہ شروع ایام میں لوگ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم کو یَا مُحَمَّدُ۔ یَا اَبَا الْقَاسِمِ کہہ کر مخاطب کرلیا کرتے تھے، تو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم کی تعظیم وتوقیر کا سکہ بٹھانے کی خاطر اِس طرح پکارنے سے لوگوں کو منع فرمادیا۔ اُن کا بیان ہے کہ اِس کے بعد لوگوں نے یَا نَبِیَّ اللّٰہِ۔ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وغیرہ القاب سے مخاطب کرنا شروع کردیا تھا۔ (دلائل النبوۃ۔ جواہر البحار شریف جلد اوّل صفحہ ۲۱۳)

علامہ صاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ کا مطلب یہ ہے کہ تم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم کو نام اور کنیت سے نہ پکارو، یَا مُحَمَّدُ۔ اور یَا اَبَا الْقَاسِمِ؛ نہ کہو' بلکہ تمام تر تعظیم واحترام کو ملحوظ رکھ کر پکارو اور خطاب کرو۔ (تفسیر صاوی)

اِسی آیت کی تفسیر میں بیہقی نے امام علقمہ وامام اسود؛ اور ابونعیم نے امام حسن بصری وامام سعید بن جبیر سے روایت کی ہے، نیز اِسی طرح امام قتادہ تلمیذ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لَا تَقُوْلُوْا یَا مُحَمَّدُ وَلٰکِنْ قُوْلُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ۔ یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ) یا محمد نہ کہو۔ بلکہ یا رسول اللہ یا نبی اللہ کہو۔ (تاجدارِ رسالت صفحہ ۴۴)

اِسی طرح علامہ حافظ امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم کے متعدد نام اور کنیتیں ہیں۔ لیکن اُن میں سے کسی کے ساتھ آپ کو ندا کرنا حرام ہے۔ (فتح الباری شرح صحیح البخاری)

چنانچہ اِس کے متعلق شہزادۂ حضور محدّث اعظم ہند غازیٔ ملت حضرت علامہ سیّد محمد ہاشمی میاں مدظلہ العالی فرماتے ہیں کہ اِسی لئے تو علماءِ کرام نے تصریح فرمادی کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم کو نامِ اقدس لے کر ندا کرنی حرام ہے۔ واقعی محلِ انصاف ہے

جسے اسکا مالک ومولیٰ تبارک وتعالیٰ نام لے کر نہ پکارے غلام کی کیا مجال کہ راہِ ادب سے تجاوز کرے؟ بلکہ امام زین الدین مراغی رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے محققین نے فرمایا کہ اگر یہ لفظ کسی دعا میں وارد ہو جو خود نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم نے تعلیم فرمائی ہو جیسے دعائے "یَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ تَوَجَّهْتُ بِكَ اِلٰی رَبِّیْ"۔ ترجمہ: "اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بے شک میں آپ کے وسیلے سے اپنے رب کی جانب متوجہ ہوا"۔ تاہم اس کی جگہ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ کہنا چاہیے۔ حالانکہ الفاظِ دعا میں حتی الوسع تغیر نہیں کیا جاتا۔ (تاجدارِ رسالت صفحہ ۴۴)

نیز علامہ حافظ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم کو نام سے پکارنا حرام ہے۔ بلکہ کہا جائے کہ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! یَا نَبِیَّ اللّٰہِ! اور ظاہر ہے کہ یہ حکم آپ کے وصال کے بعد بھی باقی ہے۔ (الاکلیل فی استنباط التنزیل)

حافظ ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ فخرِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم کی فضیلت اِسی سے عیاں ہے کہ خود اللہ رب العزت نے آپ کے منصبِ علیا، پر ظاہری وباطنی عظمت کی خبر دی ہے۔ باری تعالیٰ شانہ نے قرآنِ کریم میں آپ کو اسمِ مبارک کیساتھ کسی جگہ بھی خطاب نہیں فرمایا۔ بلکہ خبر بھی دی ہے تو کنایۃً اور وہ بھی نبوت ورسالت کے ساتھ۔ اِس سے بڑھ کر اور کیا فخر ہوسکتا ہے اور اِس سے ارفع واعظم اور زیادہ باعزت مقام اور کون سا ہے؟ حالانکہ دیگر انبیاء کرام اور اُن کی قوموں کو نام لے کر مخاطب کیا گیا اور اُن کے منصب کا ذکر بھی کنایۃً نہیں کیا۔ کیونکہ کنایہ اعلیٰ ترین منصب پر دلالت کرتا ہے۔ ہاں جس مقام پر دیگر انبیاءِ کرام کیساتھ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم بھی مذکور ہوں تو خطاب وخبر میں مشارکت کے باعث وہاں سب کا ذکر کنایہ کے طور پر کیا گیا۔ لیکن جب علٰحدہ اُن کا ذکر ہوا تو نام لے کر۔

جب کسی بزرگ یا معظم مخاطب کو نام لے کر نہ پکارا جائے بلکہ کنایۃً اس سے خطاب کیا جائے تو اسمیں اُس بزرگ کی غایت درجہ تعظیم ہے۔ کیونکہ جو تعظیم کے غایت درجے پر پہنچا ہوا ہو اُسی کے نام سے کنایہ کیا جاتا ہے۔ چنانچہ اگر وہ بادشاہ ہے تو یَا اَیُّهَا الْمَلِكُ کہا جاتا ہے۔ اگر امیر ہے تو یَا اَیُّهَا الْاَمِیْرُ کہا جائے گا۔ اگر خلیفہ ہے تو یَا اَیُّهَا الْخَلِیْفَةُ سے

مخاطب کیا جائے گا، اگر وہ عالم دین ہے تو اُسے اَیُّھَا الْحِبْرُ، اَیُّھَا النَّفِسُ، اَیُّھَا الْکَالِمُ اَیُّھَا الْفَقِیْہُ کہیں گے۔ (دلائل النبوۃ فصل اول۔ جواہر البحار شریف جلد اول ص۲۰۶)

اِس طرح اللہ تعالیٰ خالق و مالک ہونے کے باوجود ہمارے آقا سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کو یوں مخاطب فرمایا:۔ یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ حَسْبُکَ اللّٰہُ۔ یٰاَیُّھَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ۔ کتنی ہی آیات میں اِسی طرح خطاب فرمایا۔ لیکن اُس کے مقابل حضرت آدم علیہ السلام اور دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کو اُن کا نام لے کر مخاطب کیا گیا۔ جیسے یٰاٰدَمُ اسْکُنْ اَنْتَ وَزَوْجُکَ الْجَنَّۃَ الآیۃ (سورۂ بقرہ آیت نمبر۳۵)

یٰنُوْحُ اھْبِطْ بِسَلٰمٍ مِّنَّا الآیۃ (سورۂ ہود آیت ۴۸)

یٰۤاِبْرٰھِیْمُ اَعْرِضْ عَنْ ھٰذَا (سورۂ ہود آیت ۷۶)

یٰمُوْسٰۤی اِنِّی اصْطَفَیْتُکَ عَلَی النَّاسِ الآیۃ (سورۂ اعراف آیت ۱۴۴)

یٰھُوْدُ مَا جِئْتَنَا بِبَیِّنَۃٍ (سورۂ ہود آیت ۵۳)

یٰصٰلِحُ ائْتِنَا بِمَا تَعِدُنَا الآیۃ (سورۂ اعراف ۷۷)

یٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰکَ خَلِیْفَۃً الآیۃ (سورۂ صٓ آیت ۲۶)

یٰزَکَرِیَّاۤ اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلٰمِ اِسْمُہٗ یَحْیٰی الآیۃ (سورۂ مریم آیت ۷)

یٰیَحْیٰی خُذِ الْکِتٰبَ بِقُوَّۃٍ الآیۃ (سورۂ مریم آیت ۱۲)

یٰعِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ اذْکُرْ نِعْمَتِیْ الآیۃ (سورۂ مائدہ آیت ۱۱۰) وغیرہ وغیرہ۔

چنانچہ علامہ جامی رحمۃ اللہ علیہ نے اِس کی کیا ہی خوب تشریح فرمادی ہے:

یا آدم است باپدر انبیاء خطاب　　یَا اَیُّھَا النَّبِیُّ خطاب محمد است صلی اللہ علیہ وسلم

پھر ۶ھ کو صلح حدیبیہ کا واقعہ پیش آیا۔ صلح حدیبیہ کے بعد اور فتح مکہ سے قبل ۸ھ میں حضور سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم نے دُنیا کی سربراہوں اور شاہانِ عرب کے نام مکتوبات شریف روانہ کیے۔ اور انہیں اِسلام کی دعوت دی۔ جس کے متعلق ابنِ ابی شیبہ نے "مصنّف" میں فرمایا ہے کہ جو صحابی جس بادشاہ کی زبان جانتے تھے وہ اُس کے پاس حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کا نامۂ مبارک لے جاتے تھے۔

تاکہ مزید سمجھانے بجھانے کی ضرورت پڑے تو سمجھا بجھا سکیں۔ (خصائص الکبریٰ جلد دوم ص۱)

چنانچہ جس وقت حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم نے شہنشاہِ ایران (شاہِ فارس) کسریٰ خسرو پرویز کے نام خط لکھا تو حضرت عبداللہ ابنِ حذافہ سہمی رضی اللہ عنہ کے ذریعہ آپ نے اُس مکتوب کو روانہ فرمایا۔ سفیرِ حضرت عبداللہ بن حذافہ سہمی رضی اللہ عنہ نامۂ مبارک لے کر ایران پہنچے۔ نامۂ مبارک میں تحریر تھا:۔ مِنْ مُّحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰہِ اِلٰی کِسْرٰی عَظِیْمِ فَارِسَ۔ یعنی "محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف سے کسریٰ والیٔ فارس کو"۔ خسرو پرویز نے نامۂ مبارک دیکھتے ہی غصہ سے چاک کر ڈالا۔ اور زبان سے کہا:۔ میری رعایا کا ادنیٰ شخص مجھے خط لکھتا ہے؟ اور اپنا نام میرے نام سے پہلے تحریر کرتا ہے!

(رحمۃ اللعالمین جلد اوّل ص۱۶۰)

حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے لکھا ہے کہ مؤرخین کہتے ہیں کہ اُس نے گستاخانہ یہ بھی کہا کہ "محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم) نے اپنے نام کو میرے نام کے اُوپر لکھا ہے"۔ حالانکہ وہ جاہل کیا اتنا بھی نہ جانتا تھا کہ خط کا اندازِ تحریر ہی یہی ہے۔ (ہر کوئی شروع میں یہی لکھتا ہے) کہ میں فلاں ابن فلاں ہوں اور پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم) کا اسمِ گرامی تو بالائے عرش پر لکھا ہوا ہے۔ تو کیا ہے اور تیرا نام کیا ہے۔ غرض کہ اِس تحریر پر وہ کافر غصہ میں آگیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مکتوبِ گرامی کو پارہ پارہ کردیا۔ اور پاگل پنے کی باتیں کرنے لگا۔ حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کی طرف اُس نے التفات تک نہ کیا اور مکتوبِ گرامی کا جواب تک نہ لکھا۔ جب یہ خبر سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کے دربار میں پہنچی تو فرمایا:۔ "مَزَّقَ کِتَابِیْ مَزَّقَ اللّٰہُ مُلْکَہٗ" "اُس بدبخت نے میرے خط کو کیا پارہ پارہ کیا ہے؟ حق تعالیٰ اُس کے ملک کو ٹکڑے ٹکڑے (پارہ پارہ) کردیگا"۔ (مدارج النبوۃ جلد دوم ص۳۸۴۔ صحیح بخاری جلد دوم ص۶۹۱)

حضرت امام عبدالرحمٰن ابنِ جوزی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ جب کسریٰ نے آپ کا یہ خط مبارک پڑھا تو اُس کو پھاڑ دیا۔ پھر یمن کے گورنر باذان کی طرف خط لکھا کہ اپنی طرف سے دو مضبوط اور ہوشیار آدمی بھیج، تاکہ وہ حجاز کے اِس دعویدارِ نبوت و رسالت کو گرفتار کرکے میرے پاس

لائیں۔

حضرت سعید مقبری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فیروز دیلمی رضی اللہ عنہ بارگاہِ نبوی میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ کسریٰ نے باذان کی طرف یہ خط لکھا ہے کہ مجھے اطلاع ملی ہے کہ تیرے علاقہ میں ایک شخص دعویدارِ نبوت ہے۔ اُس کو فوراً قید کر کے میرے پاس بھیج دے۔ سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم نے فرمایا:۔ میرا رب تبارک وتعالیٰ تیرے آقا پر ناراض ہو گیا ہے اور اُسے اُس کے بیٹے (شیرویہ) نے سحری کے وقت طلوعِ آفتاب سے ایک ساعت پہلے قتل کر دیا ہے۔ فیروز آپ سے رخصت ہو کر چلے تو اُنہیں فارس سے کسریٰ کے قتل کی اطلاع موصول ہو گئی۔ تو وہ اِسلام لے آئے اور مخلص مؤمن بن گئے۔

(الوفاء صہ ۱۹۶)

ابنِ خلدون کا بیان ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کو اِس قتل کی اطلاع بصراحت یوم وتاریخ فوراً بذریعۂ وحی ہو گئی تھی۔ اور وحی آئی کہ اللہ نے کسریٰ پر اُس کے بیٹے شیرو کو مسلّط کر دیا اور اُس نے فلاں رات اور فلاں مہینے میں اُس کو قتل کر ڈالا۔ یعنی ۱۰ر جمادی الاولیٰ سنہ ۷ھ کو۔

(تاریخ ابن خلدون جلد ۲ صہ ۳۸ نقوش رسول نمبر لاہور جلد دوم صہ ۱۹۸)

علامہ واقدی نے اِس سے بھی زیادہ صراحت کے ساتھ کسریٰ کے قتل کی تاریخ بیان کی ہے، فرماتے ہیں:۔ "شیرویہ نے اپنے باپ کسریٰ کو سہ شنبہ کی رات میں ۱۰ر جمادی الاولیٰ سنہ ۷ھ کو قتل کیا جب کہ چھ گھنٹے گذر چکے تھے۔" (تاریخ طبری جلد دوم صہ ۹۵ نقوش رسول نمبر لاہور جلد دوم)

حافظ اِبن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے کسریٰ کے قتل کی تاریخ شبِ دوشنبہ ۱۰ر جمادی الآخر سنہ ۷ھ بتائی ہے۔ (فتح الباری شرح صحیح البخاری)

دیکھا آپ نے! سرکار کے اِسمِ مبارک کی بے حرمتی کرنے کا انجام!!!

غرض کہ ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم نے اپنے ابتدا سے انتہا تک ساری عمر شریف میں لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی تبلیغ فرمائی۔ اور ایک دنیا سے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پڑھا دیا۔ سارے فرشِ زمین پر اِس نعرہ کی گونج پیدا فرما دی کہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

خدائے تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کی اِس ادائے پاک پر خوش ہو کر فرمایا کہ پیارے تو نے فرمایا ہے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور میں فرماتا ہوں مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔

تو نے فرش پر میرے نام کا چرچا کیا۔ میں نے عرش پر تیرے نام کا ڈنکا بجایا۔ چنانچہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ تیرا ارشاد۔ اور مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ میرا ارشاد۔ یہ دونوں ارشاد مل کر ایک "کلمہ شریف" ہیں۔ پس جو امن وسلامتی کا خواہاں ہے اور ایمان لانا چاہتا ہے وہ یوں کہے:۔ "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ"

پھر جب آپ کی وفات کا وقت قریب آیا تو ملک الموت نے آپ سے اجازت مانگی کہ اگر اجازت ہو تو آپ کی روحِ مبارک نکال لی جائے۔ اِس بات پر آپ نے اجازت دیدی۔ تو قبضِ روح کی حالت میں ملک الموت کے رونے کی آواز سنی گئی۔ وہ کہہ رہے تھے:۔ وامحمداہ۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ (الخصائص الصغریٰ صہ ۹۵)

آخر کار بارہ ۱۲ ربیع الاول سنہ ۱۱ھ بروز پیر دوپہر کے وقت تریسٹھ سال کی عمر میں آفتابِ رسالت غروب ہو گیا۔ اور جسمِ اطہر سے روحِ منور نے سوئے معبودِ حقیقی پرواز کیا۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ (سیرۃ الرسول از شاہ ولی اللہ محدث دہلوی صہ ۷۶)

اِسی طرح علامہ واقدی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم نے ۱۲ر ربیع الاول دوشنبہ کے دن وفات پائی۔ (تاریخ طبری مترجم جلد اول صہ ۵۲۶)

اور ابنِ سعد کا بیان ہے کہ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کی وفات کا یہ واقعہ ۱۲ر ربیع الاول سنہ ۱۱ھ کو دوشنبہ کے دن دوپہر کے بعد کا ہے (یعنی ۸ر جون سنہ ۶۳۲ء کا) جب اُسامہ کا پرچم الجرف پہنچ چکا تھا۔

(طبقات الکبریٰ مترجم جلد اول صہ ۵۰۳ نقوش رسول نمبر لاہور جلد دوم صہ ۲۰۳)

حافظ ابونعیم حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے راوی ہیں کہ جب حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم وفات پا گئے تو عزرائیل روتے ہوئے آسمان کو واپس ہوئے۔ اُس خدا کی قسم جس نے آپ کو نبی بنا کر بھیجا تھا کہ میں نے آسمان سے یہ آواز سنی وَا مُحَمَّدَاهُ کُلَّ

اَلْمَصَائِبِ تَهُوْنُ عِنْدَ هٰذِهِ الْمُصِيْبَةِ :- افسوس رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم فوت ہو گئے ہیں۔ اِس مصیبت کے بعد کسی اور مصیبت کی کوئی حیثیت نہیں۔

(الانوار المحمدیہ من المواہب اللدنیہ صـ۴۲)

"کتاب الشفاء" قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ اور کئی کتابوں میں مذکور ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کی وفات کا یقین ہو گیا تو وہ رو رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔ آپ کھجور کے تنے پر کھڑے ہو کر لوگوں کو خطبہ دیتے تھے۔ جب لوگ زیادہ ہو گئے تو آپ نے لوگوں کی سہولت کی خاطر منبر بنا لیا۔ تو کھجور کا تنہ آپ کے فراق میں رونے لگا اور جب آپ نے اُسے ہاتھ سے تھپکایا تو وہ چپ ہوا۔ اب آپ اپنی اُمت سے علٰحدہ ہو گئے ہیں تو اُمت پر کہیں زیادہ فرض ہے کہ وہ آپ کے فراق میں جزع فزع کرے۔ یا رسول اللہ! آپ کو خدا نے اتنی فضیلت عطا کی کہ آپ کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیا۔ چنانچہ ارشادِ ربانی ہے:- مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ۔ یا رسول اللہ! خدا کے دربار میں آپ کو اتنی فضیلت حاصل ہے کہ اگرچہ آپ سب سے آخر میں آئے ہیں لیکن "آپ کا نام" سب سے پہلے لیا ہے۔ (الانوار المحمدیہ من المواہب اللدنیہ صـ۴۲)

حضرت علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی رحمۃ اللہ علیہ کتاب "مواہب اللدنیہ" کی تلخیص میں تحریر فرماتے ہیں کہ مروی ہے کہ جب حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وفات کے بعد اور دفن سے پہلے کے درمیانی عرصہ میں اثنائے اذان میں اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ کہتے تو مسجد میں آہ وزاری سے کہرام مچ جاتا۔ جب حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تدفین ہو چکی تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اذان کہنا چھوڑ دی۔

(الانوار المحمدیہ من المواہب اللدنیہ صـ۴۲)

امام ابن عساکر وغیرہ نے حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا اور امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے "شفاء" میں اور علامہ سمہودی نے "وفا" میں اور امام ابن حجر نے "جوہر" میں اِس کی سند کو جید کہا ہے کہ سرکار کی وفات کے بعد حضرت بلال رضی اللہ عنہ

نے ملکِ شام میں سکونت اختیار فرمائی۔ خواب میں حضور پُر نور سید المحبوبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کی زیارت سے شرف یاب ہوئے کہ سرکار ارشاد فرماتے ہیں مَا هٰذِهِ الْجَفْوَةُ يَا بِلَالُ اَمَا اٰنَ لَكَ اَنْ تَزُوْرَنِيْ يَا بِلَالُ۔ یعنی اے بلال یہ کیا جفا ہے۔ کیا ابھی تجھے وہ وقت نہیں آیا کہ میری زیارت کو حاضر ہو۔ بلال رضی اللہ عنہ غمگین و ترساں و ہراساں بیدار ہوئے اور فوراً بہ قصدِ مزارِ پُر انوار جانبِ مدینہ شدّ الرحال فرمایا۔ مدینہ پہنچ کر جب شرفِ حضور پایا تو قبرِ انور کے حضور رونا اور منہ اُس خاکِ پاک پر ملنا شروع کیا۔ دونوں صاحبزادے نواسہ رسول سیدنا امام حسن و امام حُسین رضی اللہ تعالیٰ علیٰ جدہما وعلیہما وبارک وسلم تشریف لائے۔ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ انھیں گلے لگا کر پیار کرنے لگے۔ شہزادوں نے فرمایا:- "ہم تمہاری اذان کے مشتاق ہیں"۔ یہ سُن کر سیدنا بلال رضی اللہ عنہ سقفِ مسجدِ انور پر، جہاں زمانہ اقدس میں اذان دیتے تھے، گئے۔ جس وقت اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہا، تمام مدینہ میں لرزہ پڑ گیا۔ جب اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہا، مدینہ کا لرزہ دوبالا ہوا۔ پھر جب اِس لفظ پر پہنچے کہ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ غش کھا کر نیچے گر پڑے۔ کہ جوں ہی سرکار کا نامِ نامی اسمِ گرامی زبان پر آیا عشق اپنا کام کر گیا۔ محبوب سے جُدائی گوارہ نہ ہو سکی۔ نامِ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم زبان پر آتے ہی سیدنا بلال بے ہوش ہو گئے۔ جب ہوش آیا تو واپس ملکِ شام لوٹ گئے۔

نام جوں ہی لیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا
غش کھا کے گر گئے بلال وہیں

یہ ہے عشقِ محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم۔ اور یہ ہے اِقْرَارٌ بِاللِّسَانِ وَتَصْدِيْقٌ بِالْقَلْبِ۔

حصہ اوّل تمام شد

صفاتِ مومنین

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سورۂ مومنون اُس وقت نازل ہوئی جس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایمان لا چکے تھے۔ وہ عبدالرحمٰن بن عبدالقاری کے حوالہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ قول نقل فرماتے ہیں کہ یہ سورت ان کے سامنے نازل ہوئی ہے۔ وہ خود نزولِ وحی کی کیفیت کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر طاری ہوتے دیکھ رہے تھے۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس سے فارغ ہوئے تو آپ نے فرمایا کہ مجھ پر اسوقت دس ایسی آیتیں نازل ہوئی ہیں کہ اگر کوئی ان کے معیار کا اتر جائے یا جس کسی نے ان آیات کو اپنایا' وہ یقیناً جنت میں داخل ہوگا۔ پھر آپ نے اس سورت کی ابتدائی دس آیات کی تلاوت فرمائی۔ (نسائی۔ احمد۔ حاکم۔ جامع ترمذی جلد دوم صفحہ ۱۶۲)

سورۂ مومنون کی ابتدائی دس آیات کا ترجمہ:-

بیشک مراد کو پہنچے ایمان والے (وہ ہ):- (آیت ۱)

جو اپنی نماز میں گڑگڑاتے ہیں۔ (آیت ۲)

اور وہ جو کسی بیہودہ بات کی طرف التفات نہیں کرتے۔ (آیت ۳)

اور وہ کہ زکوٰۃ دینے کا کام کرتے ہیں۔ (یعنی اسکے پابند ہیں) (آیت ۴)

اور وہ جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ مگر اپنی بیبیوں یا شرعی باندیوں پر جو ان کے ہاتھ کی ملک ہیں کہ اُن پر کوئی ملامت نہیں۔ (آیت ۵-۶)

تو جو ان دو کے سوا کچھ اور چاہے وہی حد سے بڑھنے والے ہیں۔ (آیت ۷)

اور وہ جو اپنی امانتوں اور اپنے عہد کی رعایت کرتے ہیں۔ (آیت ۸)

اور وہ جو اپنی نمازوں کی نگہبانی کرتے ہیں۔ (آیت ۹)

یہی لوگ وارث ہیں کہ (جنت) فردوس کی میراث پائیں گے اور اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ (آیت ۱۰-۱۱)

(کنزالایمان فی ترجمہ القرآن)

حصّہ دوم

اسمِ احمد و محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریح

اسم کہتے ہیں نام کو۔ اور حمد کہتے ہیں تعریف کو۔ قرآنِ حکیم کی ابتداء' الحمد للہ سے ہوئی ہے۔ اور حضرت آدم علیہ السلام کی زبان سے سب سے پہلا کلمہ جو نکلا' وہ' الحمد للہ ہی تھا۔ چنانچہ روایت ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے مجسمہ میں جب جان پڑی تو انہیں ایک دم چھینک آئی۔ اور جیسے ہی چھینک آئی اُنہوں نے کہا" الحمد للہ"۔ لہٰذا کوئی تعجب نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اسی کلمہ' الحمد للہ' کو اپنی مقدس کتاب قرآنِ مجید کا پہلا کلمہ بنا دیا۔ اور قرآنِ کریم کی ابتداء' اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ' سے فرمائی۔ اور یہ کتاب جس رسول پر نازل ہوئی اُس رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کا اسم مبارک بھی اسی' حمد' سے رکھا۔ کہ لفظ احمد و محمد بھی حمد ہی سے بنے ہیں۔ اگر لفظِ احمد کا پہلا حرف الف نکال دیں تو' حمد' بنتا ہے۔ اور لفظِ' محمد' کا بھی پہلا حرف میم نکال دیں تو' حمد' ہی بنتا ہے۔ گویا کہ اسمِ احمد و محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اِس' حمد' سے ایک خاص نسبت ہے۔ یا یہ کہ اِن دو اسماءِ مبارکہ کا' حمد' سے بہت ہی گہرا تعلق ہے۔

چنانچہ حضرت قاضی ابو الفضل عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ الہٖ وبارك وسلم کا اسم مبارک' محمد صلی اللہ علیہ وسلم' اور' احمد' بتایا ہے۔ علاوہ بریں یہ آپ ہی کی خصوصیت ہے کہ آپ کے اسمائے مقدسہ میں مدح و ثنا بھی موجود ہے۔ اسی طرح اسمار النبی کے بیان کرنے میں عظیم شکر گذاری رکھ دی گئی ہے۔ آپ کا اسم گرامی' احمد'

Scanned with CamScanner

یہ اَفْعَلُ کے وزن پر حمد کا مبالغہ ہے۔ یعنی خدا کی سب سے زیادہ حمد وثنا کرنے والا۔ اور مُحَمَّدٌ، یہ مُفَعَّلٌ کے وزن پر ہے۔ گویا مبالغہ بوجہ کثرتِ حمد، یعنی بہت ہی زیادہ تعریف کیا گیا۔ (کتاب الشفاء القسم الاول باب سوم۔ جواہر البحار شریف جلد اول صفحہ ۱۵۸)

پس سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم خدا کی تعریف کرنے میں سب سے بڑھ کر اور تعریف کئے گئے کے لحاظ سے سب پر فوقیت رکھتے ہیں۔ تمام انسانوں کی نسبت کثرتِ حمد کے باعث آپ سب تعریف کرنے والوں سے زیادہ تعریف کرنے والے ہیں۔ اور اُن سب سے زیادہ تعریف کئے گئے ہیں جن کی تعریف کی جاتی ہے۔ علاوہ بریں لواء الحمد بھی تو بروزِ قیامت آپ ہی کے دستِ مبارک میں ہوگا۔ تاکہ سب آپ کے منصب پر مطلع ہوکر شایانِ شان تعریف کریں اور حشر کے میدان میں چونکہ آپ نے سب کی شفاعت کی ہوگی لہذا سب لوگ آپ کی تعریف وتوصیف میں رطب اللسان ہونگے۔ بروزِ قیامت اِس طرح محامد کا دروازہ صرف آپ ہی کے لئے مفتوح ہوگا۔ جیسا کہ ارشادِ نبوی ہے :۔ "اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیائے کرام علیہم السلام کی جانب بھیجی ہوئی کتابوں میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم کی امتِ مرحومہ کا نام 'حمادین' رکھا۔ کہ وہ لوگ خدا کی بہت زیادہ حمد وثنا کرنے والے ہونگے۔ لہٰذا حضور فخرِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم ہی اس بات کے حقدار ہیں کہ آپ کا اسمِ مبارک ہی 'محمد' اور 'احمد' رکھا جائے (کتاب الشفا القسم الاول باب سوم۔ جواہر البحار شریف جلد اول صفحہ ۱۵۹)

چنانچہ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم نے کہ میرے پانچ نام ہیں۔ میں محمدؐ واحمدؐ ہوں۔ اور میں ماحی ہوں کہ میرے ذریعہ اللہ تعالیٰ کفر کو مٹاتا ہے۔ اور میں حاشر ہوں کہ لوگوں کا حشر میرے قدموں میں فرمایا جائیگا۔ اور میں عاقب ہوں یعنی آخری نبی ہوں۔ (صحیح بخاری جلد دوم صفحہ ۳۲)

اِس حدیث کی شرح میں علامہ مفتی احمد یار خاں نعیمی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم کے تین نام حمد سے مشتق ہیں۔ محمدؐ، احمد اور محمود۔ محمد کے معنیٰ ہیں ہر طرح ہر وقت ہر جگہ ہر ایک کا حمد کیا ہوا۔ یا اُن کی ہر ادا کی، ہر

وصف کی، ذات کی حمد کی ہوئی مخلوق بھی اُن کی حمد کرے اور خالق بھی اُن کی حمد فرمائے۔ جتنی نعتیں جتنی سوانح عمریاں ہر زبان میں ہر وقت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم کی ہو رہی ہیں اُتنی کسی کی نہیں ہوتیں۔ کیوں نہ ہو کہ قیامت کا دن اِس نعت خوانی ہی میں تو صرف ہونا ہے۔ حساب کتاب تو چار گھنٹے میں ختم ہو جائے گا اور دن ہے پچاس ہزار سال کا، وہ نعت خوانی میں خرچ ہوگا۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح جلد ہشتم صفحہ ۴۲)

فقط اتنا سبب ہے انعقادِ بزمِ محشر کا
کہ اُنکی شانِ محبوبی دکھائی جانیوالی ہے

محمدؐ واحمدؐ میں فرق :۔

احمد کے معنیٰ ہیں اَحْمَدُ الْحَامِدِیْنَ لِرَبِّہٖ۔ یعنی تمام حمد کرنے والوں سے بڑھ کر اپنے رب کی حمد کرنے والا۔ اپنے رب کے حمد کی کثرت کی برکت سے ہی حضور محمدؐ بھی بنے اور احمد بھی۔ احمد کے ایک اور معنیٰ ہیں قابلِ تعریف کام کرنا یا قابلِ تعریف ہونا۔ (مصباح اللغات صفحہ ۱۰۵)

اور محمد کے معنیٰ ہیں فَالْمُحَمَّدُ ھُوَ الَّذِیْ حُمِدَ مَرَّۃً بَعْدَ مَرَّۃٍ۔ یعنی جس کی بار بار حمد کی جارہی ہو۔ نہ اپنے رب کی حمد وثنا کرنے میں حضور کا کوئی مثیل ہے اور نہ مخلوق میں جتنی حمد وستائش حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہو رہی ہے اور ہوتی رہے گی کسی اور کو نصیب ہوتی ہے، کوئی نبی یا رسول، فرشتہ ہو یا جن، کوئی بھی مخلوق اپنے رب کی حمد سرائی اور ثنا گستری میں اس مقام پر آج تک پہنچ نہیں پائی۔ اور نہ پہنچ سکتی ہے۔

احمد اسم تفضیل ہے حمد کا۔ یا تو حمدِ معروف کا یا حمدِ مجہول کا۔ یعنی اپنے رب کی بہت ہی حمد فرمانے والے، یا بہت ہی حمد کئے ہوئے۔ پہلے معنیٰ قوی ہیں۔ حضور جامع ہیں، حامدیت اور محمودیت میں۔ جیسے کہ آپ مرید بھی اللہ کے ہیں اور مراد بھی۔ یونہی حضور طالب بھی ہیں اور مطلوب بھی۔ اِسی طرح حضور احمد بھی ہیں، محمود بھی اور حبیب بھی ہیں، محبوب بھی۔

(مرقات۔ شرح مشکوٰۃ المصابیح)

حضور پہلے احمد ہیں، اور بعد میں محمد۔ کہ حضور کا اپنے رب کی حمد وثنا بجا لانا پہلے تھا۔ یونہی عالمِ ارواح میں حضور 'احمد' کے نام سے مشہور تھے اور عالمِ اجسام میں محمد کے نام سے

Scanned with CamScanner

معروف ہوئے۔ حضور احد سے امکان کی میم کی وجہ سے ممتاز ہوئے۔ (تفسیر روح البیان)

اور خیال رہے کہ ساری حمدیں اللہ کے لئے ہیں۔ اس کے باوجود حضور محمد ہیں اور اللہ تعالیٰ محمود۔ کیونکہ رب تعالیٰ عالَم کا محمود ہے اور حضور رب کے محمد ہیں۔ رب کی حمد زیادہ ہے۔

(تفسیر نور العرفان ص۸۸۲)

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے معانی:-

قرآن کریم کی آیت وَاِذْ قَالَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ الآیہ کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کا اسمِ مقدس محمد بھی ہے اور احمد بھی ہے۔ محمد مبالغہ مفعول کا صیغہ ہے۔ بہت تعریف کیا ہوا۔ محمد وہ ہے جس میں کوئی بُرائی نہ ہو۔ اس کی کوئی مذمت نہ کرے۔ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم وہ ہیں جن میں سب بھلائیاں ہوں۔ سب اُن کی تعریف کریں۔" (تفسیر ابن عباس مترجم سورۂ صف آیت ۶)

حضرت علامہ امام ابو القاسم حسین بن الفضل راغب اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۵۰۲ھ) لفظِ 'محمد' کے معنیٰ یوں بیان کرتے ہیں۔ اَلَّذِیْ اَجْمَعَتْ فِیْهِ الْخِصَالَ الْمَحْمُوْدَۃُ۔ یعنی مختصر لفظوں میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ لفظ 'محمد' کے معنیٰ مجموعہ خوبی کے ہیں۔ (المفردات سیدنا محمد عربی نمبر ص۵۳۹)

حضرت علامہ سید آل رسول حسنین میاں قادری برکاتی مارہروی قبلہ فرماتے ہیں کہ حمد کے ایک معنیٰ قضاء الحق کے بھی آئے ہیں۔ اس صورت میں لفظ 'محمد' کے ایک معنیٰ یہ بھی ہوئے کہ وہ جس کا حق پورا کر دیا گیا ہو۔ یعنی قدرت کی جانب سے نوعِ انسان کو جس سرحدِ کمال تک پہنچانا مقصود تھا اور انسان کا اپنے خالق پر جو حقِ تخلیق مقرر تھا' وہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم پر پورا کر دیا گیا۔ (سیدنا محمد عربی نمبر ص۵۳۹)

اسی طرح صاحب قاموس مجد الدین فیروز آبادی (المتوفی ۸۱۷ھ) نے لکھا ہے کہ مُحَمَّدٌ اَلَّذِیْ یُحْمَدُ مَرَّۃً بَعْدَ مَرَّۃٍ۔ یعنی 'محمد' کے معنیٰ "وہ جس کی تعریف کے بعد تعریف اور توصیف پر توصیف ہوتی رہے۔ جس کی تعریف کا سلسلہ کبھی ختم نہ ہو۔ زمانہ جوں جوں بڑھتا جاتا ہے' رسولِ عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کے کمالات سے پردہ

اٹھتا جاتا ہے۔ (سیدنا محمد عربی نمبر ص۵۳۹)

حضرت علامہ سید آلِ رسول حسنین میاں قادری برکاتی مارہروی مدظلہ العالی فرماتے ہیں کہ لفظِ 'محمد' کے ایک معنیٰ یہ بھی بیان کیے گئے ہیں کہ وہ جس کا جزو جزو قابلِ تعریف ہے۔ (سیدنا محمد عربی نمبر ص۵۴۰)

محمد کی ایک اور معنیٰ ہے "بہت عمدہ خصلتوں والا" (مصباح اللغات ص۱۸۰)

پھر آگے فرماتے ہیں حضرت علامہ کہ لفظ 'محمد' کے ایک معنیٰ یہ بھی قرار دیئے جا سکتے ہیں کہ "وہ جس کے ہاتھ 'خوش تدبیری نے ترقی کی" حضور کی تعلیم کی اشاعت اور آپ کا لایا ہوا دین خدا کی خاص مرضی اور خاص تدبیر سے عالم میں پھیل گیا۔ جس کی سُرعت اور بغیر جد وجہد' رفتارِ ترقی پر آج بھی دنیا انگشت بدنداں ہے۔ (سیدنا محمد عربی نمبر ص۵۴۱)

امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے:- مُحَمَّدٌ هُوَ الْمُسْتَغْرِقُ لِجَمِیْعِ الْمَحَامِدِ یعنی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) وہ ہستی ہے جو تمام محاسن وکمالات اور محامد وتعریفات سے معمور ہے۔

ایک اور جگہ کہا گیا ہے:- وَمِنْهُ مُحَمَّدٌ کَاَنَّهٗ حُمِدَ مَرَّۃً بَعْدَ مَرَّۃٍ قُلْتُ اِلٰی مَا نِهَایَۃَ لَهَا (المظہری) جلد۹ ص۲۴۰

یعنی اور حمد ہی سے لفظ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نکلا ہے۔ اِس لئے کہ حضور کی بار بار اتنی کثرت سے تعریف کی گئی ہے کہ جس کی کوئی حد ہی نہیں۔

غرض کہ اسلام کی تمام معنوی خوبیوں کے ساتھ ساتھ سیدنا محمد عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کا مقدس نام بھی اپنے معانی کے لحاظ سے مختلف خوبیوں کا مرقع اور متعدد فضائل کا خلاصہ ہے۔

حضور احمد و محمود ہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جگہ جگہ نئے عنوان ہیں ثناء کے لئے

اسم بامسمّٰی:-

اسم کہتے ہیں نام کو۔ اور مسمّٰی یعنی نام والا۔ حضرت علامہ علی ابن برہان الدین حلبی (المتوفی ۱۰۴۴ھ) فرماتے ہیں کہ حکمت کا تقاضہ ہے کہ اسم اور مسمّٰی یعنی نام اور نام والے میں اچھائی اور بُرائی اور پاکیزگی وعدمِ پاکیزگی کے لحاظ سے مناسبت اور موافقت ہونی چاہئے۔ یعنی جس نام کے جو معنیٰ ہیں وہ صفات' نام والے شخص میں بھی ہونی

ضروری ہیں۔ کہ اگر کسی کا نام فاضل ہے تو اُس شخص کو عالم و فاضل ہونا چاہیئے۔ یونہی نام اگر شریف ہے تو اُس نام والے شخص کو بھی شریف اور نیک ہونا چاہیئے۔ تاکہ یہ نام اُس کو سجے۔ اِسی وجہ سے اکثر صحابۂ کرام کے قدیم اور بُرے ناموں کو حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم نے بدل کر اُس نام والے کی خوبیوں کے لحاظ سے اچھے نام رکھ دیئے۔

(سیرت حلبیہ انسان العیون فی سیرۃ الامین المامون)

جیسے حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہٗ کے بھتیجے حضرت عبد الملک بن عمیر بن عبد اللہ بن سلام سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت عبد اللہ بن سلام نے کہ اے لوگو! جاہلیت میں میرا فلاں نام تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم نے اُسے تبدیل فرماکر میرا نام عبد اللہ رکھا۔ (جامع ترمذی جلد دوم ص۵۰ - سنن ابن ماجہ جلد دوم ص۲۱۱)

اِسی طرح ایک جگہ حضرت محبوبِ الٰہی خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہٗ کی پیدائش کا حال سُن کر حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہٗ کے مکان کو مبارکباد دینے تشریف لے گئے اور حضرت علی مرتضیٰ سے مولود کا نام پوچھا۔ اُنہوں نے جواب دیا کہ اس کا نام 'حرب' ہے۔ (یعنی جنگجو)۔ حضور نے فرمایا:- یہ نام خوب نہیں۔ اس مولود کا نام 'حسن' ہے۔

(فوائد الفواد ص۲۸۴)

نیز حضرت محبوبِ الٰہی خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم نے کسی شخص سے اُس کا نام پوچھا۔ اُس نے "مضطجع" بتلایا۔ اور "مضطجع" کے معنیٰ ہیں "زمین پر پہلو رکھنے والے" آپ نے اُس کا نام بدل کر "منبعث" رکھدیا۔ جس کے معنیٰ "زمین سے اٹھنے والے" کے ہیں۔ (فوائد الفواد ص۲۸۲)

اور ایسا بھی ہوا ہے کہ کفار کے اچھے ناموں کو بدل کر حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم نے بُرے نام رکھ دیئے۔ جیسا کہ آپ نے عمرو بن ہشام یعنی ابو الحکم کا نام بدل کر "ابو جہل" رکھدیا تھا۔ یہاں تک کہ یہ نام ایسا مشہور ہوا کہ لوگ ابو جہل کا اصل نام بھول گئے اور اب وہ صرف اسی نام سے مشہور ہے (ابو الحکم یعنی حکم کا باپ اور حکم یعنے

حکومت کرنا یا فیصلہ کرنا۔ اور ابو جہل کے معنیٰ ہیں جہالت کا باپ)۔ اِسی طرح ایک اور دشمنِ اسلام ابو عامر راہب کا نام آپ نے ابو عامر فاسق رکھدیا تھا۔ وغیرہ (تحسیرت حلبیہ)

لیکن ہمارے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کی ذات تو وہ مبارک وبابرکت ذات ہے جس ذات سے اللہ جل شانہٗ نے اپنی ذات کو مسمّٰی کیا۔ چنانچہ حضرت ابو عبد اللہ محمد بن سلیمان جزولی رحمۃ اللہ علیہ کتاب "دلائل الخیرات" کے حزب سادس میں فرماتے ہیں:- وَاَسْئَلُكَ بِاسْمِكَ الْعَظِيْمِ الْاَعْظَمِ الَّذِىْ سَمَّيْتَ بِهٖ نَفْسَكَ۔ یعنی میں پناہ مانگتا ہوں تجھ سے تیرے اُس اسم عظیم کے طفیل جس سے تو نے اپنی ذات کو مسمّٰی کیا ہے۔

(مجموعۂ وظائف مع دلائل الخیرات مترجم ص۲۶۴)

حضرت علامہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اعظم کرامات اور جامع ترین فضائل وکمالات میں سے حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کے اسمارِ گرامی ہیں جو محامدِ اخلاق محاسنِ افعال اور جامعِ جمال وجلال پر مبنی ہیں۔ واضح رہنا چاہیئے کہ حق تعالیٰ عز اسمہٗ نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کے اسمارِ گرامی قرآنِ کریم اور دیگر آسمانی کتابوں میں اور انبیاء ورسل علیہم السلام کی زبانوں پر بکثرت بیان فرمائے ہیں۔ اسمار کی کثرت مسمّٰی کی عظمت وبزرگی پر دلالت کرتی ہے۔ اِس لئے کہ اسمار، صفات وافعال سے ماخوذ ہوتے ہیں اور ہر اسم کسی نہ کسی صفت وفعل ہی سے بنا ہے۔ سرکار کے جملہ اسماء میں سب سے زیادہ مشہور واعظم اسم نامِ 'محمد' ہے (صلی اللہ علیہ وسلم)۔ جس طرح کہ اسمِ "اللہ" ہے کہ وہ اسمِ ذاتِ باریٔ تعالیٰ ہے۔ باقی اسمار صفاتیہ ہیں اور انھیں پر محمول ہیں۔ (مدارج النبوۃ جلد اول ص۵۴۹)

غور کیجئے تو پتہ چلے گا کہ انبیائے کرام علیہم السلام میں سے کسی بھی نبی کا نام ایسا نہیں پایا جاتا جو اُنکی خصوصیاتِ نبویہ کا مظہر ہو۔ جیسے ابو البشر حضرت آدم السلام کے معنیٰ "گندم گوں" کے ہیں۔ آدم علیہ السلام کا یہ نام اُن کے جسمانی رنگ کو ظاہر کرتا ہے۔ (۲) حضرت نوح علیہ السلام کے معنیٰ "آرام" کے ہیں۔ کہ اُن کے والدین نے انھیں آرام وراحت کا موجب قرار دیا تھا۔ (۳) حضرت موسیٰ کے معنیٰ "پانی سے نکالا ہوا" جب اُن کا صندوق پانی سے نکالا گیا

تو یہ نام منتخب کیا گیا۔ (۴) حضرت اسحٰق کے معنیٰ "ضاحک" یعنی ہنسنے والا ہے۔ آپ ہشاش بشاش چہرے والے تھے۔ (۵) حضرت یعقوب کے معنیٰ ہیں "پیچھے آنے والا" یہ اپنے بھائی عیسو کے ساتھ توام پیدا ہوئے تھے۔ (۶) یحییٰ کے معنیٰ "عمر دراز" کے ہیں۔ بوڑھے ماں باپ کی بہترین آرزوؤں کا ترجمان ہے۔ (۷) حضرت عیسیٰ کے معنیٰ ہیں "سرخ رنگ" چہرہ گلگوں کی وجہ سے اُن کا یہ نام تجویز کیا گیا۔

غرض کہ مندرجۂ بالا نام کسی بھی طرح اُن کی عظمتِ روحانی یا نبوت کی طرف اشارہ نہیں کرتے۔ لیکن اسمِ "محمد" صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کی شان ہی خاص ہے۔ کہ حضور کا ذاتی نام محمد بھی ہے اور احمد بھی۔ ہر دو اسمار میں مدح وثنار موجود ہے۔ لفظِ محمد کا پہلا حرف میم ہٹا دو تو "حمد" باقی رہے گا یونہی لفظِ احمد کا پہلا حرف الف ہٹا دو تو بھی "حمد" ہی باقی رہے گا۔ محمد کے معنیٰ ہیں "جس کی بے شمار تعریف کی گئی ہو یا جسے بے انتہا سراہا گیا ہو" اور احمد کے معنیٰ ہیں "اپنے رب کی بہت تعریف اور حمد وثنا کرنے والا" محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک اور معنیٰ جو آپ نے ملاحظہ فرمائے وہ یہ ہیں "وہ جس کی تعریف کے بعد تعریف اور توصیف پر توصیف ہوتی رہے۔ جس کی تعریف کا سلسلہ کبھی ختم نہ ہو" اور اس کے متعلق قرآنِ کریم شاہد ہے۔ اگر آپ قرآنِ پاک کا مطالعہ کرکے دیکھیں تو پتہ چلے گا کہ اس میں خالقِ کائنات نے جگہ جگہ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کی بے شمار تعریف وتوصیف بیان فرمائی ہے۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے:- وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ○ یعنی" اور (اے محبوب) ہم نے تمہارے لئے تمہارے ذکر کو بلند کیا۔ دوسری جگہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ۔ یعنی اے محبوب! ہم نے تمہیں سارے عالمین کے لئے رحمت ہی بنا کر بھیجا۔ اِسی طرح ایک اور جگہ یوں ارشاد فرمایا کہ قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ۔ یعنی تحقیق کہ اللہ کی جانب سے آگیا تمہارے پاس نور۔ مفسرین کی رائے ہے کہ یہاں پر نور سے مراد حضور پر نور، نورٌ علیٰ نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کی ذاتِ گرامی ہے نیز اللہ رب العزت ایک اور جگہ یوں ارشاد فرماتا ہے کہ وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ۔ یونہی ایک اور جگہ ارشاد فرمایا کہ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ

فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ۔ وغیرہ وغیرہ بے شمار آیاتِ کریمہ حضور رحمۃ للعٰلمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کی بے شمار تعریف وتوصیف بیان فرما رہی ہیں۔ اور اس تعریف کا سلسلہ کبھی ختم ہونے والا نہیں جو کہ مسمّیٰ یعنی سرکار کے اسمِ مبارک کے "اسم بامسمّیٰ" ہونے پر ایک ٹھوس دلیل بھی ہے۔

چنانچہ کسی شاعر نے کیا ہی خوب کہا ہے:-

نامِ محمد، شافعِ عصیاں، نامِ محمد اسمِ بامسمّیٰ   مالکِ کوثر، ...لک زمزم صلی اللہ علیہ وسلم

اسم اللہ و محمد صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ میں مماثلت

سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کے ذاتی نام "محمد صلی اللہ علیہ وسلم" اور "اللہ" جل شانہٗ کے ذاتی نام میں بہت مماثلت ہے۔ لفظ "اللہ" میں بھی نقطہ نہیں اور لفظِ "محمد" میں بھی نقطہ نہیں ہے۔ جس طرح لفظِ "اللہ" چار حرفی ہے اُسی طرح لفظ "محمد" بھی چار حرفی ہے۔ یونہی جس طرح لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کے بارہ حروف ہیں اسی طرح "مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ" کے بھی بارہ حروف ہیں۔ اور حضور کی ولادت ووفات بھی ۱۲؍ ربیع الاول ہی کو ہوئی۔

یہ تسنیم معجزہ ہے ہوئی رحلت وولادت   وہی صبح بارہویں کی وہی دن وہی مہینہ

ہر دو اسمار میں ایک تشدید ہے۔ اور جس طرح اللہ کا تیسرا حرف ہی مشدّد ہے اسی طرح محمّد کا بھی تیسرا حرف ہی مشدّد ہے۔ اسم اللہ میں تشدید پر الف ظاہر کرتا ہے کہ خدا کی ذات بادشاہ ہے اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم اس بادشاہ کے محبوب اعظم ہیں۔ اللہ کا نام لیتے ہوئے دونوں ہونٹ علیحدہ ہو جاتے ہیں۔ جس میں یہ اشارہ ہے کہ اللہ کی ذات سب سے اونچی ہے اور ہماری پہنچ اُس تک ناممکن ہے۔ اِسی لئے جب ہم محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کا نام لیتے ہیں تو نیچے کا ہونٹ اوپر کے ہونٹ سے مل جاتا ہے۔ جس سے یہ اشارہ ملتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ

Scanned with CamScanner

علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کی ذاتِ مبارکہ ہم حقیر بندوں اور ہم گنہگار بندوں کو اُس اونچی ذات سے ملانے کا ذریعہ ہے۔

حضرت علامہ مفتی احمد یار خاں نعیمی علیہ الرحمۃ مشکوٰۃ شریف کے "باب اسماء النبی صلی اللہ علیہ وسلم" کی شرح میں لکھتے ہیں کہ حق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نام بھی ایک ہزار ہیں اور حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کے نام بھی ایک ہزار ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے دو نام ذاتی ہیں، عربی میں اللہ اور عبرانی میں "ایل"۔ یونہی حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کے بھی ذاتی نام دو ہیں۔ "محمد و احمد" (صلی اللہ علیہ وسلم) باقی نام صفاتی ہیں۔ (مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح جلد ہشتم صفحہ ۲۱۰)

جس طرح لفظ "اللہ" میں چار حروف ہیں اُسی طرح لفظ "محمد" میں بھی چار ہی حرف ہیں اور جس طرح لفظ "اللہ" میں دو لام ہیں اسی طرح لفظ "محمد" میں بھی دو میم ہیں چنانچہ حضرت علامہ مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اسم محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم حضور کا اسم ذاتی ہے۔ اور باقی اسمائے طیبہ اسمائے صفاتیہ۔ جیسے کہ اسم "اللہ" خدائے تعالیٰ کا اسم ذاتی ہے۔ اور باقی اسمائے صفاتیہ ہیں۔ مگر اس اسم "محمد" کو "اللہ" کے ساتھ بہت ہی مناسبت ہے۔ لفظ "اللہ" میں حرف چار تو لفظ "محمد صلی اللہ علیہ وسلم" میں بھی حرف چار۔ اللہ کے چاروں حرف بے نقطہ تو محمد کے چاروں حرف بھی بے نقطہ۔ اللہ میں ایک شد۔ تو محمد میں بھی ایک شد۔ اللہ کے تین حروف حرکت والے تو محمد کے بھی تین حروف حرکت والے (زبر، زیر، پیش، کو حرکت کہتے ہیں اور شد یعنی تشدید) ہاں اللہ کے شد پر الف ہے لیکن محمد کے شد پر الف نہیں۔ کیوں؟ اس لئے کہ اللہ سلطان ہے اور محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم) اس سلطنت کے وزیر ہیں۔ "اللہ" کہنے سے دونوں لب علٰحدہ علٰحدہ ہو جاتے ہیں۔ اور "محمد" کہنے سے نیچے کا ہونٹ اوپر کے ہونٹ سے مل جاتا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کی ذات بلند و بالا ہے کہ ہم بندوں کی وہاں تک رسائی ناممکن ہے۔ مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم ہم نچوں کو اُس بلند و بالا ذات یعنی ذاتِ الٰہی تک پہنچانے والے ہیں۔ (شانِ حبیب الرحمٰن صفحہ ۲۲، مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح

جلد ۸ صفحہ ۲۳)

محقق بریلوی حضرت مولانا مولوی محمد نقی علی خان صاحب (والد اعلیٰحضرت فاضلِ بریلوی) علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ خدائے تعالیٰ نے جس طرح اپنے اسماءِ حسنیٰ سے ایک ایک اسم بعض پیغمبروں کو عنایت کیا ہے اُسی طرح اپنے حبیب کے نامِ نامی سے بھی ایک ایک حرف بعض انبیاء کرام علیہم السلام کے نام میں داخل فرمایا ہے۔ چنانچہ میم آدم اور ابراہیم اور اسمٰعیل اور موسیٰ اور سلیمان اور مسیح اور اسموئیل اور ارمیا علیہم السلام کے نام میں۔ اور حا (ح) نوح اور صالح اور یحییٰ اور اسحٰق علیہم السلام کے نام میں۔ اور دال داؤد اور آدم اور ہود اور ادریس علیہم السلام کے نام میں داخل ہے۔

(الکلام الاوضح فی تفسیر سورہ الم نشرح صفحہ ۱۹۵)

یونہی جس طرح لفظ "اللہ" کا ہر حرف بامعنیٰ ہے اُسی طرح لفظ "محمد" کا بھی ہر حرف بامعنیٰ ہے۔ چنانچہ اس کی تفصیل ملاحظہ ہو:-

اسم اللہ و محمد صلی اللہ علیہ وسلم بامعنیٰ

الفاظ مجموعہ حروف ہوتے ہیں۔ اگر ان میں سے کسی ایک حرف کو حذف کر دیا جائے تو بقیہ حروف اپنے معنیٰ کھو بیٹھتے ہیں۔ یعنی کہ وہ لفظ بے معنیٰ ہو جاتا ہے۔ جیسے نعیم ایک بامعنیٰ لفظ ہے۔ جو نون، عین، یا اور میم کا مجموعہ ہے۔ اگر ان حروف میں سے پہلے حرف نون کو حذف کر دیا جائے تو "عیم" باقی رہ جائے گا۔ یعنی کہ یہ بے معنیٰ ہو کر رہ جائے گا۔ پھر اگر دوسرا حرف عین بھی ہٹا دیا جائے تو صرف یم باقی رہ جائے گا جو کہ یہ بھی بے معنیٰ ہے۔ لیکن اس کلیے سے لفظ "اللہ" اور "محمد" مستثنیٰ ہیں چنانچہ ملاحظہ ہو۔

اسمِ ذات "اللہ" ہر صورت میں بامعنیٰ ہے:-

حضرت شیخ ابو نصر سراج

(المتوفی ۳۷۸ھ) رحمۃ اللہ علیہ کی شہرۂ آفاق تصنیف "کتاب اللمع فی التصوف" کا شمار تصوف کی قدیم ترین کتابوں میں ہوتا ہے۔ اِس کتاب میں حضرت شیخ یوں تحریر فرماتے ہیں کہ خالق ارض وسمار کا ذاتی نام 'اللہ' ہے۔ جو کہ تمام اسمار الٰہیہ میں سب سے بڑا ہے۔ اس اسم کی خصوصیت ہے کہ اگر اِس سے پہلا حرف الف ہٹا دیا جائے تو لِلّٰہ (یعنی اللہ کے لئے) باقی رہ جاتا ہے۔ دوسرا حرف لام دور کر دیا جائے تو لَہٗ (یعنی اس کیلئے) رہ جاتا ہے۔ اور اگر تیسرا حرف یعنی دوسرا لام بھی حذف کر دیا جائے تو صرف 'ھا' رہ جاتا ہے۔ اور جملہ اسرار ورموز اِسی 'ھا' میں پوشیدہ ہیں۔ کیونکہ اِسی 'ھا' کا معنیٰ ہُو یعنی 'وہ' ہے۔ جب کہ باقی اسمار کی صورت یہ ہے کہ اگر ایک حرفِ طبعی اُن سے حذف کر دیا جائے تو وہ بے معنیٰ ہو کر رہ جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اسم اعظم یعنی اسمِ اللہ سے کسی اور کو موسوم نہیں کیا جا سکتا۔

(کتاب اللمع فی التصوف مترجم باب ۱۹ صـ ۱۲۹)

چنانچہ اللہ کے اسی 'ہو' کے متعلق حضرت شیخ سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ واضح ہو کہ ہر جاندار خواہ وہ جن وانس سے ہو یا مرغ ومور سے، ہر ایک کی سانس اسم 'ہو' سے نکلتی ہے۔ کسی کی معلوم کسی کی معدوم۔ جن کی معلوم ہیں' وہ ذاکر ہیں اور جن کی معدوم ہیں' وہ مردہ ہیں۔ (عین الفقر مترجم صـ ۲۸ مطبوعہ لاہور پاکستان)

اِسی طرح ایک اور جگہ حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اسمِ 'اللہ' اسمِ ذات ہے۔ اسمِ اللہ چار حرف ا۔ل۔ل۔ہ۔ سے بنا ہے۔ اگر اس میں سے الف کو جُدا کریں تو لِلّٰہ ہوگا۔ اور ل بھی جدا کریں تو لَہٗ رہیگا۔ اور دوسرا لام بھی جدا کریں تو ہٗ رہ جائے گا۔ یہ چاروں اسمِ اعظم (اللہ)۔ (لِلّٰہ)۔ (لَہٗ)۔ اور (ھُوَ) اِسمِ ذات ہیں۔ اور کتاب اللہ میں مذکور ہیں۔ چنانچہ آیت الکرسی میں ہے :۔ اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ۔ یہ اسمِ ذات ہیں۔

(عین الفقر صـ ۲۷ مطبوعہ:۔ لاہور۔ پاکستان)

یقیں دانم دریں عالم کہ لَا مَعْبُوْدَ اِلَّا ھُوْ   وَلَا مَوْجُوْدَ فِی الْکَوْنَیْنِ وَلَا مَقْصُوْدَ اِلَّا ھُوْ

(دیوان حضرت سلطان باہو۔ مطبوعہ لاہور)

مفسر کبیر امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ کے مبارک ناموں میں لفظ "اللہ" اُس کی ذات کی تجلّی ڈالنے میں سب سے زیادہ قوی ہے، کیونکہ لفظ کے اعتبار سے یہ نام سب سے زیادہ واضح نام ہے۔ لیکن ساتھ ہی معنیٰ کے لحاظ سے اِس نام کی حقیقت تک پہونچنا قطعاً ناممکن ہے۔ لہٰذا یہ نام مبارک ظاہر اور کھلا ہوا بھی ہے اور چھپا ہوا بھی ہے۔ نہ اس کی وضاحت سے انکار کیا جا سکتا ہے اور نہ اس نام نامی کے بھیدوں کو جانا جا سکتا ہے۔ چنانچہ (خود انا الحق کہنے والے) حضرت حسین ابن منصور حلاج علیہ الرحمۃ نے کیا ہی خوب فرمایا ہے :۔

اِسْمٌ مَعَ الْخَلْقِ قَدْ تَاھُوْا بِهٖ وَلَهَا   لِیَعْلَمُوْا مِنْهُ مَعْنًی مِنْ مَعَانِیْهِ

ترجمہ:۔ خدا کے نام کو معلوم کرنے کی جد وجہد کی تاکہ اُن کے معنوں میں سے کوئی خاص معنی معلوم ہو سکیں۔

وَاللّٰهِ مَا وَصَلُوْا مِنْهُ اِلٰی سَبَبٍ   حَتّٰی یَکُوْنَ الَّذِیْ اَبْدَاهُ مُبْدِیْهِ

ترجمہ:۔ خدا کی قسم اس کوشش میں کچھ بھی تو ہاتھ نہ لگا سوائے اسکے کہ جتنا خدا نے خود ہی کھولدیا ہے۔ (تفسیر کبیر جلد اول فصل ہشتم مترجم مطبوعہ:۔ دیوبند)

نامِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر حرف با معنیٰ :۔ جس طرح اسمِ 'اللہ' کا ہر حرف با معنی ہے اُسی طرح اسمِ "محمد" صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کا بھی ہر حرف با معنی ہے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو:۔ لفظ 'محمد' (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ابتدائی حرف میم اگر ہٹا دیا جائے تو 'حمد' رہ جاتا ہے۔ جس کا مفہوم تعریف وتوصیف ہے۔ اور اس کے دوسرے حرف یعنی 'ح' کو حذف کر دیا جائے تو 'مد' باقی رہ جاتا ہے جس کا مطلب ہے پھیلانا یا دراز کرنا۔ اور اگر تیسرا حرف یعنی دوسرا میم بھی دور کر دیا جائے تو صرف 'دال' باقی رہ جاتا ہے جس کی معنی دلالت کرنے والا کے ہیں۔ یعنی نام محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کی وحدانیت پر دال ہے۔ اِس کے علاوہ اسم 'محمد' (صلی اللہ علیہ وسلم) کا دوسرا میم مشدّد ہونے کے باعث اگر اُسے دو میم بھی سمجھ لیکر معنی کریں تو اس کے پہلے اور دوسرے حرف یعنی میم اور حا کو

حذف کر دینے سے 'مد' کے بجائے 'مُحمد' باقی رہ جائے گا جو کہ یہ بھی مطلب سے خالی نہیں۔ 'مُحمد' کی معنیٰ ہیں '' مدد کرنے والا'' چنانچہ حضرت علامہ مولانا محمد نقی علی خاں صاحب محقق بریلوی قدس سرہٗ نے اسم 'محمد' (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ان حروف کی کیا ہی خوب تشریح فرمادی ہے :-

'محمد' صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کی میم محبوبیت اور محمودیت اور مصطفائی کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ حا (ح) حامدیت اور حمایتِ امّت کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ اور دال (د) دعوت کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ اِس قیاس پر یہ اسم شریف حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کے دو سو بیالیس صفات کا اجمال ہے کہ ان میں دو سو مصدر بمیم اور تینتیس مصدر بحا اور نو مصدر بدال ہیں۔ گویا کہ ہر حرف اس کا مثل حروفِ مقطعہ کی طرح معنی متعددہ پر دال ہے (الکلام الاوضح ص۱۹۵)

یا میم اول سے مراد' باعتبارِ اعداد چالیس (ابجد کے حساب سے) چالیس برس اور حا سے حکومت اور میم ثانی سے ملکِ آخرت اور دال سے دنیا مراد ہے۔ تو گویا یہاں اِس مضمون کی طرف اشارہ ہے کہ اس جناب (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو چالیس برس کی عمر میں حکومتِ دنیا و آخرت اور دونوں جہاں کی ریاست عنایت ہوئی۔ اور دونوں میم کے عدد کُل اسّی اور حا کے آٹھ اور دال کے چار ہیں۔ کہ مجموعہ اُن کا بانوے ہے۔ گویا کہ یہاں اُن بانوے چیزوں کی طرف اشارہ ہے جو خدا تعالیٰ نے آپ کے لئے خاص فرمائیں :- تیس سیپارے قرآن کے اور تیس روزے رمضان کے اور سترہ رکعت فرض نمازِ پنجگانہ اور دو وزیر آسمان سے جبرئیل ومیکائیل علیہما السلام اور دو وزیر اہلِ زمین سے، ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما۔ اور چار اہلِ عبا :- علی، فاطمہ، حسن وحسین اور سات سے سبع مثانی یعنی سورۃ فاتحہ۔ (الکلام الاوضح فی تفسیر سورۂ الم نشرح ص۱۹۶)

یا میم سے دونوں جگہ مالک اور حا سے باعتبارِ اعداد' بہشت یعنی جنت (کہ بہشت آٹھ ہیں اور حا کے عدد بھی آٹھ ہیں) مراد ہے۔ اور دال سے دنیا مراد ہے۔ تو گویا یہاں یہ اشارہ ہے کہ مالکِ حقیقی نے اپنے حبیب کو آٹھوں بہشت اور ملکِ دنیا کا مالک بنایا ہے۔

اور میم ثانی کی توسیط اور تشدید میں بھی یہی نکتہ ہے کہ اُس جناب (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم) کو دونوں عالم سے علاقہ ہے۔ (الکلام الاوضح ص۱۹۶)

اُدھر اللہ سے واصل اِدھر مخلوق میں شامل   خواص اُس برزخِ کبریٰ میں تھا حرفِ مشدد کا

چنانچہ حضرت ابوعبداللہ محمد بن سلیمان جزولی رحمۃ اللہ علیہ نے "دلائل الخیرات شریف" میں اِس کی کیا ہی خوب تشریح فرمادی ہے :- اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ حَآءِ الرَّحْمَۃِ وَمِیْمَیِ الْمُلْکِ وَدَالِ الدَّوَامِ السَّیِّدِ۔ یعنی اے اللہ درود بھیج ہمارے آقا سیدنا محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم) پر جس کے نامِ پاک کی حا، رحمت ہے اور جس کے نام کی دو میموں سے مراد ملکِ دنیا و آخرت ہے اور دال سے مراد دوام یعنی ہمیشگی ہے۔ جو سید ہے۔ (مجموعۂ وظائف مع دلائل الخیرات حزب رابع ص۳)

اور اِس کا ترجمہ کرتے ہوئے حکیم الامت حضرت علامہ مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ 'محمد' میں دو میم' ایک 'ح' اور ایک دال ہے۔ دو میم سے مراد ملکِ دنیا و آخرت ہے۔ 'ح' سے مراد رحمت اور دال سے مراد دائمی یعنی نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم دونوں جہان کی دائمی رحمت ہیں۔

(شانِ حبیب الرحمٰن ص۱۲)

نیز اِس لفظ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حروف کی تشریح میں حضرت شیخ شہاب الدین احمد بن العماد الاقفہسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کے نامِ نامی 'محمد' صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کے چار حرف میں اسرار و رموز ہیں۔ جن میں سے کچھ یہ ہیں :-

''م'' مَحْوُ الْکُفْرِ بِالْاِسْلَامِ اَوْ مَحْوُ سَیِّاٰتِ مَنِ اتَّبَعَہٗ۔

یعنی ''م'' سے مراد ہے مٹانا کفر کا دینِ اسلام کے ساتھ یا مٹانا حضور کے غلاموں کے گناہوں کا۔

وَقِیْلَ مَلِکُ اُمَّتِہٖ ــــ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اِس ''م'' سے مراد یہ ہے کہ آپ اپنی اُمت کے مالک ہیں۔

"ح" حُكْمُهُ بَيْنَ الْخَلْقِ بِاَحْكَامِ اللّٰهِ تَعَالیٰ۔
یعنی "ح" سے مراد یہ ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم خدا تعالیٰ کے احکام کے ساتھ مخلوق میں حکم فرماتے ہیں۔

وَقِیْلَ حَیَاۃُ اُمَّتِہٖ ۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ "ح" حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کی اُمت کے لئے پیغامِ حیات ہے۔

دوسری "م" مَغْفِرَۃُ اللّٰہِ تَعَالیٰ لِاُمَّتِہٖ۔ یعنی دوسری "م" حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کی امت کے لئے اللہ تعالیٰ کی مغفرت ساتھ لائی ہے۔

"د" وَاَمَّا الدَّالُ فَھُوَ الدَّاعِیْ اِلَی اللّٰہِ اور "د" یہ اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دینے والی ہے۔ فصلی اللہ علیہ وسلم۔ (مفید الواعظین حصہ اوّل صفحہ ۲)

نیز فرید عصر حضرت علامہ عبدالرحمٰن صفوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی شہرۂ آفاق تصنیف "نزہۃ المجالس" میں فرماتے ہیں کہ 'محمد' صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم میں چار حرف ہیں۔ میم اوّل میم منّت ہے۔ گویا خدائے تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ "اپنی اُمت پر انھیں دوزخ سے رہائی دلا کر احسان کیجئے اور حاء محبت سے ہے۔ اپنی اُمت کے دل میں میری محبت پیدا کیجئے۔ اور میم ثانیہ میم مغفرت ہے۔ اپنی اُمت کو بخش دیجئے۔ اور دال دوام دین سے ہے کہ دینِ اسلام اُن سے کبھی نہ نکلے۔

اور بعض نے کہا ہے کہ آپ کا اسمِ شریف "محمد" صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اِس کی برکت سے آپ کی امت کے گناہ محو کر دیئے گئے اور آپ کا اسمِ شریف "احمد" ہے۔ اِس سے دوزخ سے اُن کی حمایت ہوئی۔ (نزہۃ المجالس جلد دوم صفحہ ۲۰۷)

اس کے متعلق حضرت علامہ مولانا مولوی محمد نقی علی خاں علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ہر چند یہ نامِ نامی علمِ ذات ہے۔ مگر اجمالاً جامع جمیع صفات ہے۔ اسلئے کہ حمد حامد سے ہے محمود علیہ کے واقع نہیں ہوتی اور ہر فردِ حمد کیلئے ایک محمود بہ ضرور ہے خواہ وہی محمود علیہ ہو یا غیر اس کا۔ بس جس شخص کے لئے افرادِ حمد بکثرت ثابت ہیں صفات محمود بہا اور محمود علیہا بھی بکثرت ہوئیں گے۔

كَمَا لَا يَخْفٰى وَكَيْفَ لَا وَهُوَ الْمَحْمُوْدُ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ بِالصِّفَاتِ الْكَامِلَةِ وَالْاَخْلَاقِ الْفَاضِلَةِ مِنَ الْعِلْمِ وَالْحِكْمَةِ وَالنُّبُوَّةِ وَالرِّسَالَةِ وَالزُّهْدِ وَالْكَرَمِ وَالْحَيَاءِ وَغَيْرِهَا فَطَابَقَ الْاِسْمُ الْمُسَمّٰى وَنَاسَبَ اللَّفْظُ الْمَعْنٰى۔ (سرور القلوب صفحہ ۲۲۵)

اسی طرح ایک اور جگہ حضرت علامہ مولانا محمد نقی علی خاں علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ مادہ صورتِ آدم علیہ السلام یعنی آدم علیہ السلام کی مٹی چالیس روز خمیر کی گئی اور بہشت آٹھ ہیں۔ اور مراتبِ حضراتِ اولیاء کرام بھی چالیس کہ اصنافِ اشرع اربابِ ولایت کو درجات اربع ولایت میں کہ بدایت و نہایت و ظہور و بطون سے عبارت ہیں، ضرب دینے سے چالیس حاصل ہوتے ہیں۔ اور جملہ سفلیات عناصر اربعہ سے مرکب ہیں۔ گویا کہ اِس مضمون کی طرف اشارہ ہوا کہ مسمّٰی اس اسمِ پاک کا باعثِ تخمیرِ طین آدم اور موجبِ رونقِ جنت اور مرجعِ اربابِ ولایت اور سببِ پیدائشِ دنیا و مافیہا ہے۔ شاید امیر حسن علائی سنجری رحمۃ اللہ علیہ مولفِ "فوائد الفواد" نے اِس رباعی سے یہی مضمون مراد لیا ہے:۔

یک حرف تو چل صباح عالم را نور — یک حرف تو ہشت خلد را مایہ حور
حرف سیومی چہل ولی را دستور — زاں چہار چہار رکن عالم معمور۔

اِس صورت میں وجہ تقدمِ میم اور تاخرِ دال کی یہ ہے کہ آدم علیہ السلام اشرف المخلوقات اور عناصر سفلیات ہیں۔ (الکلام الاوضح فی صفحہ ۱۹۶)

اسم اللہ کی تشریح میں حضرت شیخ سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اسم "اللہ" اسمِ ذات ہے۔ اور جب اللہ تعالیٰ نے اسم "اللہ" کو ذات سے جدا کیا تو نورِ محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کا اِس سے ظہور ہوا۔ اور اپنے قدرتِ توحید کے آئینہ میں اُس کو دیکھا۔ اور اُس کو دیکھنے سے نورِ محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کا مشتاق ہوا اور نورِ محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم سے کل مخلوقاتِ ہزدہ ہزار عالم کو پیدا کیا۔ جیسا کہ حدیثِ قدسی میں وارد ہے:۔ لَوْلَاكَ لَمَا اَظْهَرْتُ الرُّبُوْبِيَّةَ یعنی اے حبیب! اگر تم نہ ہوتے تو میں اپنی ربوبیت

ہرگز ظاہر نہ کرتا (از افادات عین الفقر صہ ۲۸)

چنانچہ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے اس کی کیا ہی خوب تشریح کی ہے۔

وشق لہ من اسمہ لیجلہ   فذو العرش محمود وھٰذا محمد

ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نام سے ہی اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم کا نام نکالا۔ تاکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم کی عزت وعظمت کا اظہار ہو۔ تو مالکِ عرش کا نام محمود ہے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم کا نام "محمد"۔ (دیوان حضرت حسان بن ثابت صہ ۲۴ مطبوعہ انجمن پنجاب، لاہور)

اسی لئے جہاں جہاں نامِ خدا لکھا ہوا ہے، وہاں وہاں نامِ مصطفیٰ بھی ضرور لکھا ہوا ہے۔

اِذَا ذُکِرْتُ ذُکِرْتَ مَعِیْ

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:۔ وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ (سورۃ الم نشرح آیت ۴)

ترجمہ:۔ اور ہم نے تمہارے لئے تمہارا ذکر بلند کردیا (کنزالایمان)

اس آیت کی تفسیر میں صدرالافاضل حضرت علامہ نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ حدیث شریف میں ہے کہ سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم نے حضرت جبرئیلِ امین سے اِس آیت کو دریافت فرمایا تو انھوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ آپ کے ذکر کی بلندی یہ ہے کہ جب میرا ذکر کیا جائے تو میرے ساتھ آپ کا بھی ذکر کیا جائے۔ (اِذَا ذُکِرْتُ ذُکِرْتَ مَعِیْ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مراد اس سے یہ ہے کہ یُرِیْدُ الْاَذَانَ وَالْاِقَامَۃَ وَالتَّشَھُّدَ وَالْخُطْبَۃَ عَلَی الْمَنَابِرِ فَلَوْ اَنَّ عَبْدًا عَبَدَ اللّٰہَ وَصَدَّقَہٗ فِیْ کُلِّ شَیْءٍ وَلَمْ تَشْھَدْ اَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَّسُوْلُ اللّٰہِ لَمْ یَنْتَفِعْ مِنْ ذٰلِکَ بِشَیْءٍ وَکَانَ کَافِرًا یعنی اذان میں، تکبیر میں، تشہد میں، منبروں پر خطبوں میں تو اگر کوئی اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے، ہر بات میں اُس کی تصدیق کرے اور سیدِ عالم صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم کی رسالت کی گواہی نہ دے تو یہ سب بے کار ہیں وہ کافر ہی رہے گا۔ اور حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رَفَعَ اللّٰہُ ذِکْرَہٗ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ فَلَیْسَ خَطِیْبٌ وَّلَا مُتَشَھِّدٌ وَّلَا صَاحِبُ صَلٰوۃٍ اِلَّا یَقُوْلُ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ یعنی اللہ تعالیٰ نے آپ کا ذکر دنیا وآخرت میں بلند کیا۔ ہر خطیب، ہر تشہد پڑھنے والا اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے ساتھ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ پکارتا ہے۔

(تفسیر خزائن العرفان، نصرۃ الواعظین حصہ سوم صہ ۱۱۶ صہ ۱۱۷)

اسی طرح ایک اور جگہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم نے کہ جبرئیل میرے پاس آئے اور عرض گذار ہوئے کہ یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میرا اور آپ کا رب فرماتا ہے۔ اَتَدْرِیْ کَیْفَ رَفَعْتُ لَکَ ذِکْرَکَ یعنی کیا آپ جانتے ہیں کہ آپ کے ذکر کو کس طرح بلند کیا گیا ہے؟ آپ نے فرمایا:۔ اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا:۔ ارشادِ خداوندی ہے:۔ اِذَا ذُکِرْتُ ذُکِرْتَ مَعِیْ یعنی جہاں میرا ذکر ہوگا وہیں تمہارا بھی ذکر ہوگا۔ کہ پروردگارِ عالم نے اپنے ذکر کے ساتھ آپ کے ذکر کو، اپنی اطاعت کیساتھ آپ کی اطاعت کو اور اپنے نام کیساتھ آپ کے نامِ نامی واسمِ گرامی کو ملایا ہے جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:۔ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ۔ وَاٰمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ۔ پس اِن دونوں اسمائے گرامی (یعنی اللہ ورسول) کو واوِ عاطفہ سے ملایا ہے جو اشتراک کو چاہتا ہے اور ایسا کلام حبیبِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم کے علاوہ کسی اور کے لئے جائز نہیں ہے۔

(ابن ابی حاتم، کتاب الشفا، القسم الاول باب اول صہ ۱۲، مدارج النبوت جلد اول صہ ۱۲۵)

اِس حدیث کی شرح میں حضرت علامہ سید محمود آلوسی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ اِس سے بڑھ کر رفعِ ذکر اور کیا ہو سکتا ہے کہ کلمۂ شہادت میں اللہ رب العزت نے اپنے نام کیساتھ اپنے محبوب کا نام ملا دیا۔ حضور کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیا، ملائکہ

کے ساتھ آپ پر درود بھیجا اور درودِ پاک پڑھنے کا حکم دیا اور جب بھی خطاب فرمایا معزز القاب سے خطاب فرمایا۔ جیسے یا ایھا المزمّل، یا ایھا المدثّر، یا ایھا النبی، یا ایھا الرسول۔ پہلے آسمانی صحیفوں میں بھی آپ کا ذکرِ خیر فرمایا۔ تمام انبیاء اور ان کی امتوں سے وعدہ لیا کہ وہ آپ پر ایمان لے آئیں۔ آج دنیا کا کوئی بھی آباد ملک ایسا نہیں، جہاں روز و شب میں پانچ بار سرکار کی رسالت کا اعلان نہ ہو رہا ہو۔

(روح المعانی۔ تفسیر ضیاء القرآن جلد پنجم ص۶۰۰)

شانِ نزول:-

قرآنِ حکیم کی یہ آیت (وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ) مکہ مکرمہ میں نازل ہونے والی ابتدائی آیات میں سے ہے کیونکہ جس وقت ہادی برحق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کی دعوتِ توحید سے متأثر ہو کر اسلام قبول کرنے والے مسلمان انگلیوں پر گنے جا سکتے تھے اور عرب سے باہر کسی نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کا نام بھی نہیں سنا تھا اور نہ ہی کوئی آپ کے مشن سے واقف تھا، جس کا ذکر آپ اس کتاب کے حصہ اوّل میں ص۱۷۱ پر ملاحظہ کر چکے ہیں۔ اُس وقت باری تعالیٰ کا یہ ارشاد خواہ کتنی ہی دور رس پیشگوئی کا حامل ہو لیکن بادی النظر میں عجیب نظر آتا ہے، اُس وقت کس نے اس پر غور کیا ہو گا؟ اور کس نے اس آیت کی اہمیت کو سمجھا ہو گا؟ لیکن قرآنِ حکیم صرف پہلی صدی ہجری کی کتاب تو نہیں ہے۔ اس کو تو قیامت تک محفوظ رہنا ہے اور لوگوں کو صراطِ مستقیم دکھاتے رہنا ہے۔ اور قرآنِ حکیم اللہ تعالیٰ کی سچی کتاب ہے۔ اس لئے قرآنِ کریم کی یہ پیشین گوئی ایک نہ ایک روز پوری ہو کر رہی۔ وہ کیسے؟ وہ اس طرح سے کہ آج آپ یہ دیکھیں کہ بڑے بڑے نام آور اور شہنشاہ اس دنیا میں آئے۔ اور دنیا سے ایسے گئے کہ اُن کا نام لیوا آج کوئی نہیں۔ جس وقت وہ اس دنیا سے مٹ گئے، اُن کا نام بھی مٹ گیا۔ حتیٰ کہ راجہ مہاراجاؤں نے اور اپنے وقت کے شہنشاہوں نے اپنے نام سونے چاندی کے سکوں میں لکھوائے۔ اپنے تخت و تاج پر لکھوائے۔ راج محلوں کی دیواروں پر لکھوائے، پتھروں میں کھدوائے۔ مگر مٹ گئے۔

جن کا آج نام و نشان تک نہیں ہے۔ اور وہ شہنشاہ کیسی شان والا ہے کہ جس کا نامِ پاک آج بھی عالمین کی زبانوں میں، دماغوں میں، کتابوں میں، صحیفوں میں، پتھروں میں، جسمانی اعضاء میں، پھلوں میں، پھول پتیوں میں، شجر و حجر میں، حتیٰ کہ عرش و فرش میں ایسا نقش ہو چکا ہے کہ جو نہ مٹا ہے اور نہ مٹے گا، جس کے متعلق واقعات بھی آپ آگے ملاحظہ فرمائیں گے۔

ورفعنا لك ذكرك کا ہے سایہ تجھ پر ذکر اونچا ہے ترا بول ہے بالا تیرا

رفعتِ ذکر:-

اللہ جلّ شانہٗ نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کے ذکر کو وہ رفعت بخشی جو کسی اور کو نہیں بخشی۔ کسی اور کو یہ بلندی نصیب نہیں ہوئی۔ جب کائنات میں کسی کا ذکر نہ تھا تو رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کا ذکر کرنے والا خود خدا تھا۔ اور بروزِ قیامت قرآنِ کریم کی آیت كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ۝ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ۝ (سورۃ رحمٰن آیت ۲۶-۲۷) کے تحت جب ہر شے فنا ہو جائے گی اور صرف ربّ ذوالجلال والاکرام کی ذات باقی رہے گی تو اُس وقت اللہ کی مخلوق میں اُس کا ذکر کرنے والا کوئی نہ رہے گا۔ لیکن حبیبِ کبریا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کا ذکر اُس وقت بھی ہو رہا ہو گا۔ کہ ربّ کریم قرآنِ حکیم میں خود ہی یہ ارشاد فرما رہا ہے اور یہ ذکر فرما رہا ہے کہ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۝ یعنی (اے محبوب) ہم نے تمہارے لئے تمہارا ذکر بلند کر دیا۔ اور دوسری جگہ یوں ارشاد فرما رہا ہے کہ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ یعنی بے شک اللہ اور اُس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) پر۔

چنانچہ اعلیٰحضرت فاضلِ بریلوی علیہ الرحمۃ نے کیا ہی خوب فرمایا ہے:-

رفعتِ ذکر ہے تیرا حصہ دونوں عالم میں ہے تیرا چرچا
مرغِ فردوس پس از حمد خدا تیری ہی مدح و ثنا کرتے ہیں

سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کے ذکر کی بلندی ایک ایسی

بھی ہے کہ پروردگارِ عالم نے قرآن کریم میں جہاں جہاں اپنی اطاعت، معصیت، احکام، رضا اور وعدہ و وعید وغیرہ کا ذکر فرمایا، وہاں وہاں اپنے نام کے ساتھ اپنے حبیب کے نام یا منصب کو بھی شامل فرمالیا ہے۔

نامِ خدا اور نامِ نبی کا اتصال :- چنانچہ حافظِ کبیر امام ابونعیم اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور فخرِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ بارک وسلم کو یہ فضیلت بھی حاصل ہے کہ قرآنِ کریم میں جہاں اطاعت، معصیت، فرائض، احکام، وعدہ اور وعید وغیرہ کا اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا، وہاں اپنے نام کے ساتھ اپنے حبیب پاک کا نام یا منصب بھی متصلاً ذکر فرمایا۔ مندرجۂ ذیل آیات بطور نمونہ ملاحظہ فرمائیں:۔

۱۔ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ (سورۂ نساء آیت ۵۹)

ترجمہ:۔ اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی۔

۲۔ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَلَا تَوَلَّوْا عَنْہُ وَاَنْتُمْ تَسْمَعُوْنَ ۝ (سورۂ انفال آیت ۲۰)

ترجمہ:۔ حکم مانو اللہ اور اُس کے رسول کا اور سُن سنا کر اُس سے نہ پھرو۔

۳۔ وَیُطِیْعُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ اُولٰٓئِکَ سَیَرْحَمُہُمُ اللّٰہُ (سورۂ توبہ آیت ۷۱)

ترجمہ:۔ اور اللہ و رسول کا حکم مانیں۔ یہ ہیں جن پر عنقریب اللہ رحم کرے گا۔

۴۔ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ ۝ (سورۂ نور آیت ۶۲) ترجمہ:۔ ایمان والے تو وہی ہیں جو اللہ اور اُس کے رسول پر یقین لائے (یعنی ایمان لائے)

۵۔ یٰٓاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰہِ وَلِلرَّسُوْلِ۔ (سورۂ انفال آیت ۲۴)۔

ترجمہ:۔ اے ایمان والو! اللہ اور اُس کے رسول کے بلانے پر حاضر ہو جاؤ۔

۶۔ مَنْ یَّعْصِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ۔ (سورۂ احزاب آیت ۳۶)

ترجمہ:۔ اور جو حکم نہ مانے اللہ اور اُس کے رسول کا۔ الخ

۷۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ (سورۂ احزاب آیت ۵۷) ترجمہ:۔ بیشک

جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اُس کے رسول کو۔

۸۔ بَرَآءَۃٌ مِّنَ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ۔ (سورۂ توبہ پہلی آیت)

ترجمہ:۔ بیزاری کا حکم سُنانا ہے اللہ اور اُس کے رسول کی طرف سے۔

۹۔ اَذَانٌ مِّنَ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ۔ (سورۂ توبہ آیت ۳)

ترجمہ:۔ اور منادی پکار دینا ہے اللہ اور اُس کے رسول کی طرف سے۔

۱۰۔ وَلَمْ یَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ وَلَا رَسُوْلِہٖ وَلَا الْمُؤْمِنِیْنَ وَلِیْجَۃً (سورۂ توبہ آیت ۱۶)

ترجمہ: اور اللہ اور اُسکے رسول اور مسلمانوں کے سوا کسی کو اپنا محرمِ راز نہ بنائیں گے۔

۱۱۔ اَلَمْ یَعْلَمُوْٓا اَنَّہٗ مَنْ یُّحَادِدِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ۔ (سورۂ توبہ آیت ۶۳)

ترجمہ:۔ کیا انہیں خبر نہیں کہ جو خلاف کرے اللہ اور اس کے رسول کا۔

۱۲۔ اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِیْنَ یُحَارِبُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ۔ (سورۂ مائدہ آیت ۳۳)

ترجمہ:۔ وہ کہ اللہ اور اُس کے رسول سے لڑتے ہیں، اُن کا بدلہ یہی ہے کہ۔

۱۳۔ وَلَا یُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ۔ (سورۂ توبہ آیت ۲۹)

ترجمہ:۔ اور حرام نہیں مانتے اُس چیز کو جس کو حرام کیا اللہ اور اُس کے رسول نے۔

۱۴۔ وَمَنْ یُّشَاقِقِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ۔ (سورۂ انفال آیت ۱۳)

ترجمہ:۔ اور جو اللہ اور اُس کے رسول سے مخالفت کرے۔

۱۵۔ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰہِ وَالرَّسُوْلِ۔ (سورۂ انفال پہلی آیت)

ترجمہ:۔ تم فرماؤ غنیمتوں کے مالک اللہ اور رسول ہیں۔

۱۶۔ فَرُدُّوْہُ اِلَی اللّٰہِ وَالرَّسُوْلِ۔ (سورۂ نساء آیت ۵۹)

ترجمہ:۔ تو اُسے اللہ اور رسول کے حضور رجوع کرو۔

۱۷۔ وَلَوْ اَنَّہُمْ رَضُوْا مَآ اٰتٰہُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ۔ (سورۂ توبہ آیت ۵۹)

ترجمہ:۔ اور کیا اچھا ہوتا اگر وہ اُس پر راضی ہوتے جو اللہ اور رسول نے اُن کو دیا۔

۱۸۔ وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰہُ سَیُؤْتِیْنَا اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ وَرَسُوْلُہٗ۔ (سورۂ توبہ آیت ۵۹)

ترجمہ:۔ کہتے ہیں اللہ کافی ہے۔ اب دیتا ہے ہمیں اللہ اپنے فضل سے اور اُس کا رسول۔

١٩ - فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ - (سورۂ انفال آیت ۴۱)

ترجمہ :- تو پانچواں حصہ خاص اللہ اور رسول کا ہے۔

٢٠ - وَمَا نَقَمُوْٓا اِلَّآ اَنْ اَغْنٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ - (سورۂ توبہ آیت ۷۴)

ترجمہ :- اور انہیں کیا برا لگا؟ یہی نہ کہ اللہ اور رسول نے انہیں اپنے فضل سے غنی کر دیا۔

٢١ - وَقَعَدَ الَّذِيْنَ كَذَبُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ - (سورۂ توبہ آیت ۹۰)

ترجمہ :- اور بیٹھ رہے وہ جنہوں نے اللہ و رسول سے جھوٹ بولا تھا۔

٢٢ - اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاَنْعَمْتَ عَلَيْهِ - (سورۂ احزاب آیت ۳۷)

ترجمہ :- جسے اللہ نے نعمت دی اور تم نے اُسے نعمت دی۔

مذکورہ بالا آیات میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے نام کے ساتھ نبی آخر الزماں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کے نام کو ملایا ہے۔ اور یہ انتہائی تعظیم اور شرف کی بات ہے۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی ذٰلِكَ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَبَارِكْ وَسَلَّمْ - (دلائل النبوۃ۔ جواہر البحار شریف جلد اول صفحہ ۲۲)

ان کے علاوہ بھی بے شمار آیاتِ کریمہ قرآنِ حکیم میں موجود ہیں جن میں خدا تعالیٰ نے اپنے نام کے ساتھ اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کے نام کو ملایا ہے۔

غرض کہ خدائے تعالیٰ کو اپنے محبوب سے اِس قدر پیار ہے کہ اُس نے اپنے ذکر میں اپنے محبوب کو ہر مقام پر اپنے ساتھ رکھا ہے۔ اور اپنے محبوب سے یہ وعدہ فرمایا ہے کہ میرا ذکر کرنے والا تیرا ذکر بھی میرے ساتھ کرے گا۔ جو شخص تیرا ذکر نہ کرے گا وہ میرا ہزار بار بھی ذکر کرے، اس کا یہ ذکر ہرگز قبول نہ ہوگا۔

چنانچہ اعلیٰحضرت فاضلِ بریلوی قدس سرہٗ نے کیا ہی خوب فرمایا ہے :-

ذکرِ خدا جو اُن سے جدا چاہو نجدیو
واللہ ذکرِ حق نہیں کنجی سقر کی ہے

اِذَا ذُكِرْتُ ذُكِرْتَ مَعِيْ ——— اے محبوب! جہاں جہاں میرا ذکر ہوگا وہاں وہاں تیرا ذکر بھی میرے ساتھ ہوگا۔ (مواہب اللدنیہ جلد ۲ صفحہ ۲۶)

اِس حدیثِ قدسی کے تحت جہاں جہاں خدا تعالیٰ کا ذکر ہو رہا ہے، وہاں وہاں۔

حبیبِ باری تعالیٰ کا بھی ذکر ہو رہا ہے۔ تو قرآنِ حکیم کا فیصلہ ہے کہ سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ترجمہ :- "ہر شئے جو زمینوں و آسمانوں میں ہے، وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کر رہی ہے" تو جہاں جہاں ذکرُ اللہ ہو رہا ہے، وہاں وہاں ذکرِ رسول اللہ بھی ہو رہا ہے۔ تو ماننا پڑے گا کہ زمینوں و آسمانوں میں ہر شئی ذکرِ مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء کر رہی ہے۔

چنانچہ امام اہلسنت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ نے کیا ہی خوب فرمایا ہے :-

عرش پہ تازہ چھیڑ چھاڑ، فرش پہ طرفہ دھوم دھام
کان جدھر لگائیے، تیری ہی داستان ہے

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۞ ——— اور اے محبوب! ہم نے تمہارے لئے تمہارا ذکر بلند کر دیا۔ آپ اندازہ کریں کہ قرآنِ حکیم کی یہ پیشگوئی کس حد تک صحیح اور درست ثابت ہو چکی ہے۔ صرف اتنا ہی نہیں۔ اور آگے ملاحظہ فرماتے چلیں۔

حضرت سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ رب العزت نے اپنے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کی شان میں فرمایا :- وقرنت اِسمك مع اسمی فلا اذکر فی موضع حتی تذکر معی ولقد خلقت الدنیا واھلھا لاعرفھم کرامتك ومنزلتك عندی ولولاك ما خلقت الدنیا۔ یعنی اور میں نے تمہارا نام اپنے نام کے ساتھ ملا دیا ہے۔ لہٰذا جہاں میرا ذکر ہوگا وہاں تمہارا بھی ذکر ہوگا۔ اور تحقیق میں نے دنیا اور اہلِ دنیا کو اِس لئے پیدا فرمایا ہے کہ اُنہیں تیری منزلت ومرتبت بتلاؤں اور مقامِ محمودیت دکھلاؤں اور اگر آپ نہ ہوتے تو میں دنیا کو پیدا ہی نہ کرتا۔ (ابنِ عساکر)

اِس وعدۂ حق کے مطابق آج بھی آپ دیکھیں کہ کوئی بھی مقام ایسا نہیں، جہاں پر ذکرِ خدا تو ہو مگر ذکرِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہو۔ کلمہ طیبہ پڑھ کر دیکھ لو۔ اس میں بھی ذکرِ خدا کے ساتھ ذکرِ مصطفےٰ موجود ہے۔ مؤذن کی اذانوں میں، خطیب کے خطبوں میں، مفسر کی تفسیر میں، مدبر کی تدبیر میں، مقرر کی تقریر میں۔ مصلیوں کی نمازوں میں۔ دعاؤں

میں اور التجاؤں میں، غرض کہ ہر جگہ اور ہر عبادت میں ذکرِ خدا کے ساتھ ساتھ ذکرِ مصطفےٰ بھی موجود ہے۔ اِسی طرح جہاں جہاں نامِ خدا مکتوب ہے، وہاں وہاں نامِ احمدِ مجتبیٰ بھی مکتوب ہے۔ مسجدوں میں "یا اللہ" اگر لکھا ہوتا ہے تو "یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم" بھی ضرور لکھا ہوتا ہے۔ اور پھر خدا تعالیٰ کی اپنے محبوب سے محبت دیکھئے کہ اگر کسی نے "یا محمد" میں سے لفظ "یا" کو حذف کر کے صرف "محمد صلی اللہ علیہ وسلم" لکھا ہے تو اللہ جلّ شانہٗ نے بھی اپنے نام کے ساتھ لفظ "یا" نہیں رہنے دیا۔ یعنی جہاں کہیں صرف "محمد" لکھا ہوتا ہے وہاں صرف "اللہ" ہی لکھا ہوتا ہے۔ آپ نے کہیں یہ نہ دیکھا ہوگا کہ سرکار کا نام تو بغیر "یا" کے لکھا ہو اور "اللہ" کا نام "یا" کے ساتھ لکھا ہو۔ چاہے وہ دنیا کی کوئی بھی مسجد ہو۔

سلطان الواعظین مولانا ابوالنور محمد بشیر صاحب سیالکوٹی فرماتے ہیں کہ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کے نامِ نامی اسمِ گرامی کے ساتھ حرف "یا" نہ لکھنے والوں کی مسجد میں یارحمٰن۔ یارحیم لکھا دیکھا۔ تو میں نے جمعہ کے ایک بیان میں کہا کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت اور اپنے محبوب سے محبت کا کرشمہ دیکھئے کہ منکرین سے بھی اپنے محبوب کے نام کے ساتھ کسی نہ کسی ذریعہ حرف "یا" لکھوا ڈالا۔ اور وہ اِس طرح کہ خدا تعالیٰ نے اپنے محبوب کا نام رؤف و رحیم بھی رکھا ہے جیسا کہ قرآنِ کریم میں ارشاد ہے:۔ لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْكُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ۲

اِس آیتِ مبارکہ کی تفسیر میں فخر الملّت والدّین امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ جلّ شانہٗ نے اپنے اسمائے حسنیٰ سے یہ دو نام فخرِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کو مرحمت فرمائے ہیں۔ یعنی رؤف اور رحیم۔ (تفسیر کبیر سورۂ توبہ آیت ۱۲۸)

غرض کہ ربّ کریم نے اپنے محبوب کو رؤف بھی فرمایا ہے۔ اور رحیم بھی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم) گویا کہ حضور رؤف بھی ہیں اور رحیم بھی۔ تو منکرین سے جب خدا تعالیٰ نے جب اپنے نام رحمٰن کے ساتھ "یا" لکھوایا تو ساتھ ہی اپنے محبوب کے نام "رحیم" کو بھی "یا" کے ساتھ لکھوایا۔ اور انہیں یہ پتہ بھی چلنے نہ دیا کہ ہم جن کے ساتھ

۲۔ (سورۂ توبہ آیت ۱۲۸)

"یا" لکھنے کے روادار نہیں، قدرت نے اپنی جانب سے حضور کے ایک دوسرے نام "رحیم" کے ساتھ اِس حرف "یا" کو لکھوا کر یہ ثابت کر دکھایا کہ ؎

عقل ہوتی تو خدا سے نہ لڑائی لیتے یہ گھٹائیں اُسے منظور بڑھانا تیرا

(بیس تقریریں ص ۱۴۲ سے استفادہ)

حضور سیّدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کے ذکرِ پاک کی ہمہ گیری اور رفعت کا یہ عالم ہے کہ گاؤں، شہروں، قصبوں، جنگلوں، اور صحراؤں میں بھی اِس نامِ مبارک کے ڈنکے بج رہے ہیں۔ کسی کی مجال نہیں کہ اِس ذکرِ پاک کو اپنی مسجدوں سے مٹا سکیں۔

چنانچہ حضرت مولانا قاری محمد الدین صاحب نعیمی فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ ایک عاشقِ رسول کسی مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے حاضر ہوا۔ جب اُس نے مسجد کے محراب کو دیکھا تو وہاں صرف یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ ہی لکھا ہوا تھا۔ اُس نے سوچا کہ یہاں اللہ جلّ شانہٗ کے اسمِ پاک کیساتھ اس کے رسولِ معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کا نامِ نامی اسمِ گرامی نہیں لکھا ہوا ہے۔ چنانچہ اُس عاشقِ باصفا نے بازار سے قلم دوات خریدی اور بڑی ہی خوبصورتی کے ساتھ مسجد کی دیوار پر یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم لکھ دیا۔

قارئینِ کرام! وہ مسجد تو اُن لوگوں نے تعمیر کی تھی جو یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کہنے والے کو مشرک اور بدعتی سمجھتے تھے۔ اب جو انھوں نے مسجد کی دیوار پہ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم لکھا ہوا دیکھا تو اُن کے تن بدن میں آگ لگ گئی۔ ایک دوسرے سے پوچھنے لگے کہ یہ کس نے لکھا ہے؟ ادھر اُن کے مولوی صاحب بھی آگئے اور کہنے لگے: بھائیو دوستو! کیا ماجرا ہے؟ اور کیا باتیں کر رہے ہو؟ نمازیوں نے عرض کیا:۔ مولوی جی! ہماری مسجد میں کسی شخص نے یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم لکھ دیا ہے۔

مولوی جی کہنے لگے:۔ بھائیو! پریشان ہونے کی کیا ضرورت ہے؟ مسجد کی دیوار پر سفیدی پھیر دو۔ تاکہ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم لکھا ہوا

ہے وہ مٹ جائے۔ چنانچہ اسم رسول کو مٹانے کے لئے دیوار پر سفیدی پھیر دی گئی جب سفیدی خشک ہوئی تو اسم رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم اب بھی نظر آرہا تھا۔ نمازیوں نے عرض کیا:۔ مولوی جی! دیوار پر سفیدی کرنے کے بعد بھی یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم لکھا ہوا نظر آرہا ہے۔ مولوی جی نے کہا:۔ پھر ایسا کرو کہ کسی مستری کو بلاؤ جو اسم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کو دیوار سے کھود کر نکال دے۔ چنانچہ مستری صاحب کو بلایا گیا۔ اور کہا:۔ دیکھو بھئی یہ جو ہماری مسجد کی دیوار پر یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم لکھا ہوا ہے اُسے کھود کر دیوار سے نکال دو۔ مستری صاحب نے اُسے کھود کر نکال دیا۔ اب جو نمازیوں نے دیکھا تو کہا:۔ مولوی جی! پہلے تو دیوار کے اوپر سیاہی سے یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم لکھا ہوا تھا جو کچھ عرصہ کے بعد مٹ سکتا تھا۔ اب تو دیوار کے اندر لکھا گیا ہے۔ جو کبھی بھی نہیں مٹے گا۔ مولوی صاحب نے کہا:۔ اچھا میاں ایسا کرو کہ اسمیں سیمنٹ بھر دو۔ چنانچہ جب سیمنٹ بھر دیا گیا تو دیوار اینٹوں کی تھی اب بھی یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم پڑھا جا رہا تھا۔ اِس لئے کہ جس کے ذکر کو خدا تبارک و تقدس بلند فرمائے، اُسے کون مٹا سکتا ہے؟ (نعیمیہ خطبات حصہ دوم ص۱۴۲)

اِسی لئے اعلیٰحضرت مجددِ دین وملت فاضلِ بریلوی قدس سرہٗ بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم میں یوں عرض کرتے ہیں ؎

مٹ گئے مٹتے ہیں مٹ جائیں گے اعدا تیرے — نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا

اِذَا ذُکِرْتُ ذُکِرْتَ مَعِیَ ——— کہ اے محبوب! جہاں جہاں میرا ذکر ہوگا وہاں وہاں تیرا بھی میرے ساتھ ذکر ہوگا۔

حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فرماتے ہیں کہ مراد اِذَا ذُکِرْتُ ذُکِرْتَ مَعِیَ سے یہ ہے۔ لَا یَذْکُرُکَ اَحَدٌ بِالرِّسَالَۃِ اِلَّا ذَکَرَنِیْ بِالرُّبُوْبِیَّۃِ۔ یعنی (اے محبوب) کوئی تجھے رسالت کے ساتھ ذکر نہ کریگا مگر مجھے ربوبیت والوہیت

کے ساتھ ذکر کرے گا۔ (نصرۃ الواعظین حصہ سوم ص۱۱۷)

اِسی طرح ایک اور جگہ حضرت ابو العباس ابن عطا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اِذَا ذُکِرْتُ ذُکِرْتَ مَعِیَ سے مراد یہ ہے کہ جَعَلْتُ تَمَامَ الْاِیْمَانِ بِذِکْرِیْ مَعَکَ وَجَعَلْتُکَ ذِکْرًا مِّنْ ذِکْرِیْ فَمَنْ ذَکَرَکَ ذَکَرَنِیْ۔ یعنی (اللہ تعالیٰ جل شانہٗ فرماتا ہے کہ) میں نے ایمان کو اپنے ذکر سے مع تمہارے ذکر کے تمام کیا کہ جب تک کلمہ کے دونوں جُز نہ کہے جائیں اور میری وحدانیت والوہیت کے ساتھ تمہاری رسالت کا اقرار نہ کیا جائے ایمان صحیح اور قابلِ اعتبار نہیں ہوتا۔ اور میں نے تمہارے ذکر کو اپنا ذکر کیا۔ پس جس نے تمہیں ذکر کیا، اُس نے مجھے ذکر کیا۔

(نصرۃ الواعظین حصہ سوم ص۱۱۷)

چنانچہ شاعر نشتر دہلوی صاحب نے کیا ہی خوب کہا ہے:۔

حق کی توحید کا ہو لاکھ اقرار — پر رسالت نہیں تو کچھ بھی نہیں

حضرت امام قاضی ابو الفضل عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الشفاء میں اور حضرت امام احمد شہاب الدین قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے مواہب اللدنیہ میں لکھا ہے کہ اِذَا ذُکِرْتُ ذُکِرْتَ مَعِیَ سے مراد یہ ہے کہ ربِّ کریم فرماتا ہے کہ اے محبوب! ہم نے تمہارے نام کو اپنے نام سے اور تمہاری طاعت کو اپنی طاعت سے جا بجا ملایا۔ بلکہ تمہاری طاعت کو عین اپنی طاعت اور تمہاری نافرمانی کو عین اپنی نافرمانی ٹھہرایا۔ الخ

(نصرۃ الواعظین حصہ سوم ص۱۱۸)

امام ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ فرمایا پیغمبرِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم نے کہ (شبِ معراج) جب میں سیرِ سمٰوٰت سے فارغ ہوا تو جنابِ باری تعالیٰ میں یہ عرض کی کہ اے میرے رب، مجھ سے پہلے جتنے نبی گزرے، سب کو تو نے فضائل بخشے۔ ابراہیم کو خلیل کیا۔ موسیٰ کو کلیم کیا۔ داؤد کے لئے پہاڑ مسخر کئے۔ سلیمان کے لئے ہوا اور شیاطین تابع بنائے۔ عیسیٰ کے واسطے مُردے جلائے۔ مجھے کیا عطا فرمایا؟ قَالَ اَوَلَیْسَ اَعْطَیْتُکَ اَفْضَلَ مِنْ ذٰلِکَ کُلِّہٖ لَا اُذْکَرُ اِلَّا ذُکِرْتَ مَعِیَ۔

یعنی فرمایا کہ کیا میں نے تجھے ان سب سے زیادہ فضیلت و بزرگی عطا نہیں فرمائی؟ کہ میری یاد نہ ہو جب تک کہ تو میرے ساتھ ذکر نہ کیا جائے۔

(نفرۃ الواعظین حصہ سوم ص۶۵)

نیز حضرت قاضی بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔ وَاَیُّ رَفْعَۃٍ مِثْلُ اَنْ قَرَنَ اِسْمَہٗ بِاِسْمِہٖ فِیْ کَلِمَتَیِ الشَّھَادَۃِ وَجَعَلَ طَاعَتَہٗ طَاعَتَہٗ۔ یعنی اور کونسی رفعت اُس کی مثل ہوگی کہ اللہ نے حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کے نام کو اپنے نام سے کلمۂ طیبہ اور کلمۂ شہادت میں ملایا اور اپنی طاعت کو حضور کی طاعت فرمایا۔ (نفرۃ الواعظین حصہ سوم ص۱۱۸)

ظاہر ہے شان کلمۂ طیبہ سے آپ کی … آیا ہے نام پاک محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا جل شانہٗ کے بعد

تبھی تو ابوالبشر حضرت سیدنا آدم علیہ السلام نے اِسی کلمۂ طیبہ کو دیکھ کر یہ یقین کر لیا تھا کہ ربِّ غفور کے نزدیک سرکار کے رتبہ کا کوئی نہیں ہے۔

چنانچہ طبرانی نے معجم کبیر میں، حاکم نے مستدرک میں، بیہقی نے دلائل النبوۃ میں اور حضرت علامہ قاضی ابوالفضل عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الشفاء میں امیر المؤمنین سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت فرمایا ہے کہ فرمایا نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم نے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام نے اپنی لغزش ظاہری کے وقت بارگاہِ ایزدی میں یہ دعا فرمائی کہ یَا رَبِّ اَسْئَلُکَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ اِلَّا مَا غَفَرْتَ لِیْ۔ یعنی اے ربّ! محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کے وسیلے سے مجھے معاف فرمادے۔ تو ارشادِ ربانی ہوا کہ اے آدم! تم نے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم) کو کس طرح پہچانا؟ تو حضرت آدم علیہ السلام بارگاہِ الٰہی میں عرض گذار ہوئے کہ اے پروردگار! میں نے جب تیرے عرش کی جانب دیکھا تو اُس پر لکھا ہوا پایا۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ میں نے دیکھ کر یقین کر لیا تھا کہ تیرے نزدیک محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کے رتبے کا کوئی نہیں ہے۔ کیونکہ اُن کے نام کو تو نے اپنے نام کے ساتھ ملایا ہے۔ (کتاب الشفاء القسم الاول باب ثالث)

اسمِ اللہ سے اسمِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ملانے کا انعام:۔

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم نے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی انگوٹھی مبارک دی اور فرمایا کہ اِس پر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ لکھوالاؤ۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لے گئے اور اُس انگوٹھی پر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ لکھوا لائے۔ جب انگوٹھی سرکار کی خدمت میں پیش کی تو اُس پر لکھا تھا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ اور اس کے ساتھ ہی سیدنا صدیق اکبر کا اپنا نام بھی لکھا تھا۔ حضور نے دریافت فرمایا:۔ ابوبکر! ہم نے تو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ لکھوانے کو کہا تھا مگر تم ہمارا نام بھی اور اپنا نام بھی لکھوالائے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہٗ نے عرض کیا:۔ حضور! میرے دل نے یہ گوارہ نہ کیا کہ خدا تعالیٰ کے نام کے ساتھ آپ کا نام نہ ہو۔ یہ آپ کا نام تو میں نے ہی لکھوایا ہے۔ مگر میرا نام؟ یہ تو یہاں آنے تک راہ میں ہی لکھا گیا ہے۔ اسے میں نے ہرگز نہیں لکھوایا۔ اتنے میں حضرت جبرئیل امین حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ، خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ "جب صدیق اس امر پر راضی نہ ہوئے کہ آپکا نام ہمارے نام سے جدا کریں، تو ہم بھی اس امر پر راضی نہ ہوئے کہ صدیق کا نام آپکے نام سے جدا کریں۔ صدیق نے آپکا نام ہمارے نام کیساتھ لکھوا دیا تو ہم نے صدیق کا نام آپکے نام کیساتھ لکھ دیا۔" (تفسیر کبیر جلد اول ص۹۱)

چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے کہ فرمایا حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم نے کہ جب مجھے آسمانوں کی معراج حاصل ہوئی تو میں [illegible] بھی گذرا میں نے اپنا نام "محمد رسول اللہ" لکھا دیکھا۔ اور ابوبکر صدیق کا نام میرے بعد مرقوم تھا۔ (الانوار المحمدیہ من المواہب اللدنیہ ص۱۸۳)

چنانچہ کسی شاعر نے کیا ہی خوب کہا ہے:۔

ظاہر ہے شان کلمۂ طیبہ سے آپ کی … آیا ہے نام پاک محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا جل شانہٗ کے بعد

فخر الملت والدین حضرت علامہ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مفسرین نے

کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کلمۂ شہادت، اذان اور تشہد میں اپنے ذکر کے ساتھ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کے ذکر کو ملایا ہے۔ جب کہ دیگر انبیائے کرام علیہم السلام کا اس طرح سے ذکر نہیں فرمایا۔ (تفسیر کبیر سورۂ انبیاء ص۱۴۵)

چنانچہ شیر بیشۂ اہلسنّت حضرت علامہ مولانا حشمت علی خاں صاحب پیلی بھیتی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:۔

خطبات میں کلموں میں اقامت میں اذان میں
ہے نامِ الٰہی سے ملا نامِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

خاتم المحققین حضرت علامہ شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۝ کہ ہم نے آپ کے نام اور آپ کے ذکر کو دنیا و آخرت میں نبوت و شفاعت کے ساتھ بلند فرمایا ہے۔ اور آپ کے اسمِ گرامی کو اپنے اسمِ جلالت کے ساتھ کلمۂ اسلام، اذان، نماز اور تمام خطبات میں شامل و جزو قرار دیا۔ کوئی بھی خطبہ پڑھنے والا، اذان دینے والا اور نماز ادا کرنے والا ایسا نہ ہوگا جو اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ نہ کہے۔ (مدارج النبوت جلد اول ص۱۲۵)

چنانچہ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے اس کی کیا ہی خوب تشریح فرمائی ہے:۔

وَضَمَّ الْاِلٰهُ اِسْمَ النَّبِيِّ اِلٰى اِسْمِهٖ   اِذْ قَالَ فِي الْخَمْسِ الْمُؤَذِّنُ اَشْهَدُ

(دیوان حسان بن ثابت مطبع انجمن پنجاب لاہور۔)

ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کے نام کو اپنے نام کے ساتھ ملا دیا ہے۔ اس لئے جب مؤذن پانچوں وقت کی اذان میں اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہتا ہے تو اس کے ساتھ ہی اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ کا بھی اظہار و اعلان کرتا ہے۔

(خصائص الکبریٰ مترجم جلد اول ص۱۸۸)

اسی طرح ایک اور جگہ حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ

نے اپنے محبوب (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم) سے فرمایا کہ "اَعْطَيْتُكَ خَيْرًا مِّنْ ذٰلِكَ اَعْطَيْتُكَ الْكَوْثَرَ وَجَعَلْتُ اِسْمَكَ مَعَ اِسْمِيْ يُنَادٰى بِهٖ فِيْ جَوِّ السَّمَاءِ" یعنی جو کچھ میں نے تمہیں عطا کیا ہے وہ سب سے بہتر ہے۔ میں نے تمہیں کوثر عطا کی ہے اور تمہارے نام کو اپنے نام کے ساتھ ملا دیا ہے۔ جس کو آسمان کی وسیع فضاؤں میں پکارا اور بلند کیا جاتا ہے۔ (کوثر الخیرات ص۳۹۷)

چنانچہ امیر المؤمنین سیدنا علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں:۔

وَفِيْ كُلِّ وَقْتِ الصَّلٰوةِ يُهَيِّجُهٗ   بِلَالٌ وَيَدْعُوْ اِسْمَهٗ كُلَّمَا دَعَا

ترجمہ:۔ ہر نماز کے وقت حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی پرسوز اذان، ہماری آتشِ سوزاں کو اور بھڑکاتی ہے، جب وہ ہمارے محبوب و آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کا نام لیکر پکارتے ہیں۔

صرف اذان ہی میں نہیں بلکہ خدا تعالیٰ نے تو یہاں تک فرما دیا کہ اے محبوب! نماز جو عبادتوں میں سب سے افضل ترین عبادت ہے، اس مخصوص عبادت میں بھی فرض تو میرا ہو اور عبادت تو میری ہو لیکن ادائیں تیری ہوں۔ عبادت خدا کی ہو، ادائیں مصطفیٰ کی ہوں۔

اسمِ احمد کا نقشہ نماز میں:۔ حضور شیخ الاسلام علامہ سید محمد مدنی میاں اشرفی الجیلانی مدظلہ العالی فرماتے ہیں کہ میرے خدا کو منظور یہ ہے کہ اے محبوب! تمہاری ادا کو میں اپنا فرض قرار دوں گا تاکہ سنت تیری ہو اور فرض میرا ہو۔ تاکہ یہ دنیا تیری یاد کو مٹا نہ سکے۔

نماز میں جب تم کھڑے ہوتے ہو تو "احمد" کی الف نظر آتے ہو اور جب تم رکوع میں جاتے ہو تو "احمد" کی حا بن جاتے ہو اور جب تم سجدے میں جاتے ہو "احمد" کی میم دکھائی پڑتے ہو اور جب تم بیٹھ جاتے ہو تو "احمد" کی دال نظر آتے ہو۔ خدا کو منظور یہ ہے کہ عبادت تو اس کی ہو، تصویر احمد کی ہو۔ تصویر احمد مجتبیٰ کی ہو۔

(نور خدا ص۲۰۔ خطبات علمائے اہلسنت حصہ اول ص۱۰۱)

قومہ الف ہو حا، رکوع اور میم سجدہ جلسہ دال　　نقشہ نمازی یوں نمازِ عشق کی کھینچا کرے (ایضاً)

اِس کے علاوہ یہی 'نماز' جو اللہ تعالیٰ کی خالص عبادت ہے اس کے تشہد میں بھی اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّیِّبَاتُ کے ساتھ ساتھ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ بھی موجود ہے۔ حالانکہ نماز میں کسی کے سلام کا جواب دینا یا سلام کہنا، زبان سے ہو یا اشارہ سے، وہ نماز کو فاسد کر دیتا ہے۔ یعنی یہ مفسدِ نماز ہے لیکن اللہ جل شانہٗ نے اس جگہ بھی اپنے محبوب کے ذکر کو نہ چھوڑا۔ بلکہ اِذَا ذُکِرْتُ ذُکِرْتَ مَعِیَ کے تحت اپنے ساتھ ساتھ اپنے محبوب کا بھی ذکر فرما دیا اور نبی پر سلام و رحمت اور برکات کا بھیجنا واجب قرار دیا۔

چنانچہ حضرت علامہ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ کے طبقات کے حوالہ سے خادم میں بیان کیا گیا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کے خصائص میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ہمارے نزدیک تشہد میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم پر صلوٰۃ پڑھنا واجب ہے۔

(الخصائص الصغریٰ ص۱۰۱)

اس کے علاوہ حجۃ الاسلام محی السنۃ حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ جب التحیات پڑھنے بیٹھو تو اپنے دل میں حضور فخرِ کائنات وفخرِ موجودات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کی صورت مبارکہ کو حاضر کرو اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مقدس تصور دل میں جما کر اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ عرض کرو۔ اور یقین جانو کہ یہ سلام سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کو پہنچتا ہے۔ اور سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم اس کا جواب عطا فرماتے ہیں۔ (احیاء العلوم جلد اول ص۱۰۰)

اِسی کے متعلق حضرت علامہ امام ضحاک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: لَا تَجُوْزُ الصَّلٰوۃُ اِلَّا بِہٖ وَلَا تَجُوْزُ الْخُطْبَةُ اِلَّا بِہٖ۔ یعنی نہیں جائز ہوتی ہے نماز مگر ساتھ ذکرِ حضور کے اور نہیں جائز ہے خطبہ مگر ساتھ ذکرِ محبوب کے۔ کذا فی الخازن۔ (نصرۃ الواعظین حصہ سوم ص۱۱)

چنانچہ امام اہلسنت نے فرمایا:-

ذکرِ خدا جو اُن سے جدا چاہو نجدیو　　واللہ ذکرِ حق نہیں کنجی سقر کی ہے

تشریح:- کنجی یعنی چابی یا کلید۔ اور سقر کی معنی ہے جہنم یا دوزخ۔ تو یہاں اِس شعر میں اعلیٰحضرت مجدد دین وملت فاضل بریلوی قدس سرہٗ وہابیوں کو اِس بات کی تنبیہ فرما رہے ہیں کہ اے نجدیو اِذِکْرُ اللہ کو تم ذکرِ رسول سے جدا اگر چاہتے ہو تو جان لو، خدا گواہ ہے کہ بلاشبہ تمہارا یہ ذکر، ذکرِ حق نہیں ہے۔ بلکہ یہ تو جہنم کی چابی ہے۔ گویا کہ جہنم میں داخلے کی یہ سند ہے تمہارے لئے۔

غرض کہ دنیا کے گوشے گوشے میں اور چپے چپے میں صبح سے شام تک اذانوں میں ہو یا نمازوں میں خطبات میں ہو یا تکبیروں میں اور کلمۂ شہادت میں ہو یا تشہد میں، ہر جگہ آج بھی اللہ کے نام کے ساتھ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کا نام بھی لیا جاتا ہے۔ مگر ایک مقام ایسا بھی ہے، جہاں خدا کے نام کے ساتھ حبیبِ خدا کا نام نہیں لیا جاتا۔ اور وہ مقام وقتِ ذبح کا ہے۔ کہ جانور ذبح کرتے وقت بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہہ کر ذبح کرتے ہیں۔ لیکن اس جگہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کا اسمِ مبارک نہیں لیا جاتا۔ کیوں؟ —— اس لئے کہ آپ رحمۃ للعالمین ہیں۔ ساری کائنات کے لئے رحمت۔ اور یہ ظاہر بات ہے کہ جانور کے گلے پر چھری پھیرنے کا وقت بظاہر رحمت کا وقت نہیں۔ بلکہ قہر وجلال کا وقت ہے۔ اسی لئے اللہ جل شانہٗ نے اِس جگہ اپنے حبیب کا نام لینا گوارہ نہیں کیا۔ سبحان اللہ! کس قدر اور کس کس انداز سے سرکار کے مراتب بلند فرما رہا ہے ربِ جلیل!

اسلامی بھائیو! کیا حضور کو اپنے جیسا انسان یا بڑا بھائی کہنے والی کسی انسانی ہستی کو ایسی بلندی و برتری حاصل ہے؟ نہیں۔ ہرگز نہیں۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کی مبارک ہستی ہی وہ پاک و واحد ہستی ہے، جسے یہ سربلندی حاصل ہے۔

اِسی لئے تو اعلیٰحضرت فاضلِ بریلوی نے ارشاد فرمایا:-

خدا کے بعد ہر اِک شے سے افضل و اعلیٰ　　میرے رسول کا رتبہ دکھائی دیتا ہے

Scanned with CamScanner

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ــــــــ کہ اے محبوب! ہم نے تمہارے لئے تمہارا ذکر بلند کر دیا۔

امامِ محدث ابنِ جوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے احمدِ مجتبیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کے نام کے ذکر کو مشرف فرمایا اور آپ کو سارے جہان میں بزرگی عطا فرمائی۔ (بیان المیلاد النبوی از۔ محدث ابن جوزی ص۷۔ مطبوعہ:۔ لاہور)

بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ سرکار کا ذکر، اللہ کا ذکر ہے جیسا کہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔ وَلَا يَبْعُدُ اَنْ يُّقَالَ الْمُرَادُ بِرَفْعِ ذِكْرِهٖ اِنَّهٗ جَعَلَ ذِكْرَهٗ كَمَا جَعَلَ طَاعَتَهٗ طَاعَتَهٗ وَلَا مَقَامَ فَوْقَ هٰذَا فِي الْمَرْتَبَةِ۔ یعنی یہ کہنا بعید نہیں ہے کہ مرادِ رفعِ ذکرِ حضور سے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کے ذکر کو اپنا ذکر فرمایا جیسے ان کی طاعت کو اپنی طاعت فرمایا کہ کوئی مرتبہ اس سے بالا نہیں ہے۔

(شرح الشفاء، نصرۃ الواعظین حصہ سوم ص۵۶)

حضرت امام عبدالرحمٰن ابنِ جوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کے ذکر اور آپ کی حدیثوں کے سننے سے ایمان میں زیادتی دلوں میں روشنی اور آنکھوں میں قسم قسم کے عرفان کی چمک حاصل ہوتی ہے۔ اسی بناء پر اللہ تعالیٰ نے حضور کی محبّت کو اپنی محبت کے ساتھ مشروط کر کے آپ کی اطاعت کو اپنی اطاعت سے اور آپ کے ذکر کو اپنے ذکر سے اور آپ کی بیعت کو اپنی بیعت سے متصل و پیوست کیا۔ (بیان المیلاد النبوی ص۱۰)

عالمِ علوی میں اسمِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم:۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے مرفوعاً یہ حدیث مروی ہے کہ كَانَ مَكْتُوْبًا عَلٰى سَاقِ الْعَرْشِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ اس حدیث کو طبرانی، حاکم، ابونعیم، اور بیہقی نے روایت کیا ہے۔ (تفسیر روح المعانی جلد اول جزء اول ص۳۳۰۔ تفسیر روح البیان جلد اول ص۱۱۳ مطبوعہ بیروت۔ خلاصۃ التفاسیر جلد اول ص۲۹ مطبوعہ انوار محمدی۔

لکھنؤ۔ تفسیر عزیزی پارہ ۱ ص۱۸۳ مطبوعہ نولکشور لکھنؤ)

امام حاکم نے "مستدرک" میں سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہٗ کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ جس وقت حضرت آدم علیہ السلام سے غیر ارادی طور پر لغزش سرزد ہوئی تھی تو اُس وقت انہوں نے بارگاہِ خداوندی میں اِس طرح دعا کی تھی:۔ يَا رَبِّ اَسْئَلُكَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ (صلی اللہ علیہ وسلم)۔

تو اس پر اللہ جل شانہٗ نے حضرت آدم علیہ السلام سے فرمایا: يَا آدَمُ كَيْفَ عَرَفْتَ مُحَمَّدًا (صلی اللہ علیہ وسلم) وَلَمْ اَخْلُقْهُ؟ تو حضرت آدم نے عرض کیا: يَا رَبِّ لَمَّا خَلَقْتَنِيْ بِيَدِكَ وَ نَفَخْتَ فِيَّ مِنْ رُّوْحِكَ رَفَعْتُ رَاْسِيْ فَرَاَيْتُ عَلٰى قَوَائِمِ الْعَرْشِ مَكْتُوْبًا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ (المستدرک جلد دوم ص۶۱۵)

ترجمہ:۔ اے ربِ غفور! جس وقت تو نے مجھے پیدا فرمایا اور میرے اندر اپنی روح پھونکی تو میں نے سر اٹھایا تو عرش کے اطراف لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوا دیکھا۔

نیز حضرت انس و حضرت ابوالحمراء رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم نے:۔ لما اسری بی الی السماء اذا علی العرش مکتوب لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ (شرح شفا جلد اول ص۳۲۵)

ترجمہ:۔ جب میں معراج میں عرش پر پہنچا تو عرش پر میں نے لکھا ہوا دیکھا: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔

چنانچہ منور بستوی صاحب نے کیا ہی خوب فرمایا ہے:۔

حضور عرش کے پائے پہ نام آپ کا ہے خدا گواہ ہے کہ اعلیٰ مقام آپ کا ہے

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ ابنِ عساکر نے کعب احبار رضی اللہ عنہٗ سے روایت کی کہ حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے صاحبزادے حضرت شیث علیہ السلام سے فرمایا:۔ اِنِّيْ رَاَيْتُ اِسْمَهٗ مَكْتُوْبًا عَلٰى سَاقِ الْعَرْشِ وَاَنَا بَيْنَ الرُّوْحِ وَالطِّيْنِ۔ ثُمَّ اِنِّيْ طُفْتُ السَّمَاوَاتِ فَلَمْ اَرَ فِي السَّمٰوٰتِ مَوْضِعًا اِلَّا رَاَيْتُ اسْمَهٗ مُحَمَّدًا مَكْتُوْبًا عَلَيْهِ۔ یعنی اے شیث! میں نے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کا نامِ پاک

ساقِ عرش پر لکھا دیکھا جب کہ میں ابھی روح اور مٹی کے درمیان تھا۔ پھر میں نے آسمانوں کا طواف کیا تو ہر جگہ نامِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم لکھا دیکھا۔ (الخصائص الکبریٰ جلد اول ص۷)

لوحِ محفوظ پر اسمِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم:۔

امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل فرمائی ہے :۔ اول شئ کتب اللہ تعالیٰ فی اللوح المحفوظ انی انا اللہ لا الٰہ الا انا محمد رسولی۔ (تفسیر قرطبی جزء ۶ ج۱۹ ص۲۹۸)

ترجمہ:۔ سب سے اوّل تحریر جو لکھی اللہ تعالیٰ نے لوحِ محفوظ پر وہ یہ ہے :۔ میں ہی اللہ ہوں میرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میرے رسول ہیں۔

نیز روایت ہے کہ اللہ جل شانہٗ نے لوحِ محفوظ پر سب سے پہلے یہ تحریر فرمایا:۔ اِنّی انا اللہ لا الٰہ الا انا سبقت رحمتی علی غضبی فمن شھد ان لا الٰہ انا وان محمدًا عبدہ ورسولہ فلہ الجنۃ (فردوس دیلمی)

حضرت علامہ سید محمود آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر روح المعانی میں اور حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیرِ مظہری میں حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے مروی یہ روایت نقل فرمائی ہے :۔ لوح من درۃ بیضاء طولہ ما بین السماء والارض وعرضہ ما بین المشرق والمغرب وحافتاہ الدر والیاقوت وقلمہ نور وانہٗ کتب فی صدرہٖ لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہ دینہ الاسلام ومحمد عبدہٗ ورسولہ فمن اٰمن باللہ عزوجل وصدق بوعدہ واتبع رسلہ ادخلہ الجنۃ۔ (تفسیر روح المعانی پارہ ۳۰ ص۱۰۱۔ تفسیر مظہری جلد ۱۰ ص۲۳۹)

ترجمہ:۔ لوحِ محفوظ چمکدار موتی سے بنا ہوا ہے جس کی لمبائی آسمان و زمین کے درمیانی فاصلے کے برابر ہے اور چوڑائی مشرق و مغرب کے فاصلے کے برابر ہے۔ اور اس کے کنارے پر موتی اور یاقوت جڑے ہوئے ہیں۔ اور اس کا قلم نور کا ہے اور اس کی پیشانی پر یہ لکھا ہوا ہے:۔ ”اللہ کے سوا کوئی معبود یا پرستش کے لائق نہیں اور اللہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ اس کا پسندیدہ دین اسلام ہے۔ اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کے

بندے اور رسول ہیں۔ جو شخص اللہ عزّوجل پر ایمان لائے گا اور اُس کا وعدہ پورا کرے گا اور اس کے رسول کی اتباع یعنی پیروی کرے گا وہ جنّت میں داخل ہوگا۔“

اِسی طرح ایک اور جگہ مجاہدؒ، ابن عباس، ابن جریج اور مقاتل رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ لوحِ محفوظ کے شروع میں لکھا ہے:۔ لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ دینہ الاسلام ومحمد عبدہٗ ورسولہ من اٰمن باللہ عزّوجل وصدق بوعدہ واتبع رسلہ ادخلہ الجنّۃ۔ اور یہ اوّل مرتبہ ظہورِ مناقبِ شریفہ کا ہے۔“

(تفسیر معالم التنزیل۔ الکلام الاوضح ص۴۶)

جنّت کی ہر چیز پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام:۔

طبرانی اور بیہقی میں ہے کہ جب آدم علیہ السلام نے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کے وسیلے سے دُعا مانگی تو ربِّ غفور نے حضرت آدم علیہ السلام سے فرمایا:۔ من این عرفت محمدًا لم یعنی تم نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو کیسے پہچانا؟ تو حضرت آدم نے عرض کیا:۔

رأیت فی کل موضع من الجنۃ مکتوبا لا الٰہ الا اللہ محمد رّسول اللہ فعلمت انہ اکرم خلقک علیک فتاب اللہ علیہ وغفرلہ۔ (کتاب الشفاء جلد اول ص۲۲)

ترجمہ:۔ میں نے جنت میں ہر جگہ یہ لکھا ہوا دیکھا:۔ لا الٰہ الا اللہ محمّد رسول اللہ تو مجھے اس بات کا یقین ہوگیا کہ وہ (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) تیری بارگاہ میں ساری مخلوق سے زیادہ معزز و مکرم ہے۔ پس اللہ جل شانہٗ نے اُن کی دعا قبول فرمالی۔

اِس جگہ فی کلّ موضع من الجنّۃ کی تشریح کرتے ہوئے شیخ المحدثین حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ من شرف قصورھا وصدور حورھا واطراف انھارھا واشجارھا۔ (شرح الشفاء)

ترجمہ:۔ حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسمِ گرامی جنّت کے محلّات کے طاقوں، روشن دانوں، حور و غلمان کے سینوں، انہارِ جنّت کے کناروں اور درخت کے پتّوں پر لکھا گیا ہے۔

اسی طرح امام ابو نعیم نے "حلیۃ الاولیا" میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل فرمائی ہے:- مَا فِی الجنۃِ شجرۃ علیہا ورقۃ الا مکتوب علیہا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ (کتاب الشفاء، جلد اول ص ۲۲۹)

ترجمہ:- جنت میں کوئی درخت ایسا نہیں جس کے پتوں پر لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ نہ لکھا ہوا ہو۔ (خصائص الکبریٰ مترجم جلد اول ص ۲۱)

نیز حضرت علامہ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ ابو البشر سیدنا آدم علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب میرے ربّ نے مجھے جنت میں ٹھہرایا تو فَلَمْ اَرَ فِی الْجَنَّۃِ قَصْرًا وَلَا غُرْفَۃً اِلَّا اِسْمُ مُحَمَّدٍ مَکْتُوْبًا عَلَیْہِ وَلَقَدْ رَاَیْتُ اِسْمَ مُحَمَّدٍ مَکْتُوْبًا عَلٰی نُحُوْرِ حُوْرِ الْعِیْنِ وَعَلٰی وَرَقِ قَصَبِ اٰجَامِ الْجَنَّۃِ وَعَلٰی وَرَقِ شَجَرَۃِ طُوْبٰی وَعَلٰی وَرَقِ سِدْرَۃِ الْمُنْتَہٰی وَعَلٰی اَطْرَافِ الْحُجُبِ وَبَیْنَ اَعْیُنِ الْمَلٰٓئِکَۃِ۔

یعنی میں نے جنت میں ہر محل اور ہر دریچہ پر اسم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) لکھا دیکھا۔ نیز میں نے نام محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو حورعین کی پیشانیوں پر اور جنت کے درختوں کے سبز پتوں پر اور شجرۂ طوبیٰ کے ہر پتہ پر اور سدرۃ المنتہیٰ کے ہر ورق پر اور پردوں کے اطراف یا کناروں پر اور فرشتوں کی آنکھوں کے درمیان لکھا دیکھا۔ (الخصائص الکبریٰ جلد اول ص ۷)

چنانچہ شاعر نے کیا ہی خوب کہا ہے:-

عرش سے کچھ نہیں فقط قائمۂ جلیل پر ۔۔۔ لوح جبین مہر پر چشمۂ سلسبیل پر
ثبت یہی نقوش ہیں عدن کی ہر فصیل پر ۔۔۔ ہے خط نسخ سے لکھا شہپر جبرئیل پر
صلی علیٰ نبینا صلی علیٰ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:- علی باب الجنۃ مکتوب انا اللہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ لا اعذب من قالہا۔

(کتاب الشفاء جلد اول القسم الاول باب سوم ص ۲۲۵)

ترجمہ:- جنت کے ہر دروازے پر یہ لکھا ہوا ہے:- میں اللہ ہوں، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں۔ جو دنیا میں اس بات (توحید و رسالت)

کا قائل ہوگا اُسے عذاب نہیں دوں گا۔

اسی طرح ابن عساکر نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم نے کہ جنت کے دروازوں پر لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوا ہے۔ (خصائص الکبریٰ مترجم جلد اول ص ۲)

چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کے دادا حضرت عبدالمطلب نے سرکار کی شان میں کیا ہی خوب مدح سرائی کی ہے:-

ہر حامد اور بے چین آنکھوں والے تو ہی وہ ہے جس کا نام قرآن میں کہا گیا
جنت کے ہر در و دیوار پر ان کا نام احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) لکھا ہوا ہے
(بیان المیلاد النبوی صلی اللہ علیہ وسلم ص ۳۱)

حضرت امام ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سیدنا آدم علیہ السلام کے بارے میں مروی ہے کہ جب انھوں نے توبہ کی۔ تو مناجات میں کہا:- اے خدا! بحق محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میری خطا کو بخش دے (اور میری توبہ کو قبول فرما۔ اس پر حق تعالیٰ نے دریافت کیا:- تم نے نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کیسے جانا؟ عرض کیا:- (الٰہی) میں نے جنت میں ہر جگہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا دیکھا ہے۔ (بیان المیلاد النبوی ص ۲۱)

جنت میں جب چاروں طرف اسی نام پاک کے جلوے نظر آئیں تو ممکن ہے کہ بعض افراد "چوبیس نمبر" اپنے آپ ہی یہ کہدیں کہ ہم تو ایسی جنت سے باز آئے۔ مگر ہم سے پوچھئے تو بے ساختہ ہم یہ کہیں گے:-

تجھ سے اور جنت سے کیا مطلب وہابی دور ہو ۔۔۔ ہم رسول اللہ کے جنت رسول اللہ کی

سنی بھائیو! جنت کی ہر شے پر سرکار کے نام پاک کے لکھے جانے سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ (باذن اللہ) جنت ہے ہی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کی۔ اس لئے کہ ہر چیز پر اُس کے مالک ہی کا نام لکھا جاتا ہے۔ جیسے کسی ٹوکیس یا بیگ یا فائل وغیرہ پر اُس کے مالک ہی کا نام لکھا ہوتا ہے۔ اور اُس کے مالک بھی اُس چیز پر اپنا نام لکھوا لیا کرتے ہیں۔ اسی لئے اسلامی بھائیو! جنت اگر لینا ہے تو

مالکِ جنت سے رابطہ پیدا کرلو۔

چنانچہ علامہ مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

خلدِ بریں پہ ہر جگہ نامِ شہِ انام ہے ۔۔۔ خلد ہے ملک آپ کا صلِّ علیٰ محمد

ایک شبہ کا ازالہ:- بعض اوقات اکثر لوگ مجھ سے یہ سوال کرتے ہیں کہ جی! ان وہابیوں کو جو آپ "چوبیس نمبر" کہہ کر پکارتے ہیں، اس کا کیا مطلب ہے؟ اور دوسرے سب نمبروں کو چھوڑ کر آپ نے ان کے لئے اس "چوبیس نمبر" ہی کا کیوں انتخاب کیا؟ تو میں نے انہیں بتایا کہ سنیئے! عربی زبان میں ابجد کے حساب سے لفظ "وہابی" کے عدد یا نمبر کل "چوبیس" نکلتے ہیں۔ اسی لئے ہم نے ان کا یہ نام تجویز کیا۔

غرض کہ حضرت محبوبِ الٰہی خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بہشت میں جو درخت وغیرہ ہیں۔ اُن پر سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم کا اسمِ مبارک لکھا ہوا ہے۔ اور انھیں حکم ہے کہ "قیامت تک اُسی نام کا ورد کرتے رہو" آسمان اور زمین میں ایسی کوئی جگہ نہیں، جہاں حضور سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم کا اسمِ مبارک نہ لکھا ہو۔ حجابِ عظمت سے لیکر عرشِ اعظم تک بھی ایسا ہی ہے۔ (راحۃ المحبین۔ افضل الفوائد حصہ دوم ص۱۸)

کتبِ سماوی میں اسمِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم:- عالمِ علوی کے علاوہ کتبِ سماوی میں بھی ذکرِ رسول و اسمِ رسول موجود ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم کے خصائص میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آپ کے اسمِ مبارک اور اوصاف کا تذکرہ سابقہ آسمانی کتب و صحائف میں بھی اللہ رب العزت نے آپ کے اِس دنیا میں جلوہ فرمانے سے قبل ہی مسلسل ہر زمانہ میں بیان فرما دیا تھا۔ جب کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم کی طرح کسی اور نبی کا تذکرہ سابقہ آسمانی کتب و صحائف میں نہیں آیا۔ اور آپ کے اسمِ مبارک احمد و محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے متعلق انبیائے سابقین اور

روساءِ یہود و نصاریٰ اور مختلف پیشواؤں نے بھی قبل از ولادتِ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم بشارت دی تھی۔ جس کا ذکر آپ اِس کتاب کے حصہ اول میں ملاحظہ فرما چکے ہیں۔

قرآن حکیم میں اللہ جل شانہ کا ارشاد ہے:- اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ الَّذِیْ یَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِیْلِ الآیۃ (سورۂ اعراف آیت ۱۵۷)

ترجمہ:- وہ جو غلامی کریں گے اس رسول بے پڑھے غیب کی خبریں دینے والے کی، جسے لکھا ہوا پائیں گے اپنے پاس توریت اور انجیل میں۔ (کنز الایمان)

اِس آیتِ کریمہ کی تفسیر میں خلیفۂ اعلیٰحضرت صدر الافاضل حضرت علامہ نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ یہاں رسول سے بہ اجماعِ مفسرین، حضور سیدِ عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم مراد ہیں۔ (تفسیر خزائن العرفان)

توریت شریف میں اسمِ رسول:- اسی آیتِ کریمہ کی تفسیر میں حضرت صدر الافاضل فرماتے ہیں کہ حضرت عطاء ابن یسار رضی اللہ عنہ نے حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم کے وہ اوصاف دریافت کئے جو توریت میں مذکور ہیں۔ انھوں نے فرمایا کہ حضور سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم کے جو اوصاف قرآن کریم میں آئے ہیں انہیں میں کے بعض اوصاف توریت میں مذکور ہیں۔ (حدیث شریف۔ تفسیر خزائن العرفان)

اسی طرح حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ سے حضور سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم کی صفات میں توریت شریف کا یہ مضمون بھی منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی صفت میں فرمایا کہ میں انہیں ہر خوبی کے قابل کروں گا اور ہر خلقِ کریم عطا فرماؤں گا اور اطمینانِ قلب و وقار کو اُن کا لباس بناؤں گا اور طاعات و احسان کو ان کا شعار کروں گا اور تقویٰ کو اُن کا ضمیر اور حکمت کو اُن کا راز اور صدق و صفا کو ان کی طبیعت اور عفو و کرم کو ان کی عادت اور عدل کو ان کی سیرت اور اظہارِ حق کو ان کی شریعت اور ہدایت کو

ان کا امام اور اسلام کو ان کی ملت بناؤنگا، احمد ان کا نام ہے۔

(حدیث شریف - تفسیر خزائن العرفان)

بغوی نے روایت کی کہ بعد عروج عیسیٰ علیہ السلام یہود حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم کے ظہور سے پہلے آپ کی نبوت اور بڑائی کے معترف تھے، بالاتفاق ہمیشہ آپ کی صفت وثنا کرتے اور لوگوں کو آپ کی ولادت کی بشارت دیتے اور کہتے کہ جب تک وہ نبی جس کا ذکر توریت میں ہے اور اُس کا نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوگا، مبعوث نہ ہوگا، ہم اپنا دین نہ چھوڑیں گے۔ (محی السنہ بغوی - الکلام الاوضح صـ۸۹)

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کعب احبار سے دریافت فرمایا۔

توراۃ میں اوصافِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کس طرح بیان فرمائے گئے ہیں؟

انہوں نے جواباً ارشاد فرمایا کہ ہم انہیں یہ لکھا ہوا دیکھتے ہیں:۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں۔ (الوفاء صـ۵۵ - مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح جلد ۸ صـ۳۲)

ایک اور جگہ ابنِ فارس نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم نے فرمایا کہ "توریت میں میرا نام، احمد الضحوک القتال، ہے جو اونٹ پر سواری کرے گا، عمامہ باندھے گا اور کاندھے پر تلوار لٹکائے گا۔"

(خصائص الکبریٰ جلد اول صـ۱۸)

ایک اور روایت میں آتا ہے کہ توراۃ میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم کا نام، احمد، ذکر کیا گیا ہے۔ کہ آسمان وزمین والے آپ کی تعریف اور حمد کرتے ہیں۔ اور اس کے علاوہ تورات میں حضور کا نام "محمد صلی اللہ علیہ وسلم" بھی ذکر کیا گیا ہے۔ اور کشاف کے حوالے سے توراۃ میں حضور کا نام "محمد حبیب الرحمٰن" یعنی اللہ کے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی ذکر ہوا ہے۔ (سیرتِ حلبیہ مترجم جلد اول باب ۱۸ قسط ۹ صـ۱۲)

نیز حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ توراۃ کے حصۂ ثانی میں قلمِ قدرت حضور کی مدح وثنا میں یوں رطب اللسان ہے:۔ "محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) رسولِ خدا ہیں، اور برحق نبی۔ ان کی امت اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا میں سب اُمم سے سبقت لے جانے والی

ہے۔ وہ خوشی وغمی اور رنج وراحت ہر دو حالت میں اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بجا لاتے ہیں۔ الخ

(الوفاء - صـ۵۹)

انجیل میں اسمِ رسول

حاکم نے روایت کی اور انھوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی اِس روایت کو صحیح کہا ہے کہ فرمایا حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم نے کہ انجیل میں حق تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو وحی فرمائی کہ سید دو عالم محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کرو اور ان پر ایمان لاؤ اور اپنی امت کو تلقین کرو کہ ہر وہ شخص جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پائے وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے۔ اے فرزندِ بتول (ابن مریم) تم جان لو کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو میں آدم، جنت اور دوزخ کسی کو بھی پیدا نہ فرماتا۔ اور جب میں عرش کو عالمِ وجود میں لایا تو وہ کانپتا تھا۔ اُسے قرار نہ تھا۔ پھر میں نے عرش پر لکھا: لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ تو وہ ساکن ہوگیا۔

(مدارج النبوۃ جلد اول صـ۱۹۴ - خصائص الکبریٰ جلد اول صـ۲۰)

چنانچہ خدا تعالیٰ کے اِس حکم کے مطابق حضرت عیسیٰ روح اللہ نے اپنی امت کو اِس بات کی بشارت دی کہ وَاِذْ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًاۢ بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ (سورۂ صف آیت ۶)

جب عیسیٰ علیہ السلام نے یہ بشارت دی تو کاہن نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے سوال کیا کہ وہ مسیح کس نام سے پکارا جائے گا اور اُس کی آمد کی کیا نشانیاں ظاہر ہونگی، تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا:۔ اُس مسیح کا نام "قابلِ تعریف" ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے جب اُس کی روح پیدا کی تھی تو اُس وقت اُس کا یہ نام اُس نے خود رکھا تھا۔ اور وہاں اُسے ایک ملکوتی شان میں رکھا گیا تھا۔ خدا تعالیٰ نے کہا:۔ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! انتظار کر۔ کیونکہ تیرے ہی خاطر میں جنت، دنیا اور بہت سی مخلوق پیدا کرونگا۔ اور اُس کو تحفہ کے طور پر تجھے دونگا۔ یہاں تک کہ جو تیری تبریک کرے گا اُسے برکت دی جائے گی ـــــ سو

اُس کا نامِ نامی "محمد" صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ (انجیل برناباس باب ۹۶-۹۷ ص ۱۱۱ مطبوعہ کراچی)

حضرت عبدالرحمن ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں کہ فرمایا نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ نے روزِ میثاق میری ہی نبوت کا انبیائے کرام سے عہد لیا۔ توراۃِ موسیٰ میں میری بشارت دی اور انجیلِ عیسیٰ میں میرے نام کی تشہیر فرمائی۔ (الوفا ص ۳۵)

کعب بن لوی بن غالب نے، جس کی موت و بعثتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان پانچ سو ساٹھ سال کا عرصہ ہے، اہلِ تورات و انجیل سے ذکرِ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سُن رکھا تھا۔ اِس لئے اپنے خطبوں میں وہ حضور کے صفات و محاسن بیان کرتا رہتا تھا۔ اُس کے کلام میں یہ بیت بہت مشہور ہے :۔

عَلٰی غَفْلَۃٍ یَأْتِیْ النَّبِیُّ مُحَمَّدٌ فَخَبَّرَ اَخبَارًا صَدُوْقٌ خَبِیْرُ

ترجمہ :۔ جب لوگ غفلت و جمود میں ہونگے تو نبی، محمد صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائیں گے جن کے صادق و خبیر ہونے کی خبر سابقہ کتابوں نے دی ہے۔ (شواہد النبوۃ ص ۴۲)

اسمِ رسول بائبل و برناباس میں

آجکل جو انجیل موجود ہے، وہ بائبل کے نام سے جانی جاتی ہے۔ لیکن اسمیں بے شمار تبدیلیاں ہو چکی ہیں۔ ان تبدیلیوں کے باوجود آج بھی ہمیں بائبل و برناباس میں ذکرِ رسول و اسمِ رسول لکھا ہوا ملتا ہے۔ چنانچہ جہاں عبرانی زبان میں مُحَمَّدِ مُ لفظ استعمال ہوا ہے بعزت و جاہ و جلال اور عظمت کی وجہ سے (اسمیں) آخری حرف "م" کا اضافہ کر کے جمع کا صیغہ بنایا گیا ہے۔ "م" نکال دینے سے "محمدؐ" بنتا ہے (صلی اللہ علیہ وسلم) جو بائبل کے مستند ترجمہ میں "........ یہ ہے میرا محبوب" یہ ہے میرا پیارا لکھا ہوا ہے۔ یا جس کی تعریف کی گئی۔ جو قابلِ تعریف ہو۔ یعنی "محمد" صلی اللہ علیہ وسلم۔ (بائبل کتاب غزل الغزلات ۵ : ۱۶ بحوالہ بائبل حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کیا کہتی ہے ص ۱۱)

اس کے علاوہ ایک اور کتاب ہے جو برناباس حواری نے لکھی ہے۔ یہ انجیل پہلی مرتبہ ۱۷۰۹ء میں شہر ایمسٹرڈم کے ایک کتبخانہ میں دستیاب ہوئی اور دی آنا کے کتبخانہ میں محفوظ ہے۔ اس

انجیل میں اِس واقعہ کا ذکر ہے :۔ "(تخلیقِ آدم کے بعد) جب آدم اپنے پیروں پر کھڑا ہوا تو اُس نے آسمان میں ایک چمکتی دمکتی تحریر دیکھی جس کی عبارت تھی لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ"۔ (انجیل برناباس باب ۳۹ ص ۵۰)

اِس انجیل برناباس میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے جب پوچھا گیا کہ آنے والے رسول کا کیا نام ہوگا؟ تو آپ نے فرمایا :۔ "محمد" صلی اللہ علیہ وسلم ہوگا۔ کیونکہ اللہ نے جس وقت اس کی روح پیدا کی، یہی نام رکھا تھا اور اِس روح کو ایک آسمانی نور میں رکھا تھا۔ الخ

(انجیل برناباس باب ۹۷ ص ۱۲۳، باب ۹۷ ص ۱۱۱، باب ۹۹ ص ۱۱۲ مطبوعہ کراچی ۱۹۷۰ء)

زبور شریف میں اسمِ رسول

جس طرح توریت و انجیل میں ذکرِ اسمِ رسول مکتوب و موجود ہے اُسی طرح حضرت داؤد علیہ السلام پر نازل ہونے والی کتاب "زبور شریف" میں بھی ذکرِ اسمِ رسول موجود ہے، زبور شریف میں اسمِ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم کا ذکر موجود ہونے سے متعلق ایک روایت اِس طرح آئی ہے جس کو مقاتل ابن سلیمان نے بیان کیا ہے کہ میں نے زبور میں یہ لکھا ہوا پایا :۔ اِنِّیْ اَنَا اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنَا وَمُحَمَّدٌ رَّسُوْلِیْ۔ ترجمہ :۔ میں اللہ ہوں میرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میرے رسول ہیں۔ (شفاء الصدور)

ابن ابی حاتم نے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انھوں نے جب اِنَّ الْاَرْضَ یَرِثُھَا عِبَادِیَ الصّٰلِحُوْنَ پڑھا تو کہا۔ ہم ہی وہ صالحین بندے ہیں۔ اور فرمایا کہ میں زبور کے اُس نسخے سے واقف ہوں جس میں ایک سو پچاس سورتیں ہیں، اور میں نے اس کی چوتھی سورت میں پڑھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا :۔ "اے داؤد! میں جو سناتا ہوں اُسے سنو اور سلیمان (علیہ السلام) کو حکم دو کہ وہ لوگوں کو بتا دیں کہ تمہارے بعد یہ زمین میری ہے۔ اور میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اُن کی اُمت کو اس کا وارث بناؤں گا۔

(خصائص الکبریٰ جلد اول ص ۸)

نیز بیہقی نے وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ سے نقل فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد

علیہ السلام پر وحی فرمائی کہ " اے داؤد! تمہارے بعد جلد ہی ایک نبی آئے گا جس کا نام احمدؐ محمدؐ اور صادق ہے۔ الخ (خصائص الکبریٰ جلد اوّل صفحہ ۲۹)

صحیفۂ آدم علیہ السلام میں اسمِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم:-

حضرت علامہ شاہ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس طرح کتبِ ثلاثہ یعنی توریت، انجیل اور زبور میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف مذکور ہیں اُسی طرح ہر نبی کے صحیفوں میں بھی آپ کے اوصاف مذکور و مسطور ہیں۔ یہاں تک کہ ابو الانبیاء حضرت آدم علیہ السلام کے صحیفے میں بھی نقل کئے گئے ہیں چنانچہ حق تعالیٰ نے ان کی طرف وحی فرمائی :-

" میں مکہ کا خداوند ہوں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ پھر حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کے بعد ہر زمانہ میں لوگ اُسے آباد رکھیں گے اور اُسکی طرف قصد و ارادہ رکھیں گے۔ یہاں تک کہ نوبت بہ نوبت تیرے فرزندوں میں سے اُس نبی تک پہنچے گی جسے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کہیں گے۔ الخ"

(مدارج النبوت جلد اوّل صفحہ ۱۹۷)

ایک دن حضرت آدم علیہ السلام اپنے فرزند شیث علیہ السلام سے گفتگو کر رہے تھے کہ " میں نے عرش پر کوئی ایسی چیز نہیں دیکھی جس پر نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہو۔ حتیٰ کہ عرش و کرسی، لوح و قلم اور مدارجِ جنان کو میں نے اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے مزین اور آراستہ پایا " حضرت شیث علیہ السلام نے اپنے والد سے پوچھا:- آیا آپ بلند مرتبت ہیں یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم؟ حضرت آدم علیہ السلام خاموش رہے۔ مگر تیسری بار دریافت کرنے پر آدم علیہ السلام نے فرمایا:- بیٹا! محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں ایک ہی بات یاد رکھو، جو مجھے حق تعالیٰ نے تعلیم فرمائی ہے کہ " اے آدم! یہ اجرامِ علویہ اور اجسامِ سفلیہ تو تمہاری خاطر بنائے گئے ہیں مگر تم میرے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لئے ہو "

(شرح تعرف: بحوالہ قبل از اسلام کتابوں میں ذکر رسول از: سید آل احمد رضوی)

صحفِ ابراہیم میں اسمِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم:-

قرآنِ حکیم میں اللہ جل شانہٗ کا ارشاد ہے :- رَبَّنَا وَابْعَثْ فِیْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِكَ وَیُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۔ (سورۂ بقرہ آیت ۱۲۹)

جب حضرت ابراہیم نے یہ دُعا مانگی تو ربِ کریم نے اس دعا کو قبولیت عطا فرمائی۔ چنانچہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے صحیفے میں ہے کہ " اے ابراہیم! میں نے تمہاری دعا تمہارے فرزند حضرت اسماعیل کے حق میں قبول فرمائی ہے۔ میں نے اُن پر اور اُنکی اولاد پر برکتیں جاری فرمائی ہیں۔ اور اُن میں سے ایک ایسا فرزند عالم وجود میں لاؤنگا جو معظم و مکرم ہوگا۔ جن کا اسمِ گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوگا۔ وہ میرے برگزیدہ اور مبعوث شدہ ہونگے اور اُنکی امت بہترین امت ہوگی " (مدارج النبوت جلد اول صفحہ ۱۹۸)

کتابِ حبقوق علیہ السلام میں اسمِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم:-

حضرت حبقوق ایک نبی تھے جو حضرت دانیال نبی کے ہم زمانہ تھے۔ ان کی کتاب میں مذکور ہے کہ " اللہ تعالیٰ نے برکت و پاکی کے ساتھ فاران کے پہاڑوں پر جلوہ فرمایا اور زمین کو احمدؐ کی مدحت و ثنا اور اس کی تقدیس سے بھر دیا جو کہ زمین اور امتوں کی گردنوں کا مالک ہے۔ بلاشبہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خوبیوں سے آسمان مجلی ہوا اور زمین اسکی مدحت سے لبریز ہوگئی " (مدارج النبوت جلد اول صفحہ ۱۹۸)

اسی طرح علامہ جامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت حبقوق علیہ السلام کے اس بیان کی تورات نے تصدیق کی ہے کہ " پروردگار فاران کی پہاڑیوں سے قوتِ بیان کے ساتھ آیا تو نام احمدؐ کی تسبیح سے آسمان معمور ہو گئے " (شواہد النبوۃ صفحہ ۳۰)

کلامِ شعیب علیہ السلام میں اسمِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم:-

حضرت علامہ جامی و حضرت ملا واعظ کاشفی رحمۃ اللہ علیہما فرماتے ہیں کہ حضرت شعیب علیہ السلام کے کلام میں ہے:- " میں نے دو سوار دیکھے، جن کے نور سے زمین روشن ہوگئی۔ اُن میں سے ایک خچر سوار تھا اور دوسرا شتر سوار۔ خچر سوار حضرت عیسیٰ علیہ السلام تھے اور شتر سوار ہمارے پیغمبر حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم تھے " (شواہد النبوۃ صفحہ ۳۱، معارج النبوۃ صفحہ ۲۰)

صحیفۂ شعیاء علیہ السلام میں اسمِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم :-

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت شعیاء علیہ السلام کے صحیفوں میں حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کا ذکرِ مبارک اسطرح مذکور رہے: حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ "وہ بندہ میرا محبوب ہے کہ . . . . . . میں اس کو وہ دونگا جو میں نے کسی کو نہیں دیا وہ بندہ 'احمد' ہے۔ الخ" (مدارج النبوت جلد اوّل ص۱۹۹)

نیز حضرت شعیاء علیہ السلام کے ذکر میں ہے کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے :- "اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میں وہ خدا ہوں جس نے تمہیں حق کے ساتھ عظیم و قوی بنایا اور تمہیں ایسا نور بنایا جس سے تم امتوں کی اندھی آنکھوں کو بصارت عطا فرماؤ گے۔ الخ" (مدارج النبوت جلد اول ص۲۰۰)

سلیمان علیہ السلام کے مجموعۂ اقوال میں اسمِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم :-

حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام کے مجموعۂ اقوال میں اسم محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کی بشارت اِس طرح دی گئی ہے :- " وہ نہایت شیریں دہن ہے وہ محمدینہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے۔ سب کا پیارا وہ میرا محبوب ہے۔" (نغمۂ سلیمان - ۱۶:۵)

اِس کے علاوہ سلیمان علیہ السلام نے رسولِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کے اسمِ مبارک سے متعلق جو پیشنگوئی فرمائی وہ صحیفۂ غزل الغزلات اور بائبل میں آج بھی عبرانی زبان میں بخطِ عربی اِس طرح درج ہے :- میہو کلیا نون 'طباجو کارا دیم خلّو مُحمّدیم۔

(صحیفۂ غزلہ الغزلات باب پنجم آیت ۱۶)

ترجمہ :- اُس کا چہرہ آفتاب کے مانند! جوانی صنوبر کی مانند! اُس کا گلا نہایت شیریں! اور وہ بالکل 'محمدیم' ہے۔ (قبل از اسلام کتابوں میں ذکرِ رسول از- سید آل احمد رضوی)

نیز حضرت سلیمان علیہ السلام نے حضور کی آمد سے متعلق جو پیشگوئی فرمائی وہ اِس طرح ہے :- اثر سلطنۃ ظهرہ واسمہ احمد - (توریت یسعیاہ باب ۴۲ عربی ترجمہ مطبوعہ ۱۸۱۱ء)

خلاصہ یہ کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے صفات و احوال کتب متقدمہ میں اِس سے

کہیں زیادہ ہیں اسمیں کوئی اخفاء و اشتباہ نہیں ہے۔ بجز اس کے کہ اعداءِ دین آپ کے نامِ نامی کو بدل دیں یا تحریف کر دیں۔ اس کے باوجود دلائل و شواہد روشن و ظاہر ہیں۔

(مدارج النبوت جلد اول ص۲۰۱)

تبھی تو امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے قصیدہ کے ایک شعر میں اِس بات کی تصریح فرمادی ہے کہ "اللہ تعالیٰ کی ہر کتاب میں حضور کی تعریفیں اور ذکرِ خیر موجود ہے جسے ہم ہر قوم سے یہی سنتے آئے ہیں"۔ چنانچہ فرماتے ہیں :-

وَفِيْ كُلِّ كُتْبِ اللّٰهِ نَعْتُكَ قَدْ اَتٰى ۔ يَقُصُّ عَلَيْنَا مِلَّةٌ بَعْدَ مِلَّةٍ

(سیرتِ حلبیہ مترجم جلد اوّل ص۲۴۵)

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۝ ـــــ اور اے محبوب! ہم نے تمہارے لئے تمہارا ذکر بلند کر دیا۔

اسی لئے اِس آیتِ کریمہ کی تفسیر میں مفسرِ کبیر امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ جاننا چاہیئے یہ خطاب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کی نبوت و شہرت کے ذکر میں عام ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے اسمِ مبارک کو عرش پر لکھا۔ نیز شہادت اور تشہد میں اپنے ذکر کے ساتھ اپنے حبیب کا ذکر رکھا اور پہلی کتابوں میں آپ کا تذکرہ فرمایا اور آپ کے ذکر کو شہرۂ آفاق کیا اور آپ پر نبوت کا سلسلہ ختم فرمایا۔ الخ

(تفسیر کبیر سورۂ نشرح آیت ۴۔ جواہر البحار شریف جلد اوّل ص۵۱۲)

کائناتِ سفلی میں اسمِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم :-

کتبِ سماوی کے علاوہ جسطرح عالمِ علوی میں ہمارے آقا حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کا اسمِ گرامی مکتوب و منقوش ہے اسی طرح کائناتِ سفلی میں بھی اس شہِ لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کا اسمِ گرامی ہر اُس مقام پر موجود ہے جہاں اللہ جل شانہٗ کا ذکرِ خیر موجود ہے اور جہاں کہیں بھی قلمِ قدرت نے زمین کی کسی چیز پر اپنا نام لکھا ہے، ساتھ ہی اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کا نام بھی لکھا ہے۔

اِسی لئے بہت سی ایسی روایتیں بھی ملتی ہیں کہ جن سے اس بات کا ہمیں پتہ چلتا ہے کہ عالمِ علوی کے علاوہ اِس کائناتِ سفلی میں بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کا نامِ نامی اسمِ گرامی قدیم پتھروں، انسانوں، جانوروں، درختوں کے پتوں، پھولوں، پھلوں اور پھلوں کے دانوں، وغیرہ پر قدرتی طور پر منقوش پایا گیا۔ چنانچہ ملاحظہ ہو۔

قدیم پتھروں پر نامِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم:۔

حضرت علامہ شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "کتاب الشفاء" میں عجیب وغریب لکھا ہے کہ عالمِ سفلیات یعنی نچلی دنیا بھی ثبوتِ اسمِ شریف پر دلالت رکھتی ہے۔ مثلاً ایک قدیم و پرانے پتھر پر "مُحَمَّدٌ تَقِيٌّ مُصْلِحٌ اَمِيْنٌ" لکھا ہوا پایا گیا۔ (مدارج النبوۃ جلد اول ص۴۶)

ابنِ عساکر بہ طریقِ حسن، سلیمان رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت کعب سے فرمایا۔ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کے وہ فضائل بتائیے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت سے پہلے ظاہر ہوئے۔

کعب نے کہا:۔ ہاں امیر المومنین! میں نے ایک کتاب میں پڑھا ہے کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے ایک ایسا پتھر دیکھا جس پر چار سطریں تحریر تھیں۔ دوسری سطر میں تھا:۔ اِنِّیْ اَنَا اللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنَا مُحَمَّدٌ رَسُوْلِیْ طُوْبٰی لِمَنْ اٰمَنَ وَتَبِعَہٗ۔ یعنی بے شک میں ہی اللہ ہوں، میرے سوا کوئی معبود نہیں، محمد صلی اللہ علیہ وسلم میرے رسول ہیں۔ جو شخص ان پر ایمان لائے گا اور اُن کی اتباع کرے گا اُس کے لیے جنت ہے۔

(ابن عساکر۔ الخصائص الکبریٰ للسیوطی)

حضرت علامہ جامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اسکندریہ میں ایک پتھر ملا جس پر یہ تحریر (منقوش) تھی:۔ "میں وہ شداد ابن عاد ہوں جس نے بڑے بڑے ستون بنوائے اور ان کے نیچے ایک خزانہ رکھا جسے اُمتِ احمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کوئی نہیں نکالے گا۔" (شواہد النبوۃ ص۳)

اور منقول ہے کہ ایک پتھر پر عبرانی خط میں بِاِسْمِكَ اللّٰهُمَّ جَآءَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ

بِلِسَانٍ عَرَبِیٍّ مُّبِیْنٍ۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ كَتَبَهٗ مُوْسٰی ابْنُ عِمْرَانَ۔ اِسے ابنِ ظفر نے "البسر" میں معمر از زہری سے ذکر کیا۔

(مدارج النبوۃ جلد اول ص۴۶)

اور بعض بزرگوں نے پتھر پر درود شریف کا یہ صیغہ بخطِ قدرت لکھا پایا:۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ بَحْرِ اَنْوَارِكَ اِلَی الْاٰخِرِ۔ (مطالع المسرات۔ الکلام الاوضح ص۱۹۰)

سچ فرمایا ہے حضور محدثِ اعظم ہند علیہ الرحمۃ نے:۔

نبی کا نام ہے ہر جا خدا کے نام کے بعد
کہیں درود سے پہلے کہیں سلام کے بعد

نیز درود شریف کے علاوہ قدیم زمانہ کے طریقہ ہائے تحریر میں پتھروں اور قبروں پر حضور کا اسمِ گرامی اور آپ کی رسالت کی گواہی لکھی ہوئی پائی گئی۔

(کتاب الشفا القسم الاول باب چہارم)

چنانچہ صاحب فتح المتعال فرماتے ہیں کہ ۱۰۲۶ھ میں ملکِ فارس میں میں نے کسی عورت کے پاس ایک پتھر دیکھا۔ اُس کی ایک جانب لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور دوسری جانب مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ بخطِ قدرت لکھا تھا۔ میں اُسے دو چند سونا اُس پتھر کے بدلے دیتا رہا مگر اُس عورت نے قبول نہیں کیا۔ (الکلام الاوضح ص۱۹۰۔ تاریخِ مشائخِ قادریہ ص۲۱)

نیز ملکِ مغرب یعنی مراقش کے شہر قرطبہ کی جامع مسجد میں ایک پتھر ہے جس پر قدرت کی جانب سے لفظ "محمد صلی اللہ علیہ وسلم" منقوش ہے (سیرتِ حلبیہ مترجم جلد اول ص۶۴)

اور بعض ذکر کرتے ہیں کہ پرانے پتھروں پر مُحَمَّدٌ تَقِیٌّ مُصْلِحٌ سَیِّدٌ اَمِیْنٌ لکھا ہوا پایا گیا۔ (مواہب اللدنیہ۔ کتاب الشفا القسم الاول باب سوم)

سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی پر اسمِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم:۔

عقیلی نے "الضعفاء" میں اور ابن عدی نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم نے فرمایا:۔ حضرت سلیمان بن داؤد کی انگوٹھی کے نگینہ میں لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ نقش کیا ہوا تھا۔ (الخصائص الکبریٰ جلد اول ص۲۱)

Scanned with CamScanner

اسی طرح ایک اور جگہ طبرانی نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم نے کہ حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام کی انگشتری کے نگین کا رنگ آسمانی تھا۔ یہ نگین اُن کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوا تھا۔ انہوں نے یہ نگین اپنی انگشتری کے حلقۂ نگین میں جڑ والیا تھا۔ اس نگین پر لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کندہ تھا۔ (الخصائص الکبریٰ جلد اول ص۲۱)

حضرت علامہ علی ابن برہان الدین حلبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس انگوٹھی کے ذریعہ حضرت سلیمان علیہ السلام اپنی سلطنت کے انتظامات کرتے تھے۔ اور جب کبھی وہ اس انگوٹھی کو پہنے ہوئے نہیں ہوتے تھے تو ہمیشہ رعایا اور سلطنت کے معاملات میں اُن کو دشواریوں کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔ اور اُس کے پہننے کی حالت میں اُن کو جو سکون اور اطمینانِ خاطر رہتا، وہ اِس انگوٹھی کے انگلی میں نہ ہونے کی صورت میں نہیں ہوتا تھا۔ (انسان العیون معروف بہ سیرتِ حلبیہ مترجم جلد اول ص۶۹۴)

درختوں کے پتوں پر اسمِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم :-

ابن ظفر بن سرین کی کتاب ,,بطنِ مفہوم،، میں کسی سے منقول ہے کہ انھوں نے ایک بڑے درخت کو دیکھا جس کے پتے بڑے اور خوشبودار تھے اور ہر پتہ پر پیدائشی طور پر سُرخی و سفیدی سے خوب روشن اور واضح خط میں قدرتِ الٰہی سے تین سطریں لکھی ہوئی تھیں۔ پہلی سطر میں لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور دوسری سطر میں مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ اور تیسری سطر میں اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَام لکھا تھا۔ (مدارج النبوت جلد اول ص۲۶۲)

حضرت علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی شہرۂ آفاق تصنیف "حجۃ اللہ علی العالمین" میں ایک روایت یہ نقل فرمائی ہے کہ ایک جزیرے میں ایسا درخت پایا گیا جس کے پتوں پر لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ لکھا ہوا تھا۔

(حجۃ اللہ علی العالمین ص۲۱۲)

شجر ہوں یا حجر جن و بشر ہوں یا فرشتے ہوں
مرے آقا کی ہر مخلوق کے لب پر ثنا ہے

پھولوں پر اسمِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم :-

حضرت علامہ قاضی ابوالفضل عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بعض حضرات نے یہ خبر دی ہے کہ ہندوستان کے کسی علاقہ میں گلاب کے پھول پر سفید رنگ میں لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ لکھا ہوا دیکھا گیا۔

(کتاب الشفاء القسم الاوّل باب سوم)

ابنِ عساکر و ابن نجار نے اپنی اپنی تاریخوں میں ابوالحسن علی بن عبداللہ ہاشمی شرقی سے روایت کی کہ میں بلادِ ہند (ہندوستان کے ایک دیہات میں) گیا تو میں نے ایک گاؤں میں سیاہ رنگ کے پھول کا ایک درخت دیکھا۔ وہ سیاہ پھول ایک بڑے پھول سے کھلتا تھا۔ نہایت ہی پاکیزہ اور خوشبودار، اُس کی پنکھڑیوں کا رنگ سیاہ تھا۔ اور ان پتوں پر سفید حروف میں لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ اَبُوْبَكْرِ الصِّدِّيْقُ عُمَرُ الْفَارُوْقُ لکھا تھا۔ مجھے شبہ ہوا اور میں نے گمان کیا کہ شاید یہ پھول مصنوعی ہے۔ اس کے بعد میری نظر ایک کلی پر پڑی۔ میں نے ہاتھ سے اُسے کھولا تو کیا دیکھا کہ اُس میں بھی ویسا ہی لکھا ہوا تھا۔ اُسی بستی میں ایسے پھول بکثرت تھے۔ حالانکہ اُس بستی کے باشندے بُت پرست ہیں۔ وہ اللہ عزوجل کو جانتے بھی نہیں۔ (خصائص الکبریٰ جلد اول ص۲۱۔ مدارج النبوت جلد اول ص۲۶۲۔ تاریخ ابن العزیم)

نیز علامہ ابن مرزوق حضرت عبداللہ بن صوحان سے نقل فرماتے ہیں کہ انھوں نے بیان کیا ہے کہ ہم بحرِ ہند میں سفر کر رہے تھے کہ ہم پر تیز ہوائیں چلنے لگیں۔ اور سمندر میں موجیں اٹھنے لگیں۔ تو (یہ دیکھ کر) ہم نے اپنی کشتی ایک جزیرے میں لنگرانداز کر دی۔ وہاں ہم نے ایک گلاب کا پھول دیکھا جس کی تیز بھینی بھینی ایک خوشبو تھی۔ اُس پر بخطِ سفید لکھا ہوا تھا:- لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ اور ایک اور سفید پھول دیکھا جس پر بخطِ زر لکھا ہوا تھا: بَرَاءَةٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اِلٰى جَنّٰتِ النَّعِيْمِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔

(مدارج النبوت جلد اول ص۲۶۲)

چنانچہ کسی شاعر نے کیا ہی خوب کہا ہے:-

رحمت رسولِ پاک کی ہر شئی پہ عام ہے
ہر گُل میں ہر شجر میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ہے

پھلوں پر اسمِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم:۔

حضرت علامہ شاہ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے "مدارج النبوۃ" میں لکھا ہے کہ ایک جماعت سے منقول ہے کہ انھوں نے زرد رنگ کا خربوزہ پایا جس پر سفید لکیریں تھیں۔ اور ہر لکیر پر عربی میں اس کی ایک جانب "اللہ" اور دوسری جانب "احمد" خوب واضح لکھا ہوا تھا جس میں کوئی عقلمند تحریر شناس شک نہیں کر سکتا تھا۔ (مدارج النبوت جلد اول صفحہ ۳۶)

پھلوں کے دانوں پر اسمِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم:۔

۸۹۰ھ میں بعض صلحاء نے ایک انگور کا دانہ دیکھا جس پر یہ نام نامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم بخطِ قدرت تحریر تھا۔

(مواہب اللدنیہ: بحوالہ الکلام الاوضح صفحہ ۱۹۰)

اور کہتے ہیں کہ ۸۰۹ھ میں انگور کا ایک دانہ پایا گیا جس پر بخطِ ظاہر برنگِ سیاہ "محمد" (صلی اللہ علیہ وسلم) لکھا ہوا تھا۔ (مدارج النبوت جلد اول صفحہ ۳۶)

پھل کی جگہ اللہ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نام اُگتے ہیں:۔

ایران کے مشہور اخبار "اطلاعات" کے نمائندہ خصوصی (کی اطلاع) کے مطابق قاہرہ کے نزدیک ایک چھوٹے سے گاؤں "کفر الشیخ" میں ایک ایسا واقعہ پیش آیا جہاں کھجور کے ایک درخت میں پھل کی بجائے "اللہ" اور "محمد" (صلی اللہ علیہ وسلم) کے نام اُگتے ہیں۔ اس درخت کے مالک (کی اطلاع) کے مطابق یہ درخت آج سے پندرہ برس پہلے بویا گیا تھا۔ لیکن قانونِ فطرت کے خلاف آج تک اس میں کھجوریں نہیں لگیں۔ بلکہ آٹھ برس کی عمر میں اسکی شاخوں کے سرے مڑ مڑا کر "اللہ" کے نام میں تبدیل ہونے لگے۔ اور پھر ایک سال بعد یہ شاخیں "محمد" کے نام میں ڈھلنے لگیں۔ (صلی اللہ علیہ وسلم)

یہ درخت ہزاروں لوگوں کی زیارت گاہ بنا ہوا ہے۔ جسے مصری لوگ "درختِ مقدس" کے نام سے پکارتے ہیں۔ عربی دانشمندوں اور محققین کی کافی بڑی تعداد اس عجیب

و غریب درخت کے اس پھل کا مشاہدہ کر چکی ہے۔ اور مشہور مصری عالم اور اسلامی مؤرخ ڈاکٹر عبد الرزاق نوفل کے الفاظ میں "یہ خدائے تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ایک ہے جسے عقلِ انسانی سمجھنے سے عاجز ہے۔" (ہُدیٰ نئی دہلی شمارہ نمبر ۱۹۸۲ء صفحہ ۹۷)

ترکاریوں میں نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم:۔

ویسے ہمارا خود عینی مشاہدہ ہے کہ ہم نے بعض دفعہ بینگن میں لفظ "اللہ" اور "محمد" بیجوں کی شکل میں دیکھا ہے (صلی اللہ علیہ وسلم) جب بینگن کو درمیان سے کاٹا گیا تو اس کے اندر کیا دیکھا کہ اُس کے بیج لفظ "اللہ محمد" کی شکل اختیار کئے ہیں۔ جو بالکل واضح طور پر دکھائی دیتے تھے۔ اور بعض اوقات اسمیں ہم نے صرف "اللہ" اور صرف "محمد" کا لفظ بیجوں کی شکل میں دیکھا ہے۔ اور آج بھی یہ مشاہدہ برقرار ہے۔

پھلوں کے اندر نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم:۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ہم ایک بار نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم کے پاس تھے۔ اتنے میں ایک پرندہ اپنے منھ میں ایک بادام سبز لئے ہوئے آیا اور اُس نے اُسے لاکر ڈال دیا۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم نے اُسے اٹھا لیا۔ اُس کے اندر سے ایک سبز کیڑا نکلا۔ جس پر زرد رنگ میں لکھا ہوا تھا:۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ نَصَرْتُہٗ بِعَلِیٍّ۔

(نزہۃ المجالس جلد دوم صفحہ ۴۲)

حضرت ابو عبد اللہ بن مالک رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ میں بلاد ہند گیا۔ اور میں نے ایک شہر کی سیر کی جسے نیلہ نبون یا تمیلہ بتاتے ہیں۔ وہاں میں نے ایک بہت بڑا درخت دیکھا جس کے پھل بادام کی مانند ہیں اور اُس کا چھلکا ہے یعنی پھل پر پوست ہے۔ پھر جب پھل کو توڑا گیا اور اُس میں سے گری نکالی گئی اور چیرا گیا تو بیج میں ایک سبز پتہ نکلا جس پر سرخ لکھا ہوا تھا:۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ اہلِ ہند اس سے برکت حاصل کرتے ہیں اور اُس کے ذریعہ خشک سالی میں بارش مانگتے ہیں۔ اس کو

ابوالبقائن صافی نے اپنی کتاب "منسک" میں بیان کیا ہے۔

(مدارج النبوت جلد اول ص ۲۶۲)

حضرت علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنی کتاب "حجۃ اللہ علی العالمین" میں یہ روایت نقل فرمائی ہے اور لکھا ہے کہ راوی کا بیان ہے:۔ وھم یتبرکون بتلك الشجرۃ یستسقون بها اذا امنعوا الغیث ۔یعنی اور وہ لوگ (اہلِ ہند) اس درخت سے برکت حاصل کرتے ہیں اور بارش بند ہو جائے تو اس درخت کے وسیلے سے دعا مانگتے ہیں تو بارش ہونے لگتی ہے۔ (حجۃ اللہ علی العالمین ص ۲۱۲)

اسی کی مثل امامِ جلیل حضرت علامہ ابی محمد عبداللہ ابن اسعد یافعی رحمۃ اللہ علیہ اپنی شہرۂ آفاق تصنیف "روضۃ الریاحین" میں نقل فرماتے ہیں کہ بعض مشائخ سے مروی ہے کہ میں ملک ہندوستان تشریف لے گیا۔ اور ایک شہر میں پہنچا تو میں نے وہاں پر ایک درخت دیکھا جس کے پھل بادام کے مشابہ تھے۔ اُس کے دو چھلکے ہوتے تھے۔ جب انھیں توڑا جاتا تھا تو اُس کے اندر سے ایک لپٹا ہوا سبز ورق نکلتا تھا۔ جب اُسے کھولا جاتا تھا تو اُس کے اندر قدرتی طور پر سُرخ روشنائی سے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوتا تھا۔ اور اہلِ ہند اُس سے تبرک حاصل کرتے تھے۔ اور جب بارش رُک جاتی تو اُس کے وسیلے سے طلب باراں کرتے تھے اور اُس کے پاس گڑگڑا کر رو یا کرتے تھے۔ میں نے یہ قصہ ابویعقوب صیاد سے بیان کیا۔

مچھلیوں پر اسمِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔

پھر آگے فرماتے ہیں کہ جب میں نے یہ قصہ ابویعقوب صیاد سے بیان کیا تو انہوں نے فرمایا کہ میں اس میں کوئی تعجب انگیز بات نہیں سمجھتا۔ کہ میں جب اُبلہ میں تھا اور نہر اُبلہ میں شکار کر رہا تھا تو میں نے ایک مچھلی ایسی شکار کی جس کے دائیں کان پر لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور بائیں کان پر مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ لکھا ہوا تھا۔ میں نے جب یہ دیکھا تو اُسے دریا ہی میں ڈال دیا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

مؤلفِ کتاب علامہ اسعد یافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ انھوں نے اِس وجہ سے

اُس مچھلی کو پانی ہی میں ڈال دیا تاکہ اللہ و رسول کے نام کا احترام رہے۔

(روضۃ الریاحین جلد ششم حکایت ص ۲۳۵)

اِس روایت کو حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی "مدارج النبوت" میں اور حضرت علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے "حجۃ اللہ علی العالمین" میں بیان کیا ہے۔ ان کے علاوہ ہر دو حکایات کو اشرف علی تھانوی دیوبندی نے بھی "نزہۃ البساتین ترجمہ روضۃ الریاحین" بنام قصص الاولیاء جلد دوم حصہ ششم ص ۲۴ پر لکھا ہے جو مکتبۂ تھانوی دیوبند کی مطبوعہ ہے۔

چنانچہ محمد شفیع قمر صاحب نے اِس کی کیا ہی خوب تشریح فرمائی ہے۔

کتنے نادان ہیں یہ شرک سمجھنے والے ہر جگہ نام تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نظر آتا ہے

نیز حضرت علامہ شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بعض لوگ قصیدہ بردہ شریف کی شرح میں ابن مرزوق سے نقل کرکے بیان کرتے ہیں کہ مچھلی لائی گئی جس کے ایک کان کی جلد پر لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور دوسرے پر مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ لکھا ہوا تھا۔ (مدارج النبوت جلد اول ص ۲۶۲)

علم الحیوانات کے ماہر عالم اور اسلامی دنیا کے مایۂ ناز محقق حضرت علامہ کمال الدین محمد دمیری رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۸۰۸ھ) نے اپنی شہرۂ آفاق تصنیف "حیوۃ الحیوان" میں عبارت نقل فرمائی ہے کہ قزوینی نے "عجائب المخلوقات" میں تحریر فرمایا ہے کہ عبدالرحمٰن بن ہارون المغربی نے بیان کیا ہے کہ میں ایک مرتبہ بحرِ مغرب میں کشتی پر سوار ہوا۔ ہمارے ساتھ صقلیہ مقام کا رہنے والا ایک لڑکا تھا۔ اس کے پاس مچھلی پکڑنے کی ڈور اور کانٹا تھا۔ جب ہماری کشتی موضع برطون میں پہنچی تو اُس لڑکے نے اپنی ڈور دریا میں پھینکی۔ اُس میں بالشت بھر مچھلی پھنسی۔ لڑکے نے اُس کو نکال لیا۔ جب ہم اُس مچھلی کو دیکھنے لگے تو معلوم ہوا کہ اُس کے داہنے کان پر اوپر کی جانب لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور نیچے کی جانب محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اُس کے بائیں کان کے نیچے رسول اللہ لکھا ہوا تھا۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

(حیوۃ الحیوان جلد سوم باب السین ص ۹ مطبوعہ دیوبند)

موتیوں میں اسمِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک پرندہ دیکھا جس کے منہ میں سبز رنگ کا ایک موتی تھا۔ وہ موتی اُس پرندے نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کے آگے پھینک دیا۔ حضور نے اُس موتی کو دیکھا تو اُس سبز رنگ کے موتی میں سبز رنگ کا ایک کیڑا تھا۔ اُس کیڑے پر زرد رنگ سے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوا تھا۔

(حجۃ اللہ علی العالمین ص ۲۹۳)

انبیاء کے مقدس شانوں کے بیچ اسمِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔

انبیائے کرام میں سب سے اول نبی حضرت آدم علیہ السلام اور سب سے آخری نبی حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس شانوں کے درمیان اسمِ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) قدرتی طور پر تحریر تھا۔

چنانچہ ابن عساکر بہ طریق ابی الزبیر، حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں:- قَالَ بَیْنَ کَتِفَیْ اٰدَمَ مَکْتُوْبٌ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ۔

ترجمہ:- آدم علیہ السلام کے دونوں شانوں کے بیچ میں قلمِ قدرت سے لکھا گیا ہے:- محمد رسول اللہ خاتم النبیین ہیں۔ (ابن عساکر۔ خصائص الکبریٰ جلد اول ص ۲)

بخاری ومسلم نے سائب بن یزید سے روایت کی ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کی پشت کی جانب کھڑا ہوا تو میں نے آپ کے دونوں شانوں کے درمیان چکور کے انڈے کی مانند مہرِ نبوت کو دیکھا۔

(صحیح بخاری جلد دوم ص ۳۳۹)

چکور: تیتر کے قسم کا ایک پہاڑی خوشنما خوش آواز پرندہ ہے۔

اس حدیث کے متعلق ابن عساکر نے "تاریخ نیشاپور" میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کی پشتِ مبارکہ

پر بادام کی مثل مہرِ نبوت تھی، اُس کی سطح گوشت پر تحریر تھا۔ محمد رسول اللہ۔

(خصائص الکبریٰ جلد اوّل ص ۱۵۲)

خود نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کا فرمان ہے کہ "اور فرشتے نے میرے دونوں شانوں کے درمیان مہرِ نبوت لگائی جیسی کہ اس وقت یا آج موجود ہے۔" (خصائص الکبریٰ جلد اوّل ص ۱۶۳)

فرشتے کے نورانی زلفوں پر اسمِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔

حضرت مقاتل رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ خدائے تعالیٰ نے عرش کے نیچے ایک فرشتہ پیدا کیا ہے۔ اُس کے سر پر چوٹی ہے جو عرش کو محیط ہے۔ اُس کا کوئی بال ایسا نہیں جس پر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ لکھا نہ ہو۔ (نزہۃ المجالس مترجم جلد دوم ص ۲۱۱)

پہلو پر اسمِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔

حضرت قاضی امام ابو الفضل عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے "کتاب الشفاء" میں اور حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے "مدارج النبوۃ" میں لکھا ہے کہ حضرت علامہ سمنطاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ خراسان کے علاقہ میں ایک ایسا بچہ پیدا ہوا ہے جس کے ایک پہلو پر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اور دوسرے پہلو پر مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ لکھا ہوا تھا۔ علامہ موصوف کا بیان ہے کہ انہوں نے خود بھی اُس بچے کو دیکھا اور مذکورہ امر کا مشاہدہ کیا تھا۔

(کتاب الشفاء القسم الاول باب سوم۔ مدارج النبوت جلد اول ص ۲۶۲)

آنکھوں میں اسمِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔

حضرت علامہ امام یوسف بن اسماعیل نبہانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ افریقہ میں ایک ایسا شخص تھا جس کی داہنی آنکھ کی سفیدی میں باریک سرخ خط میں قدرتی طور پر "مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ" لکھا ہوا تھا۔

(حجۃ اللہ علی العالمین)

چمکتا ہوا مثلِ خورشید شاہد　　جدھر دیکھتا ہوں ہے نامِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

اسمِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نقشہ انسانی جسم میں :-

حضرت علامہ شیخ احمد شہاب الدین قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ کی شہرۂ آفاق تصنیف "مواہب اللدنیہ" کی تلخیص میں حضرت امام یوسف بن اسماعیل نبہانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس متبرک نام (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کی جو چار حرفی ہے، خصوصیت یہ ہے کہ یہ اللہ کے نام کی طرح ہے اور آدمی کی شکل سے ملتا جلتا ہے۔ میم اوّل اس کا سر ہے۔ 'حا' اس کے دو بازو ہیں۔ میم ثانی اس کی ناف ہے۔ اور دال دونوں پاؤں ہیں' (محمد)۔ اور قدیم کوفی خط میں یہ شکل بالکل واضح ہے۔

(الانوار المحمدیہ من المواہب اللدنیہ ص۱۸۱)

تو اب یہاں پر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آدمی کی شکل جب نام 'محمد' صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتی جلتی ہے تو بروزِ قیامت خدا تعالیٰ اس نامِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے احترام کے پیشِ نظر کیوں کر انھیں جہنم میں داخل فرمائیگا؟ —— اس سوال کا جواب اس حدیث میں ملاحظہ فرمائیں۔

روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ الہٖ وبارک وسلم کے نام 'محمد' (صلی اللہ علیہ وسلم) کے احترام کے پیشِ نظر جو لوگ بھی جہنم میں داخل ہونگے اُن کی صورتیں مسخ کر دی جائیں گی۔ (الانوار المحمدیہ من المواہب اللدنیہ ص۱۸۱)

جانوروں پر اسمِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم :-

حضرت عبداللہ نوری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ غرہ رجب ۱۳۸۴ھ میں ایک بکری کا بچہ پیدا ہوا، جس کی پیشانی پر قلمِ قدرت سے لکھا تھا "محمد رسول اللہ"۔ میں نے اس کو بچشمِ خود دیکھا۔

(تاریخِ مشائخِ قادریہ ص۱۴۱)

ایک اور راوی بیان فرماتے ہیں کہ ۱۳۹۷ھ میں میرے پاس ایک بکری تھی

جس نے ایک بچہ جنا، جس کا رنگ سیاہ تھا۔ اور اس پر کچھ سفید گول دائرے میں — خوبصورتی کے ساتھ لکھا ہوا تھا۔ "محمد" صلی اللہ علیہ وسلم۔ (رحمۃ اللہ علی العالمین)

نیز حضرت امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب "لواقح الانوار القدسیہ" میں فرماتے ہیں کہ ایک شخص میرے پاس بکری کا بھنا ہوا سر لایا اور مجھے بتایا۔ اسکی پیشانی پر قلمِ قدرت سے لَآ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ ارسلہ بالھدیٰ ودین الحق یھدی من یشاء۔ لکھا ہوا تھا۔ (رحمۃ اللہ علی العالمین)

ایک اور جگہ حضرت ابو عبداللہ ابن محمد الفضل مالکی رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے ایک سفر میں ایک محلہ میں ایک ہرنی دیکھی۔ جس کے دونوں کانوں پر "محمد" لکھا ہوا تھا۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ (تحفۃ الاخیار)

قدیم کرسی پر اسمِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم :-

روما (اٹلی) کے گرجا گھر میں کئی سالوں سے روایتی طور پر دو کرسیاں چلی آرہی تھیں۔ جن میں سے ایک جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواری 'پطرس' کی کرسی کہلاتی تھی' وہ خالی رہتی تھی۔ ۱۷۹۵ء میں (یعنی تقریباً دو سو سال قبل) جب نیپولین بوناپارٹ نے روما کو فتح کیا اور 'پطرس' کی کرسی کا معائنہ کیا گیا تو اس پر لکھا تھا: لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔

(جانِ جاناں از۔ پروفیسر مسعود احمد صاحب ص۵۰)

کائنات کی ہر شئے پر اسمِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم :-

غرض کہ کائنات کی ہر شئے جو اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتی ہے وہ نام محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ الہٖ وبارک وسلم سے مزین ہے۔ لیکن اکثر لوگ اسے دیکھ نہیں پاتے، جس طرح کہ اس کی تسبیح کو وہ سمجھ نہیں سکتے۔

چنانچہ اس کے متعلق شیخ المحدثین حضرت علامہ ملا علی قاری علیہ الرحمۃ نے "شرح الشفاء" میں اُن تمام روایات اور مختلف بزرگوں کے حوالے سے بیان کردہ

واقعات کہ ہم نے ایسے درخت، پتھر اور جانور وغیرہ دیکھے جن پر سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم کا اسمِ گرامی تحریر تھا، ذکر کرنے کے بعد ارشاد فرماتے ہیں۔ والذی یخطر بالبال الفاطر واللہ اعلم بالظواہر والسرائر ان ھٰذہ کلّھا کشوفات مکشوفات لاھلھا لا یراھا من لم یتاھلھا وربما یقال ان اسمہ سبحانہ وتعالیٰ علی اسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۔ مرسوم علی کلّ شی من ملک وفلک وبناء وسماء وفرش وعرش وحجر ومدر وشجر وثمر ونحو ذٰلک ولکن اکثر الخلق لا یبصرون تصویرھم ونظیر قولہ سبحانہ وتعالیٰ وان من شیٔ الا یسبح بحمدہ ولکن لا تفقھون تسبیحھم۔

(شرح الشفاء جلد اوّل ص ۳۷۸)

ترجمہ:۔ میرا دل اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ ہر چیز کے ظاہر اور باطن کو اللہ ربّ العزت ہی سب سے بہتر جانتا ہے۔ بیشک یہ تمام واقعات کشف سے تعلق رکھتے ہیں۔ اہلِ کشف ہی اس کا مشاہدہ کر سکتے ہیں۔ اور جو لوگ صاحبِ کشف نہیں ہیں وہ اس کا مشاہدہ نہیں کر سکتے۔ اور یہ کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا نام اور اس کے ساتھ اللہ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا نام دنیا کی ہر چیز، فرشتہ، فلک، زمین، آسمان، فرش، عرش، پتھر، ریت کے ذرّات، درخت، پھل، وغیرہ سب پہ تحریر ہے۔ لیکن اکثر مخلوق اسے دیکھ نہیں سکتی۔ اور نہ ہی ان کو یہ تصویر (اسمِ خدا اور رسول) نظر آتی ہے۔ اس کو حق سبحانہٗ تعالیٰ کے اس فرمانِ عالی سے سمجھا جا سکتا ہے کہ ہر چیز اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتی ہے مگر تم ان کی اس تسبیح کو سمجھ نہیں سکتے۔

چنانچہ قرآنِ حکیم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔ تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيهِنَّ ط وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ ط الآیہ۔

(سورۂ بنی اسرائیل آیت ۴۴)

ترجمہ:۔ اس کی تسبیح کرتے ہیں آسمان اور زمین اور جو کوئی ان میں ہیں۔ اور کوئی چیز ایسی نہیں جو اس کی حمد کیساتھ تسبیح نہ کرتی ہو مگر تم ان کی تسبیح نہیں سمجھتے۔

(احکامِ شریعت)

اِس آیتِ کریمہ کی تفسیر میں حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہر زندہ چیز اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتی ہے اور ہر چیز کی زندگی اُس کے حسبِ حیثیت ہے۔ مفسرین نے کہا کہ دروازہ کھولنے کی آواز اور چھت کا چٹخنا، یہ بھی تسبیح کرنا ہے۔ اور ان سب کی تسبیح سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ ہے۔ (تفسیر خزائن العرفان)

امام بخاری نے حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انھوں نے فرمایا:۔ وَلَقَدْ كُنَّا نَسْمَعُ تَسْبِيْحَ الطَّعَامِ وَهُوَ يُؤْكَلُ۔

(بخاری شریف باب علامات النبوّۃ فی الاسلام)

ترجمہ:۔ اور بیشک ہم آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے روبرو کھانا کھاتے تو کھانے سے تسبیح پڑھنے کی آواز سنا کرتے تھے۔ (صحیح بخاری مترجم جلد دوم ص ۳۵۰)

نیز امام مسلم حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل فرمایا ہے:۔
عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّيْ لَاَعْرِفُ حَجَرًا بِمَكَّةَ كَانَ يُسَلِّمُ عَلَيَّ قَبْلَ اَنْ اُبْعَثَ اِنِّيْ لَاَعْرِفُهُ الْاٰنَ۔ (صحیح مسلم شریف و مشکوٰۃ شریف باب علامات النبوت)

ترجمہ:۔ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں مکہ کے اُس پتھر کو جانتا ہوں جو بعثت (رسالت) سے قبل مجھے سلام کیا کرتا تھا۔ میں اُسے اب بھی پہچانتا ہوں۔

(تفسیر ضیاء القرآن جلد دوم ص ۲۶۲۔ مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح جلد ۸ ص ۱۱۵)

ان احادیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جن اشیاء کو ہم بے عقل اور بے حس خیال کرتے ہیں اور غیر ذی شعور سمجھتے ہیں وہ بھی ادراک اور حس رکھتی ہیں لیکن ہم اُن کی اِن قوتوں کا ادراک نہیں کر سکتے ۔

غمِ فراق میں رویا تنا اور سلام کرگئے پتھر
بوجہل کی، بند مٹھی میں بھی کلمہ پڑھ گئے کنکر

سرکار کے اسمِ مبارک پر نام رکھنے کے فضائل وبرکات

حضرت علامہ ملا علی قاری علیہ الرحمہ نے "شرح الشفاء" میں ایک طویل حدیث نقل فرمائی ہے جس کے آخر میں سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم یوں ارشاد فرماتے ہیں:۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ فَضَّلَنِیْ عَلٰی جَمِیْعِ النَّبِیِّیْنَ حَتّٰی فِیْ اِسْمِیْ وَصِفَتِیْ۔ یعنی تمام تعریف اللہ ہی کے لئے ہے جس نے مجھے جملہ انبیاء پر فضیلت بخشی حتیٰ کہ میرے نام اور صفت میں۔ (شرح الشفاء للقاری)

اس کے متعلق حضرت علامہ شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آپ کے اسمِ مبارک پر نام رکھنا مبارک ونافع اور دنیا وآخرت میں حفاظت ونجات کا باعث ہے۔

چنانچہ حافظ امام ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے "حلیۃ الاولیاء" میں حضرت نبیط بن شریط رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم نے:۔ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَعِزَّتِیْ وَجَلَالِیْ لَا اُعَذِّبُ اَحَدًا تَسَمّٰی بِاسْمِکَ فِی النَّارِ

ترجمہ:۔ فرمایا اللہ تعالیٰ عزوجل نے کہ مجھے اپنے عزت وجلال کی قسم! جس کا نام تمہارے نام پر ہوگا اُسے دوزخ کا عذاب نہ دونگا۔

(حلیۃ الاولیاء۔ مدارج النبوۃ جلد اول ص۲۴۷۔ طیب الوردہ شرح قصیدۂ بردہ ص۳۸)

اس وعدۂ خداوندی کے جواب میں ایک حدیث رسول بھی آپ ملاحظہ فرمائیں:۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک روز حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے روز دو آدمی دربارِ

خداوندی میں پیش ہونگے۔ حکم ہوگا کہ انھیں جنت میں لے جاؤ۔ یہ حکم سن کر انھیں تعجب ہوگا اور حق تبارک وتعالیٰ سے وہ عرض کریں گے کہ یا الٰہ العالمین ہم نے تو کوئی نیک عمل نہیں کیا، پھر بھی ہم جنت میں کیوں بھیجے جارہے ہیں؟ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوگا: "تم جنت میں جاؤ۔ میں نے قسم کھا رکھی ہے کہ جس شخص کا نام محمد یا احمد ہوگا اُس کو جہنم میں داخل نہیں کروں گا" (مدارج النبوت جلد اوّل ص۲۴۶)

اِس حدیث کو امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی "مواہب اللدنیہ" میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مرفوعًا روایت کیا ہے۔

ایک اور حدیث میں ہے استحیی ان عذب بالنار من اسمہ اسم حبیبی یعنی اللہ شرم فرماتا ہے اِس (بات) سے کہ اُسے عذاب دے، جس کا نام میرے حبیب کے نام پر ہو۔ (طیب الوردہ شرح قصیدۂ بردہ ص۳۸)

حضرت علامہ امام یوسف بن اسماعیل نبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم فرمایا کرتے تھے کہ ہمیں خبر پہنچی ہے کہ جس شخص کا نام "محمد" ہے قیامت کے روز اُسے لایا جائے گا۔ اللہ عزوجل اُس سے فرمائے گا کہ تجھے گناہ کرتے ہوئے شرم نہ آئی؛ حالانکہ تو نے میرے حبیب کا نام رکھا ہے لیکن مجھے شرم آتی ہے کہ میں تجھے عذاب دوں جب کہ تو نے میرے حبیب کا نام اختیار کیا ہے۔ جاؤ جنت میں داخل ہوجاؤ۔ (افضل الصلوٰۃ علیٰ سید السادات ص۱۵۱)

چنانچہ حضور محدثِ اعظم ہند علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:۔

میں صدقے اسمِ اقدس کے میں قربان نامِ نامی پر
ترا ہمنام ہونا حشر کے دن میرے کام آیا۔

حضرت جعفر بن محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والدِ محترم سے روایت فرماتے ہیں کہ قیامت کے روز ایک منادی ندا کرے گا کہ اے لوگو! خبردار ہوجاؤ تم میں سے جس کا نام محمد یا احمد ہے وہ جنت میں داخل ہوجائے۔ اِس حکم سے اللہ رب العزت اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم کے اسمِ مبارک کی عظمت دکھانا

Scanned with CamScanner

جائے گا۔ (کتاب الشفاء القسم الاول باب سوم بحوالہ جواہر البحار شریف جلد اول ص ۱۳۲)

نیز ابن عساکر و حافظ حسین بن احمد بن عبداللہ بن بکیر حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے راوی۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم فرماتے ہیں۔ من ولد له مولود فسماه محمدا حبالی وتبرکا باسمی کان هو ومولوده فی الجنة۔

ترجمہ:۔ جسکے (یہاں) لڑکا پیدا ہو اور وہ میری محبت اور میرے نام پاک سے تبرک کے لئے اس کا نام محمد رکھے، وہ اور اُس کا لڑکا دونوں جنت میں جائیں گے۔ (احکام شریعت حصہ اول ص)

خاتم الحفاظ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔ هذا امثل حدیث ورد فی هذا الباب واسناده حسن یعنی جس قدر حدیثیں اس باب میں آئیں یہ سب میں بہتر ہے۔ اور اس کی سند حسن ہے۔

ونازعه تلمیذه الشامی بمارده العلامه الزرقانی فراجعه (احکام شریعت حصہ اول ص)

ایک حدیث میں یہ بھی ہے کہ جس کا نام محمد ہوگا حضور شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم (بروز حشر) اُس کی شفاعت فرمائیں گے۔ اور جنت میں داخل کرائیں گے۔ (مدارج النبوۃ جلد اول ص ۲۹)

چنانچہ حضور محدث اعظم ہند علیہ الرحمہ نے کیا ہی خوب فرمایا ہے۔

محشر میں گنہ گاروں کیلئے دامن کا سہارا کافی ہے
دامن تو بڑی شئے ہے مجھ کو تو نام تمہارا کافی ہے
سچ ہے سید بیکار رہا اس سے کوئی نہیں کام ہوا
ہمنام کے ذمہ دار ہو تم تو نام ہمارا کافی ہے

حضرت علامہ قاضی ابو الفضل عیاض رحمۃ اللہ علیہ "کتاب الشفاء" میں فرماتے ہیں:۔ اِنَّ اللہ تعالیٰ وملائکتہ یستغفرون لمن اسمہ محمد واحمد یعنی اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے بخشش و رحمت کرتے ہیں اُس پر جس کا نام محمد یا احمد ہو۔

(طیب الوردہ شرح قصیدہ بردہ ص ۳۸)

غرض کہ حضور پرنور شافع یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم کے اسم مبارک کی برکت و عظمت اور رحمت کے یہ وہ جلوے اور مژدے ہیں جو بروز حشر اپنی جلوہ ریزیاں دکھائیں گے۔ خوش نصیب ہیں وہ لوگ جن کے نام سرکار کے اسم مبارک سے مزین ہیں۔

بشرطیکہ مومن ہو۔ اور مومن عرف قرآن و حدیث اور صحابہ میں اُسی کو کہتے ہیں جو سُنی صحیح العقیدہ ہو۔ کما نص علیه الائمة فی التوضیح وغیرہ ورنہ بدمذہبوں کے لئے تو حدیثیں یہ ارشاد فرماتی ہیں کہ وہ جہنم کے کتے ہیں، اُن کا کوئی عمل قبول نہیں۔ بدمذہب اگر حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان مظلوم قتل کیا جائے اور اپنے اس مارے جانے پر صابر و طالب ثواب رہے جب بھی اللہ عزوجل اس کی کسی بات پر نظر نہ فرمائے اور اُسے جہنم میں ڈالے۔ یہ حدیثیں دار قطنی وابن ماجہ و بیہقی وابن الجوزی وغیرہم نے حضرت ابو امامہ و حذیفہ و انس رضی اللہ عنہم سے روایت کیں اور فقیر (اعلیحضرت) نے اپنے فتاویٰ میں متعدد جگہ لکھیں ———— تو محمد بن عبدالوہاب نجدی وغیرہ گمراہوں کیلئے ان حدیثوں میں اصلاً بشارت نہیں، نہ کہ سید احمد خان کی طرح کفار جس کا مسلک کفر قطعی، کہ کافر پر تو جنت کی ہوا تک یقیناً حرام ہے۔

(احکام شریعت حصہ اول ص)

اور یہ حقیقت بھی ہے کہ ایسے ہی لوگ کھلے عام ان احادیث طیبات کا خود ہی انکار کرتے ہیں اور انھیں ضعیف قرار دیتے ہیں۔ گویا کہ اس بشارت سے محرومی کا خود ہی اقرار کرتے ہیں۔

اس کے علاوہ حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم کے نام اقدس پہ گر کسی نے اپنا نام رکھا تو یہ اُس کے لئے صرف یوم آخرت ہی نہیں بلکہ اس دنیا میں بھی باعث خیر و برکت ہوگا اور وہ شخص جس گھر میں بھی ہو یا کسی محفل میں ہو یا کسی اور جگہ ہو، ان تمام صورتوں میں رب کریم محض اپنے فضل و کرم

سے اُس جگہ بیش بہا نعمتوں و برکتوں اور رحمتوں کی بارش نازل فرمائے گا۔

چنانچہ ابن ابی عاصم نے ابن ابی فدیک، جہم بن عثمان سے اُنہوں نے ابن حبیب سے اُنہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم سے روایت کی کہ فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس نے میرے نام پر اپنا نام رکھا اور مجھ سے برکت کی امید رکھی تو اُس کو برکت حاصل ہوگی۔ اور وہ برکت قیامت تک جاری رہے گی۔ (خصائص الکبریٰ جلد دوم ص ۲۴۲)

اِسی طرح ایک اور جگہ ابنِ سعد نے عثمان عمری رضی اللہ عنہ کی حدیث سے مرفوعًا روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم نے فرمایا:۔ ما ضر احدکم لو کان فی بیتہ محمد ومحمد ان وثلثۃ ۔ یعنی اگر تم میں سے کسی کے گھر میں ایک یا دو یا تین "محمد" (نام والے) ہوں تو کیا حرج ہے۔ تمہارے گھر میں تو بہت برکت ہوگی۔ (طبقات ابنِ سعد۔ بے مثل بشر ص ۲۴۳)

حضرت ابن قاسم علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب سماع میں اور ابنِ وہب علیہ الرحمہ نے اپنی جامع میں امامِ مالک رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے کہ میں نے مکہ مکرمہ والوں سے سنا ہے، وہ کہتے ہیں کہ جس گھر میں 'محمد' نامی کوئی آدمی رہتا ہو، وہ گھر برکت والا ہے۔ اور اس کے ہمسایوں کو بغیر کسی خاص مشقت کے رزق ملتا رہتا ہے۔

(کتاب الشفاء القسم الاول باب سوم بحوالہ جواہر البحار شریف جلد اول ص ۱۳۲)

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ماکان فی اھل بیت اسم محمد الاکثرت برکتہ

ترجمہ:۔ جس گھر والوں میں کوئی محمد نام کا ہوتا ہے اُس گھر کی برکت زیادہ ہوتی ہے۔ (احکام شریعت حصہ اول ص ۸۲)

ذکرہ المناوی فی شرح التیسیر تحت الحدیث العاشر والزرقانی فی شرح المواھب نیز یہ بھی مروی ہے کہ کوئی گھر نہیں ہے جس میں 'محمد' نام والے ہوں مگر یہ کہ حق تعالیٰ انہیں برکت دے۔ (مدارج النبوۃ جلد اول ص ۲۴۶)

حضرت سریج بن یونس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے مقرر کردہ بعض

فرشتے ہیں جو زمین میں گھومتے پھرتے رہتے ہیں اور جس گھر میں کوئی محمد یا احمد نام کا آدمی رہتا ہو اُس میں ٹھہر جاتے ہیں۔

(کتاب الشفاء القسم الاول باب سوم بحوالہ جواہر البحار شریف جلد اول ص ۱۳۲)

اسی لئے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم کا ارشاد ہے کہ ہر گھر میں ایک، بلکہ دو، بلکہ تین شخص ایسے ہونے چاہئیں جن کا نام 'محمد' ہو۔

(کتاب الشفاء القسم الاول باب سوم بحوالہ جواہر البحار شریف جلد اول ص ۱۳۲)

چنانچہ اعلیحضرت عظیم البرکت امام احمد رضا خاں فاضلِ بریلوی قدس سرہٗ فرماتے ہیں، میرا یہ معمول رہا ہے کہ جتنے بیٹے، بھتیجے پیدا ہوئے، عقیقے میں سب کا نام، نامِ اقدسِ رسالت (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم) پر رکھا۔ (مکتوبات امام احمد رضا ص ۹۶)

اِسی طرح ایک اور جگہ اعلیحضرت فاضلِ بریلوی قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ۔

لہٰذا فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ نے اپنے سب بیٹوں بھتیجوں کا عقیقے میں صرف 'محمد' نام رکھا۔ پھر نامِ اقدس کے حفظ (یاد رکھنے) وآداب اور باہم تمیز کے لئے عرف جدا مقرر کئے، بحمد اللہ تعالیٰ فقیر کے یہاں پانچ 'محمد' اب موجود ہیں، سلمھم اللہ تعالیٰ وعافاھم والی مدارج الکمال رقاھم ۔ اور پانچ سے زائد اپنی راہ گئے۔ جعلھم اللہ لنا اجرا وذخرا وفرطا برحمتہ وبعزۃ اسم محمد عندہ آمین۔

(احکام شریعت حصہ اول ص ۸۲)

طبرانی کبیر وامام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم نے فرمایا:۔ من ولد لہ ثلثۃ اولاد فلم یسم احد منھم محمد فقد جھل۔ یعنی جس کے تین بیٹے پیدا ہوں اور وہ ان میں کسی کا نام 'محمد' نہ رکھے تو بلاشبہ وہ ضرور جاہل ہے۔ (خصائص الکبریٰ جلد دوم ص ۲۴۳۔ احکام شریعت حصہ اول ص ۸۲)

امام ابو منصور دیلمی نے 'مسند الفردوس' میں اور ابن عدی کامل وابو سعید نقاش بسند صحیح اپنے معجم شیوخ میں اور علامہ شاہ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے،

'مدارج النبوۃ' میں اور ان کے علاوہ حافظ ابن بکیر علیہ الرحمۃ نے امیر المومنین سیدنا علی کرم اللہ وجہہٗ سے روایت فرمائی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم فرماتے ہیں :- ما اطعم طعام علی مائدۃ ولاجلس علیھا وفیھا اسمی الا وقد سوا کل یوم مرتین۔

ترجمہ :- کوئی دسترخوان نہیں ہے کہ بچھایا گیا ہو اور اُس پر لوگ کھانے کے لئے آئیں اور ان میں احمد یا محمد کے نام والے ہوں مگر یہ کہ حق تعالیٰ اُس گھر کو جس میں یہ دسترخوان کھانے کا بچھایا گیا ہو اُسے روزانہ دو مرتبہ پاک نہ فرمائے۔

(مدارج النبوۃ جلد اوّل ص۲۲۱۔ احکام شریعت حصہ اوّل ص۹۱)

حاصل یہ کہ جس گھر میں اِن پاک ناموں کا کوئی شخص ہو تو دن میں دو بار اُس مکان میں رحمتِ الٰہی کا نزول ہوتا ہے۔ ولہٰذا حدیث امیر المومنین کے الفاظ یہ ہیں :- ما من مائدۃ وضعت فحضر علیھا من اسمہ احمد او محمد الا قدس اللہ ذالک المنزل کل یوم مرتین۔ (احکام شریعت حصہ اول ص۹۱)

نیز یہ بھی روایت ہے کہ جس گھر میں اسمِ رسول موجود ہو اُس گھر میں تنگدستی نہیں آتی۔

چنانچہ صاحب نزہۃ المجالس حضرت علامہ عبدالرحمٰن صفوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے "کتاب البرکۃ" میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کی ایک روایت دیکھی۔ کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کا ارشادِ مبارک ہے کہ جس گھر میں میرا نام ہو اُس میں تنگدستی نہ آئے گی۔

(نزہۃ المجالس جلد دوم ص۲۱۹)

اِن احادیث سے اِس بات کا بھی ہمیں پتہ چلتا ہے کہ کیوں نہ ہم اپنے مکانوں اور دوکانوں میں نامِ 'محمد' صلی اللہ علیہ وسلم کے طغرے آویزاں فرما کر اِس نامِ پاک کی رحمت وبرکت سے مالامال ہوں۔ جو کہ مکانوں ودوکانوں میں باعثِ خیر وبرکت کے علاوہ آفات وبلیّات سے محفوظ ومامون رہنے کا مؤثر ذریعہ بھی

ہوگا۔ اور یہ ظاہر بات ہے کہ جب خود خالقِ کائنات نے عرش وفرش پر اِس نامِ پاک کو تحریر فرما کر کائنات کی ہر شئے کو اِس نامِ پاک سے زینت بخشی ہو نیز جنت کی ہر چیز اور حور وغلمان کی مقدس آنکھوں حتیٰ کہ عرشِ اعظم اور شجرۂ طوبیٰ کے پتوں کو اِس نامِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے سجایا ہو تو کیوں کر یہ امر ہمارے لئے باعثِ خیر وبرکت نہ ہوگا کہ ہم اپنے گھروں اور دوکانوں وغیرہ میں حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کے نامِ پاک کے طغرے لگائیں؟ یقیناً یہ ہمارے لئے باعثِ خیر وبرکت اور صدہا نعمت ورحمت ہی ہوگا۔

حضرت علامہ شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ جو قوم کسی مشورے کے لئے جمع ہوئی اور انہیں کوئی شخص ایسا موجود ہے جس کا نام 'محمد' ہے تو یقیناً اللہ تعالیٰ اُن کے نام میں برکت عطا فرمائے گا۔

(مدارج النبوۃ جلد اول ص۲۲۰)

اِسی طرح طائفی وابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہما امیر المومنین سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم فرماتے ہیں :—

ما اجتمع قوم قط فی مشورۃ دنیھم رجل اسمہ محمد لم یدخلوہ فی مشورتھم الا لم یبارک لھم فیہ۔ یعنی جب کوئی قوم کسی مشورے کیلئے جمع ہوں اور اُن میں کوئی شخص 'محمد' نامی ہو اور اُسے اپنے مشورے میں شریک نہ کریں تو اُن کے لئے اس مشورے میں برکت نہ رکھی جائے گی۔

(احکام شریعت حصہ اول ص۹۲۔ نزہۃ المجالس جلد دوم ص۲۱۹)

اسمِ 'محمد' صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کے احترام کے پیشِ نظر بزار نے ابو رافع رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ اُنھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم سے سنا۔ آپ نے فرمایا کہ جب تم بچہ کا نام 'محمد' رکھو تو اُسے نہ مارو اور نہ محروم رکھو۔ (خصائص الکبریٰ جلد دوم ص۲۴۲)

ایک اور جگہ حضرت علامہ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

کہ روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم نے فرمایا، جب تم بچے کا نام "محمد" رکھو تو اُس کی عزت کرو، اُسے محفل میں جگہ دو اور اُسے چہرے کی بدصورتی کی بددعا نہ دو۔ (جامع صغیر)

اسی طرح حضرت علامہ عبدالرحمٰن صفوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ فرمایا نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم نے کہ جب تم کسی کا نام "محمد" رکھو تو اس کی تعظیم کیا کرو، اُس کی نشستگاہ کشادہ رکھو اور اُس سے منہ مت بگاڑو۔

(نزہۃ المجالس جلد دوم ص ۲۱۸)

یوں ہی حاکم وخطیب نے تاریخ میں اور دیلمی نے مسند الفردوس میں امیر المومنین سیدنا علی کرم اللہ وجہہٗ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم فرماتے ہیں:- اذا سمیتم الولد محمدا فاکرموہ واوسعوا لہ فی المجلس ولا تقبحوا لہ وجھا یعنی جب لڑکے کا نام "محمد" رکھو تو اُس کی عزت کرو اور مجلس میں اُس کیلئے جگہ کشادہ کرو اور اُسے برائی کی طرف نسبت نہ کرو۔ یا اُس پر برائی کی دعا نہ کرو۔ (احکام شریعت حصہ اوّل ص ۸۲)

نیز بزّار، ابن عدی، ابویعلیٰ اور حاکم نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت کی کہ فرمایا نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم نے کہ اپنے بچوں کا نام "محمد" رکھتے ہو، اُس کے بعد اُن بچوں پر لعنت کرتے ہو۔

(خصائص الکبریٰ جلد دوم ص ۲۳۳)

صاحب روح البیان حضرت علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس بچے کا نام "محمد" ہو اُس کا ادب واحترام کیا جائے۔ مگر شروع بگاڑ کر نہ لیا جائے۔ غرض کہ اِس کے بہت سے آداب ہیں۔ (تفسیر روح البیان)

یہی وجہ تھی کہ ہمارے اسلاف نے جب کبھی اپنی اولاد کا نام سرکار کے نام پر رکھا تو ہمیشہ اس نام کا ادب بھی برقرار رکھا۔

چنانچہ حضرت محبوب الٰہی خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

کہ حضرت خواجہ ذکر اللہ بالخیر نے یہ حکایت بیان فرمائی کہ شیخ نجیب الدین متوکل رحمۃ اللہ علیہ کے دو لڑکے تھے۔ ایک کا نام "محمد" اور دوسرے کا "احمد" تھا، شیخ نجیب الدین اگر اُن پر خفا ہوتے تو فرماتے کہ اے خواجہ محمد تم نے ایسا کیا۔ اور اے خواجہ احمد یہ کام تمہارے لائق نہ تھا۔ گویا آپ کو کیسا ہی سخت غصہ ہوتا لیکن ہر حال میں آپ نام کا ادب مرعی رکھتے۔ (فوائد الفواد مجلس ۳۵ ص ۲۸۳)

سچ فرمایا ہے شاعر قمر انجم صاحب نے:-

زباں کو پاک جب تک کرنہ لیں اشکِ محبت سے ۔۔۔ نبی کا نام لب پر اہلِ دل لایا نہیں کرتے

اسمِ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم کی برکت کے پیشِ نظر حضرت ابن ابی ملیکہ رضی اللہ عنہ نے بروایت ابن جریج حضرت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم سے روایت کی ہے کہ جس کے یہاں حمل ہو۔ اور وہ پختہ ارادہ کرلے کہ میں اس کا نام "محمد" رکھوں گا تو خدا اُسے لڑکا عطا فرمائے گا۔

(نزہۃ المجالس جلد دوم ص ۲۱۷، سیرتِ حلبیہ جلد اول ص ۲۸۴)

حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص یہ چاہے کہ اُس کی بیوی کے حمل سے لڑکا پیدا ہو تو وہ اپنا ہاتھ اپنی حاملہ بیوی کے پیٹ پر رکھ کر یہ کہے: "اگر اِس حمل سے میرے یہاں لڑکا پیدا ہوا تو میں اُس کا نام "محمد" رکھوں گا۔" تو اِس نیت کے اثر سے اُس کے یہاں لڑکا پیدا ہوگا۔ (سیرتِ حلبیہ جلد اول ص ۲۸۳)

واقعات کی روشنی میں:- حضرت ابوالعباس بکری ناقل ہیں کہ محمد بن جریر طبری، محمد بن خزیمہ، محمد بن نصر اور محمد بن ہارون رویانی رحمۃ اللہ علیہم یہ چاروں "محمد" نامی محدثین اپنی طالب علمی کے زمانے میں مصر میں مجتمع ہو گئے۔ اور چاروں مفلسی وفاقہ کشی سے مجبور ولاچار ہوگئے۔ ایک دن ان چاروں نے یہ طے کیا کہ قرعہ نکالو۔ جس کے نام کا قرعہ نکلے وہ خدا تعالیٰ سے دعا مانگے — چنانچہ جب قرعہ ڈالا گیا تو محمد بن خزیمہ رحمۃ اللہ علیہ کے نام کا قرعہ نکلا۔ اس پر

انھوں نے کہا :- ٹھہرو! میں نماز پڑھ کر دعا مانگوں گا۔ چنانچہ جیسے ہی انھوں نے دُعا مانگی، ایک غلام موم بتی لئے ہوئے دروازے پر کھڑا نظر آیا۔ اور اُس نے کہا :- محمد بن نصر کون ہیں؟ لوگوں نے انکی طرف اشارہ کیا۔ تو اس نے اُن کو پچاس دینار کی تھیلی دی۔ پھر باقی تینوں کو بھی اُن کا نام پوچھ پوچھ کر پچاس پچاس دینار کی تھیلی دی۔ اور کہا کہ امیر مصر سو رہا تھا تو اُس نے خواب میں دیکھا کہ چار 'محمد' نام کے طالب علم بھوکے ہیں۔ چنانچہ اُس نے آپ لوگوں کیلئے خرچ کے واسطے یہ تھیلی بھیجی ہے۔ اور میں آپ لوگوں کو قسم دیتا ہوں کہ جب یہ رقم خرچ ہو جائے تو آپ لوگ ضرور مجھے مطلع فرمائیں۔

(تذکرۃ الحفاظ جلد ۲ ص ۲۸۶ بحوالہ روحانی حکایات حصہ اول ص ۱۰)

صاحب "مدارج النبوۃ" حضرت علامہ شیخ محمد عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ خواب میں حضور غوث الثقلین سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کو خواب میں دیکھا کہ اُنکے سامنے کھڑے ہیں۔ حاضرین مجلس نے عرض کیا کہ محمد عبد الحق (محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ) سلام عرض کر رہے ہیں۔ حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے اور شیخ محمد عبد الحق سے معانقہ فرمایا اور فرمایا کہ "تم پر آتشِ دوزخ حرام ہے۔" بظاہر یہ بشارت ہی نام رکھنے کی برکت کے نتیجہ میں ہے۔ کیونکہ علماء کا اس پر اتفاق ہے۔ (مدارج النبوۃ جلد اول ص ۲۴)

چنانچہ امام محمد بن سعید بوصیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

فَاِنَّ لِیْ ذِمَّۃً مِّنْہُ بِتَسْمِیَتِیْ   مُحَمَّدًا وَّھُوَ اَوْفَی الْخَلْقِ بِالذِّمَمِ

ترجمہ:- پس میرے لئے امان ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ رحمت سے بسبب میرے نام کے کہ میرا نام 'محمد' ہے۔ اور وہ ذاتِ مقدس صلی اللہ علیہ وسلم تمام مخلوق میں سب سے زیادہ اپنا وعدہ وفا کرنے والی ذات ہے۔

شرح:- اس کی شرح میں شارح قصیدہ بردہ شریف حضرت علامہ ابو الحسنات محمد احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس شعر میں حضرت شیخ شرف الدین

ابی عبد اللہ محمد بن سعید بوصیری رحمۃ اللہ علیہ فرما رہے ہیں کہ میرے باپ نے میرا نام 'محمد' رکھا۔ اور حدیث شریف میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وعدہ فرمایا ہے کہ جس کا نام 'محمد' ہوگا وہ دوزخ میں نہ جائے گا۔ اور حضور سے زیادہ وعدہ وفا کرنے والا دُنیا میں کون ہو سکتا ہے؟ تو مجھے اِس پر گھمنڈ اور ناز ہے کہ میرا نام 'محمد' ہے۔

(طیب الوردہ شرح قصیدہ بردہ ص ۲۴۰)

الغرض ان تمام احادیث سے اور ہمارے اسلاف کے ان ارشادات سے آپ یہ اندازہ کریں کہ سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کے نامِ اقدس پر اپنا نام رکھنے میں کس قدر برکتیں رحمتیں اور بیش بہا نعمتیں پوشیدہ ہیں۔ کاش! آج لوگ اپنی اولاد کے نام رکھنے میں جدت اور نت نئے ناموں کے پیچھے پڑ دوڑ کر بے معنوں اور بے مفہوم والے نام رکھنے کی بجائے اپنے رسول اور اللہ کے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کے نامِ نامی کو اپناتے ہوئے اپنے لڑکوں کا نام حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کے نام پر رکھتے۔ جس سے ایک طرف اتباعِ نامِ نامی ہوتی تو دوسری طرف عظیم ترین برکتوں و بیش بہا نعمتوں اور احادیثِ طیبات کی روشنی میں مژدۂ شفاعت، جہنم سے نجات اور بہشت کی بشارت بھی نصیب ہوتی۔ نیز اپنے معاشرے و ماحول اور مکانوں میں دن رات رحمتوں و برکتوں کی بارش بھی ہوتی اور خداوند قدوس کا خاص فضل و کرم بھی ہوتا۔ اور اس کے علاوہ چہروں کی زینت اور گھروں کی رونقوں میں اضافہ ہوتا اور ان بے شمار احادیثِ طیبات پر عمل بھی ہوتا۔

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کے اسمِ مبارک پر نام رکھنے سے متعلق امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث نقل فرمائی ہے، قَالَ اَبُو الْقَاسِمِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَمُّوْا بِاسْمِیْ وَلَا تَکْتَنُوْا بِکُنْیَتِیْ۔

(صحیح بخاری جلد ۲ باب کنیتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

یعنی فرمایا ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میرا نام رکھ لیا کرو۔ لیکن میری کنیت نہ رکھا کرو۔ (بخاری شریف جلد دوم ص ۲۳)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کی کنیت "ابوالقاسم" ہے۔ اور نام 'محمد' و 'احمد' ہے۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

مسئلہ: حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بعض علماء سرکار کے اسمِ مبارک اور آپ کی کنیت دونوں کو جمع کر کے نام رکھنے کو منع فرماتے ہیں۔ اور ایک ایک کر کے رکھنے کو جائز کہتے ہیں۔ (یعنی یا تو ابوالقاسم نام رکھو یا 'محمد' نام رکھو۔ دونوں کو ملا کر 'محمد ابوالقاسم' ہرگز نہ رکھو۔) یہ قول زیادہ صحیح ہے۔ (مدارج النبوۃ جلد اول ص ۲۴۷)

یونہی نامِ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم) کے ساتھ لفظ صاحب کا ملانا (یعنی محمد صاحب کہنا) آریوں اور پادریوں کا شعار ہے۔ جیسے شیخ صاحب، پنڈت صاحب، مرزا صاحب، لہٰذا اِس سے احتراز چاہیے۔ ہاں یوں کہا جائے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم ہمارے صاحب ہیں، آقا ہیں، مالک مولیٰ ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ۶ ص ۲۱۰)

بہتر یہی ہے کہ صرف محمد یا احمد نام رکھے۔ اس کے ساتھ صاحب، جان، وغیرہ اور کوئی لفظ نہ ملائے۔ کہ فضائل تنہا انہیں اسمائے مبارکہ کے وارد ہوئے ہیں۔

(احکامِ شریعت حصہ اول ص ۸۳)

۹۲/۵۸۶

ضروری ہدایت: ہم اپنی کتب پر آپ کو ۲۲٪ فی صد رعایت دیتے ہیں۔ اسکے علاوہ تاجر حضرات کیلئے ۴۰٪ فی صد رعایت ہے۔

نوٹ: ہمارے یہاں اپنی کتب کے علاوہ دیگر علمائے اہلسنت کی مشہور و معروف اور نادر و نایاب کتابیں ۳۰٪ فی صد رعایت پر میسر ہیں۔

رابطہ کا پتہ: کتبخانہ برکاتیہ، قول بیٹھ، ہبلی ۲۸۰۰۲۸ کرناٹک

ہر درد کی دوا ہے نامِ مصطفےٰ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم

قرآنِ حکیم میں اللہ جل شانہٗ کا ارشاد ہے:۔ اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ (سورۂ رعد آیت ۲۸)

ترجمہ:۔ خبردار اللہ کے ذکر سے دل چین میں آتے ہیں (کنز الایمان)

اِس آیتِ کریمہ کی تفسیر میں حکیم الامت حضرت علامہ مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ آیتِ کریمہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کھلی ہوئی نعت ہے۔ اِسمیں مسلمانوں کو دل کی بے قراری اور بے چینی کا علاج بتایا گیا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے کہ ذکر اللہ سے دل چین میں آتے ہیں۔ اور یہاں ذکر اللہ سے مراد یا تو اللہ کی ذات ہے یا ذکر اللہ حضور علیہ السلام کا اسمِ شریف ہے۔ کیونکہ ذکر اللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نامِ پاک بھی ہے۔ دیکھو دلائل الخیرات حزبِ اوّل۔

سَیِّدُنَا ذِکْرُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ۔ (دلائل الخیرات باب اسماء النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

وَکُلَّمَا ذَکَرَہُ الذَّاکِرُوْنَ وَغَفَلَ عَنْ ذِکْرِہِ الْغَافِلُوْنَ (دلائل الخیرات الحزب الاول)

ترجمہ:۔ اور جب یاد کریں آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو یاد کرنے والے اور غافل رہیں آپ کے ذکر سے غفلت برتنے والے۔

ویسے گذشتہ صفحات میں بھی یہ بات آپ ملاحظہ کر چکے ہیں کہ حضور کا ذکر اللہ ہی کا ذکر ہے۔

آگے فرماتے ہیں حکیم الامت کہ اِس آیت کے اگر پہلے معنیٰ کیے جائیں تو معنیٰ یہ ہونگے کہ اللہ کی یاد سے دل کو چین آتا ہے۔ اور یہ اِس لئے کہ اکثر اوقات دل کی بے چینی اور بے قراری گناہوں کی وجہ سے ہوتی ہے۔ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

ہرچہ آید بر تو از ظلمات و غم — آں ز بے باکی و گستاخی ست ہم
ابر نآید از پئے منعِ زکوٰۃ — وز زنا افتد وبا اندر جہات

قرآنِ حکیم میں ربِ غفور فرماتا ہے:۔ وَمَا اَصَابَکُمْ مِنْ مُّصِیْبَةٍ فَبِمَا کَسَبَتْ اَیْدِیْکُمْ وَیَعْفُوْا عَنْ کَثِیْرٍ ط

ترجمہ:۔ جو تم کو مصیبت پہنچی وہ تمہارے ہاتھوں کی کمائی سے ہے اور رب تو بہت کو معاف فرما دیتا ہے۔ اور اللہ کی یاد گناہوں کے لئے ایسی ہے جیسا کہ پلیدی کے لئے دریا کا پانی۔ کہ جہاں گندی چیز کو دھویا، وہ پاک ہوگئی۔ اسی طرح گناہوں کا میل اور گندگی اللہ کی یاد سے دور ہوتی ہے۔ گناہ معاف ہوئے اور غم دور ہوئے۔ الخ

اور اگر دوسرے معنیٰ کئے جائیں تو آیت کے معنیٰ یہ ہونگے کہ ذکر اللہ یعنی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے بے چین دل کو چین ہوتا ہے۔ حضور علیہ السلام کو ذکر اللہ اِس لئے کہتے ہیں کہ آپ کو دیکھ کر رب یاد آتا ہے۔ قرآن فرماتا ہے:۔ اِنَّمَا اَنْتَ مُذَکِّرٌ۔ اے محبوب آپ ہی اللہ کی یاد دلانے والے ہیں۔ ذکر اللہ یعنی اللہ کو یاد دلانے والے۔ حضور علیہ السلام سے بے چین دل اِس لئے چین میں آتے ہیں کہ قاعدہ ہے:۔ لِقَاءُ الْخَلِیْلِ شِفَاءُ الْعَلِیْلِ۔ یعنی دوست کی ملاقات بیمار کی شفاء ہے۔ اور حضور علیہ السلام ہر مسلمان کے محبوب ہیں۔ تو لازمی ہے کہ اُن کا نام مسلمان کا چین ہو۔ مریضِ عشق کی دوا ذکرِ حبیب ہے (شانِ حبیب الرحمٰن صفحہ ۸۵:۸۴)

اُن کا مبارک نام بھی بے چین دل کا چین ہے جو مریضِ لادوا ہو اُسکی دوا یہی تو ہیں

اور یہ عمل مجرب ہے کہ کسی کو اختلاجِ قلب کا مرض ہو تو مریض کو چاہیئے کہ اپنے دل کی جگہ پر یہ آیت اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ انگلی سے لکھ لے یا لکھوا لے اور "یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم" کی بار بار تلاوت کرے۔ [illegible] تندرست ہوگا۔

(شانِ حبیب الرحمٰن صفحہ ۸۶)

چنانچہ شاعر نے کیا ہی خوب کہا ہے:۔

آفتیں ٹل جائیں گی سب گردشیں تھم جائیں گی
صدق دل سے کرلے وِردِ نامِ مصطفےٰ

اِس لفظ 'محمد' میں بہت سی تاثیرات ہیں۔ اگر کسی کے فقط لڑکیاں ہوتی ہوں تو وہ اپنی حاملہ بیوی کے شکم پر انگلی سے یہ لکھ دیا کرے:۔ مَنْ کَانَ فِیْ هٰذَا الْبَطْنِ فَاسْمُهٗ مُحَمَّدٌ۔ چالیس روز تک یہ عمل کیا جائے۔ مگر ابتدائے حمل ہو۔ تو انشاء اللہ لڑکا ہی پیدا ہوگا۔ (تفسیر روح البیان۔ شانِ حبیب الرحمٰن صفحہ ۱۴۲)

فتاوٰی امام شمس الدین سخاوی میں ہے کہ ابو شعیب حرانی نے امام عطا (تابعی جلیل الشان اُستاذِ امامِ اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ) سے روایت کی ہے:۔ من اراد ان یکون حمل زوجتہ ذکرا فلیضع یدہٗ علی بطنہا ویقل ان کان ذکرا فقد سمیتہ محمدا فانہ یکون ذکرا۔ یعنی جو یہ چاہے کہ اُس کی عورت کے حمل میں لڑکا ہو اُسے چاہئے کہ اپنا ہاتھ عورت کے پیٹ پر رکھ کر کہے: ان کان ذکرا فقد سمیتہ محمدا اگر لڑکا ہے تو میں نے اس کا نام محمد رکھا۔ انشاء اللہ العزیز لڑکا ہی ہوگا۔

(احکامِ شریعت حصہ اول صفحہ ۵۳)

حضرت سیدنا امام حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ الہٖ وبارک وسلم نے کہ جس شخص کے بیوی کے حمل ہوا اور وہ یہ نیت کرے کہ وہ اِس (ہونے والے بچے) کا نام 'محمد' رکھے گا تو چاہے وہ بچہ لڑکی ہی کیوں نہ ہو اللہ تعالیٰ اُس کو لڑکا بنا دیتا ہے۔

(سیرتِ حلبیہ جلد اول صفحہ ۲۸۴)

اِس حدیث کے راویوں میں سے ایک نے کہا کہ میں نے اپنے یہاں سات مرتبہ یہ نیت کی اور سب کا نام 'محمد' ہی رکھا۔ (یعنی ہر مرتبہ اِس حدیث کی سچائی کا تجربہ ہوا کہ لڑکا ہی پیدا ہوا۔ اور میں نے نیت کے مطابق ہر ایک کا نام 'محمد' رکھا۔

(سیرتِ حلبیہ جلد اول صفحہ ۲۰۴)

ایک مرتبہ حضرت جلیلہ بنت عبد الجلیل رضی اللہ عنہا نے سرکار سے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ الہٖ وبارک وسلم! میں ایسی عورت ہوں کہ میرے بچے زندہ نہیں رہتے۔ آپ نے فرمایا:۔ خدا تعالیٰ سے نذر کر کہ جو لڑکا اللہ تعالیٰ

تجھے عطا فرمائے اُس کا نام "محمد" رکھوں گی۔ چنانچہ اُس عورت نے ایسا ہی کیا۔ اور اس کے نتیجہ میں بفضلِ خدا اُس کا وہ بچہ زندہ رہا اور اُس نے غنیمت حاصل کی۔

(نزہتہ المجالس جلد دوم صفحہ ۲۱۷، سیرتِ حلبیہ جلد اوّل صفحہ ۲۸۴)

چنانچہ وصی سیتاپوری صاحب نے کیا ہی خوب شعر ارشاد فرمایا ہے:۔

حاصلِ ہر دُعا آپ کا نام ہے عینِ مشکل کشا، آپ کا نام ہے

نیز روایت ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کا ایک مرتبہ پاؤں سُن ہو گیا۔ دوستوں نے کہا۔ اُذْکُرْ اَحَبَّ النَّاسِ اِلَیْکَ۔ یعنی "جو سب سے زیادہ آپ کو محبوب ہے اُسے یاد کیجئے"۔ حضرت عبداللہ ابن عمر نے فوراً نعرہ لگایا:۔ یا محمدُ۔ (صلی اللہ علیہ وسلم)

بس اتنا ہی کہنا تھا کہ پاؤں کی سب تکلیف جاتی رہی۔ (خطبات حصہ اوّل صفحہ ۱۴۳)

چنانچہ اعلیحضرت فاضلِ بریلوی قدس سرہٗ فرماتے ہیں:۔

پریشانی میں نام اُن کا دلِ صدچاک سے نکلا اجابت شانہ کرنے آئی گیسوئے توسل کو

یہ روایت کتاب "ہدیۃ المہدی" میں بھی درج ہے۔ جو کہ حضراتِ اہلِ حدیث کی بڑی ہی معتبر کتاب مانی جاتی ہے جسے مولوی وحید الزماں کیرانوی نے تالیف کیا ہے۔ کتاب "ہدیۃ المہدی" کی عبارت اس طرح ہے:۔ وَقَالَ اِبْنُ عُمَرَ حِیْنَ زَلَّ قَدَمُہٗ وَامُحَمَّدَاہُ (ہدیۃ المہدی صفحہ ۲۳)

اور اِس روایت کے علاوہ ایک دوسری روایت بھی اِس کتاب میں لکھی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم نے ایک نابینا صحابی کو ایک دعا سکھائی تھی جس میں یہ الفاظ موجود تھے:۔ یَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ اَتَوَجَّہُ بِکَ اِلٰی رَبِّیْ (ہدیۃ المہدی صفحہ ۲۳۔ خطبات حصہ اوّل صفحہ ۱۴۳)

حکایت:۔ ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ ایک بزرگ کسی بیمار کیلئے تعویذ لکھ رہے تھے کسی بے دین (جو بیس نمبر) نے کہا کہ یہ تعویذ وغیرہ سب کھانے کمانے کی تدبیریں ہیں۔ ان تعویذوں سے کچھ بھی اثر نہیں ہوتا۔ بزرگ نے اُس معترض سے کہا۔ اُلّو۔ گدھا۔ کُتّا۔ پھر تعویذ لکھنے میں مشغول ہوئے۔ معترض صاحب تو یہ سُن کر غصہ میں سُرخ سفید ہو گئے۔ اور لگے بکواس بکنے۔ بزرگ نے کہا: جناب! آپکو غصہ کیوں آ گیا؟ میں نے تو خدا کی مخلوقات میں سے تین جانوروں کا نام لیا

ہے۔ معترض نے کہا:۔ کیا کسی کے دل پر اس کا اثر نہ ہو گا؟ اور کسی کو بُرا نہ معلوم ہو گا؟ بزرگ نے فرمایا کہ جناب! صرف اِن ادنیٰ سی مخلوق کے نام میں اِس قدر تاثیر ہے کہ جس کو سُن کر آپ کے چہرے کا جغرافیہ بدل گیا، تو کیا رب تعالیٰ اور اسکے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کے نامِ مبارک میں تاثیر نہیں کہ جس سے بیمار کا حال بدل جائے۔ (شانِ حبیب الرحمٰن صفحہ ۸۸)

چنانچہ مولانا حسن رضا خاں صاحب نے کیا ہی خوب فرمایا ہے:۔

رحمت نہ کس طرح ہو گنہ گار کی طرف! رحمان خود ہے میرے طرفدار کی طرف!

نیز سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کا اسمِ گرامی "بے چین دلوں کا چین" ہونے کے ثبوت میں عرشِ اعظم کا قلق مٹنے اور حضرت آدم علیہ السلام کی گھبراہٹ دور ہونے سے متعلق واقعات بھی آپ اِس سے قبل اِس کتاب کے حصہ اول میں ملاحظہ فرما چکے ہیں۔

غرض کہ ہر درد کی دوا ہے نامِ مصطفےٰ "محمد" صلی اللہ علیہ وسلم۔ اور جس طرح سرکار کا نام بے چین دلوں کا چین ہے اور ہر مرض کی دوا ہے اُسی طرح حضور رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کا اسمِ مبارک سُن کر انگوٹھے چوم کر آنکھوں سے لگانا بھی باعثِ اجر و ثواب اور مرضِ بینائی کی شفا رہے۔

یا محمد اور یا احمد پکارنا

حرفِ ندا:۔ یہ وہ حرف ہے جو کسی کو پکارنے یا اپنی طرف مخاطب کرنے کیلئے آتا ہے۔ جیسے یا اللہ مجھ پر رحم کر۔ یا اے خدا مجھے معاف فرما۔ یہاں "یا" اور "اے" حرفِ ندا ہے۔ اور خدا منادیٰ۔ کیونکہ منادیٰ کے معنیٰ ہیں "جس کو پکارا جائے" ــــ تو یاد رہے کہ حرفِ ندا کیلئے محمد یا احمد کہنا "یا" لگانا اور یا محمد و یا احمد پکارنا حرام ہے کہ حضور کو ذاتی نام کیساتھ ندا کرنی حرام ہے۔ بلکہ اس جگہ یا نبی اللہ اور یا رسول اللہ کہیں۔ شاعر لوگ ضرورت شعری کیوجہ سے یا محمد لکھدیتے ہیں مگر پڑھنے والے کو چاہیئے کہ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ لیا کرے ــــ اسکے علاوہ اوراد و وظائف اور دعائیہ کلمات وغیرہ میں یا محمد کی جگہ یا رسول اللہ اور یا نبی اللہ کہنے سے متعلق بحث اس کتاب کے حصہ اول صفحہ ۱۸۱ پر ملاحظہ فرمائیں۔

Scanned with CamScanner

انگوٹھے چومنا نامِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم

رسولِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ اٰلہٖ وبارک وسلم کے اسمِ مقدس کو سُن کر انگوٹھے یا انگشتِ شہادت کو چوم کر آنکھوں سے لگانا سرکار کے نامِ اقدس کی تعظیم ہے۔ اور سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ اٰلہٖ وبارک وسلم کی تعظیم و توقیر کی قرآنِ پاک میں جا بجا تاکیدیں آئی ہیں۔

چنانچہ ارشادِ ربانی ہے:۔ لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَتُعَزِّرُوْہُ وَتُوَقِّرُوْہُ الآیۃ (سورۂ فتح آیت ۹)

ترجمہ:۔ تاکہ اے لوگو! اللہ اور اُس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو۔

اِس کے علاوہ بہت سی آیتیں قرآنِ پاک میں سرکار کی تعظیم و توقیر بجا لانے سے متعلق بطورِ تنبیہ آئی ہیں۔ اور حضرت ابن الہمام رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "ہر وہ فعل جس سے تعظیم مقصود ہو بلاشبہ مستحب ہے"۔ (انگوٹھے چومنے کا مسئلہ ص۲)

امامِ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ فقیہ محمد بن سعید خولانی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ سیدنا امامِ حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جو شخص مؤذن سے اشہد ان محمد رسول اللہ سن کر یہ کہے مَرْحَبًا بِحَبِیْبِیْ وَقُرَّۃِ عَیْنِیْ مُحَمَّدِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اور پھر اپنے دونوں انگوٹھوں کو چوم کر آنکھوں سے لگائے وہ کبھی اندھا نہ ہو گا۔ اور نہ کبھی اُس کی آنکھیں دُکھیں گی۔

(المقاصد الحسنہ فی الاحادیث الدائرۃ علی السنۃ)

اِسی طرح ایک اور جگہ امام سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے امام طاؤسی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل فرمایا ہے کہ اُنھوں نے شمس الدین محمد بن ابی نصر بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے یہ حدیثِ مبارکہ سنی کہ جو شخص مؤذن سے کلمۂ شہادت سن کر اپنے دونوں انگوٹھوں کے

ناخن چومے اور آنکھوں پر پھیرے اور یہ دُعا پڑھے:۔ اَللّٰھُمَّ احْفَظْ حَدَقَتَیَّ وَنَوِّرْھُمَا بِبَرَکَۃِ حَدَقَتَیْ مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَنُوْرِھِمَا۔ وہ کبھی اندھا نہ ہو گا۔

(المقاصد الحسنۃ فی الاحادیث الدائرۃ علی السنۃ)

"مقاصدِ حسنہ" میں امام سخاوی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو العباس احمد بن ابی بکر الردّاد الیمانی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "موجبات الرحمۃ وعزائم المغفرۃ" سے نقل فرماتے ہیں۔ کہ حضرت خضر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جو شخص مؤذن سے اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہتے ہوئے سنے اور کہے مَرْحَبًا بِحَبِیْبِیْ وَقُرَّۃِ عَیْنِیْ مُحَمَّدِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ علیہ وسلم پھر اپنے دونوں انگوٹھوں کو چوم کر آنکھوں پر رکھے، اُس کی آنکھیں کبھی نہ دکھیں گی۔ (المقاصد الحسنہ فی الاحادیث الدائرۃ علی السنۃ)

چنانچہ حضرت علامہ قاری محمد انتخاب قدیری صاحب "شمائلِ انتخاب" میں فرماتے ہیں ؎

اذاں میں جب مؤذن نام لیگا شاہِ طیبہ کا ۔۔۔ ہمیں بوبکر کی وہ پیاری سنت یاد آئیگی

اِس شعر سے متعلق ایک حدیثِ مبارکہ بھی ملاحظہ فرمائیں:۔

امام ابو منصور دیلمی نے "مسند الفردوس" میں اور امام شمس الدین سخاوی نے "مقاصدِ حسنہ" میں نقل فرمایا ہے کہ بیشک سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جب مؤذن کا قول اشھد ان محمد رسول اللہ سنا تو یہی کہا (یعنی قرۃ عینی بک یا رسول اللہ رضیت باللہ بالاسلام دینًا وبمحمدٍ صلی اللہ علیہ وسلم نبیًا کہا) اور اپنی شہادت کی انگلیوں کے پورے باطنی جانب سے چوم کر آنکھوں پر ملے۔ تو (یہ دیکھ کر) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ جو شخص ایسا کرے جس طرح میرے پیارے دوست نے کیا، اُس کے لئے میری شفاعت حلال ہو گئی۔ (المقاصد الحسنہ فی الاحادیث الدائرۃ علی السنۃ)

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اِس حدیث کو حضرت علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ نے "تفسیر روح البیان" میں اور حضرت شیخ امام ابو طالب محمد بن علی الکی رفع اللہ درجتہٗ نے اپنی کتاب "قوت القلوب" میں بھی بروایت حضرت ابن عیینہ رضی اللہ عنہ نقل فرمایا ہے۔

بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ یہ تمام احادیث ضعیف ہیں، مگر انھیں جاننا چاہیئے کہ۔ فضائل اعمال میں ضعیف حدیث بھی بالاجماع مقبول ہے۔ چنانچہ اربعینِ امام ابوزکریا نووی رحمۃ اللہ علیہ میں ہے :۔ قد اتفق العلماء علی جواز العمل بالحدیث الضعیف فی فضائل الاعمال ۔ (منیر العین فی حکم تقبیل الابہامین مصنفہ اعلیٰحضرت فاضل بریلوی)

اور اس کے متعلق خاتم المحدثین حضرت علامہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "میں کہتا ہوں کہ جب اس حدیث کا رفع حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تک ثابت ہے تو عمل کیلئے کافی ہے۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ میں تم پر لازم کرتا ہوں اپنی سنت اور اپنے خلفائے راشدین کی سنت"۔

(موضوعات کبیر ص٦٤۔ انگوٹھے چومنے کا مسئلہ ص١٥)

بوسہ لینے شرمائیں نامِ مصطفےٰ سُن کر سنیو یہاں مجھ سے صدیق کی ادا چھیڑو۔

اِس کے تجربے اور مشاہدے :۔

آئیے ! اب ذرا تجربات ومشاہدات کی روشنی میں بھی اسکا جائزہ لیں۔

چنانچہ حضرت ابن صالح مدنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہی کیلئے حمد و شکر ہے، جب سے میں نے اس عمل کے بارے میں دو بزرگوں سے سنا اور اس پر عمل کیا تب سے میری آنکھیں نہیں دکھی ہیں۔ اور امید کرتا ہوں کہ ہمیشہ اچھی رہیں گی۔ اور انشاء اللہ میں اندھا ہونے سے محفوظ رہوں گا۔ (المقاصد الحسنہ۔ انگوٹھے چومنا ص٢)

اسی طرح فقیہہ محمد ابن البابا رحمۃ اللہ علیہ کے بھائی سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ ہوا چلی، ایک کنکری اُن کی آنکھ میں گر پڑی۔ نکالتے نکالتے تھک گئے۔ ہرگز نہ نکلی۔ نہایت سخت درد پہنچا۔ انہوں نے مؤذن سے سنا کہ وہ کہہ رہا ہے ! اشہد ان محمد رسول اللہ۔ تو انہوں نے وہی دُعا پڑھی۔ فوراً کنکری آنکھ سے نکل گئی۔

(المقاصد الحسنۃ۔ انگوٹھے چومنا ص٢)

ایک اور جگہ "جامع المضمرات" میں نقل ہے کہ فرمایا حضور اکرم صلی اللہ علیہ

وسلم نے کہ جس شخص نے اذان میں میرا نام سنا پھر اُس نے اپنے دونوں انگوٹھوں کے ناخنوں کو چوما اور انہیں آنکھوں پر لگایا تو وہ کبھی اندھا نہ ہوگا۔

(تعلیقاتِ جدیدہ حاشیہ تفسیر جلالین شریف ص٢٥٧۔ بحوالہ انگوٹھے چومنا ص١٣)

نیز حضرت شیخ العالم المفسر المحدث علامہ نورالدین خراسانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں اذان میں حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کا نامِ مبارک سن کر پہلے انگوٹھے چوما کرتا تھا، پھر چھوڑ دیا، تو میری آنکھیں بیمار ہوگئیں۔ پس میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ آپ نے مجھ سے فرمایا :۔ "تو نے اذان کے وقت انگوٹھے چوم کر آنکھوں سے لگانا کیوں چھوڑ دیا؟ اگر تو چاہتا ہے کہ تیری آنکھیں اچھی ہو جائیں تو وہ عمل پھر سے شروع کر دے"۔ پس میں خواب سے بیدار ہوگیا۔ اور یہ عمل میں نے پھر سے شروع کر دیا۔ اور میری آنکھیں اچھی ہوگئیں اور اب تک مجھ کو وہ مرض نہ ہوا۔ (نہج السلامہ فی تقبیل الابہامین فی الاقامۃ ص٤۔ شرح کفایۃ الطالب الربانی ص١١)

بلکہ ١٩٧١ء کے شروع میں ہندوستان میں آنکھیں دُکھنے کا مرض پھیلا، لوگ عموماً اس آفتِ ناگہانی میں مبتلا ہو گئے۔ لیکن جو حضرات اس مبارک عمل کے عامل تھے یا ہوگئے بفضلِ رب العالمین جل مجدہٗ وبکرم رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم وہ اس موذی مرض سے محفوظ و مامون رہے۔

(انگوٹھے چومنا از۔ قاری محمد انتخاب قدیری ص٢٢)

ویسے اسمیں خود میرا بھی یہ تجربہ ہے کہ بچپن ہی سے میں اِس عمل کو بجالاتا آیا ہوں اور آج تک بفضلِ الٰہی نہ کبھی میری آنکھ آئی اور نہ آنکھیں دُکھیں۔ باوجود اس کے کہ ہر سال ہمارے یہاں بے شمار لوگوں کی آنکھیں آتی ہیں۔ (یہاں آنکھیں آنا سے مراد آنکھوں کی ایک بیماری ہے جس کی ہر سال وباء پھیلتی ہے۔)

الغرض یہاں تک آپ اِس کے صرف دُنیوی فائدے ہی ملاحظہ فرماتے چلے آئے ہیں۔ اب ذرا اِس کے اُخروی فوائد بھی ملاحظہ فرماتے چلیں۔

چنانچہ امام قہستانی رحمۃ اللہ علیہ "شرح الکبیر" میں کنزالعباد سے نقل فرماتے ہیں

کہ جان لو! یہ عمل مستحب ہے کہ اذاں کی پہلی شہادت کو سننے کے وقت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ اور دوسری شہادت کو سننے کے وقت قُرَّۃُ عَیْنِیْ بِکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ کہے پھر اپنے دونوں انگوٹھوں کے ناخن چوم کر اپنی آنکھوں پر رکھے اور کہے اَللّٰھُمَّ مَتِّعْنِیْ بِالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ تو حضور رحمۃ العالمین صلی اللہ علیہ وسلم جنت میں اس کی قیادت فرمائیں گے۔ یعنی اپنے پیچھے پیچھے جنت میں لے جائیں گے۔ یونہی کنز العباد میں ہے اور اسی کے مثل فتاویٰ صوفیہ اور کتاب الفردوس میں بھی ہے کہ جس نے اپنے دونوں انگوٹھوں کے ناخنوں کو اذان میں اشہدان محمد رسول اللہ سننے کے وقت چوما' میں اس کا قائد بنوں گا اور اس کو جنت کی صفوں میں داخل کروں گا۔ اس کی مکمل بحث بحر الرائق کے حواشی رملی میں ہے۔

(رد المحتار شرح درمختار المعروف شامی جلد اول صفحہ ۲۷۰۔ تفسیر روح البیان صفحہ ۶۴۸)

شامی کی اس عبارت سے کُل چھ کتابوں کے حوالے معلوم ہوئے۔ ۱ شامی ۲ کنز العباد ۳ قہستانی ۴ فتاویٰ صوفیہ ۵ کتاب الفردوس ۶ حاشیہ بحر الرائق رملی۔ ان تمام کتب فقہ میں اس کو مستحب قرار دیا گیا ہے۔

اس کے اُخروی فوائد سے متعلق اس سے قبل بھی آپ ایک اور حدیث ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ اور اس کے علاوہ قوم بنی اسرائیل کے دو سو سالہ نافرمان شخص کا واقعہ بھی آپ اس کتاب کے حصہ اول میں ملاحظہ فرما چکے ہیں جس کے دو سو سالہ گناہ کو ربِ کریم نے صرف نامِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم کو محبت وعقیدت سے چوم کر بوسہ دینے اور آنکھوں سے لگانے کے صلے میں محو فرما دیا تھا ——— ایسا ہی ایک اور واقعہ ملاحظہ فرمائیں:۔

خطیبِ پاکستان حضرت مولانا عبدالوحید صاحب ربانی قبلہ مدظلہ العالی اپنی ایک تقریر میں ایک حدیثِ رسول بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ مدینہ کی مسجد میں ایک نوجوان آگیا۔ کہنے لگا:۔ یارسول اللہ! میں نے منت مانگی تھی کہ "میرا فلاں کام ہوجائے گا تو کعبہ شریف کی دہلیز کو بوسہ دونگا" اب کام ہوچکا۔ مدینہ سے مکہ مکرمہ تین سو میل کے فاصلے پر ہے۔ ہاتھ میں پیسے اور نہ صحت۔ اب کیا کروں'

منت کیسے پوری کروں؟

میرے نبی نے فرمایا:۔ گھر چلا جا۔ ماں کے قدموں کو بوسہ دے۔ منت پوری ہوجائے گی۔ اُس نے بڑے ادب سے عرض کی:۔ یارسول اللہ! میری والدہ تو انتقال کرچکی ہے۔ میرے لئے کیا حکم ہے؟ فرمایا:۔ اگر وہ انتقال کرچکی ہے تو قبرستان چلا جا۔ ماں کی قبر کو بوسہ دیدے۔ منت پوری ہوجائے گی۔ اُس نے پھر عرض کی:۔ یارسول اللہ میں بچپن میں تھا' میری امی فوت ہوگئی۔ اب آپ فرمائیے' مجھے معلوم نہیں کہ میری والدہ کی قبر کہاں ہے؟ فرمایا:۔ جس قبرستان میں ہو اُس قبرستان کی کسی قبر کو ماں کی قبر تصور کرلے اور پاؤں کی طرف سے بوسہ دیدے منت پوری ہوجائے گی۔ وہ رویا اور کہنے لگا:۔ اللہ کے رسول! اللہ کے پیارے! مجھے یہ بھی نہیں معلوم کہ میری والدہ کی قبر کونسے قبرستان میں ہے؟ تو میرے آقا نے فرمایا:۔ اذھب الی بیتک گھر چلے جا۔ زمین پر ایک لکیر کھینچ کر اُس کو ماں کی قبر تصور کر۔ پاؤں کی طرف اُسے بوسہ دیدے' منت پوری ہوجائے گی۔

ربانی کہتا ہے نوجوانو! جب لکیر کھینچ کر اُس کو ماں کی قبر تصور کیا جاسکتا ہے تو ان انگوٹھوں میں محمد عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم کے نور کو کیونکر تصور نہیں کیا جاسکتا؟ ——— اگر ماں کی قبر کو بوسہ دینے سے منت پوری ہوسکتی ہے تو رسول اللہ کے نام کو بوسہ دینے سے عاقبت کیوں نہیں سنور سکتی؟

(خطباتِ ربانی حصہ اول صفحہ ۱۱۱)

کتاب "معارف اسمِ محمد صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم" اور کتاب "درسِ زندگی" کے علاوہ دیگر علمائے اہلسنت کی مشہور ومعروف کتابیں نیز تفاسیرِ قرآن' احادیث شریفہ سیرتِ رسول۔ تصوف۔ تاریخ وسوانح۔ تقریر وخطبات۔ حکایات۔ اسلامی نصاب کتب عقائد۔ وغیرہ ملنے کا پتہ:۔
کتب خانہ برکاتیہ" قول پیٹھ' ھبلی ۵۸۰۰۲۸

۱۴ اسمِ مبارک پر درود شریف پڑھنے کی فضیلت

قرآن حکیم میں اللہ جل شانہ کا ارشاد ہے:۔ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۔ (سورہ احزاب آیت ۵۶)

ترجمہ:۔ بیشک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس غیب بتانے والے (نبی) پر۔ اے ایمان والو! ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔ (کنز الایمان)

اس آیتِ کریمہ کی تفسیر میں حضرت علامہ امام بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت فی الجملہ حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ الہٖ وبارک وسلم کی ذاتِ گرامی پر صلوٰۃ وسلام کے وجوب پر دلالت کرتی ہے۔ چنانچہ جب بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ الہٖ وبارک وسلم کا نام پاک لیا جائے، آپ کی ذات والاصفات پر درود پاک پڑھنا واجب ہوجاتا ہے۔ (افضل الصلوٰۃ علیٰ سید السادات ص۱ از۔ علامہ نبہانی رحمۃ اللہ علیہ)

امام طحاوی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک ایماندار کے لئے ضروری ہے کہ وہ جب بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ الہٖ وبارک وسلم کا ذکر سنے یا آپ کا اسمِ گرامی زبان پر لائے تو آپ کی ذاتِ گرامی پر درود شریف ضرور بالضرور پڑھے۔

(افضل الصلوٰۃ علیٰ سید السادات ص۱۱)

اسی طرح امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک قول یہ بھی ہے کہ جب بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ الہٖ وبارک وسلم کا اسمِ گرامی لیا جائے آپ پر درود بھیجنا واجب ہے۔ اسے عبد الحلیم اور طحاوی رحمۃ اللہ علیہما نے بیان کیا ہے۔ کیونکہ یہ معاملہ چھینک مارنے والے کو یَرْحَمُكَ اللّٰهُ کہنے سے کم نہیں ہے۔

(الخصائص الصغریٰ للسیوطی ص۱۰۱)

نیز حکیم الامت علامہ مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ نے لکھا ہے کہ جس مجلس میں

بیٹھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اسمِ شریف وہاں بار بار آئے تو صاحبِ درمختار کے نزدیک تو جب جب بھی نامِ پاک سنے درود شریف کا پڑھنا واجب ہے۔

(شانِ حبیب الرحمٰن ص۱۵۶)

حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ اہلِ محبت کو چاہیئے کہ درودِ پاک کے ذکر پر صبر واستقلال کے ساتھ ہمیشگی کریں۔ یہاں تک کہ بخت (قسمت یا نصیب) جاگیں۔ اور جانِ جہاں (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ الہٖ وبارک وسلم) خود قدم رنجہ فرمائیں۔ اور شرفِ زیارت سے نوازیں۔ میں نے اس ذکر پر کما حقہٗ ہمیشگی کرنے والا کوئی نہیں دیکھا سوائے ایک عظیم فرد کے۔ وہ اشبیلیہ کا ایک لوہار تھا۔ جو "اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ" کے نام ہی سے مشہور ہوگیا تھا۔ اسے ہر ایک اسی نام سے جانتا تھا۔ جب میں اس سے ملا اور دعا کی درخواست کی تو اس نے میرے لئے دعا مانگی، جس سے مجھے بہت فائدہ پہنچا۔ (فتوحاتِ مکیہ باب نمبر ۵۴۔ ص۲۳۴۔ جواہر البحار شریف جلد اول ص۴۲۱)

جو لوگ نامِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سن کر درود نہیں پڑھتے:۔

حضرت علامہ شاہ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امیر المومنین سیدنا علی کرم اللہ وجہہٗ سے روایت ہے کہ فرمایا نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ الہٖ وبارک وسلم نے کہ "بیشک وہ تمام بخیلوں میں سب سے بد تر بخیل ہے جس کے آگے میرا ذکر ہو یا میرا نام لیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ پڑھے۔ (مدارج النبوۃ جلد اوّل ص۵۲۰)

نیز علامہ امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ کبیرہ گناہ ساٹھ ہیں من جملہ ان کے یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ الہٖ وبارک وسلم کا اسمِ گرامی سننے پر درود شریف نہ بھیجے۔

(الزواجر عن اقتراف الکبائر۔ بحوالہ افضل الصلوٰۃ علیٰ سید السادات ص۵۸)

امام سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے "القول البدیع" میں ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ

رضی اللہ عنہا کی یہ روایت نقل فرمائی ہے کہ ایک دن اُم المومنین علی الصبح کچھ سی رہی تھیں۔ اچانک سوئی آپ کے دستِ اقدس سے گر گئی اور اتفاقاً چراغ بھی بجھ گیا۔ اُسی وقت حضور پیر نور نورٌ علیٰ نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کاشانہ اقدس میں داخل ہوئے تو سراج منیر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم کی روشنی سے پورا گھر فی الفور جگمگا اٹھا اور گمشدہ سوئی مل گئی۔ اُم المومنین نے پُرمسرت ہو کر عرض کیا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے رُخِ انور کی تابانی کا کیا کہنا۔ سرکار نے فرمایا:۔ اُس شخص کے لئے ہلاکت ہے جو مجھے قیامت کے دن نہ دیکھ پائے۔" اُم المومنین نے عرض کیا:۔ وہ کون بدنصیب ہے جو آپ کے دیدارِ پاک سے محروم رہے گا؟ حضور نے فرمایا:۔ بخیل۔ اُم المومنین نے عرض کیا:۔ وہ بخیل کون ہے؟ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم نے ارشاد فرمایا:۔ "جو میرا نام سنے اور درود نہ بھیجے۔"

(القول البدیع ص۱۲۱، صلوٰۃ وسلام نمبر ماہنامہ یٰسٓ کانپور)

صحاحِ ستہ کی مشہور کتاب "سُننِ ابن ماجہ" میں یہ روایت درج ہے جسے امام حسن اور امام ابونعیم رضی اللہ عنہما نے بھی "حلیۃ الاولیاء" میں نقل فرمایا ہے کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔ "جس کے پاس میرا ذکر ہو یا میرا نام لیا گیا اور وہ مجھ پر درود پڑھنا بھول گیا تو بے شک وہ بہشت کی راہ بھول گیا۔"

(طبرانی، حلیۃ الاولیاء۔ سُننِ ابن ماجہ شریف باب الصلوٰۃ علی النبی جلد اول ص۲۹۱)

اسی طرح دیلمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ فرمایا حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم نے کہ جس کے پاس میرا نام لیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے وہ دوزخ میں جائے۔ (الکلام الاوضح فی تفسیر الم نشرح ص۲۳۶)

اعلیٰحضرت فاضلِ بریلوی قدس سرہٗ فرماتے ہیں:۔

اُن کے ہر نام و نسبت پہ نامی درود
اُن کے ہر وقت و حالت پہ لاکھوں سلام

اسمِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم دیکھ کر درود پڑھنے کی برکت:۔

والدِ اعلیٰحضرت محقق بریلوی حضرت مولانا مولوی محمد نقی علی خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ۔

"درِ منضود" میں لکھا ہے بنی اسرائیل میں ایک اسراف کرنے والا شخص تھا۔ لوگوں نے اُس کے مرنے کے بعد اُس کا جنازہ نہ اٹھایا اور اُس کو غسل نہ دیا۔ اِس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکمِ خداوندی ہوا کہ "اُسے غسل دے کر جنازہ کی نماز پڑھ۔ اِس لئے کہ ہم نے اُس کو بخش دیا۔" تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اُس شخص پر اللہ کی اِس عنایت کا سبب دریافت کیا۔ تو حضرت موسیٰ کلیم اللہ کو اللہ کی جانب سے جواباً کلام آیا کہ "اُس نے ایک دن توریت کھولی اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم کا نامِ نامی لکھا دیکھ کر اُن پر درود پڑھی۔ اُس درود کی برکت سے ہم نے اُسے بخش دیا۔"

(الدر المنضود: بحوالہ الکلام الاوضح ص۲۳۸)

نامِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ درود لکھنے کی فضیلت:۔

حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم نے کہ جو کوئی کچھ لکھتا ہے اور اُس میں مجھ پر درود لکھتا ہے تو جب تک میرا نام اُس میں لکھا رہے گا، ملائکہ اُسکے لئے مغفرت طلب کیا کرتے ہیں۔ (کیمیائے سعادت ص۱۲۱)

صاحب "تفسیر ضیاء القرآن"، حضرت علامہ پیر محمد کرم شاہ ازہری فرماتے ہیں کہ جب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم کا نامِ نامی اسمِ گرامی لکھو تو اُس کے ساتھ درودِ پاک بھی لکھے۔ چنانچہ حضرت سفیان بن عیینہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ خلف نے بیان کیا کہ اُن کا ایک دوست حدیث کا طالبِ علم تھا۔ وہ فوت ہو گیا، میں نے اُسے خواب میں دیکھا کہ سبز پوشاک پہنے خوش و خرم

گھوم رہا ہے۔ میں نے کہا کہ تم تو ہی میرے ہم مکتب نہیں ہو؟ اُس نے کہا:۔ ہاں
میں وہی ہوں۔ میں نے پوچھا۔ یہ کیا حال بنا رکھا ہے؟ اُس نے کہا:۔ میری یہ
عادت تھی کہ جہاں محمد رسول اللہ (صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَا ذَکَرَہُ
الذَّاکِرُوْنَ وَعَدَدَ مَا غَفَلَ عَنْ ذِکْرِہِ الْغَافِلُوْنَ ﷺ) کا نام نامی لکھتا وہاں
درود شریف بھی لکھتا۔ یہ جو کچھ تو دیکھ رہا ہے میرے رب نے مجھے اُسی عمل کا بدلہ
دیا ہے۔ (تفسیر ضیاء القرآن جلد ۳۔ ص ۹۲۔ القول البدیع ص ۲۵۲)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا حضور پرنور صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم نے کہ جو شخص مجھ پر درود بھیجے گا، کسی کتاب
میں (یعنی کتاب میں لکھے گا) فرشتے ہمیشہ اُس پر درود بھیجتے رہیں گے، جب تک
میرا نام اُس کتاب میں رہے گا۔ (کتاب الشفاء۔ نسیم الریاض)

وضاحت:۔ اِس حدیث کی توضیح میں علامہ خفاجی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے
ہیں کہ جس شخص نے کسی کتاب میں رسولِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک
وسلم کا نام مبارک لکھنے کے بعد درود شریف لکھا، جیسے صلی اللہ علیہ وسلم۔ وغیرہ۔
تو اُس نے ایک اچھا طریقہ ایجاد کیا۔ اور جس کسی نے دینِ اسلام میں کوئی اچھا
طریقہ ایجاد کیا تو اُس کے لئے حدیثِ شریف میں یہ خوشخبری آئی ہے کہ من سن
فی الاسلام سنۃ حسنۃ فلہ اجرہا واجر من عمل بہا من بعدہ۔ یعنی جس شخص نے
اسلام میں کسی اچھے طریقے کی ایجاد کی تو اُس کو ایجاد کرنے کا بھی ثواب ملے گا۔
اور اُن لوگوں کے عمل کرنے کا بھی ثواب ملے گا جو بعد میں اِس طریقے پر عمل کرتے
رہیں گے۔ (نسیم الریاض)

اس کے متعلق ایک اور واقعہ یوں ہے کہ حضرت جعفر بن عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ
کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابو زرعہ رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھا کہ وہ آسمان
پر فرشتوں کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں۔ میں نے اُن سے پوچھا:۔ یہ عظیم مرتبہ آپ کو
کس عملِ خیر کی بنا پر حاصل ہوا؟ انھوں نے کہا:۔ میں نے اپنے ہاتھ سے دس لاکھ

احادیث کو لکھا ہے اور جب جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم
کا نام مقدس لکھتا تو نامِ اقدس کے ساتھ درود وسلام لکھتا۔ اور حضور صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود
بھیجے، پروردگار اُس پر دس مرتبہ اپنی رحمت نازل فرماتا ہے۔ (القول البدیع ص ۲۵۴)

اِسی طرح کا ایک اور واقعہ ہے کہ حضرت عبد اللہ بن صالح رحمۃ اللہ علیہ
فرماتے ہیں کہ میں نے ایک محدث کو خواب میں دیکھا اور ان سے پوچھا:۔ خدا
نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ انہوں نے جواب دیا:۔ خدا تعالیٰ نے میری مغفرت
فرما دی ہے۔ میں نے پوچھا۔ کس بات کے صدقہ میں؟ انہوں نے فرمایا:۔ میں
ہمیشہ اپنی تحریروں میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم
کے اسمِ مبارک کے ساتھ "صلی اللہ علیہ وسلم" لکھا کرتا تھا۔ اُس کے صدقہ میں
اللہ تعالیٰ نے میری مغفرت فرما دی۔ (شرح الصدور ص ۱۲۰)

نیز حضرت حمزہ کنانی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ میں حدیث شریف لکھا کرتا
تھا۔ اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم کے نام مبارک کے
ساتھ صرف "صلی اللہ علیہ" لکھا کرتا تھا، ایک رات میں خواب میں سرکار کے دولت
دیدار سے سرفراز ہوا۔ خواب میں سرکار ارشاد فرمارہے ہیں کہ مَالَكَ لَاتُتِمُّ
الصَّلٰوۃَ عَلَیَّ۔ یعنی کیا بات ہے کہ تم مجھ پر پورا درود نہیں لکھتے؟ جب خواب سے
بیدار ہوا تو میں نے ہمیشہ کے لئے نامِ اقدس کے ساتھ "صلی اللہ علیہ وسلم" لکھنے کا
التزام کرلیا۔ (القول البدیع ص ۲۵۴)

اِس کے متعلق علامہ امام یوسف بن اسماعیل نبہانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے
ہیں کہ حافظ ابن صلاح نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک
وسلم کا اسمِ گرامی لکھتے وقت اسمِ رسول کے ساتھ صلوٰۃ وسلام لکھنے پر اصرار کرے
اور اس کے بار بار آنے سے آزردہ نہ ہو۔ کیونکہ یہ سب سے بڑا فائدہ ہے۔ اور
عوام و کاہل لوگوں کے فعل سے بچو۔ وہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بجائے صلعم لکھتے ہیں

اور اس شخص کے شرف کیلئے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کا یہی ارشاد کافی ہے کہ "جس شخص نے کتاب میں مجھ پر درود شریف لکھا تو جب تک اُس کتاب میں میرا نام ثبت ہے اُس کیلئے ملائکہ استغفار کرتے رہیں گے"۔

(افضل الصلوٰۃ علیٰ سید السادات صفحہ ۵۴)

درود شریف میں اختصار مکروہ ہے:۔

صاحب تفسیر روح البیان حضرت علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم پر درود و سلام کیلئے تحریر میں اشارہ کرنا یعنی درود شریف کو ۲ دو حرفوں میں اختصار کرنا — جیسے عم۔ اور اسی طرح صلعم لکھ کر "صلی اللہ علیہ وسلم" کی طرف اشارہ کرنا یعنی درود شریف میں سے کسی ایک کو حذف کرنا اور کسی ایک پر اختصار کرنا بھی — مکروہ ہے۔ (تفسیر روح البیان سورۃ احزاب آیت ۵۶)

چنانچہ حضرت علامہ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سب سے پہلا وہ شخص کہ جس نے درود شریف کا اختصار ایجاد کیا اُس کا ہاتھ کاٹا گیا۔

(فیضانِ سنت صفحہ ۱۹۴)

نیز امام شمس الدین سخاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ مناسب نہیں ہے کہ درود شریف کیلئے صرف اشارہ کرے جیسا کہ کاہل اور گنوار عام طلباءِ (حدیث) کرتے ہیں۔ کہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جگہ صرف صلعم وغیرہ لکھتے ہیں۔ (القول البدیع صفحہ ۲۵)

اور اسی کے متعلق امام اہلسنت اعلیٰحضرت فاضل بریلوی قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ درود شریف کی جگہ جو عوام وجہال صلعم یا ع یا م یا ص یا صللم لکھا کرتے ہیں محض مہمل وجہالت ہے۔ القلم احد اللسانین۔ یعنی جیسے زبان سے درود شریف کے عوض یہ مہمل کلمات کہنا درود کو نہ ادا کرے گا یونہی ان مہملات کا لکھنا بھی درود لکھنے کا کام نہ دیگا۔ ایسی کوتاہ قلمی سخت محرومی ہے۔ میں خوف کرتا ہوں کہ ایسے لوگ فبدل الذین ظلموا قولاً غیر الذی قیل لھم (سورۃ البقرۃ آیت ۵۹)

میں نہ داخل ہوں۔ نامِ پاک کے ساتھ ہمیشہ پورا درود لکھا جائے۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

(فتاویٰ رضویہ جلد چہارم صفحہ ۵۴)

اسمِ مبارک کے لکھنے سے متعلق ایک ضروری تنبیہ:۔

مبارک ہیں وہ لوگ جن کے نام رسولِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کے اسمِ مبارک محمد یا احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے آراستہ ہیں۔ یہ وہ سب سے اعلیٰ اور مبارک نام ہے جس کی خاطر کل جہاں کی تخلیق ہوئی۔ اور یہ بات اِس حقیقت سے ثابت ہوتی ہے کہ ہر نومولود بچہ کی پیدائش ٹھیک اُسی شکل میں ہوتی ہے جیسا عربی رسم الخط میں نام 'محمد' لکھا جاتا ہے۔ (صلی اللہ علیہ وسلم) جس کا ذکر اس سے قبل بھی آپ ملاحظہ کر چکے ہیں۔ اِس وجہ سے ہر نومولود بچہ خود اِس بات کا شاہد ہوتا ہے کہ وہ اس دُنیا میں باعثِ تخلیقِ عام جنابِ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کا طفیلی بن کر آیا ہے۔

مگر افسوس صد افسوس کہ یہ پاک وبابرکت نام 'محمد' اور 'احمد' انتہائی لاعلمی اور غفلت ولاپرواہی سے زبانِ انگریزی میں بھی اختصار کرکے .Md یا .Mohd کی ہجے (Alphabets) سے لکھا جاتا ہے۔ یا صرف .M یا .A سے ابتدا کی جاتی ہے۔ یعنی 'محمد' کی جگہ صرف .M اور 'احمد' کی جگہ صرف .A لکھا جاتا ہے۔ مثلاً محمد اقبال کی جگہ .M. Iqbal اور احمد علی کی جگہ A. Ali یا نور احمد مُلا کی جگہ .Noor. A. Mulla اور محمد احمد رضوی کی جگہ M. A. RAZVI کی شکل میں اختصار کر لیا جاتا ہے۔ وغیرہ۔ جو کہ محمد یا احمد کے لفظ کو مکمل طور پر ادا نہیں کر پاتا۔ یاد رہے کہ جس طرح اللہ (ALLAH) کا مخفف .Al یا .A نہیں کیا جا سکتا اُسی طرح محمد اور احمد کا مخفف بھی M اور .A یا Md یا Mohd نہیں کیا جا سکتا۔ اور درود شریف کی جگہ جس طرح ص یا صلعم سے درود شریف کی صحیح ادائیگی ہو نہیں سکتی اُسی طرح لفظ احمد و محمد کی جگہ صرف .A اور .M یا .Md اور .Mohd لکھنے سے اِن الفاظ کی صحیح ادائیگی ہو نہیں سکتی۔

نامِ نامی لکھ کر درود پڑھنے کا صلہ:۔ قطب الاقطاب حضرت شیخ ابو عبد اللہ محمد بن سلیمان جزولی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۸۷۰ھ) "دلائل الخیرات فضائل الصلوٰۃ"، میں نقل فرماتے ہیں کہ ایک بزرگ سے مروی ہے اُنہوں نے فرمایا کہ میرا ایک پڑوسی تھا جو کتابت کیا کرتا تھا۔ وہ مرگیا تو میں نے اُسے خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ سناؤ! اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا برتاؤ کیا؟ کہا:۔ مجھے بخشدیا۔ میں نے پوچھا:۔ کیسے؟ کہا کہ جب میں حضور کا اسمِ مبارک 'محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ الہٖ وبارک وسلم' لکھا کرتا تو میں آپ پر درود پڑھا کرتا تھا۔ اس کے صلہ میں مجھے میرے رب نے وہ نعمتیں بخشیں جو نہ آنکھ نے دیکھیں اور نہ کان نے سنیں اور نہ کسی کے دل میں اُن کا تصور ہوا۔

(مجموعہ وظائف مع دلائل الخیرات ص۲۰)

تم ہو جواد و کریم، تم ہو رؤف و رحیم ⁂ بھیک ہو داتا عطا، تم پہ کروڑوں درود

(حدائق بخشش ص۱۴۴)

آیئے اب ذرا واقعات و معجزات کی طرف چلیں۔

احترامِ نامِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم:۔

اکثر آپ نے یہ شعر تو سنا ہوگا۔

ایک ہی صف میں کھڑے ہوگئے محمود و ایاز ⁂ نہ کوئی بندہ رہا اور نہ کوئی بندہ نواز

ہم پوچھنا چاہتے ہیں کہ یہ محمود و ایاز آخر تھے کون؟ اس سوال کا جواب پانے کے لئے آیئے ایک واقعہ ملاحظہ فرمائیں:۔

صاحبِ روح البیان حضرت علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سلطان محمود غزنوی کے چہیتے خادم ایاز کے ایک لڑکے کا نام 'محمد' تھا۔ جو شاہی خدمت کے لئے مامور تھا۔ ایک دن سلطان محمود نے طہارت خانہ میں تشریف فرما ہوکر ارشاد

فرمایا:۔ پسرِ ایاز را بگوئید تا آبِ طہارت بیارد۔ یعنی ایاز کے بیٹے سے کہو کہ وضو کیلئے پانی لائے۔

شاہانہ مزاج شناس ایاز یہ بات سن کر فکر میں ڈوب گیا۔ اور یہ خیال کیا کہ شاید میرے بیٹے نے کچھ خطا کی ہے۔ جس کی وجہ سے سلطانِ عالی جاہ اُس سے ناخوش ہیں اور اسی لئے آج حسبِ معمول اُس کا نام لے کر یاد نہیں فرمایا۔ ایاز اسی فکر میں مجسمۂ غم بنے ہوئے کھڑے تھے کہ سلطان محمود وضو سے فارغ ہوکر باہر تشریف لائے اور ایاز کو غمزدہ دیکھ کر پوچھا:۔ تمہاری پیشانی پر حزن و ملال کے آثار کیوں ہیں؟ ایاز نے عرض کیا:۔ عالم پناہ! آج آپ نے غلام زادے کو نام کے ساتھ یاد نہیں فرمایا۔ اسی سبب سے غلام مضطرب ہے۔ کہ شاید اُس سے کوئی بے ادبی سرزد ہوگئی ہے۔ جس کی وجہ سے عالی جاہ ناخوش ہوگئے۔ سلطان محمود نے مسکرا کر فرمایا! ایاز مطمئن رہو۔ نہ صاحبزادے سے کوئی فروگذاشت ہوئی ہے اور نہ ہی میں اُس سے ناخوش ہوں۔ آج صاحبزادے سلمہٗ کو نام لیکر نہ بلانے کی وجہ یہ ہے کہ "وضو نداشتم و او نام محمد داشت مرا شرم آمد لفظ محمد بزبانِ من گذرد وقتے کہ بے وضو باشم"۔ یعنی میں بے وضو تھا اور صاحبزادے کا نام 'محمد' ہے، مجھے شرم آئی کہ بے وضو میری زبان سے سیّد الطاہرین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ الہٖ وبارک وسلم کا اسمِ گرامی ادا ہو۔ (تفسیر روح البیان جلد ۷ ص۱۸۵)

سچ فرمایا ہے حضرت خواجہ ہمام الدین علاء تبریزی رحمۃ اللہ علیہ نے:۔

ہزار بار بشویم دہن زمشک و گلاب ⁂ ہنوز نامِ تو گفتن کمال بے ادبی ست

ترجمہ:۔ میں اگر ہزاروں مرتبہ مشک و گلاب سے کلی کر کے اپنا منہ صاف و ستھرا کرلوں تو پھر بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نامِ نامی زبان پر لانا کمالِ بے ادبی ہے۔

یہ شعر عرفی اور کئی دوسرے شعراء سے منسوب کیا جاتا ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ شعر حضرت خواجہ ہمام الدین علاء تبریزی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۷۱۴ھ) کا ہے۔ جو اپنے وقت کے بڑے ہی بزرگ صوفی شاعر ہیں۔ (سیدنا محمد عربی نمبر ص۵۴-۵۵)

کسی شاعر نے اِس شعر کی تضمین یوں کی ہے:۔

کروں کروڑ معطر دہن بمشک و گلاب — بساؤں لاکھ طرح پر دہن بمشک گلاب
غرارے نتو کروں وقتِ سخن بمشک و گلاب — ہزار بار بشویم دہن زمشک و گلاب
ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبی ست

حضرت خواجہ کی اِسی نعت کا ایک شعر اور ملاحظہ فرمائیے:۔

رواں شود ز لبم چشمہ ہائے آبِ حیات — چو نام دوست مرا بر سرِ زباں آید
(سیدنا محمد عربی صفحہ ۵۶)

اسلام کا پہلا کلمہ کلمۂ طیبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ہے جسے پڑھ کر وقت کا کافر مسلمان ہوتا ہے۔ مگر کیا آپ نے کبھی غور کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہاں اپنے محبوب کا ذکر اپنے ذکر کے بعد کیوں رکھا ہے؟ یعنی لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پہلے ہے اور مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ بعد میں۔ محبوب کے نام کو اپنے ذکر سے مؤخر کیوں کیا؟ اِس کا جواب اِس شعر میں ملاحظہ فرمائیں:۔

کہ پہلے زباں حمد سے پاک ہولے — تو پھر نام لے وہ حبیبِ خدا کا

سبحان اللہ! کیا ہی ایمان افروز اور لطیف بات پیدا کی کہ محبّ ازلی خداوندِ کریم کا یہ اپنے محبوب سے پیار کا نتیجہ ہے کہ اپنے محبوبِ پاک کے نام کو اپنے نام کے بعد رکھدیا۔ تاکہ جو اُس کے محبوب کا نام لینا چاہے وہ پہلے ذکرِ توحید سے اپنی زبان کو پاک و ستھری کرلے پھر اُس کے محبوب کا نام لے۔ (مفید الواعظین حصہ اول صفحہ ۱۵)

چنانچہ کسی شاعر نے کیا ہی خوب کہا ہے:۔

گزاری عمر میں نے آبِ کوثر کی تمنا میں — زباں جب تک نہ دھوتا نام کیا لیتا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا

مگر اس کے مقابل جو شخص حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کا مقدس نام لینے میں تھوڑی سی بھی گستاخی کرتا ہے تو اس گستاخی کا وبال اُس پر ضرور پڑتا ہے۔ اور وہ عذابِ الٰہی میں گرفتار ہو جاتا ہے۔

اسمِ مبارک کی گستاخی کا انجام:۔

چنانچہ مولانا جلال الدین محمد رومی رحمۃ اللہ علیہ اپنی "مثنوی شریف" میں فرماتے ہیں:۔

آں دہن کژ کرد از تسخر بخواند — نامِ احمد را دہانش کژ بماند

ترجمہ:۔ ایک شخص نے استہزا کے طور پر حضور سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کے نامِ نامی اسمِ گرامی کو منہ ٹیڑھا کر کے لیا تو اُس کا منہ ٹیڑھا ہی رہ گیا۔ (مثنوی مولانا روم دفترِ اوّل)

تو معلوم یہ ہوا کہ کوئی شخص اگر اللہ کے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کا تمسخر اور استہزار کرے تو اُس پر عذابِ الٰہی ضرور مسلط ہوگا۔

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ آگے فرماتے ہیں:۔

باز آمد کاے محمد عفو کن — اے ترا الطافِ علمِ مِنْ لَدُنْ
من ترا افسوس می کردم ز جہل — من بودم افسوس را منسوب اہل

ترجمہ:۔ جب اُس گستاخ پر یہ عذاب نازل ہوا تو اُس نے توبہ کی اور کہا کہ "اے حضور! آپ مجھے معاف فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو علمِ لدنی کا الطاف یعنی علمِ غیب عطا فرمایا ہے۔ میں نے اپنی جہالت اور نادانی کے سبب حضور کا استہزاء اور مذاق کیا۔ حالانکہ استہزار کے لائق تو میں خود ہی تھا اور تمسخر سے نسبت مجھی کو تھی۔ (گلدستۂ مثنوی)

اتنا تحریر فرمانے کے بعد آگے مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ بطورِ نصیحت ارشاد فرماتے ہیں:۔

چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد — میلش اندر طعنۂ نیکاں برد

ترجمہ:۔ جب اللہ تعالیٰ کسی کو ذلیل و رسوا کرنا چاہتا ہے تو اُس شخص کی طبیعت نیکوں کی بُرائی کی طرف مائل ہو جاتی ہے:۔

(مثنوی مولانا روم دفترِ اول گلدستۂ مثنوی از۔ مفتی جلال الدین احمد امجدی)

ذاتِ محمدی سے محبت :- امام نسفی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب زہرالریاض میں بیان کیا ہے کہ خدائے تعالیٰ نے جبرئیلِ امین کو براق لینے کا حکم دیا (بوقتِ شبِ معراج) تو وہ جنت میں گئے۔ اس میں چالیس ہزار براق پائے جن کی پیشانیوں پر لکھا ہوا تھا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ۔ اور ان میں ایک براق کو دیکھا کہ سب سے الگ رو رہا ہے۔ اکیلا ہے۔ اس نے کھانا پینا چھوڑ دیا ہے۔ حضرت جبرئیل نے اس سے اس کا سبب پوچھا۔ اس نے کہا: میں نے چالیس ہزار برس سے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کا اسم شریف سنا ہے۔ آپ کے شوق میں مجھ سے کھانا پینا چھوٹ گیا ہے۔ پس جبرئیل علیہ السلام نے اسے لے لیا۔ (نزہۃ المجالس جلد دوم ص ۲۴۵)

صحابہ کا عشقِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم :- صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا یہ معمول تھا کہ وہ عشقِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں اس قدر سرشار تھے کہ عین جہاد کے موقع پر بھی بوقتِ شہادت اُن کی زبان پر اسمِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم جاری تھا۔ نہ تو انھیں اپنی جان ومال کا خوف تھا نہ اپنے جسم کسی عضو کے کٹ جانے کا خوف تھا۔ لیکن خوف تھا تو عَلَمِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے گر جانے یا جھک جانے کا خوف تھا۔ چنانچہ ابنِ سعد نے محمد بن شرجبیل عبدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ غزوۂ احد میں حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ جو لشکرِ اسلام کے علمبردار تھے، اپنے داہنے ہاتھ میں عَلَم کو اٹھائے ہوئے تھے۔ جس وقت (میدانِ احد) میں اُن کا داہنا ہاتھ قطع ہو گیا تو انھوں نے اپنے بائیں ہاتھ میں عَلَم کو تھام لیا۔ اور اس وقت اُن کی زبان پر یہ کلمہ جاری تھا،

"وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ط"

(خصائص الکبریٰ جلد اول ص ۴۰۵)

اعلیٰحضرت کا عشقِ اسمِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم :- اپنے تو اپنے غیر بھی مان چکے ہیں کہ اعلیٰحضرت عظیم البرکت مجددِ دین وملت امام احمد رضا خاں فاضلِ بریلوی قدس سرہٗ ایک سچے عاشقِ رسول تھے۔ آپ ہمیشہ اتباعِ سرورِ کائنات کا پیکرِ جمیل دکھائی پڑتے۔ اور سوتے تو نامِ نامی "محمد" کی لفظی تصویر بن جاتے۔

(مکتوباتِ امام احمد رضا ص ۱ حاشیہ)

درخت بھی اسمِ مبارک کا احترام کرتے اور تعظیم بجالاتے :-

حضرت علامہ قاضی ابو الفضل عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے "کتاب الشفاء" میں امام ابو نعیم نے "دلائل النبوۃ" میں اور حضرت علامہ شاہ عبدالحق محدث دہلوی نے "مدارج النبوۃ" میں حضرت بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ کی ایک روایت نقل فرمائی ہے جسے خطیبِ پاکستان حضرت مولانا عبدالوحید صاحب ربانی مدظلہ العالی کی زبانی ملاحظہ فرمائیے:-

آج تک مسجدِ نبوی گواہ ہے۔ آج تک مسجد مدینہ کے ذرات گواہ ہیں کہ میرے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم عشاء کی نماز کے بعد مسجد سے باہر آئے تو دیکھا کہ باہر لوگوں کا جمِ غفیر موجود ہے۔ میرے پیارے نبی نے فرمایا:- کیا معاملہ ہے؟ عرض کیا یا رسول اللہ! یہودی مذاق کر رہا ہے کہ اگر یہ نبی سچا ہوتا تو درخت بلوالیتا۔ تو نبی نے مسکرا کے فرمایا:- یہودی! یہ کیا کمال ہے کہ درخت کو میں خود بلاؤں۔ تو خود جاکر کہدے:- اَیُّهَا الشَّجَرُ اِنَّ مُحَمَّدًا یَدْعُوْكَ ۔ یعنی اے درخت چل تجھے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بلاتے ہیں ۔ اے درخت چل تجھے کالی کملی والا بلا رہا ہے۔

جا کر یہودی نے کہا :- ایها الشجر ان محمدا یدعوك۔ اے درخت سامنے محمد عربی تجھے بلا رہے ہیں۔ درخت نے جب میرے نبی کا نام سنا۔ دائیں

ہلا بائیں ہلا، آگے ہلا پیچھے ہلا۔ زمین کو پھاڑتا ہوا، جڑوں کو چیرتا ہوا، جھومتا لہلہاتا محمد عربی روحی فدا صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں آکے گر گیا۔ میرے نبی نے فرمایا:۔ او، درخت، گواہی دے کہ میں کون ہوں؟ درخت کے ایک ایک پتے سے آواز آئی :۔ الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ۔

(خطباتِ ربانی حصہ اول سے اقتباس۔ دلائل النبوۃ جلد ۲ صفحہ ۳۳۲، مدارج النبوۃ جلد اول صفحہ ۲۴۸)

اسمِ رسول سُن کر شیر بے آزار ہو گیا:۔

نباتات کے علاوہ حیوانات بھی سرکار کے اسمِ مبارک کا احترام فرماتے اور ادب بجا لاتے تھے۔ چنانچہ صاحبِ مشکوٰۃ نے مشکوٰۃ شریف باب الکرامات میں اور علامہ امام ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ نے "اسد الغابہ" میں حضرت محمد بن منکدر رضی اللہ عنہ سے روایت فرمائی ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کے غلام حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ روم کی زمین میں لشکر سے بہک گئے، یا قید کر لئے گئے۔ وہ بھاگتے ہوئے چلے۔ لشکرِ اسلام کی تلاش میں جا رہے تھے کہ اچانک شیر سامنے تھا۔ تو بولے :۔ اے ابو الحارث! میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ہوں۔ میرا واقعہ ایسا ایسا ہوا ہے (اپنا گذرا ہوا واقعہ بیان کیا)۔ بس نامِ اقدس کا سننا تھا کہ شیر دُم ہلاتا ہوا آیا حتیٰ کہ اُن کی برابر کھڑا ہو گیا۔ جب کوئی آواز سنتا تو اُدھر چلا جاتا پھر آپ کی برابر چلنے لگتا۔ حتیٰ کہ یہ لشکر تک پہنچ گیا۔ پھر شیر لوٹ گیا۔

(مشکوٰۃ شریف باب الکرامات فصل ثانی۔ جامع الکرامات اولیاء صفحہ ۴۱۱)

اس حدیث کو امامِ بغوی، ابن عساکر، ابن سعد، ابو یعلیٰ، بزار، ابن منذر، حاکم، بیہقی، اور ابو نعیم نے بھی نقل فرمایا ہے اور حاکم نے اسے صحیح کہا ہے۔

(خصائص الکبریٰ جلد دوم صفحہ ۱۵۶)

چنانچہ مولانا حسن رضا خاں بریلوی نے کیا ہی خوب فرمایا ہے :۔

نام تیرا ذکر تیرا، تو ترا پیارا خیال — ناتوانوں بے سہاروں کا سہارا ہو گیا

مرضِ گناہ کی دوا ہے نامِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم:۔

حکیم الامت حضرت علامہ مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "مثنوی شریف" میں ہے کہ ایک بار نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم نے شہد کی مکھی سے پوچھا کہ تو شہد کیسے بناتی ہے؟ اُس نے عرض کیا:۔ یا حبیب اللہ، ہم چمن میں جا کر ہر قسم کے پھولوں کا رس چوستے ہیں۔ پھر وہ رس اپنے منہ میں لئے ہوئے اپنے چھتوں میں آجاتے ہیں اور وہاں اُگل دیتے ہیں، وہی شہد ہے، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم نے پوچھا:۔ پھولوں کے رس تو پھیکے یا کھٹے ہوتے ہیں، کسی پھول کا رس میٹھا تو کسی کا تلخ، کسی کا پھیکا تو کسی کا کھٹا، لیکن پھر بھی یہ شہد میں اس قدر مٹھاس کہاں سے آتی ہے؟ مکھی نے عرض کی:۔

گفتہ چوں خوانیم بر احمد درُود — مے شود شیریں و تلخی را ربود

کہ ہمیں قدرت نے سکھایا ہے کہ چمن سے اپنے گھر تک ہم آپ پہ درود شریف پڑھتے ہوئے آتے ہیں۔ شہد کی یہ لذت و مٹھاس اسی درود کی برکت سے ہے۔ غرضکہ جس طرح درود کی برکت سے تمام پھولوں کے رس گھل مل کر ایک ہو گئے اور سب کا نام شہد ہو گیا۔، اسی طرح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی برکت سے سارے ہندی، سندھی، عربی، عجمی انسان ایک ہو گئے، جن کا نام مسلمان ہو گیا۔ اور جیسے درود شریف کی برکت سے شہد شفا بن گیا، ایسے ہی ہر دُعا حضور کے نام کی برکت سے مرضِ گناہ کی دوا ہے۔ (شانِ حبیب الرحمٰن صفحہ ۱۵۵)

پتھر بھی نبی کے نام پر درُود پڑھتے ہیں:۔

جس طرح شہد کی مکھیاں بھی ہمارے رسول کے نام پر درود پڑھتی ہیں اُسی طرح پتھر بھی ہمارے نبی کے نام پر درود پڑھتے ہیں اور سلام پیش کرتے ہیں، چنانچہ ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ

آلہ وبارک وسلم کو میں نے بستر پر موجود نہ پایا۔ میں بڑی پریشان ہوئی۔ میں دیکھنے گئی۔ حضور بظاہر مسجد میں بھی موجود نہ تھے۔ میں مدینہ کے بازار آئی۔ حضور وہاں بھی نہیں تھے۔ میں حضور کو تلاش کرتی ہوئی جب جنت البقیع میں پہنچی تو حضور ہاتھ اٹھا کے قبر والوں کے لئے دعا مانگ رہے تھے۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں:۔ میں پیچھے کھڑی ہوگئی۔ یہاں تک کہ ایک آواز آئی "الصلوٰۃ والسلام علیک یا خیر خلق اللہ"۔ یعنی اے اللہ کی بہترین مخلوق تجھ پر صلوٰۃ وسلام۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں:۔ میں نے دائیں دیکھا بائیں دیکھا۔ آگے دیکھا پیچھے دیکھا۔ کوئی شکل نظر نہیں آئی۔ عرض کی:۔ یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ یہ تو بتائیے کہ یہ آواز کہاں سے آئی؟ فرمایا:۔ اے میری عائشہ! مجھ پر صرف انسان ہی نہیں، مجھ پر درختوں کے پتے بھی درود پڑھتے ہیں اور پہاڑوں کے پتھر بھی درود پڑھتے ہیں۔ اِس پہاڑ کے پیچھے ایک پتھر پڑا ہوا ہے جو تیرے نبی کے نام پر درود پڑھ رہا ہے۔ (خطباتِ ربانی حصّہ اوّل ص۲۹)

امیر المومنین سیدنا علی کرم اللہ وجہہٗ کا بیان ہے کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ میں تھا۔ ہم اس کے بعض اطراف میں گئے۔ (یعنی مکہ کے اطراف)۔ تو کوئی درخت اور پتھر آپ کے سامنے نہ آیا مگر وہ کہتا تھا: السلام علیک یا رسول اللہ

(مشکوٰۃ شریف باب فی المعجزات فصل ثانی۔ ترمذی شریف جلد دوم ص۲۰۴)

اِس سے قبل بھی آپ مکہ کے ایک پتھر کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام عرض کرنے سے متعلق مسلم شریف کی ایک اور حدیث ملاحظہ فرما چکے ہیں۔

سّو مرتبہ نامِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم لکھا دیکھا:۔ حضرت محبوبِ الٰہی خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے "آثارِ تابعین" میں لکھا دیکھا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت موسیٰ علیہ السلام توریت پڑھ رہے تھے تو وہاں پر سّو مرتبہ 'محمد' (صلی اللہ علیہ وسلم) لکھا دیکھا۔ پوچھا:۔ یا الٰہی! یہ کون 'محمد' ہے؟ (صلی اللہ علیہ وسلم)

حکم ہوا کہ اے موسیٰ! وہ میرا دوست ہے۔ ساتوں آسمان اور ساتوں زمین پیدا کرنے سے ہزار سال پہلے میں نے اُن کا نام ساقِ عرش پر لکھا ہے۔

(افضل الفوائد حصّہ اول ص۵۴)

کوہِ قاف سے آگے ذکرِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم:۔ ایک بار عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے پوچھا:۔ یا رسول اللہ! کوہِ قاف کے اُدھر بھی کچھ ہے؟ آپ نے فرمایا:۔ سونے کی ستّر زمینیں اور اُس کے اُدھر کافور کی ستّر زمینیں اور اُس کے اُدھر عنبر کی ستّر زمینیں ہیں اور اُس کے اُدھر ستّر ہزار عالم ہیں۔ ہر عالم میں فرشتے ہیں جن کا شمار سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا۔ وہ نہ آدم کو پہچانتے ہیں نہ ابلیس کو۔ اُن کی عبادت لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہے۔

(نزہۃ المجالس جلد دوم ص۲۲۵)

آئیے اب چلیں ذرا علمِ ریاضی یعنی حساب کی طرف:۔

چار کا عدد

بعض عدد کسی خاص اہمیت کے حامل ہوتے ہیں۔ لیکن عام طور پر ہماری توجہ اُدھر مبذول نہیں ہوتی۔ ایسا ہی ایک عدد چار کا ہے۔ خالقِ ارض وسمار کا اسمِ ذات "اللہ" ہے۔ جسے اسمِ اعظم بھی کہتے ہیں۔ لفظ "اللہ" چار حروف پر مشتمل ہے۔ ا۔ ل۔ ل۔ ہ۔

جس طرح خالقِ کائنات کا اسمِ ذات 'اللہ' ہے اُسی طرح سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم کا اِسمِ ذات 'محمد' اور 'احمد' ہے۔ (صلی اللہ علیہ وسلم) غور فرمائیں تو پتہ چلے گا کہ جس طرح 'اللہ' کا لفظ چار حرفی ہے اُسی طرح 'محمد' (صلی اللہ علیہ وسلم) کا لفظ بھی چار حرفی ہے۔

اور حیرت کی بات تو یہ ہے کہ پورے قرآن مجید میں یہ اسمِ مبارک صرف

چار جگہ ہی آیا ہے :-

۱ وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ۔ (سورہ آلِ عمران آیت ۱۴۴)

۲ مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ۔ (سورہ احزاب آیت ۴۰)

۳ وَاٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰی مُحَمَّدٍ۔ (سورہ محمد آیت ۲)

۴ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ (سورہ فتح آیت ۲۸)

اس کے علاوہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کے ذاتی نام 'احمد' اور 'محمد' میں کل چار ہی قسم کے حروفِ تہجی موجود ہیں - (ا - ح - م - د) جس سے لفظ 'احمد' بنتا ہے - اور غور فرمائیں تو پتہ چلے گا کہ اس لفظ 'احمد' میں بھی چار ہی حرف ہیں۔

حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کی والدہ کا نام حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا ہے۔ اس لفظ 'آمنہ' میں بھی چار حرف ہیں۔ الف - میم - نون - ھا - الف سے اللہ کی طرف اشارہ ہے - میم سے 'محمد' کی جانب 'نون سے نور کی طرف اور ہا سے ہدایت کی جانب۔ (دیوانِ سالک ص ۳۲)

یعنی کہ اللہ کی جانب سے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم نور و ہادی بن کر اس دنیا میں تشریف لائے جن سے یہ تاریک دنیا روشن ہوئی اور لوگ جہالت کو چھوڑ کر ہدایت پر آگئے - چنانچہ ارشادِ ربانی ہے قَدْ جَآءَکُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ۔ الآیۃ (سورہ مائدہ آیت ۱۵)

اور کہتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کو چار عورتوں نے دودھ پلایا۔ ایک آپ کی والدہ بی بی آمنہ اور ان کے علاوہ حلیمہ سعدیہ، ثوبیہ اور ام ایمن رضی اللہ عنہن (خصائص صغریٰ ص ۹۳)

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور کو چار وزراء عطا ہوئے۔ حضرت جبرئیل و میکائیل علیہما السلام اور حضرت ابوبکر صدیق و عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہما۔ (خصائص صغریٰ ص ۱۹)

اسی طرح حضور کی گواہی چار طرح کی ہے :- ایک خالق کے آپ گواہ مخلوق کے سامنے - دوسرے مخلوق کے گواہ خالق کے سامنے - تیسرے خالق کے گواہ خالق کے پاس اور چوتھے مخلوق کے گواہ، مخلوق کے سامنے - (شانِ حبیب الرحمٰن ص ۱۲۶)

اور آپ کی امت کو اعزاز بھی چار عطا ہوئے :- چنانچہ روایت ہے کہ حضرت سیدنا آدم علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو چار ایسے اعزاز عطا فرمائے ہیں جو مجھے بھی عطا نہیں ہوئے تھے۔ ایک یہ کہ میری توبہ مکہ کے ساتھ خاص تھی۔ لیکن ایک مسلمان ہر جگہ توبہ کر سکتا ہے۔ دوسرا یہ کہ جب مجھ سے خطاء (اجتہادی) سرزد ہوئی تو میرے کپڑے سلب کر لئے گئے۔ لیکن ان کے کپڑے گناہ کی وجہ سے نہیں اتارے جاتے۔ تیسرا یہ کہ میرے اور میری بیوی کے درمیان فرقت (جدائی) ڈالدی گئی لیکن ان کے لئے نہیں۔ اور چوتھا یہ کہ مجھے جنت سے نکالدیا گیا مگر ایک مسلمان جب خطا کرتا ہے تو اسے نہ جنت سے نکالا جاتا ہے اور نہ اسے اس کی بیوی سے جدا کیا جاتا ہے۔ (خصائص صغریٰ ص ۲۵)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم نے فرمایا کہ چار بچوں نے شیرخوارگی میں کلام کیا۔ ایک مشاطہ کا بچہ جسے فرعون نے مشاطہ اور اس کی اولاد کو ایک تانبے کے تپتے ہوئے مجسمہ میں ڈالا تھا کہ وہ "اللہ رب السمٰوٰت والارض" مانتا تھا تو مشاطہ کے شیرخوار بچہ نے اس وقت اپنی ماں سے کہا تھا کہ "اے اماں! تم اس مجسمہ میں آجاؤ پیچھے نہ ہٹنا کیونکہ تم حق پر ہو" اور دوسرا وہ بچہ جس نے حضرت یوسف علیہ السلام کی پاکدامنی کی گواہی دی۔ تیسرا بچہ جریج کا تھا - اور چوتھا شیرخوار عیسیٰ ابن مریم ہیں۔ (خصائص الکبریٰ جلد اول ص ۲۲۵)

چار ہی زندہ ہیں آج بھی۔ حضرت خضر و الیاس علیہما السلام زمین پر زندہ ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں - اور حضرت ادریس علیہ السلام جنت میں زندہ ہیں - (مشکوٰۃ المصابیح جلد ۴ ص ۵۴۰)

Scanned with CamScanner

ویسے ہر نبی اپنی قبر میں زندہ ہے ۔

چار جلیل القدر انبیائے کرام کے نام میں یہ خصوصیت ہے کہ ان کے اسمائے گرامی کے آخری حروف کو جمع کرنے یا ملانے سے لفظ 'محمد' بنتا ہے جیسے :۔

سب سے اول نبی جو اس دنیا میں تشریف لائے ۔ حضرت آدم ۔ م

سب سے اول صاحب شریعت نبی کا نام ـــــ حضرت نوح ۔ ح

سب سے اول ابو الانبیاء کا خطاب پانے والے نبی ۔ حضرت ابراہیم ۔ م

سب سے اول الست بربکم کے جواب میں بلیٰ کہنے والے ۔ حضرت محمد ۔ د

(صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم) محمد

والد اعلیحضرت فاضل بریلوی حجۃ الخلف بقیۃ السلف افضل الافاضل الاماثل اعلم العلماء اکمل الکملا حضرت علامہ مولانا مولوی محمد نقی علی خاں صاحب محقق بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس نام مبارک (محمد۔ صلی اللہ علیہ وسلم) میں چار حرف ہیں۔ اور مقرب فرشتے بھی چار ہیں :۔ (۱) جبرئیل۔ (۲) میکائیل۔ (۳) اسرافیل (۴) عزرائیل علیہم السلام۔

اور صاحب شرائع بھی سوائے حضور کے چار ہیں :۔ نوح و ابراہیم و موسیٰ و عیسیٰ علیہم السلام۔

خلفائے راشدین بھی چار ہیں : ابوبکر و عمر و عثمان و حیدر رضی اللہ عنہم۔

عمدہ عبادات مقصودہ بھی چار ہیں ۔ نماز ، روزہ ، حج ، زکوٰۃ ۔

سلسلۂ حضرات صوفیائے کرام بھی چار ہیں :۔ قادریہ ، چشتیہ ، نقشبندیہ ، سہروردیہ ۔

ائمہ مجتہدین بھی چار ہیں :۔ امام ابوحنیفہ ، امام شافعی ، امام مالک ، امام احمد بن حنبل ۔

عناصر کہ جن سے انسان کی ترکیب ہے چار ہیں :۔ پانی ۔ مٹی ۔ آگ ۔ ہوا ۔

ہر شئی کا وجود چار علتوں پر موقوف ہے :۔ علت مادی ، علت صوری ، علت فاعلی ۔ علت غائی ۔

جہات عالم بھی چار ہیں :۔ مشرق ۔ مغرب ۔ شمال ۔ جنوب ۔

دریائے بہشت بھی چار ہیں :۔ دریائے شہد ۔ دریائے شیر ۔ دریائے آب ۔ دریائے شراب

بہشت کی نہریں بھی چار ہیں :۔ زنجبیل ۔ سلسبیل ۔ رحیق ۔ تسنیم ۔

سدرۃ المنتہیٰ کی جڑ سے بھی چار نہریں جاری ہیں :۔ نیل ۔ فرات ۔ سیحان ۔ جیحان ۔

فرائض وضو بھی چار ہیں :۔ منہ دھونا ۔ ہاتھ کہنیوں تک دھونا ۔ چوتھائی سر کا مسح کرنا ۔ پاؤں ٹخنوں تک دھونا ۔

روزہ میں بھی چار فرض ہیں :۔ نیت کرنا ۔ جماع سے بچنا ۔ کھانا نہ کھانا ۔ پانی نہ پینا ۔

غسل مسنون بھی چار ہیں :۔ غسل جمعہ ۔ غسل احرام ۔ غسل عید الفطر ۔ غسل عید الاضحیٰ ۔

چار باغ بہشت ہیں :۔ جنت الفردوس ۔ جنت النعیم ۔ جنت العدن ۔ جنت الماویٰ ۔

لا الٰہ الا اللہ کہ جو حصن امان ہے ، اس میں کلمے بھی چار ہیں :۔ لا ۔ الٰہ ۔ الا اللہ ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم جو کہ مفتاح خزانۂ قرآن ہے ، اس میں بھی چار ہی کلمے ہیں :۔ بسم ۔ اللہ ۔ الرحمٰن ۔ الرحیم ۔

زکوٰۃ بھی چار قسم کے جانوروں میں جاری ہے :۔ اونٹ ۔ گائے ۔ بکری ۔ گھوڑا ۔

عرش کو اٹھانے والے بھی چار ہیں ۔

اور یہ نام مبارک قرآن میں بھی چار جگہ وارد ہے :۔ محمد رسول اللہ ۔ ما کان محمد ابا احد ۔ وما محمد الا رسول ۔ نزل علی محمد ۔

بنی آدم میں چار گروہ افضل ہیں :۔ پیغمبر ۔ صدیق ۔ شہید ۔ صالحین ۔ جس کا ذکر قرآن کریم کی اس آیت میں آیا ہے :۔ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْہِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّہَدَآءِ وَالصّٰلِحِیْنَ ۔ (سورۂ نساء آیت ۶۹)

صحت حج بھی چار باتوں پر موقوف ہے :۔ اسلام ۔ احرام ۔ عرفات میں کھڑا ہونا ۔ وقت پر حج کرنا ۔

اور وہ کلمات کہ جو خدا تعالیٰ کو بہت پیارے ہیں ، وہ بھی چار ہیں :۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ ۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ ۔ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ۔ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ ۔ (الکلام الاوضح فی تفسیر سورۃ الم نشرح ص ۱۹۱)

Scanned with CamScanner

چنانچہ حکیم الامت حضرت علامہ مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

چار رُسل، فرشتے چار، چار کتب ہیں دین چار
سلسلے دونوں چار چار لطف عجب ہے چار میں
آتش و آب و خاک و باد سب کا انہی سے ثبات
چار کا سارا ماجرا ختم ہے چار یار میں۔

(دیوانِ سالک)

حضرت شیخ سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ انسان کا وجود اربعہ عناصر سے ہے:۔ آگ۔ خاک۔ پانی۔ ہوا، اور ان چاروں عناصر میں سے ہر ایک کی صورت جدا ہے۔ (عین الفقر ص۱۱۶)

ایک اور جگہ حضرت شیخ فرماتے ہیں کہ چار مخلوقِ خداوندی کا وجود چار عناصر سے ہے:۔ انسان خاکی۔ فرشتے آبی۔ شہدا بادی اور جنات آتشی۔ (عین الفقر ص۱۱۷)

نیز حضرت باہو فرماتے ہیں کہ انسان کے وجود میں چار خانے ہیں:۔ خانۂ اول زبان ہے جس میں لہو لعب پیدا ہوتا ہے۔ خانۂ دوم دل۔ کہ خطرات و وسواس اس پر ظاہر ہوتے ہیں۔ خانۂ سوم ناف۔ کہ جس میں شہوت و ہوا پیدا ہوتی ہے۔ اور خانۂ چہارم اطرافِ دل۔ کہ اس میں حرص و حسد، کبر و ہوس، عجب و غرور، کینہ و ریا، بغض و عداوت وغیرہ ظاہر ہوتا ہے۔ اِن چاروں خانوں میں چاہیے کہ محبتِ الٰہی کی آگ جلائیں۔ (عین الفقر ص۴۹)

اِسی طرح انسان کے وجود میں مقاماتِ ذکر بھی چار ہیں ۱۔ زبان ۲۔ قلب ۳۔ روح ۴۔ سِر (راز) اِن چار دل ذکروں کی مراقبہ میں صورتیں ظاہر ہوتی ہیں اور صاحبِ مراقبہ ہو جاتی ہیں۔ اور انہیں سے ہر ایک نفس مر جاتا ہے۔

(عین الفقر ص۱۱۶)

حضرت شیخ آگے ارشاد فرماتے ہیں کہ فقیر باہو کہتا ہے کہ 'فقیر' بھی چار قسم کے ہوتے ہیں۔ اول وہ کہ ظاہر پریشان اور باطن آراستہ، جیسے خضر علیہ السلام۔

دوم ظاہر آراستہ باطن پریشان، جیسے موسیٰ علیہ السلام۔ سوم ظاہر و باطن دونوں آراستہ، جیسے سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم۔ اور چہارم ظاہر و باطن دونوں پریشان، جیسے بلعم باعور۔ (عین الفقر ص۱۱۲)

اور فرماتے ہیں کہ 'مرشد' میں بھی چار حرف ہیں (م۔ ر۔ ش۔ د)۔ 'م' سے مراد مردانِ خدا از خود جدا۔ اور ملازمِ مجلسِ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم اور محبت جمیع انبیاء واصفیاء۔ اور 'ر' سے مراد روگردانی از ماسوائے اللہ۔ اور 'ش' سے مراد شوق قلب یا عشق و محبت۔ اور 'د' سے مراد دائمی غرقِ حضور فنا فی اللہ۔ (عین الفقر ص۱۱۳)

اور طالب (مرید) میں بھی چار حرف ہیں: ط۔ ا۔ ل۔ ب (م۔ ر۔ ی۔ د)۔ 'ط' سے طلاق دینا جمیع علائق کو 'ماسوائے اللہ'۔ اور 'ا' سے مراد الوہیت و ربوبیت میں پہنچنا۔ اللہ بس ماسوائے ہوس یا اللہ بس باقی ہوس۔ اور 'ل' سے مراد لائقِ روزگار ہونا۔ اور 'ب' سے مراد ہے بدکاری اور بدی سے بچنا۔ اور صبح سے شام تک باادب رہنا۔ اور ہر وقت بے ریا ہو کر خدائے تعالیٰ کی طلب میں رہنا۔ اور ماسوائے اللہ سب سے ہاتھ دھونا۔ جو شخص یہ اوصاف نہیں رکھتا، وہ نہ مرشد ہے اور نہ طالب (مرید) بلکہ اُس پر نفس اور ہوس غالب ہے۔ (عین الفقر ص۱۱۳)

حضرت علامہ ابو المعانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب "البرہان" میں فرماتے ہیں کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے قرآنِ حکیم کی مختلف خوبیوں اور خصائص کے پیشِ نظر اس کے پچپن (۵۵) نام بیان فرمائے ہیں۔ جو قرآنِ کریم کی گوناگوں خصوصیات کے پیشِ نظر اس میں موقع و محل کے اعتبار سے استعمال ہوئے ہیں۔ لیکن ان سب ناموں میں قرآنِ پاک کا ذاتی نام، جس سے اِس مقدس کتاب کو تخصص و تشخص حاصل ہے، وہ "قرآن" ہے۔ لفظ قرآن خود کتاب اللہ میں کم و بیش ستر مرتبہ استعمال ہوا ہے۔

تعجب کہ اِس مقدس لفظ 'قرآن' میں بھی چار ہی حرف ہیں۔ (ق۔ ر۔ ا۔ ن) اور جس زبان میں نازل ہوا یعنی زبان عربی، وہ بھی چار حرفی۔ اور جس پر نازل ہوا یعنی 'محمد' (صلی اللہ علیہ وسلم) پر وہ بھی چار حرفی اور جس نے نازل کیا یعنی 'اللہ'،

وہ بھی چار حرفی۔

حضرت شیخ سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قرآن مجید میں چار ہزار اسم اللہ ہیں۔ (عین الفقر صہ ۱۲۳)

قرآن حکیم میں کل ۱۱۴ سورتیں ہیں۔ جس کی اکائی بھی چار ہی ہے۔

اسی طرح لفظ طلوع، زوال اور غروب میں بھی چار ہی حرف ہیں۔

یونہی لفظ شادی، بیاہ، نکاح، طلاق، رجوع، سبھی چار چار حرفی ہیں۔

اور حیرت کی بات تو یہ کہ مرد کو چار شادیوں یا چار نکاح ہی کی اجازت ہے۔

کیا پیارے چار حرف ہیں محمد کے نام میں (صلی اللہ علیہ وسلم)

محمد کا اسم ذات جمیع الصفات ہے۔ ہیں چار اس میں حرف سمجھنے کی بات ہے

ان چار حرف ہی سے یہ کل کائنات ہے۔ ان چار حرف ہی سے ہماری نجات ہے

ہیں چار حرف پاک خدا کے کلام میں۔ کیا پیارے چار حرف ہیں محمد کے نام میں

اللہ کے حرف چار ہیں خالق کے حرف چار۔ واحد کے حرف چار ہیں مالک کے حرف چار

مذکر کے حرف چار ہیں مبشر کے حرف چار۔ مزمل کے حرف چار ہیں مدثر کے حرف چار

ہیں چار چار حرف حدیث و کلام میں۔ کیا پیارے چار حرف ہیں محمد کے نام میں

طیبہ کے حرف چار ہیں بطحیٰ کے حرف چار۔ کعبہ کے حرف چار ہیں اقصیٰ کے حرف چار

بہشت کے حرف چار ہیں دوزخ کے حرف چار۔ کوثر کے حرف چار ہیں طوبیٰ کے حرف چار

ہیں چار چار حرف مطاف و مقام میں۔ کیا پیارے چار حرف ہیں محمد کے نام میں

مجدد کے حرف چار ہیں مفسر کے حرف چار۔ موجد کے حرف چار ہیں مفکر کے حرف چار

مؤرخ کے حرف چار ہیں مصنف کے حرف چار۔ محقق کے حرف چار ہیں مؤلف کے حرف چار

ہیں چار چار حرف درود و سلام میں۔ کیا پیارے چار حرف ہیں محمد کے نام میں

عالِم کے حرف چار ہیں فاضل کے حرف چار۔ قاری کے حرف چار ہیں حافظ کے حرف چار

معلم کے حرف چار ہیں مدرس کے حرف چار۔ مبلغ کے حرف چار ہیں موعظ کے حرف چار

ہیں چار چار حرف خطیب و امام میں۔ کیا پیارے چار حرف ہیں محمد کے نام میں

کلمہ کے حرف چار ہیں صلوٰۃ کے حرف چار۔ روزہ کے حرف چار ہیں زکوٰۃ کے حرف چار

جہاد کے حرف چار ہیں شہید کے حرف چار۔ غازی کے حرف چار ہیں مغزوہ کے حرف چار

ہیں چار چار حرف صیام و قیام میں۔ کیا پیارے چار حرف ہیں محمد کے نام میں

رب کے بڑے فرشتے بھی اے دوست چار ہیں۔ اور مصطفےٰ کے پیارے خلیفہ بھی چار ہیں

ذاتِ محمدی کے یہی چار یار ہیں۔ صدیق، عمر، عثمان و علی با وفا رہیں

چاروں کا خوب شہرہ ہے ہر خاص و عام میں۔ کیا پیارے چار حرف ہیں محمد کے نام میں

دنیا کے حرف چار ہیں عقبیٰ کے حرف چار۔ مہدی کے حرف چار ہیں عیسیٰ کے حرف چار

ساقی کے حرف چار ہیں، کوثر کے حرف چار۔ شافع کے حرف چار ہیں محشر کے حرف چار

ہیں چار تکبیریں ہی جنازہ میں اے نعیم۔ کعبہ میں سمت چار مصلے بھی چار ہیں۔

اسی طرح لفظ مسلم۔ مومن۔ محبت۔ مذہب۔ مسلک۔ مصلی۔ مؤذن، مکبر، اذان، نماز، عابد، زاہد۔ ساجد۔ ماجد۔ شاکر۔ مرشد۔ مرید۔ موحد۔ صلوٰۃ۔ قیام۔ قرات، رکوع، سجدہ۔ قعدہ۔ خروج و سلام۔ قنوت۔ تشہد۔ مشرق۔ مغرب۔ شمال۔ جنوب۔ طلوع۔ زوال۔ غروب۔ حلال۔ حرام۔ وغیرہ یہ سب چار حرفی ہی ہیں۔

اور اسی چار کے متعلق خالقِ کائنات و مقصودِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم کا فرمان ہے کہ چار چیزیں سب سے اول پیدا کی گئیں۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جگہ یوں ارشاد فرمایا: اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ الْقَلَمَ۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے قلم کو پیدا کیا۔ اور دوسری جگہ ارشاد فرمایا کہ اِنَّمَا خَلَقَ اللّٰہُ اللَّوْحَ۔ یعنی بیشک اللہ نے لوح کو (پہلے) پیدا فرمایا۔ یونہی

تیسری جگہ ارشاد فرمایا کہ اِنَّمَا خَلَقَ اللّٰہُ الْعَرْشَ ۔ یعنی بیشک اللہ نے عرش کو (پہلے) پیدا فرمایا۔ مگر ہمارے رسول نے تو ارشاد فرمایا کہ اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ ۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے میرے نور کو پیدا فرمایا۔ گویا کہ چار چیزوں کی پیدائش سب سے اول ہوئی۔

لیکن یہاں پر ایک سوال یہ ذہن میں اُبھرتا ہے کہ سب سے پہلے کس چیز کی تخلیق ہوئی؟ — قلم پہلے پیدا ہوا یا لوح؟ عرش پہلے پیدا ہوا یا نور محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)؟ الغرض صحیح کیا ہے؟

چاروں صحیح ہے۔ وہ کیسے؟ — وہ اس طرح کہ ہمارے رسول ہی قلم بھی ہیں اور لوح بھی۔ عرش بھی ہیں اور نور بھی۔ گویا کہ عرش بھی آپ ہی ہیں اور لوح بھی آپ ہی۔ قلم بھی آپ ہی ہیں اور نور بھی آپ ہی۔ اور سب سے پہلے آپ ہی کو پیدا فرمایا اللہ رب العزت نے (نور کی شکل میں)۔

پس دوسرا سوال اب یہ ذہن میں پیدا ہوتا ہے کہ قلم جب آپ ہی ہیں تو وہ کس طرح؟ اور لوح بھی آپ ہی ہیں تو وہ کیسے؟ عرش جب آپ ہیں تو وہ کسطرح؟ اور نور بھی جب آپ ہی ہیں تو وہ کیسے؟

اِن سوالات کے جوابات اگر آپ نہیں بتا سکتے تو ہم بتائیں گے۔ سب سے پہلے ہم آپ کو یہ بتائیں گے کہ حضور قلم کس طرح ہیں۔ چنانچہ ملاحظہ ہو:۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم قلم ہیں:۔

قرآن کریم کے سورۂ نٓ والقلم کی تفسیر میں حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم سے سنا، آپ نے ارشاد فرمایا:۔ اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ الْقَلَمَ ۔ یعنی "اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے قلم کو پیدا کیا" الخ (جامع ترمذی شریف جلد دوم صفحہ ۵۴)

قلم بھی آج کل بہت قسم کے ملتے ہیں لیکن ہم تو اُس قلم کی بات کریں گے جو

زمانۂ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم میں استعمال ہوتا تھا۔ رسول اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم کے زمانہ میں جو قلم استعمال ہوتا تھا، وہ لکڑی کا ہوتا تھا۔ جیسے عام الفاظ میں "برو" بھی کہا جاتا ہے۔ اُس کو تراشنے کے لئے چار مرتبہ اُسے چاقو سے شق کیا جاتا تھا، ایک سیدھا وار، پھر داہنی جانب، پھر بائیں جانب اور آخر میں ایک ٹیڑھا وار۔ جب جاکر یہ قلم کا کام دیتا تھا۔ اسی طرح اللہ نے بھی اپنے قلم (یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم) کا چار مرتبہ شقِ صدر فرمایا۔ صلی اللہ علی النبی الامی وآلہ صلی اللہ علیہ وسلم صلوٰۃً وسلاماً علیک یارسول اللہ۔ پھر اس کے بعد اس قلم کو (یعنی حضور کو) استعمال کیا۔ جس کا ذکر قرآن مجید میں بھی آیا ہے:۔ اَلَمْ نَشْرَحْ لَکَ صَدْرَکَ ٥

تو معلوم یہ ہوا کہ بلاشبہ آپ اللہ کا قلم بھی ہیں۔

حضرت علامہ شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "شق صدر" حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم کے خصائص میں سے ہے۔ اس کا وقوع چار مرتبہ ہوا۔ پہلی مرتبہ بچپن میں جب کہ آپ بنی سعد میں تھے۔ دوسری مرتبہ دسویں سال میں، تیسری مرتبہ بعثت کے وقت اور چوتھی مرتبہ شب معراج میں۔
(مدارج النبوۃ جلد اول صفحہ ۲۲۲۔ تفسیر عزیزی پارہ عم صفحہ ۲۸۳)

اسکی تفصیل اگر ملاحظہ کرنا ہو تو مدارج النبوۃ۔ تفسیر عزیزی یا الکلام الاوضح فی تفسیر سورۂ الم نشرح کتب کا مطالعہ کریں۔

ویسے قرآن حکیم کے سورۂ قلم کی پہلی آیت کی تفسیر میں صوفیائے کرام فرماتے ہیں کہ قلم حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم کی زبانِ مبارکہ ہے جو کن کی کنجی ہے (تفسیر نور العرفان صفحہ ۹)

چنانچہ اعلیٰحضرت فاضل بریلوی قدس سرہٗ فرماتے ہیں:۔

وہ زباں جسکو سب کن کی کنجی کہیں ۔۔۔ اُس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

اور بعض مفسرین نے فرمایا کہ قلم بھی حضور کا نام ہے۔ کیونکہ ایک حدیث میں

ہے "اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ الْقَلَمَ" اور دوسری میں ہے اوّل ما خلق اللہ نوری۔ یہ دونوں حدیثیں اس طرح جمع کی گئیں کہ قلم اور نور دونوں سے حقیقتِ محمدیہ مراد ہے (صلی اللہ علیہ وسلم)۔ حضور کو اسلئے قلم کہتے ہیں کہ جیسے تحریر سے پہلے قلم ہوتا ہے، ایسے ہی عالم سے پہلے حضور ہوئے۔ اور جیسے کہ قلمِ الٰہی کی تحریر کوئی بدل نہیں سکتا اُسی طرح حضور کا فرمان دنیا میں کوئی پلٹ نہیں سکتا۔ گویا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم "قلمِ الٰہی" ہیں۔ (شانِ حبیب الرحمٰن صفحہ ۲)

نیز صاحبِ تفسیر "روح البیان"، حضرت علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ نے تو اس بات کی صاف تصریح فرمادی ہے کہ وباعتبار انہ صاحب القلم سمی قلما۔ یعنی اور صاحبِ قلم ہونے کی وجہ سے آپ ہی کا نام قلم رکھا گیا۔ (تفسیر روح البیان)

الغرض حضور جب قلم ہیں تو اس کا چلانے والا "اللہ" ہے۔ کیونکہ قلم تو خود نہیں چلتا۔ بلکہ چلایا جاتا ہے۔ قرآنِ مجید میں ایک اور جگہ اللہ جلّ شانہٗ نے اس بات کا اعلان فرمادیا کہ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ؕ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۔ یعنی اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے۔ وہ تو نہیں مگر وحی جو انھیں کی جاتی ہے۔ (سورۂ نجم آیت ۳،۴)

تو اس آیتِ کریمہ سے بھی پتہ چلتا ہے کہ حقیقت میں آپ اللہ کا قلم بھی ہیں۔ کیونکہ ایک عام قلم بھی خود اپنی خواہش سے نہیں چلتا۔ بلکہ چلایا جاتا ہے۔

اُس کی ہر بات بنی اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۔ اس کا ہر فعل بنا حجت و برہان واصول

گویا قرآنِ کریم کی آیت "اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى" سے یہ بات صاف ظاہر ہے کہ اللہ کی مرضی کے بغیر حضور نے ایک قدم بھی نہیں اُٹھایا اور ایک لفظ بھی نہیں کہا۔ قلم چلانے والے رب نے قلم جس جس طرح چلایا، حضور اُسی طرح (قلم بن کر) چلتے رہے۔ اور آج بھی قرآنِ حکیم میں یہ بات عیاں ہے کہ سبحان اللہ! کیسے کیسے نرالے انداز سے چلایا آپ اُس قلم کو چلانے والے رب نے۔

چنانچہ کاوش بدری صاحب نے اِس کی کیا ہی خوب تشریح فرمائی ہے۔

ورق قرآں کا تو اوّل ساد ساذ تھا ۔ سیاہی بن کے لفظوں میں بٹا سایہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا

اس قلم کی تفصیل بہت طویل ہے جسے مکمل بیان کرنا ہمارے بس کی بات نہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم لوح ہیں:۔

دوسری بات اب ہم یہ بتائیں گے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم "لوح" کس طرح ہیں؟ اِسے ہم آپ کو دو طرح سے سمجھائیں گے۔ ایک یہ کہ حضور کا سینۂ اقدس ہی لوحِ محفوظ ہے۔ اور دوسرا اِس طرح کہ حضور خود "لوح" ہیں۔

تو ہم عرض کر رہے تھے کہ ایک عام قلم بھی خود بخود نہیں چلتا۔ بلکہ چلایا جاتا ہے۔ یعنی کہ کسی کے چلانے ہی سے چلتا ہے اور چلانے والا اپنے دل کی بات اس قلم کے ذریعہ تختی پر اُتارتا (تحریر کرتا) چلا جاتا ہے۔ اسی تختی کا ایک اور نام ہے "لوح"۔ یعنی اللہ کی تختی۔ لوح کے لغوی معنیٰ ہیں 'لکھنے کی تختی'۔ اور لغات ہی میں لوح کے ایک اور معنیٰ ہیں "اللہ کی تختی"۔ اور "لوحِ محفوظ" سے مراد وہ تختی کہ جس پر خدا تعالیٰ نے دنیا میں ہونے والے ہر فعل کی نسبت ابتدا سے انتہا تک (اول تا آخر) لکھ رکھا ہے اور کوئی رد و بدل اسمیں ہو نہیں سکتا۔ گویا کہ یہ ایک علمِ الٰہی ہے۔

(جامع فیروز اللغات اُردو جدید کلاں صفحہ ۱۱۶۸)

اِسی طرح لوح و قلم سے مراد خدا کے احکام کی تختی اور اسکے لکھنے کا قلم۔

(جامع فیروز اللغات اُردو جدید کلاں صفحہ ۱۱۶۸)

قرآنِ حکیم میں اللہ جل شانہٗ کا ارشاد ہے ۔ اور اللہ نے تم پر کتاب و حکمت اُتاری اور تمہیں سکھادیا، جو کچھ تم نہ جانتے تھے۔ اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے۔

(سورۂ نساء آیت ۱۱۳)

تو گویا اِس آیت کے تحت اللہ جل شانہٗ اپنی بات اُس تختی پر (یعنی اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دل پر) اُتارتا چلا گیا۔ کہ جیسے ایک عام شخص بھی

اپنے دل کی بات قلم کے ذریعہ یا کسی اور ذریعہ تختی پر اُتارتا چلا جاتا ہے۔ یا اپنے سینہ ہی کی تختی پر تحریر فرمالیکر دل میں اُس بات کو یا اُس علم کو محفوظ کرلیتا ہے۔ کیونکہ یہ بھی ایک ظاہر بات ہے کہ اپنے دل کی بات اُتارنے والا صرف قلم ہی کے ذریعے اور صرف تختی ہی پر نہیں اُتارتا بلکہ کسی بھی ذریعے کسی بھی چیز کو قلم بنا کر کسی بھی چیز پر اپنے دل کی بات اتار سکتا ہے جیسے نقش نگاری کرنے والا شخص لوہے کی ایک کیل ہی سے کھدائی کے ذریعہ کسی لکڑی یا پتھر یا لوہے کی پلیٹ پر تحریر یا اپنے دل کی بات اُتار سکتا ہے۔ یا یونہی صرف زبانی (بنا کسی قلم کے) اپنے دل کی بات، کسی اور شخص کے دل میں اُتاری جاسکتی ہے۔ اور وہ اُتار لینے والا شخص اُس بات کو اپنے سینہ یا دل میں محفوظ کرلیتا ہے۔

اسی طرح ہو بہو خدا تعالیٰ نے بھی بذریعۂ وحی حضرت جبرئیل علیہ السلام ہی کو قلم کا ذریعہ بنا کر اپنے کلام یا احکامِ الٰہی کو اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ الہٖ وبارک وسلم کے دل پر یا سینۂ مبارکہ میں اُتارا۔

چنانچہ مفسر قرآن حضرت پیر محمد کرم شاہ الازہری صاحب فرماتے ہیں کہ وہ جس طرح قلم کے ذریعہ علوم ومعارف کی دولت سے اپنے بندوں کو مالا مال کر رہا ہے اُسی طرح وہ جب چاہتا ہے تو قلم کے سوا بھی جس کے سینے کو چاہے انوار وتجلیات کی جلوہ گاہ بنا دیتا ہے۔ اور بغیر کسی واسطے کے اُس کا دل علم کی روشنی سے بقعۂ نور بن جاتا ہے۔ فکما علّم سبحانہٗ القاری بواسطۃ الکتابۃ بالقلم یعلّمک مدونہا

(تفسیر ضیاء القرآن جلد ۵ ص ۶۱۲)

غرض کہ اللہ جلّ شانہٗ نے بذریعۂ جبرئیل احکامِ الٰہی یا قرآن کو اپنے محبوب کے سینۂ مبارکہ میں اُتارا چنانچہ قرآنِ حکیم میں خدا تعالیٰ خود فرماتا ہے کہ "بیشک یہ قرآن ربّ العالمین کا اُتارا ہوا ہے۔ اسے روح الامین (وحی کے امین فرشتہ جبرئیل علیہ السلام) لے کر اُترا، تمہارے دل پر کہ تم ڈر سناؤ روشن عربی زبان میں"

(سورۂ الشعراء آیت ۱۹۲ : ۱۹۵)

اور اس اتارنے کے متعلق ایک واقعہ بھی بڑا عجیب ہے۔ چنانچہ امام بخاری ومسلم نے صحیحین میں اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ ایک بار حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ الہٖ وبارک وسلم غارِ حرا کی تنہائیوں میں مصروف عبادت اور مصروفِ ذکر وفکر تھے کہ جبرئیل امین آئے۔ اور کہا: اقراء۔ یعنی آپ پڑھیے حضور نے فرمایا: ما انا بقاری۔ یعنی میں نہیں پڑھنے والا (کہ میں تو پڑھانے والا ہوں)۔ پھر جبرئیل نے آپ کو سینے سے لگا کر خوب زور سے بھینچا۔ جس سے آپ کو کافی تکلیف پہنچی۔ پھر حضرت جبرئیل نے کہا:۔ اقراء۔ یعنی آپ پڑھیے۔ حضور نے اب بھی وہی جواب دیا۔ جبرئیل امین نے دوسری بار پھر سینہ سے لگا کر خوب بھینچا اور کہا۔ اقراء۔ آپ نے پھر وہی جواب دیا۔ جبرئیل امین نے تیسری بار بھی زور سے سینے سے لگا کر بھینچا اور کہا:۔ "اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ تا مَا لَمْ يَعْلَمْ" حضور نے یہ پانچ آئتیں تلاوت فرمادیں۔ الخ

(تفسیر ضیاء القرآن جلد ۵ ص ۶۱۱)

یہ حدیث طویل ہے مگر یہاں مختصراً بیان کی گئی ہے۔

اور اسی اُتارنے کے متعلق حضرت علامہ ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ پس اللہ جل شانہٗ نے حضرت جبرئیل امین کے تین۳ مرتبہ بھینچنے سے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ الہٖ وبارک وسلم کو اولین وآخرین کے علوم سکھا دیئے۔

(تفسیر مظہری۔ تفسیر ضیاء القرآن جلد پنجم ص ۶۱۳)

تفسیر ابن عباس میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اس کی کیا ہی خوب تشریح فرمائی ہے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو۔

حضرت عبداللہ ابن مبارک رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ (الٓمٓ) کے معنیٰ یوں بیان فرماتے تھے کہ الف سے اشارہ اللہ کے نام کا ہے۔ اور لام حضرت جبرئیل کے نام کا اور میم حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ الہٖ وبارک وسلم کے نام کا۔ یعنی یہ قرآن مجید اللہ جل شانہٗ نے حضرت جبرئیل کے ذریعہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ الہٖ وبارک وسلم کے پاس بھیجا۔

(تفسیر ابن عباس مترجم صـ)

اسی طرح ایک اور جگہ حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ان میں (الٓمٓ میں) سے الف تو اللہ کے لئے ہے، لام حضرت جبرئیل کے نام میں کا آخری حرف ہے اور میم محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم کے نام کا حرف ہے۔ تو مراد یہ ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے یہ قرآن مجید حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ذریعے (کی زبانی) محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم پر اُتارا۔ (تفسیر کبیر)

غرض کہ اللہ تبارک وتعالیٰ احکامِ الٰہیہ کو اپنے محبوب کے سینے میں بذریعۂ وحی اُتارتا چلا گیا۔ گویا کہ احکامِ الٰہی کی تختی حضور رہی ہیں، اور قرآن حکیم کا بھی یہی فرمان ہے کہ "اور اللہ نے تم پر کتاب اور حکمت اُتاری اور تمہیں سکھا دیا، جو کچھ تم نہ جانتے تھے۔ اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے۔" (سورۂ نساء آیت ۱۱۳)

گویا کہ اللہ تعالیٰ کی تختی یعنی "لوح"، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا سینۂ اقدس ہی ہے۔

ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔ اور اس قرآن کی یہ شان نہیں کہ کوئی اپنی طرف سے بنا لے، بے اللہ کے اتارے۔ ہاں وہ اگلی کتابوں کی تصدیق ہے۔ اور لوح میں جو کچھ لکھا ہے، سب کی تفصیل ہے، اسمیں کچھ شک نہیں ہے (کہ یہ) پروردگارِ عالم (ہی) کی جانب سے ہے۔ (سورۂ یونس آیت ۳۷)

یہاں پر اس آیتِ کریمہ سے ایک اور بات ہمیں ملتی ہے کہ قرآن، لوح میں جو کچھ لکھا ہوا ہے، سب کی تفصیل ہے۔ گویا کہ قرآن ہی لوح ہے۔

نیز اللہ جل شانہٗ ارشاد فرماتا ہے:۔ بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِیْدٌ ۙ فِیْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ ع (سورۂ بروج آیت ۲۱-۲۲)

ترجمہ:۔ بلکہ وہ کمالِ شرف والا قرآن ہے۔ ایسی لوح میں لکھا ہے جو محفوظ ہے۔ یہ ایسی لوح میں مکتوب ہے جو ہر بیرونی دخل اندازی سے قطعاً محفوظ ہے۔

(تفسیر ضیاء القرآن جلد ۵ صـ ۵۲۳)

اسی طرح ایک اور جگہ قرآنِ حکیم کی آیت مَا فَرَّطْنَا فِی الْکِتٰبِ مِنْ شَیْءٍ (سورۂ انعام آیت ۳۸) کی تفسیر میں صدر الافاضل حضرت علامہ نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ "ہم نے اِس کتاب میں کچھ اٹھا نہ رکھا" یعنی جملہ علوم اور تمام ماکان وما یکون کا اسمیں بیان ہے۔ اِس کتاب سے قرآن کریم مراد ہے یا لوحِ محفوظ" (تفسیر جمل وخزائن العرفان)

نیز قرآنِ کریم کے سورۂ انعام ہی کی اُنسٹھویں (۵۹) آیت "اور کوئی دانہ نہیں زمین کی اندھیریوں میں اور نہ کوئی تر اور نہ خشک جو ایک کتابِ مبین (روشن کتاب) میں لکھا نہ ہو۔" کی تفسیر میں صدر الافاضل فرماتے ہیں کہ "کتابِ مبین سے لوحِ محفوظ مراد ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ماکان وما یکون کے علوم اسمیں مکتوب فرمائے۔" (تفسیر خزائن العرفان)

الغرض اِن آیات سے صاف پتہ چلتا ہے کہ لوحِ محفوظ ہی کتابِ مبین ہے۔

جب لوحِ محفوظ سے مراد کتابِ مبین ہے تو کتابِ مبین سے مراد، خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

چنانچہ قرآنِ کریم کے سورۂ مائدہ کی پندرہویں آیت قَدْ جَآءَکُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ وَّکِتٰبٌ مُّبِیْنٌ کی تفسیر میں شیخ المحدثین حضرت علامہ ملا علی قاری علیہ الرحمہ "شرح الشفاء" میں فرماتے ہیں کہ نور اور کتابِ مبین دونوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں۔

(تفسیر نور العرفان صـ ۱۶۴)

اِسی لئے قرآنِ حکیم کی آیت وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ کی تفسیر میں حکیم الامت حضرت علامہ مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خلق قرآن ہے، یہ قرآن خاموش ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیتے جاگتے بولتے ہوئے قرآن ہیں۔ (تفسیر نور العرفان سورۂ قلم آیت ۴ صـ ۹۰۰)

تو معلوم یہ ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم صرف قرآن ہی نہیں بلکہ جیتے جاگتے اور بولتے ہوئے قرآن ہیں جنہیں "بولتا قرآن اور چلتا پھرتا قرآن" بھی کہتے ہیں۔

غرض کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم ہیں "قرآن"۔ یا

کتابِ مبین۔ اور کتاب مبین ہے لوحِ محفوظ۔ تو بات سمجھ میں آگئی کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم "لوح" بھی ہیں۔

چنانچہ شاعرِ مشرق حضرت علامہ اقبال نے اِس کی کیا ہی خوب تشریح فرمادی ہے:۔

لوح بھی تو قلم بھی تو تیرا وجود الکتاب
گنبدِ آبگینہ رنگ تیرے محیط میں حباب

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو جو علوم و معارف عطا فرمائے اُسے امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ نے قصیدۂ بردہ شریف میں یوں بیان فرمایا ہے:۔

فَاِنَّ مِنْ جُوْدِكَ الدُّنْيَا وَضَرَّتَهَا
وَمِنْ عُلُوْمِكَ عِلْمَ اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ

ترجمہ:۔ دنیا و آخرت دونوں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم کی جود و کرم کے مظہر ہیں۔ اور لوح و قلم کا علم آپ کے علوم کا ایک حصہ ہے۔ (قصیدۂ بردہ شریف)

اِس شعر (بیت) کے آخری مصرعہ کی شرح میں شیخ المحدثین حضرت علامہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ لوح و قلم کا علم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کے دفتر کی ایک سطر ہے۔ اور آپ کے علم کے سمندروں کی ایک نہر ہے۔

(شرح قصیدۂ بردہ للقاری بحوالہ طیب الوردہ)

شاعر نے کیا ہی خوب کہا ہے:۔

عرشِ خدا بھی آپ کے زیرِ قدم رہا
تو ہی ازل سے حاکمِ لوح و قلم رہا

تجوید سیکھتے رہے قاری ترے حضور
قرآن تیرے لوحِ جبیں پر رقم رہا

گویا کہ حضور ازل ہی سے احکامِ الٰہیہ سے واقف تھے۔ چنانچہ قرآن کریم کی آیت فَقَدْ لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ ط کی تفسیر میں حکیم الامت حضرت علامہ مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اِس آیت سے اشارۃً معلوم ہوا کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ظہورِ نبوت سے پہلے احکامِ قرآنی (احکامِ الٰہی) سے باخبر تھے۔ ظہورِ نبوت کے بعد تو تبلیغ شروع فرمائی۔ (تفسیر نور العرفان ص ۳۲۴)

چنانچہ مولوی عبدالحی صاحب نے اپنے فتاویٰ عبدالحی میں ایک حدیث نقل فرمائی

ہے۔ لکھتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب ہم اپنی والدہ ماجدہ کے شکمِ پاک میں تھے تب قلمِ الٰہی (کے لوحِ محفوظ پر) چلنے کی آواز سنا کرتے تھے۔

غرض کہ اس کی تفصیل بہت طویل ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم "لوح" بھی ہیں۔ جسے ہم نے مختصر بیان کیا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نور ہیں:۔

تیسری بات اب ہم آپ کو یہ بتائیں گے کہ حضور پرنور "نورٌ علیٰ نور" صلی اللہ علیہ وسلم "نور" کس طرح ہیں؟ ــــــ زیادہ دور جانے کی ضرورت نہیں۔ قرآن حکیم کی آیت قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ۝ خود گواہ ہے کہ حضور نور ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ "بیشک اللہ کی جانب سے تمہارے پاس ایک نور آیا اور روشن کتاب۔"

(سورۂ مائدہ آیت ۱۵)

مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ یہاں پر نور سے مراد "نورِ محمدی" (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے۔ اِس آیت کریمہ میں نون پر تنوین آنے کا مطلب ہے "بہت بڑا اور اونچا نور"۔ جس کی وضاحت اِس طرح ہے کہ سورج کی روشنی دنیا میں گھٹتی بڑھتی رہتی ہے۔ صبح کو ہلکی، دوپہر کو تیز، شام کو ماند اور رات کو غائب۔ مگر حضورِ انور کا نورِ مبارک سارے دماغ کو منور کرتا ہے۔ جو شخص کسی اوطیا مکان کے اندر ہے وہ سورج کی روشنی سے محروم رہتا ہے۔ مگر نورِ محمدی تو وہاں تک موجود ہے جہاں تک خدا کی خدائی ہے۔ اور اِس سے کوئی بھی محروم نہیں۔ ہاں یہ اور بات ہے کہ کوئی خود اس نور سے مستفیض نہ ہو تو یہ اُس کی اپنی کم بختی ہے۔ جیسا کہ آشوبِ چشم سورج کی روشنی سے محروم رہتی ہے۔ اسی طرح بدبخت حضورِ انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم کے نور سے محروم رہتا ہے۔

عالمِ اسلام کے جملہ مفسرین و محدثین و فقہائے کرام رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے اِس آیت میں "نور" سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذاتِ اقدس مراد لی ہے۔ چنانچہ چند ایک حوالہ جات ملاحظہ ہوں:۔

(۱) "تفسیر ابنِ عباس" میں حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:۔

قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ يعني مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

(تفسیر ابن عباس سورۂ مائدہ آیت ۱۵)

ترجمہ:۔ بیشک آیا تمہارے پاس اللہ کی جانب سے "نور" یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔

(۲) صاحب "تفسیر کبیر" حضرت علامہ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

انّ المراد بالنّور محمد وبالكتاب القرآن۔ (تفسیر کبیر جلد ۱۱ ص ۲۹۵)

ترجمہ:۔ بلاشبہ یہاں نور سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور کتاب سے قرآن کریم مراد ہے۔

(۳) صاحب "تفسیر مدارک" حضرت علامہ ابو البرکات عبداللہ بن احمد نسفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

والنّور محمّد علیہ السلام لانه يهتدى به كما سمى كما سراجًا۔

(تفسیر مدارک جلد ۱ ص ۲۱۷)

ترجمہ:۔ اور "نور" سے مراد محمد علیہ السلام ہیں کیونکہ سرکار کی نورانیت سے ہدایت حاصل کی جاتی ہے۔ جیسا کہ آپ کو سراج منیر فرمایا گیا ہے۔

(۴) صاحب "تفسیر خازن" محی السنہ علامہ امام علاؤ الدین علی بن محمد المعروف بالخازن علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:۔

قد جآءكم من الله نور النبى محمد صلى الله عليه وسلم انما سماه الله نورًا لانه يهتدى به كما يهتدى بالنّور فى الظلام۔ (تفسیر خازن سورۂ مائدہ آیت ۱۵)

ترجمہ:۔ تحقیق کہ آیا تمہارے پاس اللہ کی جانب سے نور نبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ خدا تعالیٰ نے آپ کا نام "نور" اس لئے رکھا کہ آپ کی نورانیت سے ہدایت حاصل کی جاتی ہے۔

(۵) صاحب "تفسیر جلالین" حضرت علامہ جلال الدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

قد جآءكم من الله نور هو نور النبى صلّى الله عليه وسلم۔

(تفسیر جلالین ص ۲۱۵)

ترجمہ:۔ بے شک تمہارے پاس آیا اللہ کی جانب سے نور، وہ نور نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

(۶) صاحب "تفسیر روح البیان" حضرت علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو نور بنا کر بھیجا اس لئے کہ آپ خطائے انسانی کی حقیقت بیان کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ سے انھیں نصیب ہوا، اور اللہ تعالیٰ نے اپنا نام بھی نور بتایا ہے، "کما قال: اللّٰہ نور السمٰوٰت والارض۔ اسلئے کہ آسمان وزمین ملکِ عدم میں مخفی تھے، اللہ تعالیٰ نے انھیں ظاہر فرمایا۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم "نور" اسلئے ہیں کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے عدم سے اپنی قدرت کاملہ سے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے نور کو پیدا فرمایا۔ چنانچہ خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرا نور پیدا کیا۔

سمى الرسول نورًا لانّ اوّل شئى اظهره الحق بنور قدرته من ظلمة العدم كان نور محمد صلى الله عليه وسلم قال اول ما خلق الله نورى۔ (تفسیر روح البیان جلد اول ص ۵۸۱)

پھر تمام عالم کو اسی نور سے پیدا فرمایا۔ چونکہ تمام موجودات آپ کے نور سے پیدا ہوئے۔ اسلئے آپ کا نام نور رکھا گیا۔ اور قاعدہ ہے کہ جو شئی اختراع سے اقرب ہو اسے نور کہنا مناسب تر ہوتا ہے۔ مثلاً عالمِ ارواح تخلیق کے لحاظ سے عالمِ اجساد سے پہلے ہے۔ اسلئے اسے عالمِ انوار سے تعبیر کرتے ہیں۔ اسی طرح عالمِ علویات، عالمِ سفلیات سے مقدم ہے اسلئے اسے نور کہا جاتا ہے۔ تو اس سے ثابت ہوا کہ تخلیقی اعتبار سے جو شئے مقدم ہوگی وہ نور ہوگی۔ اس معنیٰ پر حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو نور کہنا لازم ہوا۔

(تفسیر روح البیان مترجم پارہ ۶ ص ۱۶۹)

(۷) صاحب "تفسیر روح المعانی" حضرت علامہ سید محمود آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ عَظِيْمٌ وَهُوَ نُوْرُ الْاَنْوَارِ وَالنَّبِيُّ الْمُخْتَارُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ (تفسیر روح المعانی جلد ۶ ص ۹۶)

ترجمہ:۔ بیشک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے بہت بڑا نور آیا، وہ نور الانوار نبی مختار صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

(۸) صاحب "تفسیر صاوی" حضرت شیخ احمد الصاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:۔

سمّی نوراً لانہ ینور البصائر ویھدیھا للرشاد ولانہ اصل کل نور حسّی ومعنوی۔ (تفسیر صاوی جلد اول صفحہ ۲۳۹)

ترجمہ:- حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام اس آیت میں نور رکھا گیا ہے۔ اس لئے کہ حضور عقول کو روشن کرتے ہیں اور ان کو رشد کے لئے ہدایت کرتے ہیں اور اس لئے کہ آپ ہر حسی و معنوی نور کی اصل ہیں۔ (تفسیر روح البیان مترجم پارہ ۶ صفحہ ۱۹۲)

(۹) امام المفسرین حضرت علامہ ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ "تفسیر ابن جریر" میں فرماتے ہیں:-

یعنی بالنور محمداً صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم الذی انار اللہ بہ الحق واظہر بہ الاسلام ومحق بہ الشرک فھو نور لمن استنار بہ۔

(تفسیر ابن جریر)

ترجمہ:- یعنی نور سے مراد یہاں ذات پاک محمد مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثنا ہے جن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے حق کو روشن کر دیا، اسلام کو ظاہر فرمایا اور شرک کو نیست و نابود کیا۔ حضور نور ہیں مگر اس (شخص) کے لئے جو اس نور سے دل کی آنکھوں کو روشن کرنا چاہے۔ (تفسیر ضیاء القرآن جلد ۱ صفحہ ۴۵۳)

اسی طرح تفسیر بیضاوی، تفسیر معالم التنزیل، تفسیر سراج المنیر، تفسیر ابو السعود، تفسیر حسینی، تفسیر مظہری، تفسیر قاسمی، تفسیر خزائن العرفان، تفسیر نعیمی، تفسیر نور العرفان، کتاب الشفاء للقاضی عیاض، موضوعات کبیر لملا علی قاری، وغیرہ میں بھی نور سے حضور پر نور، نورٌ علیٰ نور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم کی ذات اطہر ہی مراد لی گئی ہے۔

نیز اس آیت کریمہ کی تفسیر میں دیوبندیوں کے شیخ الاسلام عمدۃ المفسرین مولوی شبیر احمد عثمانی دیوبندی لکھتے ہیں:-

شاید "نور" سے خود نبی کریم صلعم (صلی اللہ علیہ وسلم) اور "کتاب مبین" سے قرآن کریم مراد ہے۔ (حاشیہ تفسیر القرآن از شبیر احمد عثمانی صفحہ ۱۴۶ مطبوعہ۔ تاج کمپنی لمیٹڈ، لاہور)

۲ طائفہ دیوبند کے نہایت ہی معتمد فرد، محدث، مفسر حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:-

یہ ایک مختصر سی آیت ہے اس میں حق سبحانہٗ وتعالیٰ نے اپنی دونوں نعمتوں میں ایک تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود ہے اور دوسری نعمت قرآن مجید کا نزول ہے، ایک کو لفظ "نور" سے ذکر فرمایا ہے اور دوسرے کو کتاب کے عنوان سے ارشاد فرمایا ہے۔ اور یہ توجیہ اس آیت کی تفسیر کی بنا پر ہے یعنی جب کہ نور سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود موجود مراد لیا جائے۔ (اشرف المواعظ صفحہ ۱۴۵)

مولوی اشرف علی تھانوی ایک اور جگہ یوں رقمطراز ہیں:-

اگر دوسری تفسیر اختیار کی جائے یعنی نور اور کتاب دونوں سے قرآن مجید ہی مراد لیا جائے تو توجیہ بدل جائے گی۔

(ماہنامہ انوار العلوم لاہور، اکتوبر ۱۹۵۲ء صفحہ ۲۵۔ مواعظ میلاد النبی صفحہ ۱۲)

کیونکہ بعض مفسرین نے اس آیت میں نور اور کتاب مبین دونوں سے قرآن مجید ہی مراد لیا ہے ان مفسرین کے لئے تھانوی صاحب کا یہ جواب قابل غور ہے۔

نیز مفسر کبیر امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ قول کہ نور اور کتاب دونوں سے مراد قرآن ہے ھٰذا ضعیف (یہ ضعیف ہے)

(تفسیر کبیر جلد ۳ صفحہ ۵۶۶ بحوالہ تفسیر روح البیان مترجم پارہ ۶ صفحہ ۱۷۶)

۳ مولوی ادریس کاندھلوی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:-

تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا ہے مراد محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

(تفسیر معارف القرآن جلد ۲ صفحہ ۴۲)

۴ مولوی مشتاق احمد دیوبندی لکھتے ہیں:-

بیشک آیا ہے تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور اور کتاب مبین ——— اس جگہ حسب روایت شفاء قاضی عیاض نور سے مراد حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور کتاب سے مراد قرآن مجید ہے۔ (التوسل صفحہ ۳۲)

۵ غیر مقلدین وہابیہ کے مستند عالم مولوی وحید الزماں رقمطراز ہیں:-

نور سے مراد حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) یا دین یا اسلام۔

(تبویب القرآن صفحہ ۱۴۹)

Scanned with CamScanner

اسی آیت کریمہ کی تفسیر میں محبوبِ ملت حضرت علامہ محمد محبوب علی خاں صاحب
قبلہ قادری برکاتی رضوی لکھنوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ فرمایا جاتا ہے، قد جاءکم
من اللہ نور۔ یقیناً اللہ کی جانب سے تمہارے اندر ایک نورِ منیر صلی اللہ علیہ وسلم
جلوہ گر ہو گئے۔ پیارے سنی بھائیو! رب کریم کا فضل و کرم ہے کہ ہمارا خدا بھی
نور فرماتا ہے: اللہ نور السمٰوٰت والارض۔ اور ہمارا آقا، ہمارا مقدس رسول بھی
نور فرماتا ہے۔ قد جاءکم من اللہ نور۔ اور ہمارا قرآن بھی نور، ارشاد فرماتا ہے:
وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ مَعَہٗ۔ یعنی ہمارے محبوب کے غلام اس نور یعنی قرآن کریم
کی پیروی و اتباع کرتے ہیں جو ہمارے پیارے رسول کے ساتھ نازل ہوا۔ ان
نوروں کے متبع ہیں، جبھی تو حدیث میں فرمایا جاتا ہے کہ قیامت کے روز ہر ایک نبی
کو دو دو نور ملیں گے۔ اور میرے ہر موئے تن سے نور کا فوارہ جاری ہوگا۔ کہ فرمایا گیا
قد جاءکم من اللہ نور۔ اور میرے غلام گذریں گے اس حال میں کہ اُن کے
ساتھ دو دو نور ہونگے، اور اعضائے وضو نورانی ہونگے، قرآن کریم فرماتا ہے، نُوْرُہُمْ
یَسْعٰی بَیْنَ اَیْدِیْہِمْ وَبِاَیْمَانِہِمْ۔ یعنی غلامانِ سرکارِ مدینہ چلیں گے، اس طرح کہ اُن کے
داہنے اور آگے نور ہونگے۔ اور دعا کرتے ہونگے کہ رَبَّنَآ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْ لَنَا۔
الٰہی ہمارے نور کو پورا کر دے اور ہماری مغفرت فرما دے۔ یہ اُسی نورِ منیر کی ایک ذرا سی
جھلک ہے جس نے غلاموں کو بھی اپنے انوار سے منور کر دیا۔ کیوں نہ ہو کہ فرمایا جاتا ہے۔
قد جاءکم من اللہ نور۔ بیشک اللہ کی جانب سے تمہارے اندر ایک نورِ منیر
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم جلوہ گستر ہوئے۔ اللہ اللہ کیسے نورِ منیر ہو کر
جلوہ فرما ہوئے ہیں۔ دارمی کی حدیث ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ
عنہما فرماتے ہیں: اِذَا تَکَلَّمَ رُئِیَ کَالنُّوْرِ یَخْرُجُ مِنْ بَیْنِ ثَنَایَاہُ۔ جب حضور نورِ مجسم
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم کلام فرماتے تو یہ معلوم ہوتا کہ نور آپ کے اگلے
دانتوں سے نکل رہا ہے۔

مسلم بن حجاج نیشاپوری اور امام ترمذی نے روایت کی، حضرت جابر بن سمرہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ
لَیْلَۃٍ اِضْحِیَانٍ۔ یعنی میں نے حضور ماہِ مدینہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وعلیٰ آلہ وبارک وسلم کو شبِ ماہ یعنی چودھویں رات کو دیکھا جب کہ چاند اپنی پوری
چمک دمک اور نورانیت کے ساتھ نکلا ہوا ہر طرف نور بیزی کر رہا تھا فَجَعَلْتُ اَنْظُرُ اِلٰی
رَسُوْلِ اللّٰہِ وَاِلَی الْقَمَرِ۔ تو میں نے یہ کیا کہ ایک نظر مدنی چاند حضور جناب مصطفےٰ صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ڈالتا ہوں اور ایک نظر آسمانی چاند پر۔ اور دونوں میں موازنہ
اور مقابلہ کر رہا ہوں اور یہ دیکھ رہا ہوں کہ آسمانی چاند زیادہ خوبصورت ہے یا میرے
مدنی چاند حضور محبوبِ خدا علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام وَعَلَیْہِ حُلَّۃٌ حَمْرَآءُ اور
اس رات حضور اکرم نورِ مجسم سرخ رنگ کا دھاری دار حلہ مبارک زیبِ تن فرمائے ہوئے
تھے۔ حضرت جابر فرماتے ہیں: میں یہی دیکھ رہا تھا یعنی دونوں جانب ایک ایک نظر
ڈال رہا تھا۔ فَاِذَا ھُوَ اَحْسَنُ عِنْدِیْ مِنَ الْقَمَرِ۔ یعنی مجھ کو یقین ہو گیا کہ حضور محبوبِ کبریا
آسمانی چاند سے زیادہ خوبصورت ہیں۔ آسمانی چاند میں میل تھا اور حضور میل سے
پاک و منزہ تھے۔ حضور پُرنور شیخ الاسلام والمسلمین اعلیٰحضرت مجددِ اعظم دین و ملت
فاضلِ بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ؎

میل سے کس درجہ ستھرا ہے وہ پُتلا نور کا ہے گلے میں آج تک کورا ہی کُرتا نور کا

اور کیونکر سرکار میں میل ہو کہ اُن کا چاہنے والا عز و علا فرماتا ہے قد جاءکم من
اللہ نور۔ ضرور تمہارے پاس اللہ کی جانب سے ایک نورِ مجسم تشریف لائے۔
اللھم صل علیٰ سیدنا و مولٰنا محمد وعلیٰ آل سیدنا و مولٰنا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ کُلِّ ذَرَّۃٍ
اَلْفَ اَلْفِ مَرَّۃٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ۔ نور کی تعریف میں علمائے کرام فرماتے ہیں
اَلنُّوْرُ ھُوَ الظَّاھِرُ بِذَاتِہٖ وَالْمُظْھِرُ لِغَیْرِہٖ۔ یعنی نور وہ ہے جو خود ظاہر و منور ہو اور دوسروں
کو روشن کرنے والا ہو۔ اب یہ صفت کہ خود ظاہر ہو، حضور سرورِ کائنات حبیبِ کبریا
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم میں کمال درجہ موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ انکو
نور فرماتا ہے کہ وہ بغیر کسی واسطہ اور وسیلہ کے بالذات نورِ الٰہی سے منور و روشن

ہوئے، قرآن کریم فرماتا ہے قد جاءکم من اللہ نور۔ اور بخاری و مسلم کی حدیث ہے حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور محبوبِ خدا پر جب مسرت وخوشی کے آثار ظاہر ہوتے تو سرکارِ ابد قرار کا چہرۂ زیبا ایسا چمکدار ہو جاتا کانّہٗ قِطعَۃُ قَمَرٍ گویا کہ چاند کا ٹکڑا ہے۔

دارمی میں حضرت ابو عبیدہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ ربیع بنت معوذ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا گیا کہ حضور سرکارِ مدینہ کے اوصاف بیان کرو۔ تو انھوں نے فرمایا لَو رَأیتَہٗ رَأیتَ الشَّمسَ طَالِعَۃً یعنی اگر تم حضور محبوبِ خدا کو دیکھتے تو یہ معلوم ہوتا کہ آفتاب طلوع کر رہا ہے۔

ترمذی کی حدیث ہے کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے کسی کو حضور سے زیادہ حسین نہیں دیکھا گویا کہ آفتاب آپ کے چہرے میں رواں ہے اور جس وقت سرکار تبسم فرماتے تھے تو دیواریں چمک جاتی تھیں۔ حضور سیدنا اعلیٰحضرت تاجدارِ اہلسنت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ؎

آب زر بنتا ہے عارض پر پسینہ نور کا — مصحفِ اعجاز پر چڑھتا ہے سونا نور کا

ترمذی کی حدیث ہے، حضرت براء ابن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی نے سوال کیا کہ کیا حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم کا چہرۂ اقدس تلوار کی طرح چمکتا تھا؟ ——— فرمایا لَا بَل مِثلَ القَمَرِ نہیں بلکہ چاند کی طرح۔

ترمذی میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ سرکار کا رنگِ پاک کَاَنَّمَا صِیغَ مِن فِضَّۃٍ یعنی گویا کہ چاندی پگھلائی ہوئی ہے۔ (نور کی تفسیر صفحہ ۱۱۲ تا ۱۵)

چنانچہ اعلیٰحضرت مجدد اعظم تاجدار اہل سنت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ؎

وضع واضع میں تری صورت ہے معنیٰ نور کا — یوں مجازاً چاہے جس کو کہہ دیں کلمہ نور کا

انبیاء اجزاء ہیں تو بالکل ہے جملہ نور کا — اس علاقہ سے ہے ان پر نام سچا نور کا

قرآن حکیم میں ایک اور جگہ اللہ جل شانہٗ کا ارشاد ہے:۔

وَدَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذنِہٖ وَسِرَاجًا مُّنِیرًا ۝ (سورۂ احزاب آیت ۴۶)

اس مقام پر "وسراجا منیرا" قابلِ غور ہے۔ جس کی تفسیر میں صاحبِ روح البیان حضرت علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

(۱) حضور نبیٔ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو سراج اس لئے کہا گیا کہ آپ ہی سے جہل و غوایت کے بادل چھٹے اور آپ ہی کے انوار سے مناہجِ رشد وہدایت نصیب ہوئے جیسے چراغ سے اندھیروں اور تاریکیوں میں مقاصد حاصل ہوتے ہیں۔ جیسے چراغ سے تاریکی مٹ جاتی ہے ایسے ہی آپ کے تشریف لانے سے ظلمتِ کفر عالمِ دنیا سے نیست ونابود ہوئی ؎

چراغ روشن از نورِ خدائی — جہاں را دادہ از ظلمت رہائی

ترجمہ:۔ نورِ خدا سے چراغ روشن ہوا، جہاں کو ظلمت سے نجات بخشی۔

(۲) گھر میں کوئی شئی گم ہو جائے تو اسے چراغ کی روشنی سے حاصل کیا جا سکتا ہے۔ ایسے ہی دنیا والوں سے حقائق پوشیدہ تھے جب آپ کا ظہور ہوا تو وہ گمشدہ جواہرِ حقائق و معارف دنیا والوں کو مل گئے ؎

از دجانرا بدانش آشنائیست — وز چشم جہانرا روشنائیست

در گنج معانی بر کشادہ — وزاں صاحب دلانرا مایہ دادہ

ترجمہ:۔ اسی سے دانائی کو آشنائی ملی، اسی سے آنکھوں کو روشنی ملی۔ اس سے گنجِ معانی کے دروازے کھلے، اسی سے صاحبانِ دل کو سرمایہ نصیب ہوا۔

(۳) چراغ گھر میں ہو تو گھر والوں کو راحت و سرور حاصل ہوتا ہے اور چور اس گھر میں نہیں گھستے۔ بلکہ وہاں جانے سے شرمساری اور خجلت وذلت محسوس کرتے ہیں۔ بایں معنیٰ حضور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم اہلِ ایمان کے لئے موجبِ صد راحت اور ہزار سرور اور دشمنوں ومنکروں کیلئے حسرت وندامت کا سبب ہیں۔

(۴) چراغ فیاض ہے کہ اس سے ہزاروں اس جیسے چراغ روشن کئے جا سکتے ہیں اور اس کے اپنے نور میں بھی کمی واقع نہیں ہوتی۔ تمام امت خواہ اہلِ ظواہر یا اہلِ شواہد سب کا اتفاق ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جملہ مخلوق کو اپنے محبوب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے

پیدا فرمایا ہے باوجود اینہمہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے نور میں کمی نہیں ہوئی۔
(تفسیر روح البیان مترجم پارہ ٢٢ ص١٦)

نیز اس آیت کریمہ وَدَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذْنِہٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا کی تفسیر میں مولوی شبیر احمد عثمانی دیوبندی لکھتے ہیں:۔

آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) آفتاب نبوت وہدایت ہیں جس کے طلوع ہونے کے بعد کسی دوسری روشنی کی ضرورت نہیں رہی۔ سب روشنیاں اسی نورِ اعظم میں محو ومدغم ہوگئیں۔ (حاشیہ تفسیر القرآن از۔ شبیر احمد عثمانی دیوبندی ص٥٦٤)

اِس تفسیر میں دیوبندی جماعت کے پیشوا، مولوی شبیر احمد عثمانی دیوبندی نے حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو نہ صرف نور بلکہ "نورِ اعظم" فرمایا ہے۔

نیز صاحب روح البیان آگے ارشاد فرماتے ہیں:۔
جتنے بھی علوم شریعت وفوائدِ طریقت وانوارِ معرفت واسرارِ طریقت علمائے امت میں ظاہر ہو رہے ہیں تمام حضور نبی پاک شہ لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کے انوار واسرار سے حاصل ہوئے لیکن آپ کا فیض وکمال جوں کا توں ہے۔

دیکھئے چاند سورج سے نور حاصل کر رہا ہے لیکن سورج کے نور میں ذرہ برابر کمی نہیں ہوئی۔

قصیدہ بُردہ شریف میں ہے ؎

فانہ شمس فضل ہم کواکبہا
یظہرن انوارہا للناس فی الظلم

ترجمہ:۔ اس لئے کہ آپ فضل وکرم کے سورج ہیں اور دوسرے ستارے سب اندھیروں میں آپ کا نور ظاہر کرتے ہیں۔

تو مہرِ منیری ہمہ اختر اند
تو سلطانِ ملکی ہمہ لشکر اند

ترجمہ:۔ آپ مہرِ منیر ہیں باقی سارے ستارے ہیں آپ تمام ملکوں کے بادشاہ ہیں اور باقی سارے آپ کے لشکر ہیں۔

قصیدہ بُردہ شریف کے اِن اشعار کی شرح میں صاحب روح البیان فرماتے ہیں:۔
ہمارے آقا ومولا حضرت سیدنا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم فضلِ الٰہی کے سورج

بن کر عالم میں چمکے اور دوسرے انبیاء علیہم السلام چاند بن کر ظاہر ہوئے۔ لیکن وہ آپ کے نور سے نور حاصل کر کے عالم کو منور فرماتے رہے۔ اور یہاں علوم اور حکمتیں ہیں جو انہوں نے عالمِ شہادت میں پھیلائے۔ لیکن وہ اسوقت تھا جب ہمارے آقا ومولا حضرت سیدنا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس عالم میں تشریف نہیں لائے، جب آپ سورج کی مانند تشریف لائے تو ان سب کے ادیان منسوخ ہوئے۔

اِس سے معلوم ہوا کہ جو چاند سے نور حاصل کرتا ہے وہ گویا درحقیقت سورج ہی سے نور حاصل کر رہا ہے۔ (تفسیر روح البیان ترجمہ پارہ ٢٢ ص١٠٣)

مثنوی شریف میں ہے ؎

گفت طوبیٰ من رآنی مصطفےٰ
والذی یبصر لمن وجہی رأی

ترجمہ:۔ حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خوشخبری ہو اُسے جس نے مجھے دیکھا اور اُسے بھی جس نے مجھے دیکھنے والے کو دیکھا۔

چوں چراغ نور شمع را کشید
ہر کہ دید آں را یقیں آں شمع دید

ترجمہ:۔ جس طرح ایک چراغ کو دوسری شمع سے منور کرنے پر اس شمع کے نور سے وہ مستفید ہوتا ہے تو جو شخص اس چراغ کو دیکھتا ہے گویا وہ اس شمع ہی کو دیکھتا ہے۔

ہمچنیں تا صد چراغ از نقل شد
دیدن آخر لقائے اصل شد

ترجمہ:۔ اس طرح سو چراغ بھی روشن کرائے جائیں تو اس آخری چراغ کا نور بھی اسی شمع کا نور ہے۔

غرض کہ حضرتِ آدم تا عیسیٰ جتنے بھی انبیاء ومرسلین علیہم السلام اور اولیائے عظام آ کر دُنیا میں تشریف لائے سب اسی شمعِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم سے مستفید ومستفیض ہیں۔ اور یہی نور پاک ہے جس سے تمام دین کے چراغ روشن ہوئے۔

اسی طرح ایک اور جگہ قرآن کریم میں اللہ جل شانہٗ کا ارشاد ہے:۔
اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط مَثَلُ نُوْرِہٖ کَمِشْکٰوۃٍ فِیْھَا مِصْبَاحٌ ط (سورۃ نور آیت ٣٥)
اِس آیت کریمہ میں مثل نورہٖ سے حضور کا وجودِ اطہر مراد ہے۔
چنانچہ تفسیر ابن جریر میں ہے:۔ جاء ابن عباس الی کعب الاحبار فقال حدثنی

Scanned with CamScanner

من قولِ الله عز وجل الله نور السمٰوٰت والارض الأیة فقال کعب مثل نورہٖ مثل محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ علی ابن الحسن الازدی قال حدثنا یحییٰ بن ایمان عن اشعث عن جعفر بن ابی المغیرۃ عن سعید بن جبیر فی قولہ مثل نورہٖ قال محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔

(تفسیر ابن جریر جلد ۱۸ ص ۱۰۶ بحوالہ محمد نور ص ۲)

ترجمہ:۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ پھر انھوں نے حضرت کعب احبار سے فرمایا:۔ اللہ عزوجل کے اس قول "اللہ نور السمٰوٰت والارض الآیۃ" کے معنی بیان کرو۔ تو انھوں نے فرمایا:۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مثال بیان فرمائی ہے ——— حضرت علی ابن الحسن الازدی نے فرمایا کہ مجھ سے یحیٰ بن الیمان نے حدیث بیان کی، وہ روایت کرتے ہیں اشعث سے، وہ جعفر بن ابی مغیرہ سے، وہ سعید بن جبیر سے، اللہ تعالیٰ کے قول مَثَلُ نُوْرِہٖ میں کہ انھوں نے فرمایا:۔ (مثل نورہٖ) محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

اسی طرح "تفسیر مظہری" میں ہے:۔

حضرت ابن عباس نے کعب احبار سے کہا:۔ اخبرنی عن قولہ تعالیٰ مثل نورہ کمشکوٰۃ الآیۃ یعنی مجھے اس آیت کا مطلب بتاؤ۔ حضرت کعب نے کہا:۔ یہ مثال ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بیان کی ہے۔ مشکوٰۃ سے مراد سینہ مبارک ہے ——— زجاجۃ سے مراد قلب انور ہے۔ مصباح سے مراد نبوّت ہے۔ یعنی حضور کا نور اور حضور کی شان لوگوں کے سامنے خود بخود عیاں ہو رہی ہے۔ اگرچہ حضور اپنی نبوت کا اعلان نہ بھی کرتے۔ اتنا لکھنے کے بعد صاحبِ "تفسیر مظہری" عارف باللہ حضرت علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔ اور کعب نے بہت عمدہ بات کہی ہے۔ الخ

(تفسیر مظہری، تفسیر ضیاء القرآن جلد ۳ ص ۳۲۹)

اسی طرح تفسیر خازن ومعالم التنزیل میں ہے:۔ مثل نورہٖ ھو محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ (تفسیر معالم التنزیل جلد ۵ ص ۶۳ بحوالہ محمد نور)

ترجمہ:۔ مثل نورہٖ یعنی اللہ کے نور کی مثال محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں۔

چنانچہ اعلیٰحضرت مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی قدس سرہٗ نے اس کی کیا ہی خوب تشریح فرمادی ہے ؎

شمعِ دل مشکوٰۃ تن سینہ زجاجہ نور کا ——— تیری صورت کے لئے آیا ہے سورہ نور کا

نیز خلیفۂ اعلیٰحضرت صدر الافاضل حضرت علامہ مولانا نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ؎

سراپا نور ہیں وہ نورِ حق نورٌ علیٰ نور ——— کمشکوٰۃ شان ہے انکی انہیں کیا واسطہ ظل سے

بفضلِ اللہ نابینا نہیں ہوں کیسے دوں نسبت ——— کفِ پائے حبیبِ حق کو روئے ماہِ کامل سے

نیز شیخ المحققین حضرت علامہ شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مایۂ ناز تصنیف میں نقل فرماتے ہیں کہ "مثل نورہٖ الآیۃ" کی تفسیر میں مفسرین کہتے ہیں کہ قلب محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں ایمان کی مثال، اس مشکوٰۃ کی مانند ہے جس میں شمع روشن ہو۔ مشکوٰۃ، آپ کے صدر مبارک کی مثال ہے اور زجاجہ، آپ کے قلب اطہر کی مثال ہے اور مصباح، آپ کے قلب شریف میں جو نورِ معرفت وایمان ہے، اسکی مثال ہے۔ (مدارج النبوۃ جلد اوّل ص ۱۲۴)

غرض کہ آپ سراپا نور تھے اور ہیں۔ اسی لئے آپ کا سایہ نہیں تھا، کیونکہ نور کا سایہ نہیں ہوتا۔

چنانچہ "مدارج النبوۃ" میں ایک اور جگہ حضرت علامہ شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہ تھا۔ نہ آفتاب کی روشنی میں نہ چاند کی طلعت میں۔ اسے حکیم ترمذی نے ذکوان سے "نوادر الاصول" میں روایت کیا ہے۔ ان بزرگوں پر تعجب ہے کہ چراغ کا ذکر نہ فرمایا۔ "نور" آپ کے اسماءِ مبارکہ میں سے ایک نام ہے۔ اور نور کا سایہ نہیں ہوتا۔ (مدارج النبوۃ جلد اول ص ۲۳)

اسکی مزید تفصیل آپ اس کتاب کے حصّہ اول میں ملاحظہ فرماچکے ہیں۔

یہاں پر ایک اہم بات میں یہ عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ ایک صاحب نے مجھ سے سوال کیا کہ جناب! آپ نے اپنی اس کتاب میں زیادہ تر شیخ المحققین حضرت علامہ شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ہی کی تصنیفات سے کیوں استفادہ کیا ہے؟

جیسے مدارج النبوۃ ۔ ماثبت بالسنہ ۔ جذب القلوب الیٰ دیار المحبوب ۔ وغیرہ۔

تو میں نے کہا کہ صاحب! ــــــــ شیخ المحققین کی تصنیفات کی شان و عظمت کو اگر آپ جاننا چاہیں تو آپ میری نہیں بلکہ مجددِ وقت و مجددِ دین وملت الشاہ امام احمد رضا خاں فاضلِ بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کی زبانی سنیئے۔

چنانچہ حضور محدث اعظمِ ہند علیہ الرحمۃ نے ارشاد فرمایا کہ ایک مرتبہ اعلیٰحضرت فاضلِ بریلوی قدس سرہٗ کی مجلس میں مولانا شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی باکرامت تصنیفات کا ذکر آگیا تو اعلیٰحضرت نے ارشاد فرمایا کہ حضرت شیخ محقق کی کرامتوں میں سے ایک بڑی نمایاں کرامت یہ ہے کہ مولیٰ تعالیٰ جل شانہٗ نے آپ کو "قلم محفوظ" عطا فرمایا تھا۔ کہ آپ کی تصانیف میں عمر بھر آپ سے کبھی علمی لغزش نہیں ہوئی اور آپ کی پوری تصنیفات میں آپ کے قلم سے کوئی ایسی خطا سرزد نہیں ہوئی جو قابلِ گرفت ہو۔ یہ مولیٰ تعالیٰ کا آپ پر بہت ہی بڑا فضل ہے۔

(روحانی حکایات جلد ۲ صفحہ ۲۱)

سبحان اللہ! اعلیٰ حضرت جیسا علوم وفنون کا جبلِ راسخ اور مملکتِ نقد و تنقید کا سلطانِ اعظم جس کے محاسنِ تصانیف کا مداح اور اُس کے قلم کی حفاظت کا شاہدِ عدل ہو، اُسکے علم و فضل کی وسعت اور اُس کے قلم محفوظ کی عظمت کا کیا کہنا؟

نیز اسی آیت کریمہ مثل نورہٖ کمشکوٰۃ فیہا مصباح الآیۃ کی تفسیر میں محبوب ملت حضرت علامہ محمد محبوب علی خاں صاحب قبلہ قادری برکاتی رضوی لکھنوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ محقق مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مدارج النبوت میں اور حضرت علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی رحمۃ اللہ علیہ "جواہر البحار" میں فرماتے ہیں کہ سرکارِ احدیت اِس مثال سے ایک خاص مسئلہ بیان فرمارہے ہیں، یعنی اِس آیت میں نورِ ثانی سے مراد نورِ مصطفیٰ ہے۔ اس کی ایک تفسیر یہ بھی ہے اور خود عبارتِ قرآنیہ پر غور کرنے سے ہی یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ پہلے خود اللہ عزوجل کو آسمانوں اور زمینوں کا نور فرمایا اور آگے چل کر اس کے نور کے لئے تمثیل بیان فرمائی۔ یہاں نور کو

کو اللہ عزوجل کی طرف مضاف کیا۔ یہ اضافت تشریفی و تخلیقی ہے یعنی اس نور کی مثل جس کو اللہ عزوجل نے اپنے نورِ ذات سے بلاواسطہ و بلا تجزی و تبعض کے پیدا فرمایا۔ اور ایسا نور نہیں مگر نورِ محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ الہٖ وبارک وسلم۔ تو اب مسئلہ حل ہوگیا کہ وہ نوری شمع جو روشن ہے وہ دلِ اقدس ہے اللہ کے پیارے محبوب کا۔ اور وہ فانوس جس میں شمع نورِ الٰہی روشن ہے وہ سینہ رفیض گنجینہ ہے حضور سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ الہٖ وبارک وسلم کا۔ اور وہ طاق جس میں فانوس رکھا ہے وہ سراپا ہے جسمِ پاک اللہ کے پیارے بے سہاروں کے سہارے عرشِ عظیم کی آنکھ کے تارے حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ الہٖ وبارک وسلم کا۔ اور اسی مضمون کو حضور پُرنور مرشدِ برحق اعلیٰحضرت عظیم البرکت مجددِ اعظم فاضلِ بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ؎

شمعِ دل مشکوٰۃ تن سینہ زجاجہ نور کا تیری صورت کیلئے آیا ہے سورہ نور کا

جب یہ معلوم ہوگیا کہ وہ طاق جس میں یہ فانوس رکھا ہے وہ جسم اطہر ہے مدنی تاجدار کا، اور وہ فانوس جس میں وہ شمع روشن ہے وہ سینۂ مبارک ہے محبوب کردگار کا۔ اور وہ نوری شمع دلِ اقدس ہے سرکار ابد قرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ الہٖ وبارک وسلم الیٰ یوم القرار کا تو اس مضمون کو اور واضح کر لیجئے تاکہ خوب ذہن نشین ہو جائے۔ حضرت مولانا روم علیہ الرحمۃ کا ارشاد ہے ؎

خوشتر آں باشد کہ سرِّ دلبراں گفتہ آید در حدیثِ دیگراں

یعنی بہترین وعظ اور اچھی نصیحت وہ ہوتی ہے جو دوسروں کی سمجھ کے موافق روزانہ کی بول چال آپس کی گفتگو میں بیان کر کے سمجھا دی جائے۔ لہٰذا مثال سنیئے، ہر تھوڑی سی بھی عقل والا جانتا اور اس بات کو مانتا ہے کہ گیس پر جس رنگ کا شیشہ یا شمع پر جس رنگ کا فانوس لگایا جائے گا گیس اور شمع کی روشنی اُسی شیشہ کے رنگ میں ظاہر ہوگی۔ کبھی کسی نے نہ دیکھا نہ سُنا کہ گیس پر سبز رنگ کا شیشہ لگایا گیا ہو اور روشنی سُرخ رنگ کی ہوئی ہو، یا شمع پر فانوس تو سفید تھا مگر روشنی سیاہ رنگ کی

ہوگئی۔ لالٹین میں چمنی تو نیلے رنگ کی لگائی گئی مگر روشنی پیلے رنگ کی ہوگئی۔

اور یہ بھی دنیا کا کوئی عاقل وبالغ تسلیم نہیں کرتا کہ اِس شیشہ یا فانوس یا چمنی اور روشنی میں تفریق وجدائی ممکن ہے یعنی عادتاً یہ نہیں ہوسکتا کہ گیس کی روشنی تو دو تین سو گز کے فاصلے تک جائے یا شمع کی روشنی پچاس گز سو گز کے فاصلہ تک پہنچے مگر شیشہ اور فانوس کا رنگ صرف دو چار گز تک جائے یا شیشہ کا رنگ بالکل معدوم ہوجائے۔ اور ویسے ہی یہ بھی ناممکن ہے کہ گیس و شمع کی روشنی سو گز جائے اور شیشہ کا رنگ دو تین سو گز تک پہنچ جائے۔ تو ثابت ہوا کہ روشنی اور شیشہ کے رنگ میں جو اُس پر چڑھا ہوا ہے تفریق وجدائی ناممکن ہے۔ ہر سائنسدان وفلاسفر اس کو قبول کرتا ہے۔ تو پیارے عزیزانِ اہلسنت غور فرمائیں کہ کس پیارے انداز میں پردہ، پردہ میں رب تبارک و تعالیٰ اپنے پیارے محبوب کی تعریف وتوصیف فرماتا ہے کہ اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ اللہ نور ہے آسمانوں اور زمین کا۔ زمین وآسمان کا چپہ چپہ گوشہ گوشہ جگمگا رہا ہے اُس کے نور سے۔ اور آگے کی مثال سے یہ معلوم ہوا کہ شمع نورِ الٰہی پر جو فانوس ہے وہ رنگِ محمدی کا ہے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ زمین وآسمان میں کوئی چپہ کوئی گوشہ کوئی جگہ ایسی نہیں جو رنگ محمدی سے خالی ہو۔ جہاں کہا جائے گا کہ یہاں نورِ الٰہی موجود ہے ماننا پڑے گا کہ وہاں رنگِ محمدی بھی ضرور ہے۔ مسئلہ حاضر وناظر یہاں بیان کرنا مقصود نہیں ہے وہ کسی دوسری مجلس میں عرض کروں گا مگر یہاں بھی اِس مسئلہ پر روشنی پڑتی ہے یعنی جس جگہ جس مکان میں وہابی یا دیوبندی کہے یہاں اللہ کا نور ہے تو کہنا پڑے گا کہ رنگِ محبوب خدا بھی یہاں ضرور ہے۔ ورنہ روشنی اور شیشہ کے رنگ میں جدائی وتفریق ثابت کرے اور یہ ناممکن۔ تو ہمارا دعویٰ ثابت، اللھم صل علی سیدنا ومولانا محمد وعلیٰ آلِ سیدنا ومولانا محمد واصحابہ وبارک وسلم۔

(نور کی تفسیر ص۱۲۱)

یہی وجہ ہے کہ جو بھی لباس آپ زیب تن فرماتے آپ کی تابش نور سے اور آپ سے

منسلک ہونے کے سبب وہ بھی نورانی ہوجاتا اور اس لباس کا بھی سایہ نہیں ہوتا تھا۔

حکیم الامت حضرت علامہ مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمۃ اللہ علیہ قرآن کریم کی آیت "قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ" کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام صرف ظاہری چہرے مہرے میں تو بشر ہیں لیکن حقیقت میں اللہ کا نور ہیں۔ جیسے جبرئیل علیہ السلام جب بشکلِ بشری میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس آتے تھے تو کپڑے سفید اور بال سیاہ رکھتے تھے۔ اِسکے باوجود وہ نور تھے۔ یونہی حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ظاہری چہرے مہرے اور لباس میں بشر ہیں مگر حقیقت میں نور ہیں؛ قد جاءکم من اللہ نور۔ (تفسیر نور العرفان ص۴۸۶)

نیز قرآن کریم کی اِسی آیت اللہ نور السمٰوٰت والارض ط مثل نورہ الآیۃ کی تفسیر میں حضرت کعب بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مذکورہ آیت میں دوسرے نور سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ ارشادِ خداوندی ہے مثل نورہٖ۔ یعنی نورِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ اور اِس آیت کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں دوسرے مقامات پر بھی اپنے محبوب (صلی اللہ علیہ وسلم) کو "نور" اور "سراج منیر" جیسے ناموں سے موسوم کیا ہے۔

(کتاب الشفاء القسم الاول باب اوّل ص۲۰۶)

چنانچہ حضرت عمر بن فارض رضی اللہ تعالیٰ عنہ (المتوفی ۶۳۲ھ) نے کیا ہی خوب فرمایا ہے

واخمد ابراھیم نار عدوّہٖ　　　وعن نورہٖ عادت لہ روض جنّۃ

ترجمہ: حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے دشمن کی آگ کو بجھا دیا۔ اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے نور سے وہ آگ، اُن کے لئے جنت کا باغیچہ بن گئی۔

(قصیدۂ تائیۃ الکبریٰ بحوالہ الجواہر البحار شریف جلد اوّل ص۵۵۵)

اِسی طرح مشہور شاعر دربارِ رسول حضرت کعب بن زہیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ

اِنَّ الرَّسُوْلَ لَنُوْرٌ یُّسْتَضَاءُ بِہٖ　　　مُھَنَّدٌ مِّنْ سُیُوْفِ اللّٰہِ مَسْلُوْلٗ

(سیرۃ ابن ھشام جلد ۲ ص۳۱۵)

مآخذ و مراجع

قرآن مجید۔ کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن۔ مترجم:۔ اعلیحضرت امام احمد رضا خاں (متوفی ۱۳۴۰ھ)

کتبِ تفاسیر

تفسیر ابن عباس (مترجم) حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ (متوفی ۶۸ھ)
تفسیر کبیر امام فخر الدین رازی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۶۰۶ھ)
تفسیر مدارک التنزیل علامہ ابوالبرکات عبداللہ ابن احمد نسفی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۱۰ھ)
تفسیرِ خازن علامہ علی بن محمد خازن شافعی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۲۵ھ)
تفسیرِ جلالین امام جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابوبکر سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۱۱ھ)
تفسیرِ جلالین امام جلال الدین محلی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی
تفسیرِ روح البیان حضرت علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۱۳۷ھ)
تفسیرِ مظہری حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۲۲۵ھ)
تفسیرِ عزیزی (مترجم) حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۲۳۹ھ)
تفسیر روح المعانی حضرت علامہ سید محمود آلوسی حنفی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۲۷۰ھ)
تفسیر خزائن العرفان صدر الافاضل علامہ سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ (متوفی ۱۳۶۷ھ)
تفسیر قرطبی علامہ ابوعبداللہ احمد مالکی قرطبی علیہ الرحمۃ (متوفی ۶۶۵ھ)
تفسیر نور العرفان حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خاں نعیمی علیہ الرحمۃ (متوفی ۱۳۹۱ھ)
تفسیر نعیمی ایضاً
تفسیر ضیاء القرآن حضرت علامہ پیر محمد کرم شاہ الازہری قبلہ دامت برکاتہم القدسیہ
حاشیہ تفسیر القرآن شبیر احمد عثمانی دیوبندی (متوفی ۱۳۶۹ھ) مطبوعہ تاج کمپنی لمیٹیڈ، لاہور

کتبِ احادیث

صحیح بخاری امام ابوعبداللہ محمد بن اسمٰعیل رحمۃ اللہ علیہ بخاری (متوفی ۲۵۶ھ) مترجم، مولانا عبدالحکیم اختر شاہجہانپوری

صحیح مسلم امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۶۱ھ)
جامع ترمذی امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۷۹ھ) ترجمہ۔ مولانا غلام محمد صدیق ہزاروی
سننِ ابنِ ماجہ امام محمد بن یزید ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۷۳ھ) مترجم۔ مولانا عبدالحکیم اختر شاہجہانپوری
مصنف عبدالرزاق امام عبدالرزاق بن ہمام رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۱۱ھ)
مسندِ احمد بن حنبل امام ابوعبداللہ احمد بن حنبل شیبانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۴۱ھ)
المستدرک حاکم امام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۰۵ھ)
مشکوٰۃ شریف امام شیخ ولی الدین محمد بن عبداللہ خطیب تبریزی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۴۲ھ)

شروح الحدیث

فتح الباری شرح صحیح البخاری علامہ امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۵۲ھ)
عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری علامہ بدر الدین عینی حنفی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۵۵ھ)
مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح حکیم الامت علامہ مفتی احمد یار خاں نعیمی علیہ الرحمۃ (متوفی ۱۳۹۱ھ)

کتبِ سیرت

سیرت النبی (ابن ہشام) حضرت علامہ ابومحمد عبدالمالک بن ہشام حمیری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۱۳ھ/۲۱۸ھ)
تاریخ الامم والملوک (تاریخ طبری) جلد اول حضرت علامہ امام ابوجعفر ابن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۳۱۰ھ)
طبقات الکبریٰ (طبقاتِ ابن سعد) جلد اول حضرت علامہ ابوعبداللہ محمد بن سعد بن منیع الزہری
کتابُ الشفاء حضرت علامہ قاضی ابوالفضل عیاض رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۵۴۴ھ)
شرح الشفاء حضرت علامہ ملا علی قاری ابن سلطان محمد الہروی علیہ الرحمۃ (متوفی ۱۰۱۴ھ)
نسیم الریاض حضرت علامہ شہاب الدین خفاجی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۰۶۹ھ)
مواہب اللدنیہ حضرت علامہ امام شہاب الدین احمد قسطلانی علیہ الرحمۃ (متوفی ۹۱۱ھ)
زرقانی علی المواہب حضرت علامہ امام ابوعبداللہ بن عبدالباقی زرقانی علیہ الرحمۃ (متوفی ۱۱۲۲ھ)
الانوار المحمدیہ من المواہب اللدنیہ حضرت علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۵۰ھ)
الوفاء باحوال المصطفیٰ حضرت علامہ امام محدث عبدالرحمٰن بن جوزی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۵۹۷ھ)

بیان المیلاد النبوی   حضرت علامہ امام محدث عبدالرحمٰن ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۵۹۷ھ)

مولد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم   حضرت علامہ امام ابوالفداء عماد الدین اسماعیل ابن کثیر (متوفی ۷۷۴ھ)

خصائص الکبریٰ (مترجم)   حضرت علامہ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۱۱ھ)

خصائص الصغریٰ (مترجم)   ایضاً

حسن المقصد فی عمل المولد   ایضاً

مسالک الحنفاء لابویہ المصطفیٰ (مترجم)   ایضاً۔ (مترجم: حافظ ملت عبدالعزیز علیہ الرحمۃ (متوفی ۱۳۹۶ھ)

انسان العیون (سیرت حلبیہ اردو)   حضرت علامہ علی ابن برہان الدین حلبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۰۴۴ھ)

مدارج النبوت (مترجم)   حضرت علامہ شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۰۵۲ھ)

جذب القلوب (مترجم)   ایضاً

القول البدیع   حضرت علامہ ابوالخیر شمس الدین سخاوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۰۲ھ)

شواہد النبوۃ (مترجم)   حضرت علامہ عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۹۸ھ)

جواہر البحار جلد اول (مترجم)   حضرت علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۵۰ھ)

حجۃ اللہ علی العالمین   ایضاً

وسائل الوصول الی شمائل الرسول (مترجم)   ایضاً

سیرۃ الرسول (مترجم)   حضرت علامہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۱۷۶ھ)

سرور القلوب   حضرت علامہ مولوی محمد نقی علی خاں علیہ الرحمۃ (متوفی ۱۲۹۷ھ)

شمول الاسلام لاصول الرسول الکرام   اعلیٰحضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی قدس سرہٗ (متوفی ۱۳۴۰ھ)

شان حبیب الرحمٰن   حکیم الامت علامہ مفتی احمد یار خاں نعیمی علیہ الرحمۃ (متوفی ۱۳۹۱ھ)

قصص الانبیاء   مولانا مولوی غلام نبی ابن عنایت اللہ بن محمد امیر کرلئی

سرکار کا جسم بے سایہ   رئیس القلم حضرت علامہ ارشد القادری صاحب قبلہ مدظلہ العالی

جلوۂ حق   ایضاً

سیرت رسول عربی   حضرت علامہ نور بخش توکلی علیہ الرحمہ

حدیث نور   حضرت علامہ قاضی غلام محمود صاحب ہزاروی علیہ الرحمہ (متوفی ۱۴۱۲ھ)

محمد نور   مولانا محمد منشاء تابش قصوری

نورِ خدا   شیخ الاسلام سید محمد مدنی میاں اشرفی الجیلانی قبلہ مدظلہٗ العالی

تفسیر سورۂ نور   محبوب ملت علامہ محمد محبوب علی خاں علیہ الرحمۃ (متوفی ۱۳۸۵ھ)

بے مثل بشر   مولانا محمد اعظم صاحب قبلہ مدظلہ العالی

خالص الاعتقاد   اعلیٰحضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی قدس سرہٗ (متوفی ۱۳۴۰ھ)

مجموعہ خیر البیان   حضرت مولانا شاہ ابوالحسن زید فاروقی صاحب۔

ذکر جمیل   حضرت علامہ محمد شفیع اوکاڑوی علیہ الرحمۃ (متوفی ۲۴ راپریل ۱۹۸۴ء)

میلاد النبی   حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۴۰۶ھ)

جانِ جاناں   ڈاکٹر پروفیسر مسعود احمد صاحب قبلہ مدظلہٗ العالی

تاریخ ابن خلدون جلد دوم (مترجم)   علامہ عبدالرحمٰن ابن خلدون (متوفی ۸۰۸ھ)

تاجدارِ رسالت   غازیٔ ملت سید محمد ہاشمی میاں اشرفی الجیلانی قبلہ مدظلہٗ العالی

قبل از اسلام کتابوں میں ذکرِ رسول   سید آل احمد رضوی

شرح اسماء النبی   غلام محمد صاحب۔ مترجم:۔ نور الامین

رحمۃ للعالمین   قاضی محمد سلیمان منصور پوری

بائبل حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کیا کہتی ہے؟   احمد دیدات۔ مترجم:۔ محمد علیم شیخ

معارج النبوۃ   حضرت علامہ ملا واعظ کاشفی رحمۃ اللہ علیہ

کوثر الخیرات   حضرت مولانا محمد اشرف سیالوی صاحب

اختیارِ نبوت   حضرت مولانا عبدالرحمٰن بہاری صاحب

کتبِ تصوف

کتاب اللمع فی التصوف (مترجم)   حضرت شیخ ابونصر سراج رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۳۷۸ھ)

روضۃ الریاحین (مترجم)   حضرت علامہ اسعد یافعی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی

اسرار الاولیاء   ملفوظاتِ حضرت بابا فرید الدین گنجشکر رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۶۹۰/۶۶۴ھ)

راحۃ المحبین (افضل الفوائد حصہ دوم) مترجم   ملفوظاتِ خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۲۵ھ)

فوائد الفواد (مترجم)	ملفوظاتِ حضرت خواجہ نظام الدین اولیا محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ (متوفیٰ ۷۲۵ھ)
تذکرۃ الاولیاء (مترجم)	حضرت شیخ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ (متوفیٰ ۶۲۷ھ)
عین الفقر (مترجم)	حضرت شیخ سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ (متوفیٰ ۱۱۰۲ھ)
نزہۃ المجالس (مترجم)	حضرت مولانا عبد الرحمٰن صفوری رحمۃ اللہ علیہ (متوفیٰ
جامع کراماتِ اولیاء (مترجم)	حضرت علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفیٰ ۱۳۵۰ھ)

تاریخِ مشائخ قادریہ مسمیٰ بہ خیر الوریٰ سے غوث الوریٰ تک۔ از۔ علامہ صوفی شبیر احمد چشتی القادری

خطبات

نصرۃ الواعظین حصہ سوم	شیر بیشہ اہلسنت حضرت حشمت علی خاں رضوی پیلی بھیتی علیہ الرحمۃ (متوفی ۱۳۸۰ھ)
خطباتِ علمائے اہلسنت	مختلف علمائے اہلسنت وجماعت
مفید الواعظین	مولانا ابو النور محمد بشیر صاحب
خطبات	ایضاً
بیس تقریریں	ایضاً
نعیمی خطبات	مولانا قاری محمد الدین صاحب نعیمی قبلہ
خطباتِ ربانی	مولانا عبد الوحید ربانی صاحب قبلہ (پاکستان)

دیوان ومثنوی

دیوان حضرت حسان بن ثابت	حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ (متوفیٰ ۴۰ھ سے قبل)
قصیدہ بردہ شریف (مترجم)	حضرت علامہ امام محمد بن سعید بوصیری (متوفیٰ ۶۹۴ھ)
طیب الوردہ شرح قصیدہ بردہ	حضرت علامہ قاری ابو الحسنات محمد احمد قادری قدس سرہٗ (متوفیٰ ۱۳۸۰ھ)
دیوانِ حضرت سلطان باہو	حضرت شیخ سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ (متوفیٰ ۱۱۰۲ھ)
مثنوی مولانا روم (مثنوی مولوی معنوی)	حضرت مولانا جلال الدین محمد رومی علیہ الرحمۃ (متوفیٰ ۶۷۲ھ)
گلدستۂ مثنوی	حضرت علامہ مفتی جلال الدین احمد امجدی صاحب قبلہ مدظلہ العالی
حدائقِ بخشش	اعلیٰحضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی قدس سرہٗ (متوفیٰ ۱۳۴۰ھ)

دیوانِ سالک	حضرت علامہ مفتی احمد یار خاں نعیمی علیہ الرحمۃ (متوفیٰ ۱۳۹۱ھ)
شمائلِ انتخاب	حضرت مولانا قاری محمد انتخاب قدیری صاحب قبلہ مدظلہ العالی

لغات

جامع فیروز اللغات اردو کلاں	مولوی فیروز الدین فیروز
المنجد عربی کلاں	لوئیس معلوف ایسوعی
مصباح اللغات عربی اردو کلاں	عبد الحفیظ بلیاوی

متفرقات

حیوٰۃ الحیوان (مترجم)	حضرت علامہ کمال الدین موسیٰ الدمیری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۰۸ھ)
ماثبت بالسنۃ (مترجم)	حضرت علامہ شاہ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفیٰ ۱۰۵۲ھ)
افضل الصلوٰۃ علیٰ سید السادات	حضرت علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفیٰ ۱۳۵۰ھ
دلائل الخیرات (مترجم)	حضرت علامہ ابو عبد اللہ محمد بن سلیمان جزولی رحمۃ اللہ علیہ (متوفیٰ
احیاء العلوم	حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ (متوفیٰ ۵۰۵ھ)
موضوعاتِ کبیر	حضرت علامہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ (متوفیٰ ۱۰۱۴ھ)
فتاویٰ رضویہ	اعلیٰحضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی قدس سرہٗ (متوفیٰ ۱۳۴۰ھ)
تفسیر سورۃ النور	مفتی خلیل خاں برکاتی قدس سرہٗ (متوفیٰ
مجدِ داعظم از محدثِ اعظم	خطبۂ حضور محدثِ اعظم ہند سید ابو المحامد اشرفی الجیلانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفیٰ ۱۳۸۱ھ)
روحانی حکایات	مولانا عبد المصطفیٰ صاحب اعظمی علیہ الرحمۃ (متوفی ۱۳۸۹ھ)
منیر العین فی حکم تقبیل الابہامین	اعلیٰحضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی قدس سرہٗ (متوفیٰ ۱۳۴۰ھ)
انگوٹھے چومنے کا ایک مسئلہ (سنتِ صدیقی)	مولانا محمد شفیع اوکاڑوی علیہ الرحمۃ (متوفیٰ ۱۹۸۴ء)
انگوٹھے چومنا	مولانا قاری محمد انتخاب قدیری صاحب قبلہ مدظلہ العالی
جاء الحق وزھق الباطل	حضرت علامہ مفتی احمد یار خاں نعیمی علیہ الرحمۃ (متوفیٰ ۱۳۹۱ھ)

ادلۃ اھل السنۃ والجماعۃ (مترجم) مطبوعہ ترکی

Scanned with CamScanner

امداد المشتاق — حضرت علامہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ (متوفیٰ)

مکتوباتِ امامِ احمد رضا خاں — مرتبہ:- مولانا محمود احمد قادری قبلہ مدظلہ العالی

احکامِ شریعت — اعلیٰحضرت امام احمد رضا خاں فاضلِ بریلوی قدس سرہٗ (متوفیٰ ۱۳۴۰ھ)

التیرۃ الوضیہ — ایضاً

نطق الہلال — ایضاً

فیضانِ سنت — حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری رضوی قبلہ مدظلہٗ العالی

کاشف کید الثعلب فی ایمان ابی طالب — حضرت صوفی محمد اللہ دتا صاحب علیہ الرحمۃ (متوفیٰ ۱۴۰۵ھ)

رسائل و مسائل — ابو الاعلیٰ مودودی (متوفیٰ ۱۳۹۹ھ)

تحذیر الناس — محمد قاسم نانوتوی (متوفیٰ ۱۲۹۷ھ)